عمران سیریز
ڈوگوفاسٹرز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ــــــ سلام مسنون: سب سے پہلے تو میں اپنے ان تمام قارئین کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے واٹر پاور کے سلسلے میں مجھے اس قدر پسندیدگی بھرے خطوط لکھے کہ شاید اس سے پہلے کسی ایک سلسلے میں اتنی کثیر تعداد میں خطوط موصول نہ ہوئے ہوں۔ چونکہ خطوط کی تعداد اس قدر ہے کہ میں فرداً فرداً ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے میں اجتماعی طور پر آپ سب قارئین کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے یہ خطوط دراصل میرے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ اور میں ایک نئے حوصلے اور جذبے کے ساتھ آپ کے لئے منفرد اور معیاری جاسوسی کہانیوں کی تخلیق میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ موجودہ ناول "ڈیڈ گونا مشن" بھی اردو جاسوسی ادب میں ایک منفرد انداز کی کہانی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں جرم صرف کسی فرد یا ادارے کے خلاف ہی وقوع پذیر نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسے جرائم بھی کئے جاتے ہیں۔ جن سے ملکوں اور قوموں کی تاریخ کا دھارا ہی موڑ دیا جاتا ہے۔ اور وہ ملک اور قوم جو ان بھیانک جرائم کا نشانہ بنتے ہیں۔ صدیوں تک اس کا خمیازہ بھگتتے رہتے ہیں۔ موجودہ ناول بھی ایسے ہی بھیانک جرم اور خوفناک سازش پر مبنی ہے۔ جس کے ذریعے سیاہ فام پس ماندہ اور مظلوم

عوام کے ملک نمیبیا کی آزادی کو ایک بار پھر صدیوں پیچھے دھکیلنے کی
کوشش کی گئی تھی۔ جنوبی افریقہ اور نمیبیا پر غاصبانہ انداز میں قابض
سفید فام اقلیت کسی حالت میں بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ نمیبیا میں
آزادی کا سورج طلوع ہو سکے۔ لیکن پوری دنیا کے وہ ممالک جو
مظلوم اور محکوم قوموں کی آزادی کے علمبردار ہیں کی کوششوں سے
اقوام متحدہ کے تحت نمیبیا میں انتخابات کا فیصلہ ہو گیا جسے اس
سفید فام اقلیت نے بہ جبر و اکراہ قبول تو کر لیا لیکن انہوں نے
ان انتخابات کو سبوتاژ کرنے اور نمیبیا کو ملنے والی آزادی کا راستہ
ہمیشہ کے لئے روک دینے کی غرض سے ایک خوفناک اور انتہائی
بھیانک سازش تیار کی۔ ایک ایسی سازش جس کے ذریعے ساؤتھ
افریقہ اور نمیبیا کے مظلوم سیاہ فام باشندوں کا قتل عام کیا جانا
مقصود تھا۔ تاکہ ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے۔
لیکن عمران کا ملک جو پوری دنیا کی مظلوم اور محکوم قوموں کی آزادی
کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔ اس خوفناک اور بھیانک سازش کو
کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس سازش کے خاتمے کے لئے
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جیالے سپوت دیوانہ وار
میدان میں کود پڑے۔ اور پھر ایک اجنبی سرزمین پر انہوں نے
اپنی بے پناہ ہمت، لازوال بہادری اور بلند حوصلوں سے جنوبی
افریقہ کی منظم، سفاک اور انتہائی حد تک ظالم سفید فام فوج کی
اس خوفناک سازش کا تار و پود بُری طرح بکھیر کر رکھ دیا۔ انہوں نے
اپنے خون سے نمیبیا کی آزادی کی وہ تحریر لکھی جو قیامت تک

جذبوں اور حوصلوں کی جگمگاہٹ سے ہر طرف روشنی بکھیرتی رہے
گی۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ یہ کہانی ہر لحاظ سے آپ کے بلند معیار
پر پوری اترے گی۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجیے گا۔ اب اپنے
چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

مُلتان سے یوسف سلیمان صاحب لکھتے ہیں "آپ کے
ناولوں میں کچھ ایسا پر اسرار لطف ہے کہ ایک ناول کو کئی بار پڑھنے
کے باوجود بار بار پڑھنے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود
ہر بار قاری نیا لطف محسوس کرتا ہے۔ میں ایک مسئلے کی طرف بھی
آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ غیر ملکی جاسوس یا مجرم جب بھی پاکیشیا
آتے ہیں وہ اردو میں گفتگو کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کئی ایسے
بھی ہوتے ہیں جو زندگی میں پہلی بار پاکیشیا آتے ہیں کیا وہ سب
اردو سیکھ کر پاکیشیا آتے ہیں"۔

یوسف سلیمان صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور
ہوں۔ شکر ہے آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ عمران اور اس کے ساتھی
جب دنیا کے دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو وہ وہاں سب سے
اردو میں کیوں بات کرتے ہیں کیا وہ پہلے پوری دنیا کے افراد کو
اردو پڑھا چکے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کو تمام کردار اردو
بولتے اس لئے نظر آتے ہیں کیونکہ ناول اردو زبان میں لکھا جاتا
ہے۔ اگر یہی ناول کسی اور زبان میں لکھا جاتا تو پھر تمام کردار وہی
زبان بولتے دکھائی دیتے۔ مجھے امید ہے اب آپ کی الجھن دور
ہو چکی ہو گی۔

لاہور گوالمنڈی سے محمد رمضان سلیم، محمد شہزاد سلیم اور محمد سلیمان سلیم صاحبان لکھتے ہیں "داٹر پاور کا سلسلہ ہمیں بے حد پسند آیا ہے۔ آپ سے ایک درخواست کرنی ہے کہ آپ نے گریٹ بال کے صفحہ نمبر ۳۲۹ پر لکھا ہے کہ عمران پبلک فون بوتھ میں موجود سکے باہر نکالنے کا گُر جانتا ہے لیکن عمران نے یہ گُر بتایا نہیں آپ کو تو لازماً علم ہو گا۔ آپ ہی یہ طریقہ ہمیں بتا دیں"

محمد رمضان سلیم۔ محمد شہزاد سلیم اور محمد سلیمان سلیم صاحبان۔ ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ نے سکے نکالنے والا طریقہ پوچھا ہے تو عرض ہے کہ اگر عمران وہ طریقہ بتا بھی دیتا تو آپ صاحبان کو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ کیونکہ یہاں محکمے والوں کو ہمیشہ یہی گلہ رہتا ہے کہ لوگ فون کرنے کے لئے سنجانے کہاں کہاں سے کھوٹے سکے ڈھونڈھ لاتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران نے کار گیراج میں بند کی اور پھر وہ سیٹی بجاتا ہوا بڑے خوشگوار موڈ میں سیڑھیاں پھلانگتا اوپر فلیٹ کے دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ اس وقت رات گہری ہو چکی تھی۔ اور وہ سوپر فیاض سے پاکیشیا کے سب سے بڑے ہوٹل میں شاندار ڈنر کھا کر واپس آ رہا تھا۔ سوپر فیاض سے اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ اسے شاندار ڈنر خوشی سے کھلا دے تو آئندہ وہ اس سے بالکل کوئی رقم نہ مانگے گا۔ اور سوپر فیاض نے اس سے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر عہد لیتے ہوئے ڈنر کی حامی بھری۔ اور اس طرح عمران نے بڑی مدت کے بعد شاندار ڈنر کا لطف لیا۔ چونکہ آج کل وہ فارغ تھا۔ اس لئے سوپر فیاض سے اس کی گاڑھی چھن رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ سلیمان اس کے لئے کھانا تیار کر کے اس کے انتظار میں بیٹھا سوکھ رہا ہو گا۔ اس لئے اب جب وہ سلیمان کو بتائے گا کہ وہ شاندار ڈنر

کھا کر آ رہا ہے تو سلیمان کی حالت دیکھنے والی ہو گی۔ اس حالت کے تصور سے پیشگی لطف اندوز ہوتا ہوا وہ سیڑھیاں پھلانگتا دروازے پر پہنچا اور پھر اس نے کال بیل کے بٹن پر اپنی انگلی مستقل طور پر جما دی۔ نتیجہ یہ کہ اندر سے بزر کا شور مستقل طور پر سنائی دینے لگا۔ لیکن دروازہ اس کی توقع سے کہیں پہلے کھل گیا۔ دروازے پر سلیمان کھڑا تھا لیکن اس کے چہرے پر غصے کی بجائے بڑی پُر اسرار سی مسکراہٹ تھی۔ جیسے وہ بھی کسی خوشگوار تصور کا پیشگی لطف لے رہا ہو۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"۔۔۔ عمران نے بڑے میٹھے لہجے میں اور اونچی آواز میں کہا۔

"وعلیکم السلام جناب۔ آیئے۔ تشریف لایئے"۔۔۔ سلیمان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں حیرت بھرے انداز میں دیدہ دل میں سرچ لائٹس کی طرح چاروں طرف گھومنے لگیں۔ سلیمان کا یہ جوابی ردعمل اس کی توقع کے بالکل خلاف تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی میگزین ہاتھ لگ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن یہ میگزین مار دھاڑ سے بھرپور ہے۔ آیئے میں آپ کو دکھاؤں"۔۔۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران کا دماغ حیرت کی شدت سے اور زیادہ گھوم گیا۔ سلیمان کا ردعمل کسی طرح بھی معمول کے مطابق نہ تھا۔ البتہ اس کے لہجے اور

آنکھوں سے پُر اسرار سی مسکراہٹ ضرور نمایاں نظر آ رہی تھی۔

"اوہ۔ سمجھ گیا۔ تو تمہیں قبض ہو گئی ہے۔ یہ ریشمی چاول ذرا کم کھایا کرو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ ویسے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی خوشگواریت سلیمان کے غیر متوقع ردعمل کی وجہ سے قدرے بوریت میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

"ایک تو اتنی رات گئے آتا ہے۔ اور اس کے باوجود اس کا اندر آنے کو جی نہیں چاہتا۔ اب دیکھ لیا بیگم اپنے لاڈلے کے کرتوت تم میری جان کھائے رکھتی ہو کہ میں اسے کوٹھی میں کیوں نہیں رکھتا" ڈرائنگ روم سے سر رحمان کی غصیلی آواز ابھری اور عمران کے پھیلے ہوئے کندھے یکلخت سکڑ گئے۔ چہرے پر ہوائیاں سی اڑنے لگیں۔ سر رحمان کی یہاں اس وقت موجودگی اور پھر ساتھ ہی بیگم کا لفظ ان دونوں نے واقعی اُسے چکرا دیا تھا۔ اور سلیمان کا چہرہ طنزیہ مسکراہٹ سے جگمگا اٹھا۔

"آنے دو آج اسے۔ میں اسے اتنی جوتیاں ماروں گی کہ یا تو یہ تیر کی طرح سیدھا ہو جائے گا یا پھر زمین میں دفن ہو جائے گا۔ غضب خدا کا جوان جہان کنوارا لڑکا اور اس وقت واپس آئے آوارہ گردی کر کے"۔۔۔ عمران کو اماں بی کی غصے سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کا جسم یکلخت اکڑ گیا۔ اور وہ اس طرح سیدھا ہو کر چلنے لگا جیسے اس کی کمر کے ساتھ کسی نے لکڑی کا تختہ باندھ دیا ہو۔

"السلام علیکم ڈیڈی۔ السلام علیکم اماں بی۔ آپ اس وقت

تک جاگ رہی ہیں۔ اوہ۔ میں نے سلیمان کو کئی بار کہا ہے کہ حریرہ خشخاش بنا کر اماں بی کو دے آؤ۔ تاکہ انہیں پُرسکون نیند آسکے۔ مگر یہ کام چور میری سنتا ہی نہیں ہے۔ عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا اور سیدھا صوفے پر بیٹھی اماں بی کے قدموں میں جا بیٹھا۔ جب کہ سر رحمان سامنے والے صوفے پر غصے سے تنے ہوئے بیٹھے تھے۔

"ہاں واقعی۔ نیند تو مجھے کم آتی ہے۔ کیوں بے حرام خور۔ یہاں پڑے مفت میں روٹیاں توڑ رہے ہو۔ کیوں نہیں لا کر دیا حریرہ" اماں بی نے عمران کے بالوں پر سر پھیرتے ہوئے دروازے میں سر جھکا کر کھڑے سلیمان سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ب ب ـــــ بیگم صاحبہ۔ مجھے تو انہوں نے کبھی نہیں کہا"ـــــ سلیمان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو اب میرے سامنے جھوٹ بھی بولنے لگ گیا ہے" اماں بی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بیگم۔ یہ بے چارہ کیا جھوٹ بولے گا۔ یہ سب بہانے بازیاں ہیں۔ پہلے پوچھو تو سہی اپنے اس لاڈلے سے اتنی رات گئے کہاں آوارہ گردی کرتا پھر رہا تھا"ـــــ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم چپ رہو۔ تم تو شروع سے میرے بیٹے کے دشمن ہو۔ بے چارہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔ دیکھو کیا یتیموں جیسی

شکل بن گئی ہے اس کی۔ باپ کے جیتے جی یتیم بن گیا ہے۔ کیوں بے کہاں گیا تھا۔ سچ سچ بتا دے ورنہ اتنی جوتیاں ماروں گی کہ تیری تو کیا تیرے باپ کی بھی کھوپڑی چٹخ جائے گی"ـــــ اماں بی نے بیک وقت ہمدردی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ رقم کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ ڈیڈی تو دیتے نہیں۔ آپ سے مانگوں تو آپ بھی ڈیڈی سے مانگنے کا کہہ دیتی ہیں۔ میں صبح سے ڈیڈی کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی منتیں کر رہا تھا۔ وہ مانتا ہی نہ رہا تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ ساتھ دوڑائے رکھا۔ جب میں دوڑتے دوڑتے تھک گیا تو اس نے سو روپے نکال کر میری طرف اس طرح پھینک دیئے جیسے میں فقیر ہوں۔ لیکن اماں بی کیا کروں کہاں جاؤں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اصل یتیم ہوتا۔ اوہ ـــــ" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ لیکن آخری الفاظ پر اس نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہوں۔ تو اس بھدے موٹے سور کی یہ جرأت کہ میرے بیٹے کو دوڑائے رکھے۔ اس نے سمجھ کیا رکھا ہے اپنے آپ کو۔ کس کے ساتھ دوڑایا تھا تمہیں اس نے"ـــــ غصے کی شدت سے اماں بی کا جسم تنور کی طرح کانپنے لگ گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"اماں بی۔ جیپ کے ساتھ ساتھ۔ میں مجبور تھا اماں بی"ـــــ عمران کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

"ہائے ہائے۔ میرا اکلوتا نازوں سے پلا ہوا بیٹا۔ اس موئے بھدے

موٹے سور کی جیب کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہا رقم کے لئے۔ اور تم سوٹ چڑھائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے آرام سے بیٹھے ہو۔ میں کہتی ہوں کیا کرو گے اس دولت کا اس جاگیر کا۔ لعنت ہے تمہاری اس جاگیر پہ اور تمہارے اس عہدے پہ۔ میں بھی کہوں میرا بیٹا روز بروز سوکھتا کیوں جا رہا ہے۔ دیکھو تو ہڈیاں نکل آئی ہیں دوڑ دوڑ کر۔ نکالو رقم اور دو اسے۔ ورنہ میں اپنی اور تمہاری جان ایک کر دوں گی"۔۔۔ اماں بی تو غصے سے بری طرح پھٹ پڑیں۔

"بیگم۔ یہ تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ اس کے پاس تو کار ہے خواہ مخواہ بکواس کر رہا ہے"۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ ڈبا۔ وہ کار ہے۔ تم اسے کار کہتے ہو۔ خود تو لمبی لمبی کاروں میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہو اور اس کی ڈبا کو کار کہہ رہے ہو۔ تم رقم نکالو۔ بس۔ ابھی اسی وقت۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ کیا قبر میں لے جاؤ گے دولت کو۔ غضب خدا کا۔ بیٹا بے چارہ رقم کے لئے دوڑ دوڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوتا رہے اور تم دولت پر سانپ بن کر بیٹھے رہو۔ نکالو رقم۔ ابھی اسی وقت"۔۔۔ اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بیگم۔ تم بات تو سمجھتی نہیں۔ بس جہاں اس نے اداکاری کی تم اس کی باتوں میں آ گئیں"۔۔۔ سر رحمان بھلا اتنی آسانی سے رقم کہاں نکالنے والے تھے۔

"اچھا۔ تو یہ اداکاری کر رہا ہے۔ اس کی باہر کو نکلی ہوئی ہڈیاں

نہیں دیکھ رہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا ہو۔ اپنے گال دیکھے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی قندھاری انار بنے ہوئے ہیں۔ صبح شام ڈٹ کر کھاتے ہو۔ آرام دہ بستروں پر پڑے اینڈتے رہتے ہو۔ لمبی لمبی کاروں میں بیٹھے رہتے ہو اور یہ بے چارہ جو رقم کی خاطر دوڑ دوڑ کر ہلکان ہوتا رہتا ہے۔ یہ اداکاری کر رہا ہے۔ نہیں دیتے تم رقم"۔۔۔ اماں بی کا پارہ اور چڑھ گیا۔

"اچھا اچھا۔ دیتا ہوں۔ صبر تو کرو۔ پھر تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔ خواہ مخواہ مجھے ساتھ گھسیٹ لائی ہو۔ کتنا کہا تھا میں نے کہ ثریا کو لے جاؤ۔ مگر ایک تو تمہاری ضد نے بھی میری جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ کسی کی سنتی ہی نہیں ہو"۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر جیب سے بٹوہ نکال کر انہوں نے اس میں سے پانچ پانچ سو کے دو نوٹ نکال کر عمران کی طرف پھینک دیئے۔

"اماں بی۔ یہ رقم ہے۔ ایسا کریں یہ آپ رکھ لیں ڈیڈی کے سر کا صدقہ اتار دیں۔ میرا کیا ہے۔ میں پھر دوڑنا شروع کر دوں"۔۔۔ عمران نے جو اب تک خاموش بیٹھا آنکھیں جھپکا رہا تھا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا تمہیں دس پندرہ ہزار دے دوں۔ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں الٹے تلوں کے لئے"۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اماں بی۔ آپ رہنے دیں۔ بس دعا کرتی رہیں کہ اللہ میاں

مجھے دوڑنے کی توفیق دیتا رہے کسی نہ کسی طرح گزارہ کر ہی لوں گا۔ آ
ایک جاگیردار کا بیٹا ہوں کسی مفلس و قلاش کا تو نہیں ہوں۔ ایک
ہزار میں تو جوتی کا ایک جوڑا بھی نہیں آتا۔ اور دوڑتے دوڑتے
میری سنجانے کتنی درجن جوتیاں پھٹ چکی ہیں۔ آہ میری قسمت
عمران نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کتنی رقم چاہیئے۔ کچھ منہ سے بھی تو پھوٹو"۔۔۔ اماں
بی نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ کیا بتاؤں۔ شرم آتی ہے۔ آپ سلیمان سے پوچھ ل
دس ہزار تو کریانے والے کا دینا ہے۔ پانچ ہزار دھوبی کا بل ہو چکا
ہے۔ درزی کے آٹھ ہزار علیحدہ ہیں۔ فرنیچر والے کی قسط د
ہے بیس ہزار۔ دائیں طرف والے ہمسائے کا چھ ہزار ادھار
گیا ہے۔ بائیں طرف والا ہمسایہ بڑا کنجوس ہے۔ دس
مانگو تو ایک ہزار دیتا ہے۔ ایک ایک ہزار کر کے پندرہ ہزا
تو اس کا ہو گیا ہے۔ ثریا کی سہیلی کی سالگرہ پہ تحفہ دیا تھا ڈائم
سیٹ کا۔ صراف کا ابھی تک اسی ہزار روپیہ دینا ہے۔ اب
کرتا ثریا کی ناک کٹوا دیتا کہ اس کے بھائی کے پاس ڈائم
سیٹ کے پیسے نہیں ہیں۔ کپڑے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ شلو
ہے تو قمیض نہیں ہے۔ پتلون ہے تو ٹائی نہیں ہے۔ بس بکر
کے کان ادھر کے ادھر لگا کر گزارہ کر رہا ہوں۔ بجلی کا بل چڑھ گ
ہے۔ کسی بھی وقت بجلی والے آ کر کنکشن کاٹ جائیں گے۔ سو
گیس کا کنکشن مدت ہوئی کٹ چکا ہے۔ مٹی کا تیل جلا جلا کر گ

کر رہے ہیں۔ اور ڈیڈی دے رہے ہیں ایک ہزار۔ نہیں اماں بی
بس آپ رہنے دیں۔ میرا کیا ہے۔ بہت گزر گئی ہے۔ دوڑتے
دوڑتے باقی بھی کسی نہ کسی طرح گزر ہی جائے گی"۔۔۔ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ اتنا ادھار۔ اوہ میرے بیٹے پہ اتنا ادھار۔ اور تم
بیٹھے چوریاں کھاتے رہتے ہو۔ اوہ اوہ۔ غضب خدا کا۔ میں بھی
کہتی ہوں آخر میرے بیٹے کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔ میرا بیٹا ہے۔
جو اب تک زندہ ہے ورنہ اور کسی پہ اتنا ادھار ہوتا تو سنجانے
اس کا کیا حشر ہوتا۔ اور تم اسے دے رہے ہو۔ ایک ہزار
روپے"۔۔۔ اماں بی کی حالت دیکھنے والی تھی۔ حیرت سے ان
کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ اور شدید غصے کی وجہ سے ان کے
گال پھڑکنے لگ گئے تھے۔

"یہ تو اماں بی بس موٹا موٹا گنوایا ہے۔ پتلا پتلا تو اتنا ہے کہ
گنا بھی نہیں جا سکتا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تم اپنا بٹوہ مجھے دو۔ مجھے دو اپنا بٹوہ"۔۔۔ اماں بی
سر رحمان پہ الٹ پڑیں۔

"یہ سب بکواس ہے۔ کوئی ادھار ودھار نہیں ہے۔ یہ
سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ وہاں سے اسے بھاری
تنخواہ ملتی ہے"۔۔۔ سر رحمان نے بے بس سے لہجے میں کہا۔
وہ واقعی بری طرح پھنس گئے تھے۔

"آپ سلیمان سے پوچھ لیں اماں بی"۔۔۔ عمران نے فوراً

ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ۔۔۔ او حرام خور۔ ادھر آؤ۔ بتاؤ کتنا ادھار ہے۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا میرے بیٹے پر اتنا ادھار چڑھ گیا ہے۔ اور تم مزے سے کھا کھا کر پھولتے جا رہے ہو" ۔۔۔ اماں بی نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی بیگم صاحبہ۔ ادھار تو ہے مگر چھوٹے صاحب نے منع کر دیا تھا" ۔۔۔ سلیمان نے ٹرالی دھکیل کر اندر لاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ٹرالی پر دودھ کے بھرے ہوئے گلاس موجود تھے۔ جن پر آدھی انگلی بالائی تیر رہی تھی۔

"میں پوچھتی ہوں کتنا ادھار ہے۔ منہ سے پھوٹو" ۔۔۔ اماں بی نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"چھوٹے صاحب نے واقعی موٹا موٹا بتایا ہے۔ ایک لاکھ سے دو چار روپے کم ہی ہوں گے" ۔۔۔ سلیمان نے اپنی جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"سنو۔ آئندہ خبردار ایک روپیہ بھی ادھار لیا۔ مجھے فون کر دیا کرو۔ سمجھے۔ ورنہ میں تمہاری جان نکال لوں گی اب اگر ادھار لیا۔ اور تم دو اسے دو لاکھ روپے" ۔۔۔ اماں بی نے سلیمان سے بات کرتے کرتے سر رحمان سے مخاطب ہو کر غضب ناک لہجے میں کہا۔

"دو لاکھ ۔۔۔ تم بھی کمال کرتی ہو بیگم" ۔۔۔ سر رحمان دو لاکھ کا سن کر اس طرح اچھلے جیسے انہیں بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"کیوں جان نکل گئی ہے دو لاکھ کا سن کر۔ ابھی پرسوں تو زمینوں کا منیجر پچاس لاکھ دے کر گیا ہے۔ کہاں گئی وہ رقم۔ اپنے بیٹے کو نہ دے دو گے تو کسی اور مال زادی کو کھلانے کا خیال ہے" ۔۔۔ اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر سلیمان تو ایک لاکھ کا کہہ رہا ہے۔ تم خواہ مخواہ حاتم طائی کی بیٹی بن جاتی ہو" ۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خبردار جو میرے باپ کا نام لیا۔ وہ اگر زندہ ہوتے تو ان کا نواسا اس طرح ادھار کھاتا پھرتا۔ ان کے نوکروں کی جیبیں نوٹوں سے بھری رہتی تھیں۔ پانچ دس لاکھ تو وہ ریوڑی بیچنے والے کو دے دیا کرتے تھے۔ اور تمہاری اپنے بیٹے کو دو لاکھ دیتے جان نکل رہی ہے۔ تمہارا مطلب ہے وہ پہلا ادھار اتار کر پھر ادھار اٹھانا شروع کر دے" ۔۔۔ اماں بی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"کس مصیبت میں جان ڈال دی ہے تم ماں بیٹے نے مل کر" ۔۔۔ سر رحمان نے تنگ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے جیب سے چیک بک نکال کر اس پر لکھا۔ اپنے دستخط کئے۔ اور چیک پھاڑ کر عمران کی طرف پھینک دیا۔

"خبردار۔ جو اب تم نے پھر میرے ساتھ رقم کی بات کی۔ اس طرح اگر ہم نے خرچ شروع کر دیئے تو پھر روئیں گے بیٹھے اپنی جان کو۔ اور سنو۔ تم جس کام کے لئے آئی تھیں وہ بات کرو" ۔۔۔ سر رحمان کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ عمران نے جلدی سے

چیک اٹھایا۔ تو اس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ لکھا ہوا تھا۔ سر رحمان بے
بھی پچاس ہزار کی ڈنڈی مار گئے تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اب
مزید بات کی تو ہو سکتا ہے اماں بی اس پر ہی الٹ پڑیں۔
"سلیمان۔ سلیمان" ——— عمران نے سلیمان کو آواز دی
"جی صاحب" ——— سلیمان الہ دین کے چراغ کے جن کی
طرح فوراً ہی نمودار ہو گیا۔
"یہ لو چیک۔ صبح بنک سے پیسے نکلوا کر سب ادھار والوں کی
ناک پر مار دینا۔ بڑے آئے تھے رعب جمانے والے۔ انہوں نے
کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔ میں کوئی بھوکا ننگا ہوں۔ اماں بی یہ لیجئے
دودھ کا گلاس" ——— عمران نے سلیمان کو چیک دے کر بڑے
خوشامدانہ لہجے میں گلاس اٹھا کر اماں بی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا
"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اب تمہیں بڑے چھوٹے کی
تمیز بھی نہیں رہی۔ پہلے باپ کو دو" ——— اماں بی نے غصیلے لہجے
میں کہا۔ وہ ان معاملات میں واقعی بڑی اصول پسند واقع ہوئی
تھیں۔
"اوہ ہاں۔ سوری۔ میں بھول گیا تھا۔ یہ لیجئے ڈیڈی" ——— عمران
نے جلدی سے دودھ کا گلاس سر رحمان کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا۔ اور سر رحمان نے مسکراتے ہوئے دودھ کا گلاس اس کے
ہاتھ سے لے لیا۔ بیگم کے اس حفظ مراتب نے ان کا سارا گلہ
شکوہ دور کر دیا تھا۔ اور اب ان کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ
رینگ رہی تھی۔

"دیکھو عمران۔ پرسوں ثریا کے سسرال اس کی عید دینے جانا ہے۔
تمہارا ساتھ جانا بے حد ضروری ہے۔ بھائی ساتھ جاتے ہیں بہنوں
کی عید دینے۔ اس لئے پرسوں تم صبح سویرے کوٹھی پر آ جانا اور
ہاں۔ ڈھنگ کے کپڑے پہن کر آنا۔ وہ موئی ڈانگری سی چڑھا کر
نہ آ جانا" ——— اماں بی نے دودھ کا دوسرا گلاس ہاتھ میں لیتے
ہوئے کہا۔
"عید دینے ——— کیا مطلب اماں بی۔ عید بھی دی جاتی ہے۔
وہ تو چاند نظر آنے پر خود بخود ہو جاتی ہے" ——— عمران نے حیرت
سے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔
"ایک تو تم بھی باپ کی طرح عقل سے کورے ہو۔ نجانے تم
دونوں ان موئے دفتروں میں بیٹھے کیا کرتے رہتے ہو۔ تمہیں کسی
چیز کا پتہ ہی نہیں ہے۔ لڑکی کی منگنی ہو جائے تو اس کے سسرال
جا کر عید دینی پڑتی ہے۔ زیور۔ کپڑے اور دوسرا سامان۔ سمجھے"۔
اماں بی نے عمران کا کان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔
"تم نے خواہ مخواہ میری جان عذاب میں ڈال دی تھی کہ عمران
کے پاس جانا ہے۔ بہت ضروری کام ہے۔ یہ بات تم اس سے
فون پر نہ کر سکتی تھیں" ——— سر رحمان کو شاید علم ہی نہ تھا کہ بیگم
انہیں کیوں ساتھ لے کر آئی ہیں۔ اس لئے بیگم کی بات سن کر انہیں
غصہ تو آنا ہی تھا۔
"بدشگونی کی باتیں مت کیا کرو۔ یہ موئے انگریزوں کے فون پر
اب میں ثریا کی عید کے بارے میں بات کرتی۔ کل کو تم کہو گے

بارات کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ فون پر ہی شادی ہو جائے"
اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ تو سر رحمان ہونٹ بھینچ کر خاموش
ہو گئے۔ جب کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا وہ ماں کی قدامت پسندی
سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اُسے قطعی حیرت نہ ہوئی تھی۔

" ٹھیک ہے اماں بی۔ میں پرسوں صبح بنفس نفیس حاضر ہو جاؤں
گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ موا نفیس کہاں سے ٹپک پڑا۔
کون ہے یہ"۔۔۔۔ اماں بی نے چونک کر پوچھا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا مطلب ہے۔ میں خود آجاؤں گا"۔۔۔۔
عمران نے بوکھلا کر کہا۔

" تو اور کیا۔ تم پورے شہر کو ساتھ اکٹھا کر کے لاؤ گے"۔۔۔۔
اماں بی کا غصہ اور بڑھ گیا۔

" ارے نہیں اماں بی۔ شہر کو اکٹھا کرنے میں تو بڑی رقم خرچ
آتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اکیلا آجاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے جان
چھڑانے والے انداز میں کہا۔

" سنو۔ صبح صبح آجانا۔ دیر نہ کرنا۔ ورنہ جانتے ہو۔ یہاں سے
جوتیاں مارتی ہوئی لے جاؤں گی تمہیں"۔۔۔۔ اماں بی نے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔ اور سر رحمان کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

" بالکل بالکل۔ میں ساری رات سوؤں گا ہی نہیں تاکہ صبح صبح پہنچ
جاؤں"۔۔۔۔ عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا ۔۔۔ کیا کیوں نہیں سوؤ گے۔ تمہارا مطلب ہے صبح تم جب

آؤ تو ساری رات جاگنے کی وجہ سے تمہارے منہ پر پھٹکار پڑ رہی ہو۔
خبردار رات کو سو کر آنا"۔۔۔۔ اماں بی کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔

" اچھا اچھا۔ خوب ڈٹ کر سوؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں"۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

" اب چل بھی پڑو بیگم۔ اتنی رات ہو گئی ہے"۔۔۔۔ سر رحمان
نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہو گا۔ جنگل میں تو نہیں بیٹھے ہو کہ تمہیں ڈر لگ رہا ہے"
اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اماں بی۔ آپ جائیں گی کس پر۔ کار تو باہر ہے نہیں میں آپ
کو چھوڑ آؤں کار پر"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کار باہر نہیں ہے تو کہاں گئی"۔۔۔۔ اماں بی نے حیرت سے
سر رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" آ گئی ہو گی۔ میں نے ڈرائیور کو ایک پیغام دینے کے لئے
بھیجا تھا۔ ضروری پیغام تھا۔ تم آؤ تو سہی"۔۔۔۔ سر رحمان
نے کہا۔ اور پھر جب عمران ان دونوں کے پیچھے چلتا ہوا فلیٹ سے
نیچے اترا تو واقعی باہر سر رحمان کی ذاتی شورلیٹ موجود تھی۔ ڈرائیور
نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا اور اماں بی اور
سر رحمان کو بٹھانے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے عمران کو
سلام کیا اور پھر کار لے کر آگے بڑھ گیا۔ اور عمران مسکراتا ہوا واپس
سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

سر سلطان اپنے دفتر میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ٹیلی فون کی مترنم سی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔ سر سلطان نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ فارن منسٹر صاحب کا فون ہے۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فارن منسٹر صاحب۔۔۔ کیا وہ اقوام متحدہ سے واپس آ گئے ہیں"۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ انہیں تو منسٹر صاحب کی واپسی کی اطلاع نہ تھی۔ فارن منسٹر صاحب گزشتہ ایک ہفتے سے اقوام متحدہ کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تھے۔

"نو سر۔۔۔ جنیوا سے کال ہے"۔۔۔ پی۔اے نے

جواب دیا۔

"اوہ۔ اچھا بات کراؤ"۔۔۔ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فارن منسٹر رشید فاروقی صاحب کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر سلطان۔۔۔ میں فاروقی بول رہا ہوں"۔۔۔ فارن منسٹر کے لہجے میں ہلکا سا مؤدبانہ پن شامل تھا۔ کیونکہ سر سلطان بے حد سینئر آدمی تھے اور منسٹر تو ایک طرف صدر مملکت اور پرائم منسٹر تک ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔

"یس سر۔ فرمایئے"۔۔۔ سر سلطان نے پروٹوکول کے مطابق مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان۔ آپ کو ساؤتھ افریقہ اور اس کی نوآبادی نمیبیا کے متعلق تو سب کچھ معلوم ہے۔ اس سال کے سیکنڈ لاسٹ مہینے میں وہاں اقوام متحدہ کے تحت انتخابات ہونے والے ہیں اور ان انتخابات کی بنیاد پر ہی یہ نوآبادی ساؤتھ افریقہ سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گی"۔۔۔ فارن منسٹر فاروقی صاحب نے کہا۔

"جی مجھے معلوم ہے"۔۔۔ سر سلطان نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ وزارت خارجہ کے ہی سیکرٹری تھے۔ اس لئے ظاہر ہے انہیں ان سارے معاملات سے اچھی طرح آگاہی تھی۔

"اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نمیبیا کی آزادی کے لئے وہاں جو تنظیم ایک طویل عرصے سے گوریلا جنگ کر رہی ہے۔ میرا مطلب

تنظیم کوابو ۔ جس کا صدر سام نکوما ہے ۔ اگر انتخابات ہوئے تو یہی
تنظیم ہی اکثریت حاصل کرے گی اور نمبیا کی پہلی حکومت یہی تنظیم
بنائے گی" ـــــ فارن منسٹر فاروقی نے کہا ۔
" یس سر ۔ مجھے معلوم ہے ۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں " ـــــ
سر سلطان نے الجھے ہوتے لہجے میں کہا ۔ کیونکہ فارن منسٹر صاحب
یہ جاننے کے باوجود کہ سر سلطان ایسے معاملات سے ان سے
زیادہ آگاہ رہتے ہیں ۔ انہیں اس طرح سمجھا رہے تھے جیسے کسی
نئے آدمی سے بات کی جا رہی ہو ۔
" میں آپ کی الجھن سمجھ رہا ہوں سر سلطان ۔ لیکن صورت حال کچھ
ایسی پیش آگئی ہے ۔ کہ مجبوراً مجھے یہ باتیں کرنی پڑی ہیں ۔ تاکہ آپ
معاملے کی نزاکت سے بخوبی آگاہ ہو سکیں ۔ بات یہ ہے ۔ کہ
ساؤتھ افریقہ کی سفید فام حکومت کسی طرح بھی یہ انتخابات نہیں
ہونے دینا چاہتی ۔ لیکن اقوام متحدہ کے بے پناہ دباؤ کی وجہ
سے وہ مجبور ہے ۔ لیکن اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری صاحب
کو حال ہی میں ایک اہم خفیہ اطلاع ملی ہے کہ ساؤتھ افریقہ کی
سفید فام حکومت نے نمبیا میں ہونے والے انتخابات رد کنے
کے لئے ایک نئی پلاننگ کی ہے ۔ انہوں نے ایک خفیہ تنظیم
بنائی ہے جس کا کوڈ نام انہوں نے نمبیا کے ایک قدیم دیوتا کے
نام پر ڈوگو فائٹرز رکھا ہے ۔ ڈوگو نمبیا کے قدیم مذہب میں
زمین کا دیوتا سمجھا جاتا ہے ۔ جو دشمنوں سے زمین کی حفاظت کرتا
تھا ۔ اس طرح ڈوگو فائٹرز کا نام رکھ کر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ

تنظیم دراصل نمبیا کے تحفظ کے لئے قائم کی گئی ہے ۔ لیکن اس تنظیم
کے کرتا دھرتا ساؤتھ افریقہ کے سفید فام ہیں ۔ اور انہوں نے یہ تنظیم
اس لئے بنائی ہے تاکہ پورے نمبیا میں قتل و غارت کا ایسا طوفان
کھڑا کر دیا جائے جس سے انتخابات کو ناممکن بنا دیا جائے ۔ اس کے
ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس تنظیم میں یہودی ایجنٹوں کو بھی
بھرتی کیا گیا ہے ۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ کی سفید فام اکثریت میں
سے بڑا حصہ یہودیوں پر مشتمل ہے ۔ اس تنظیم کے متعلق صرف
ایک اطلاع ہی ملی ہے ۔ ابھی اس تنظیم کو قائم کیا جا رہا ہے ۔
لیکن جلد ہی اس نے کام شروع کر دینا ہے ۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو
پھر نمبیا کی آزادی واقعی خواب بن کر رہ جائے گی ۔ اور یہ آزادی
پسند پوری دنیا کے لئے بہت بڑا المیہ ہو گا ۔ یہاں تک بھی
اطلاع ملی ہے کہ ڈوگو فائٹرز کا مین مشن یہ بھی ہو گا کہ نمبیا کی آزادی
پسند تنظیم کوابو کے صدر اور اس کے سرکردہ افراد کو بھی قتل کر دیا
جائے تاکہ کوابو کی طاقت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے "
فارن منسٹر فاروقی صاحب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا ۔
" اوہ ۔ یہ تو واقعی المناک خبر ہے جناب ۔ لیکن اس سلسلہ میں
ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ اقوام متحدہ کو اس سلسلے میں کوئی سد باب کرنا
چاہیئے " ـــــ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔
" سر سلطان ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری
جنرل نمبیا کی آزادی کے سلسلے میں کس قدر پُرجوش ہیں ۔ کیونکہ ان

کا تعلق بھی افریقہ سے ہے۔ انہوں نے اس اطلاع کے بعد اپنے طور پر بے حد غور و فکر کیا۔ اپنے خاص ساتھیوں سے مشورہ بھی کیا اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور مجھ سے ملاقات کے بعد انہوں نے یہ ساری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا کہ وہ انتہائی طویل غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر ڈوگو فائٹرز کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے تو اس تنظیم کا خاتمہ مکمل طور پر کیا جا سکتا ہے کیونکہ تمام سپر پاورز میں کسی نہ کسی طرح یہودی لابیاں بے حد موثر ہیں۔ اس لئے اگر سپر پاورز کی ٹیمیں بھیجی گئیں تو ہو سکتا ہے وہ اس سلسلے میں کام کرنے کی بجائے ڈوگو فائٹرز کو مزید شہ دے دیں۔ انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی یہودیوں کے خلاف شاندار کامیابی کے بارے میں پوری طرح علم ہے اور وہ اس سلسلے میں پاکیشیا پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کے سلسلے میں کام کرنے پر آمادہ ہو جائے تو سیکرٹری جنرل صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے ایسے تمام الجھے ہوئے معاہدوں میں بھرپور معاونت کریں گے۔ جس سے پاکیشیا کو نہ صرف زبردست فائدے حاصل ہوں گے بلکہ پاکیشیا کی عزت و احترام میں بھی بین الاقوامی طور پر بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ آپ جانتے تو ہیں کہ پاکیشیا کے ایک ہمسایہ ملک میں ایک سپر پاور کے قبضے کی وجہ سے پاکیشیا کس قدر نازک صورت حال میں پھنسا ہوا ہے انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر ہر صورت میں اس مسئلے کا ایسا حل نکالیں گے جس سے پاکیشیا نہ صرف اس

نازک صورت حال سے نکل جائے گا۔ بلکہ پاکیشیا کی ساکھ بھی بین الاقوامی طور پر اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ صف اول کے ملکوں میں شامل ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کہ پاکیشیا اس سلسلے میں ضرور کام کرے گا۔ کیونکہ بہرحال پاکیشیا تمام آزادی پسند قوموں کا ہمیشہ حلیف رہا ہے۔ اور پاکیشیا کو بھی نمیبیا کی آزادی سے اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی کسی آزادی پسند قوم کو ہو سکتی ہے۔ سیکرٹری جنرل صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں اٹھنے والے تمام اخراجات اقوام متحدہ کے خصوصی فنڈ سے پورے کئے جائیں گے۔ اور اس بات کی خبر بھی صرف سیکرٹری جنرل اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کے علاوہ اور کسی کو نہ ہو گی۔ میں نے ان سے وعدہ کرنے کے بعد صدر مملکت اور پرائم منسٹر صاحب سے بات کی تو انہوں نے بھی آمادگی کا مکمل اظہار کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس مشن پر آمادہ کرنے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے"۔۔۔۔ فارن منسٹر فاروقی صاحب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس سے بات کرتا ہوں۔ اگر وہ آمادہ ہو جائیں تو واقعی وہ اس تنظیم کو کام کرنے سے پہلے ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن چیف اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ انہیں بہرحال مجبور تو نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس تنظیم سے براہ راست پاکیشیا کی سلامتی کو تو کوئی خطرہ نہیں ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے

گول مول سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ نے انہیں ہر صورت میں آمادہ کرنا ہے سر سلطان۔ یہ بہت ضروری ہے۔ آپ خود مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ پاکیشیا کے کتنے مسائل حل ہو جائیں گے" ——— فارن منسٹر صاحب نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں بات کرتا ہوں" ——— سر سلطان نے کہا۔

"آپ انہیں آمادہ کرنے کے بعد صدر مملکت صاحب سے بات کر لیں۔ ان کی آمادگی کے بعد صدر مملکت صاحب اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری صاحب سے خصوصی بات چیت کر لیں گے" فارن منسٹر فاروقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور کچھ" ——— سر سلطان نے کہا۔

"او۔ کے۔ تھینک یو۔ خدا حافظ" ——— فاروقی صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر شدید جھنجلاہٹ کے آثار نمایاں تھے کیونکہ فارن منسٹر صاحب نے یہ سوچے بغیر کہ اس قدر اہم اور خفیہ بات چیت پی۔ اے کے ذریعے ہونے والے فون پر نہیں کی جا سکتی۔ ساری تفصیل کہہ ڈالی۔ اور اب سر سلطان سوچ رہے تھے کہ اس سلسلے میں پی۔ اے سے کیا کہا جائے۔ ویسے تو پی۔ اے انتہائی قابل اعتماد آدمی تھا۔ اور پروٹوکول کے مطابق فارن منسٹر سے ہونے والی گفتگو وہ نہ سننے کا پابند تھا۔

لیکن پھر بھی سر سلطان ایسے معاملات میں بے حد محتاط رہتے تھے انہوں نے چند لمحے سوچنے کے بعد دوبارہ رسیور اٹھایا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"فاروقی صاحب سے ہونے والی گفتگو کا مکمل ٹیپ بھجوا دو" سر سلطان نے کہا۔

"ٹیپ ——— مگر سر۔ یہ تو پروٹوکول ٹاک تھی۔ اگر آپ پہلے حکم دیتے تو میں ٹیپ کر لیتا" ——— پی۔ اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" ——— سر سلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب ان کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ کیونکہ یہاں ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ اگر پی۔ اے کا ہیڈ فون آن ہوتا تو ساتھ ہی گفتگو بھی ٹیپ ہو جاتی تھی۔ اس طرح معلوم ہو جاتا کہ پی۔ اے نے کون کون سی گفتگو سنی ہے۔ ویسے علیحدہ ٹیپ کرنے کا بھی انتظام تھا۔ پی۔ اے کے ٹیپ سے انکار کا مطلب تھا کہ اس نے پروٹوکول کو سمجھتے ہوئے گفتگو نہیں سنی ورنہ وہ کبھی ٹیپ سے انکار نہ کرتا۔

اب ان کے لئے مسئلہ عمران کو اس مشن پر آمادہ کرنے کا تھا۔ اور وہ یہی سوچ رہے تھے کہ عمران کو کس طرح رضامند کیا جائے۔ کیونکہ عمران واقعی اپنی مرضی کا مالک تھا۔ بعض اوقات تو وہ اس طرح جواب دے دیتا تھا کہ سر سلطان بھی سر پٹخ کر

رہ جاتے تھے۔ اور اس مشن کی نوعیت ایسی تھی کہ یہ مشن خالصتاً عم
کے موڈ پر مشتمل تھا۔ ورنہ اُسے مجبور نہ کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اسے
مشن سے براہِ راست پاکیشیا کا کوئی تعلق نہ تھا۔ کافی دیر تک
سوچنے کے بعد انہوں نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن رسیو
اٹھانے سے پہلے انہوں نے فون باکس کے نیچے لگا ہوا ایک
بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہونے کے بعد اب
پی۔ اے کا درمیانی رابطہ ختم ہو گیا تھا اور فون ڈائریکٹ ہو گ
تھا۔ سر سلطان عمران کی عادت جانتے تھے کہ اس نے بے تحا
بکواس کرنی ہے۔ اور اچھی طرح انہیں زچ کرنے کے بعد کسی
نتیجے پر پہنچنا ہے۔ اس لئے وہ پی۔ اے کو درمیان سے علیحد
کر دینا چاہتے تھے۔ اور ایسے بھی ہو سکتا ہے عمران فلیٹ پ
موجود نہ ہو۔ اور انہیں دانش منزل فون کرنا پڑے۔ دانش
منزل وہ ہمیشہ ڈائریکٹ فون ہی کیا کرتے تھے۔ پی۔ اے تک
کو ایکسٹو کا مخصوص نمبر معلوم نہ تھا۔ انہوں نے رسیور اٹھا
اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی۔ کون صاحب ہیں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیما
کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔۔۔ عمران موجود ہے فلیٹ میں"۔۔۔۔ سر
سلطان نے پوچھا۔

"جی صاحب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کا لہجہ
یک لخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ سر سلطان کی آوا

پہچانتا تھا۔

"فون اُسے دو"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد
عمران کی آواز سنائی دی۔

"آداب عرض ہے۔ اوہ سوری۔ عرض تو چھوٹے کو کہتے ہیں۔ اور
سلطان کے سامنے تو عرض نہیں چل سکتی۔ مگر اس کے الٹ میرا
مطلب ہے بلنے کو کیا کہتے ہیں مرض۔ ہاں مرض بھی تو جانے میں لمبا
وقت لیتا ہے۔ آداب مرض ہے۔ نہیں یہ بات کچھ بن نہیں رہی۔
ایک تو نجانے یہ لفظ کہاں چلے جاتے ہیں عین وقت پہ یاد ہی
نہیں آتے۔ لیکن یہ بھی تو مسئلہ ہے کہ دو چار لفظ ہوں تو آدمی
یاد بھی رکھے۔ خواہ مخواہ ہزاروں لاکھوں لفظ بنا کر رکھ دیئے ہیں۔
پوری لغت بھر دی ہے۔ اب آدمی کس کس لفظ کو یاد کرتا رہے۔
بہر حال آداب لمبا ہے۔ اب اس پہ گزارا کر لیجئے۔ یا پھر خود ہی بتا
دیجئے کہ یہاں کیا کہنا چاہیئے"۔۔۔۔ عمران کی زبان واقعی اس قدر
تیز رفتاری سے چل رہی تھی کہ سر سلطان باوجود کوشش کے
درمیان میں بول ہی نہ سکے تھے۔

"میرے دفتر آجاؤ فوراً"۔۔۔۔ سر سلطان نے جھٹکے دار لہجے
میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ
رینگ رہی تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر وہ ذرا بھی بات چیت بڑھا
دیتے تو پھر دو گھنٹے سے پہلے یہ گفتگو کسی طرح بھی ختم نہ ہوتی۔ اور
اب عمران خود ہی یہاں آ جائے گا۔ چنانچہ رسیور رکھ کر انہوں نے
کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"سنو۔ علی عمران آرہا ہے۔ اُسے فوراً میرے پاس پہنچا دینا اور برگر اور کافی کا بھی کہہ دو"۔۔۔۔ سرسلطان نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چپڑاسی سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ سرسلطان دوبارہ فائل کو دیکھنے لگے۔ لیکن چند لمحوں تک ایسا کرنے کے بعد انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ کیونکہ ان کے ذہن میں وہی ڈوگو فائٹرز والا مشن ہی گھوم رہا تھا۔ اس لئے فائل کی انہیں سمجھ ہی نہ آرہی تھی۔ فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ کر انہوں نے تالا لگایا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے انہوں نے کرسی سے پشت لگا دی۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔۔ سرسلطان نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"علی عمران صاحب کی کال ہے جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ"۔۔۔۔ سرسلطان نے چونک کر کہا ان کے چہرے پر غصے کے آثار پھیلنے لگے تھے کہ عمران نے آنے کی بجائے پھر فون کر دیا ہے۔

"جج۔۔۔ جناب میں عمران بول رہا ہوں۔ مجھے وہ لفظ یاد آگیا ہے۔ بس آپ نے جیسے ہی رسیور رکھا لفظ اچھل کر سامنے آگیا۔ جیسے اسی انتظار میں چھپا بیٹھا تھا کہ آپ رابطہ ختم کریں تو وہ آئے۔ یقیناً وہ آپ کے شاہی رعب داب سے ڈرتا ہو گا۔ میں نے کہا آپ کو بتا دوں کہ اب آپ اسے تلاش نہ کرتے رہیں"۔ عمران کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی پہنچو۔ اٹ از ویری سیریس"۔ سرسلطان نے خشک لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔ ابھی انہیں رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اوہ۔ الو بار بار فون کئے جا رہا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ سرسلطان نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"جناب صدر مملکت بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ اور سرسلطان چونک پڑے۔

"اوہ۔ کراؤ بات"۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔ اور پھر ایک لمحے بعد صدر مملکت کی مخصوص بھاری آواز رسیور میں گونجی۔

"سرسلطان۔ فارن منسٹر صاحب نے آپ کو کال کیا ہے نمیبیا کے سلسلے میں"۔ صدر مملکت نے پوچھا۔

"یس سر۔ ان سے بات ہوئی ہے سر"۔ سرسلطان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر آپ نے ایکسٹو سے بات کی ہے"۔ صدر مملکت نے پوچھا۔

"ابھی تفصیلی بات ہونی ہے سر۔ میں ان سے رابطہ کر رہا ہوں"۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

"سرسلطان۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس سے پوری دنیا میں پاکیشیا کی عزت بڑھ جائے گی۔ اور ویسے بھی ہمیں اس سے مالی طور

پر بھی بے حد مفاد پہنچیں گے۔ اس لئے آپ جناب ایکسٹو کو ضرور اس مشن پر آمادہ کریں"۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر ——— میں پوری کوشش کروں گا سر"۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ان کے جواب کا شدت سے منتظر ہوں۔ ان سے بات ہوتے ہی آپ مجھے مزدر گرین سگنل دیں۔ خدا حافظ"۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اب وہ صدر مملکت کو کیا بتاتے کہ ایکسٹو تو آداب عرض اور آداب طول کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔

انہیں رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ کندھے سکڑے ہوئے تھے۔ اور چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی اناڑی جواری اپنی آخری پونجی بھی جوئے میں ہار کر آ رہا ہو۔ سر سلطان اس کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ کیا ہوا عمران۔ یہ تمہارا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے"۔۔۔ سر سلطان واقعی اس کی یہ حالت دیکھ کر سب کچھ بھول کر پریشان ہو گئے۔

"بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ تو بس حکم دے دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ محکوم بے چارے کے ساتھ کیا گزرے گی۔ کار میں پیٹرول نہ تھا۔ اور نہ میرے پاس اور نہ سلیمان کے پاس

پیسے تھے۔ پیٹرول پمپ بھی کافی دور ہے اور پھر اس کے سیلزمین بھی بڑے خرانٹ قسم کے لوگ ہیں۔ مجال ہے جو ایک قطرہ بھی ادھار دے دیں......"۔۔۔ عمران نے لٹکے ہوئے لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔

"بس بس میں سمجھ گیا۔ یہ تم نے اچھا طریقہ نکالا ہے بھیک مانگنے کا۔ جو نظر آتا ہے اس کے سامنے رونے بیٹھ جاتے ہو۔ صبح مجھے سر رحمان نے بتایا ہے کہ کل رات تم نے کس طرح ان سے ڈیڑھ لاکھ کا چیک وصول کر لیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا ایکسٹو تمہیں کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں دیتا جو تم اس طرح ہر وقت مالی طور پر پریشان رہتے ہو۔ اب میں انہیں کیا بتاتا۔ ویسے مجھے حقیقتاً بے حد شرم آئی کہ تمہاری وجہ سے اتنا بڑا عہدہ ذلیل ہو رہا ہے۔ بولو کتنی رقم چاہیئے تمہیں۔ اور سنو آئندہ یہ اداکاری بند کر دو۔ میں تمہیں ہر مہینے اپنی آدھی تنخواہ بھجوا دیا کروں گا"۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے جیب سے بٹوہ نکالا اور اس میں سے چیک بک نکال کر چیک لکھنے لگے۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ سر سلطان نے چیک پر صرف دستخط کئے اور پھر اُسے پھاڑ کر عمران کی طرف پھینک دیا۔

"یہ لو۔ بنک میں میرے ستر اسی ہزار پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جتنے چاہیئں اس پر لکھ لینا۔ لیکن آئندہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے پھر کسی سے بھیک مانگی ہے تو یقین کرو تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا"۔۔۔ سر سلطان کا چہرہ غصے کی

شدت سے بُری طرح تمتما اٹھا تھا۔

"آپ واقعی سلطان ہیں۔ کم از کم ڈیڈی ایسے بلینک چیک کبھی نہ دیتے۔ ویسے مجھے آپ کے اس بے پناہ خلوص نے واقعی بے حد شرمندہ کر دیا ہے۔ آئی۔ ایم سوری سر سلطان۔ آئندہ آپ کو شکایت نہ ہو گی۔ واقعی لوگ درست کہتے ہیں بھیک مانگنا بھی ایک نشہ ہوتا ہے۔ بس خود بخود اداکاری شروع ہو جاتی ہے" ——
عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ سر سلطان کے اس بے پناہ خلوص نے اُسے واقعی شرمندہ کر دیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے عمران جیسا ازلی ڈھیٹ اتنی آسانی سے کہاں شرمندہ ہونے والا تھا۔

"دیکھو بیٹے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم یہ سب کچھ مذاق میں کرتے ہو۔ اور یہ رقمیں بھی تم اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے۔ فلاحی کاموں میں خرچ کرتے ہو۔ لیکن اس طرح کم از کم کسی کے سامنے تمہیں منہ تو ٹیڑھا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور یہی بات ناقابل برداشت ہے" —— سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے منہ ٹیڑھا کئے بغیر ایسا کرنا جائز ہے۔ چلو کچھ تو گنجائش نکل آئی —— ہاں اب فرمائیے۔ آپ نے کیسے یاد کیا ہے" —— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے ایک طویل سانس لیا۔

"عمران بیٹے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میرا مان رکھ لو گے۔

میں نے تمہیں ایک خاص بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔ اور اس بات میں بھی میری عزت و وقار داؤ پر لگا ہوا ہے۔ میں نے پاکیشیا کے مفاد اور لاکھوں ستم رسیدہ حریت پسند دل کی خاطر وعدہ کر لیا ہے۔ اب تمہاری مرضی۔ تم میری عزت رکھو یا نہ رکھو۔ بہرحال میں تمہیں مجبور تو نہیں کر سکتا" —— سر سلطان نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے سر سلطان۔ آج آپ کا دن ہے۔ آج آپ جو بھی حکم کریں گے اس کی تعمیل ہو گی۔ فرمائیے۔ کس مشن پر جانا ہے سیکرٹ سروس نے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس بار سر سلطان شرمندہ سی ہنسی ہنسنے پر مجبور ہو گئے۔

"تم حقیقتاً بے حد ذہین ہو۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر انہوں نے فارن منسٹر رشید فاروقی کی کال اور صدر مملکت کی کال سمیت ساری تفصیلات کا ایک ایک لفظ بتا دیا۔ عمران یہ ساری تفصیل خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈوگو فائٹرز کے خلاف کام کرکے ان کا خاتمہ کر دیں۔ تاکہ نمیبیا میں طے شدہ منصوبے کے مطابق انتخابات ہو سکیں اور نمیبیا آزادی کا سورج دیکھ سکے" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہی بات ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس معاملے سے پاکیشیا کا براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن بہرحال پاکیشیا آزادی پسند قوم ہے۔ اور حتی الامکان آزادی حاصل کرنے والی قوموں کی امداد واضح اور کھلے طور پر کرتی رہتی ہے اور اس بارے میں ہمیشہ ہمارا موقف دو ٹوک اور واضح رہا ہے۔ ہم نے اس معاملے میں کبھی سپر پاورز سے اپنے مفادات کی بھی پرواہ نہیں کی اس لئے مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آمادہ ہو جاؤ گے"۔۔۔ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ سچ سچ بتائیں۔ کیا آپ نے واقعی وعدہ کر لیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے سر سلطان کو دیکھ رہا تھا۔

"سچ پوچھتے ہو تو میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ یہ بات تو میں نے اس لئے کر دی تھی کہ شاید تم میرے وعدے کا لحاظ کر کے آمادہ ہو جاؤ"۔۔۔ سر سلطان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسے بزرگوں کو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس سے اتنا بڑا عہدہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ ویسے میں نے آپ کے حکم سے کبھی سرتابی کی ہے۔ یہ تو بس آپ کو بعض اوقات چھیڑنے کو دل کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"فوری بدلہ چکانے میں تمہارا جواب نہیں ہے۔ بہرحال ٹھیک

ہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا"۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ وہ آدھی تنخواہ والا سکوپ نہ ختم کر دیجئے۔ ورنہ میں واقعی بھوکوں مر جاؤں گا۔ اور اگر ہو سکے تو ڈیڈی کی آدھی تنخواہ بھی میری طرف سرکا دیا کریں۔ چلو دو آدھی مل کر ایک پوری ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم نے پھر وہی باتیں شروع کر دیں"۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ وہ تو میں آپ کو وعدہ یاد دلا رہا تھا۔ بہرحال آپ صدر مملکت کو گرین سگنل دے دیں۔ اور ہاں ایک بات اور ہے۔ میں نے کل ثریا کے سسرال اس کی عید دینے جانا ہے اماں بی اس لئے تو ڈیڈی کو ساتھ لے کر فلیٹ پر آئی تھیں۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ مجھے فوری طور پر وہاں جانے کے انتظامات کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ یہ سارا علاقہ واقعی میرے لئے بالکل نیا ہے۔ اس لئے انتظامات میں کافی وقت لگے گا۔ اور اگر میں اس عید وغیرہ کے چکر میں الجھ گیا تو پھر مسئلہ ٹیڑھا ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں خود جا کر بھابی کو سمجھا دوں گا بلکہ اگر انہوں نے اجازت دی تو تمہاری جگہ میں خود ان کے ساتھ چلا جاؤں گا" سر سلطان نے جلدی سے کہا۔

"اوکے۔ شاید قدرت کو اس میں ہی بہتری مقصود ہو۔ ورنہ میری زبان کا کچھ پتہ نہیں۔ ثریا کے سسرال میں جا کر چل پڑتی تو نجانے کیا نتیجہ نکلتا۔ بہرحال اب مجھے اجازت دیجئے" ___ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی حفاظت کرے"۔ ___ سر سلطان نے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

اور عمران شکریہ ادا کرتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔ اور سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ انہیں معلوم تھا کہ اجنبی سرزمین میں جس مشن پر عمران جا رہا ہے۔ وہ کس قدر کٹھن اور مشکل مشن ہے۔ اس لئے ان کے منہ سے بے اختیار اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا نکل گئی تھی۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھے سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔

"صدر مملکت سے بات کراؤ سپیشل نمبر پر"۔ ___ سر سلطان نے پی۔ اے سے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی۔ اور سر سلطان نے رسیور اٹھا لیا

"صدر صاحب سے بات کیجئے سر"۔ ___ پی۔ اے نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر صدر مملکت کی بھاری اور باوقار آواز گونجی۔

"یس۔ سر سلطان۔ کیا رپورٹ ہے"۔ ___ صدر مملکت کے لہجے سے اضطراب نمایاں تھا۔ اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا

جیسے ان کے دل میں مسرت کی ایک تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی ہو۔ عمران کی بطور ایکسٹو اس عزت سے انہیں واقعی مسرت ہوئی تھی۔ کہ ملک کا سب سے با اختیار فرد بھی اس انتظار میں ہے کہ عمران مشن پر کام کرتا ہے یا نہیں۔ وہ کسی طرح بھی اپنا حکم نہ منوا سکتا تھا۔

"سر۔ میں نے جناب ایکسٹو صاحب سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے اس مشن کی نہ صرف حامی بھر لی ہے بلکہ انہوں نے فوری طور پر اس کے لئے تیاریوں کا بھی آغاز کر دیا ہے"۔ ___ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ اب میں مکمل اطمینان کے ساتھ سیکرٹری جنرل سے بات کر سکتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اب بمبیا کی آزادی میں پیدا ہونے والی یہ رکاوٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ آپ لائن پر ہی رہیں۔ کیونکہ سیکرٹری جنرل صاحب نے کہا تھا کہ اگر ایکسٹو اس مشن پر رضامند ہو تو وہ ذاتی طور پر انہیں ایسے پوائنٹس بتا سکتے ہیں جن سے مشن کے دوران انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ جانتے تو ہیں کہ وہ بھی افریقی ہیں"۔ ___ صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر۔ میں یہیں دفتر میں ہی موجود ہوں۔ آپ جس وقت چاہیں کال کر سکتے ہیں"۔ ___ سر سلطان نے کہا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

دیوہیکل فوجی جیپ جس کے سامنے سرخ رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا خاصی تیز رفتاری سے ایک چوڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ اس جیپ کے آگے دو موٹر سائیکل سوار بطور پائلٹ جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر بھی فوجی وردی تھی۔ جیپ کے پچھلے حصے پر ایک فوجی بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا اور جیپ کے آگے کی طرف فٹ ایک بھاری مشین گن اس کے کاندھے سے لگی ہوئی تھی۔ یہ بھاری مشین گن اس طرح فٹ تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے چاروں طرف گھوم کر فائرنگ کر سکتی تھی۔ اس جیپ کے عقبی طرف مسلح فوجیوں سے بھری ہوئی دو جیپیں تھیں۔ جھنڈے والی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ ایک لمبے قد اور گٹھے ہوئے جسم کا آدمی بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ درشتی اور

سفاکی نمایاں تھی۔ اس کے جسم پر لائٹ کلر کا سوٹ تھا۔ آنکھوں پر گہرے سرخ رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا جس کا فریم سنہرے رنگ کا تھا۔ اس کے ایک دانت پر سونے کا خول چڑھا ہوا تھا جو سکرین سے آنے والی دھوپ کی وجہ سے چمک رہا تھا۔

جیپ جس سڑک پر دوڑ رہی تھی اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ دونوں طرف دور دور تک ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ اور سڑک دھوپ میں چمکتی ہوئی اس ریت کے سمندر کے درمیان کسی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی جا رہی تھی۔ کافی دور جا کر سڑک نے بہت شارٹ ٹرن لیا اور اس کے ساتھ ہی ایک چیک پوسٹ آ گئی۔ یہ چیک پوسٹ سڑک کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پختہ کمرے پر مشتمل تھی۔ سڑک کے درمیان لوہے کا بھاری راڈ لگا کر راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ اور سڑک کے دونوں اطراف میں چار مسلح لیکن انتہائی مستعد فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ موٹر سائیکل اور جیپوں کا یہ قافلہ چیک پوسٹ کے سامنے جا کر رک گیا۔ اور ایک مسلح فوجی تیزی سے چلتا ہوا سوٹ پہنے ہوئے آدمی کی طرف بڑھا۔

"شناخت کرائیں" ــــ فوجی نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سوٹ پہنے ہوئے لمبے تڑنگے آدمی نے ایک کارڈ جیب سے نکال کر فوجی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کارڈ سنہرے رنگ کا تھا۔ لیکن وہ بالکل خالی تھا۔ فوجی کارڈ لے کر تیزی سے مڑا اور سائیڈ میں موجود اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے

میں داخل ہونے کے چند منٹ بعد وہ واپس آیا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا واپس اس سوٹ والے کے پاس پہنچا۔
"او۔کے تھینک یو سر" اس بار فوجی کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔ ا
نے کارڈ واپس اس سوٹ والے کو دیا۔ اور ہاتھ سے راڈ
اٹھانے کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے راڈ اٹھا لیا گیا۔ اور یہ قا
ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ کافی دور جانے کے بعد سڑک کا
کا اختتام ریت کے درمیان بنی ہوئی خاکی رنگ کی ایک بیرک
نما عمارت میں ہوا۔ وہاں یہ قافلہ رک گیا تو وہ سول ڈریس والا اچ
کر جیپ سے اتر آیا۔ اسی لمحے بیرک سے ایک فوجی باہر آیا
اس نے بڑے مستعد انداز میں سول ڈریس والے کو سلام کیا
"آیئے سر۔۔۔۔ جنرل آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔۔ فوجی نے
کہا۔ اور مڑ کر بیرک کی طرف بڑھ گیا۔ سول ڈریس والا سر
ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک
چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے جس کے ایک کونے سے
سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔
"تشریف لے جایئے سر۔ جنرل صاحب پہلے کمرے میں
ہی موجود ہیں"۔۔۔۔ فوجی نے سیڑھیوں کی سائیڈ میں رکتے
ہوئے کہا۔ اور سول ڈریس والا سر ہلاتا ہوا تیزی سے سیڑھ
اترتا گیا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک اور کمرے میں ہوا۔ یہ کمرہ
دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں مختلف عہدوں
تین فوجی موجود تھے۔ جن میں سے ایک جنرل بارٹر تھا۔ ساؤ

افریقین آرمی کا وہ مشہور جنرل جس کی شہرت پوری دنیا میں موجود
تھی۔ اس کا شمار دنیا کے نامور جرنیلوں میں کیا جاتا تھا۔ یہ ساؤتھ
افریقین آرمی کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اور یہ جنرل بارٹر
کی ہی صلاحیتیں تھیں کہ ساؤتھ افریقین آرمی نہ صرف پورے
ساؤتھ افریقہ بلکہ نمیبیا اور ارد گرد کے ملکوں پر بھی دہشت بن
کر چھائی ہوئی تھی۔ انگولا میں کیوبن آرمی کا راستہ روکنے والا
بھی جنرل بارٹر تھا۔ ورنہ اب تک ساؤتھ افریقہ بھی سفید فاموں
کے ہاتھوں سے کب کا نکل چکا ہوتا۔ جنرل بارٹر کے چہرے کی
ساخت بالکل جنگلی گھوڑے جیسی تھی۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا
نفیس سا چشمہ تھا۔ سر درمیان سے انڈے کے چھلکے کی طرح
شفاف تھا۔ البتہ سائیڈوں پر برف کی طرح سفید بالوں کی
جھالر موجود تھی۔ لیکن جنرل بارٹر کا جسم جوانوں سے بھی زیادہ
ٹھوس اور مضبوط تھا۔ اور اس کے چہرے پر بے پناہ سفاکی
جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔
"کرنل دنیٹڈن سر"۔۔۔۔ سول ڈریس والے نے اندر
پہنچتے ہی چشمہ اتار کر جیب میں رکھتے ہوئے قدرے مودبانہ
لہجے میں کہا۔
"جنرل بارٹر۔ اور یہ ہیں کرنل جوشم۔ اور کرنل ڈوجان"۔۔۔۔
جنرل بارٹر نے ہاتھ بڑھا کر کرنل دنیٹڈن سے مصافحہ کرتے ہوئے
وہاں موجود دوسرے فوجیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"گلیڈ ٹو میٹ یو سر"۔ کرنل دنیٹڈن نے ان سب کی

طرف دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" تھینک یو کرنل ونیڈان۔ اب یہ رسمی تعارف ختم ہو گیا۔ اب
ہم بے تکلفانہ فضا میں گفتگو کریں گے" ۔۔۔ جنرل بارٹڑ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی مسکراہٹ ایسی تھی جیسے کوئی
بھوکا بھیڑیا برف باری کے دوران طویل عرصے تک بھوکا رہنے
کے بعد شکار کو دیکھ کر دانت نکوس رہا ہو۔
" تھینک یو سر" ۔۔۔ اس بار کرنل ونیڈان نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب صوفوں پر ایک دوسرے کے آمنے
سامنے بیٹھ گئے۔ ان کے درمیان ایک مستطیل سی میز رکھی
ہوئی تھی۔
" کرنل ونیڈان۔ آپ کا تعلق ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی سے
ہے۔ درست ہے" ۔۔۔ جنرل بارٹڑ نے کہا۔
" جی ہاں۔ درست ہے" ۔۔۔ کرنل ونیڈان نے اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ایک باکمال اور باصلاحیت سیکرٹ
ایجنٹ ہیں۔ اور آپ کا ریکارڈ اس بارے میں شاندار ہے"
جنرل بارٹڑ نے کہا۔ اور کرنل ونیڈان دھیرے سے مسکرا دیا لیکن
اس نے کوئی جواب نہ دیا۔
" آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق کچھ معلومات حاصل
ہیں" ۔۔۔ جنرل بارٹڑ نے کہا۔
" پاکیشیا سیکرٹ سروس" ۔۔۔ کرنل ونیڈان نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔
" ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس" ۔۔۔ جنرل بارٹڑ نے اُسے بغور
دیکھتے ہوئے کہا۔
" آپ اس سلسلے میں کس قسم کی معلومات چاہتے ہیں۔ مجھے تو تصور
بھی نہ تھا کہ آپ اس بارے میں پوچھیں گے" ۔۔۔ کرنل ونیڈان
نے کہا۔
" کرنل ونیڈان۔ آپ ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی سے متعلق ہونے
کے باوجود درپردہ اسرائیل کے ایجنٹ بھی ہیں۔ اس لئے مجھے آپ
کے متعلق خصوصی طور پر سفارش کی گئی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو
یہاں بلوا لیا ہے۔ میں آپ کو مختصر طور پر واقعات بتا دیتا ہوں۔ اس
کے بعد آپ کھل کر بتائیں کہ اس سلسلے میں آپ ہماری کیا مدد کر
سکتے ہیں" ۔۔۔ جنرل بارٹڑ نے کہا۔
" آپ فرمائیں سر۔ ساؤتھ افریقہ کے ساتھ ہم یہودیوں کے
گہرے مفادات وابستہ ہیں۔ اس لئے مجھ سے جو کچھ بھی ممکن ہو
سکا میں کروں گا" ۔۔۔ کرنل ونیڈان نے بڑے ٹھوس لہجے میں
کہا۔
" کرنل ونیڈان۔ ساؤتھ افریقہ کی نوآبادی نمیبیا میں اقوام متحدہ
کے تحت کچھ عرصہ بعد انتخابات ہو رہے ہیں۔ اور سب کو یقین ہے
کہ ان انتخابات کے نتیجے میں نمیبیا کی گوریلا تنظیم کوابو بھاری
اکثریت سے کامیاب ہو جائے گی۔ اس طرح نمیبیا ساؤتھ افریقہ
کے قبضے سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جب کہ ہم

ایسا ہرگز نہیں چاہتے۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ کی طرح نمیبیا میں انتہائی
قیمتی معدنیات نکل رہی ہیں۔ اس لئے ہم اس علاقے کو کسی طرح بھی
اپنے پنجے سے آزاد ہوتا دیکھتے برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن اقوام
متحدہ کے دباؤ کی وجہ سے ہماری حکومت بے بس ہو چکی ہے۔
بہرحال ہم نے اپنے طور پر ان انتخابات کو سبوتاژ کرنے کے لئے
ایک پلاننگ بنائی ہے۔ ہم نے ایک ایسی خفیہ تنظیم بنائی ہے
جس کا کوڈ نام ڈوگو فائٹرز ہے۔ یہ تنظیم میری سرپرستی میں بن رہی
ہے۔ اس تنظیم کی مدد سے ہم نے پلاننگ کی ہے کہ پورے نمیبیا
میں قتل و غارت گری کا ایسا طوفان برپا کر دیں گے کہ وہاں انتخابات
کا انعقاد فوری طور پر کم از کم ناممکن ہو جائے گا۔ اس طرح اقوام متحدہ
نے اس سلسلے میں جو تاریخ مقرر کی ہے وہ ٹل جائے گی۔ بعد میں نئی
تاریخ طے ہونے میں طویل عرصہ لگ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
ڈوگو فائٹرز کا یہ کام بھی ہو گا کہ وہ باغی تنظیم کوابو کے سرکردہ افراد
کو بھی قتل کر دے اور ان کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن
یہ تنظیم ابھی قائم ہونے کے پروسس سے گزر رہی ہے۔ ابھی اسے
فیلڈ میں آنے کے لئے کچھ وقت چاہیے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ جب
یہ فیلڈ میں آئے تو دہشت ناک طوفان کی طرح نمیبیا پر ٹوٹ پڑے
لیکن ہمیں ایک اطلاع ایسی ملی ہے جس سے ہمیں بے حد تشویش ہو
رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل افریقی ہیں ہمیں اطلاع
ملی ہے کہ کسی خفیہ ذریعے سے ان کو ڈوگو فائٹرز کے متعلق اطلاعات
پہنچ چکی ہیں۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے

اس تنظیم کے خاتمے کیلئے ایشیا کے ایک پس ماندہ ملک پاکیشیا کی سیکرٹ
سروس کی خدمات مستعار لی ہیں۔ جب ہمیں یہ اطلاع ملی تو ہم بے حد حیران
ہوئے۔ چنانچہ ہم نے اپنے ذرائع سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق
معلومات حاصل کیں تو ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی حیرت ہوئی کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس اس وقت پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز میں سب سے
تیز، فعال اور انتہائی خطرناک سروس ہے۔ حتیٰ کہ اسرائیل جیسی حکومت
بھی اس کا نام سن کر کانپ اٹھتی ہے اور سپر پاورز بھی اس سے
دہشت زدہ رہتی ہیں۔ اس کے کارناموں کا اس قدر طویل ریکارڈ موجود
ہے کہ اگر انتہائی معتبر ذرائع سے یہ معلومات نہ ملی ہوتیں تو کم از کم
میں دس بار مر کر بھی اس پر یقین نہ کرتا۔ لیکن یہ ذرائع ایسے ہیں کہ مجھے
ان کی بات پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اس سے ایک بات اور بھی صاف
ہو جاتی ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کیوں تمام دنیا کے
ملکوں کو چھوڑ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنا ضروری
سمجھا۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے
ڈوگو فائٹرز کے خاتمے کا مشن قبول کر لیا ہے۔ چنانچہ اس
پر میں نے اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن
چاک آؤٹ کیا۔ لیکن ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ
ہم میں سے کوئی بھی جاسوسی نہیں جانتا۔ ہم ڈائریکٹ ایکشن کے
عادی ہیں۔ چنانچہ اس پر ہمیں کسی ایسے آدمی کی ضرورت پڑی جو
انہیں کسی نہ کسی طرح ٹریس کر سکتا ہو۔ ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں
تو پھر ہم ان کی قبریں جلد ہی تیار کر لیں گے۔ اس پر ہمیں آپ کے

متعلق بتایا گیا۔ اور اب آپ ہمارے درمیان موجود ہیں"۔۔۔۔۔
جنرل بارٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"میں آپ کی بات پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ لیکن کیا وہ یہاں
ساؤتھ افریقہ میں آئیں گے یا براہِ راست نمیبیا میں پہنچیں گے"
کرنل ونیڈن نے سنجیدہ لہجے میں کہا
"دونوں جگہ پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں دونوں طرف کا خیال رکھنا ہے
گو ہم نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ کوئی بھی اجنبی دونوں
علاقوں میں بغیر شناخت کے نہ رہے۔ دونوں علاقوں میں فوج
کو مکمل طور پر چوکس کر دیا گیا ہے۔ آپ شاید نہ جانتے ہوں تو میں
بتا دوں کہ ساؤتھ افریقہ اور اس کی نوآبادی دونوں میں تمام انتظامات
مکمل طور پر فوج کے پاس ہیں۔ یہاں پولیس۔ انٹیلی جنس وغیرہ کا کوئی
تصور نہیں ہے۔ یہاں مکمل کنٹرول براہِ راست فوج کے ہاتھوں
میں ہے"۔۔۔ جنرل بارٹر نے کہا۔
"جنرل۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق میری معلومات صرف
فائلوں تک محدود ہیں۔ میرا کبھی براہِ راست ان سے ٹکراؤ نہیں ہوا
اتنا معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور اس کے
ممبر خفیہ رہتے ہیں۔ وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آتے اگر آتے
بھی ہوں گے تو میک اپ میں۔ ذاتی طور پر انہیں کوئی نہیں جانتا۔
البتہ ایک آدمی ایسا ہے جو ہر وقت عام آدمیوں کی طرح سامنے
رہتا ہے۔ اور رپورٹ یہی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر بھی
نہیں ہے۔ لیکن جب بھی سیکرٹ سروس کسی مہم پر جاتی ہے تو ہمیشہ

لیڈر وہی ہوتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا
عملی طور پر روحِ رواں یہی شخص ہے"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کا مطلب شاید علی عمران سے ہے"۔ جنرل بارٹر نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ آپ اُسے جانتے ہیں"۔ کرنل ونیڈن نے چونک
کر پوچھا۔
"جانتا ہوتا تو پھر آپ کو یہاں کیوں بلایا جاتا۔ میں اُسے کسی
شکاری بھیڑیئے کی طرح خود ہی گھیر لیتا۔ اس کے متعلق مجھے تفصیلی
رپورٹیں مل چکی ہیں۔ وہ بظاہر احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے۔ لیکن
دراصل انتہائی خوفناک حد تک ذہین اور شاطر آدمی ہے یہ بھی
معلوم ہوا ہے کہ وہ میک اپ میں بھی بے پناہ مہارت رکھتا ہے"
جنرل بارٹر نے کہا۔
"جی ہاں۔ میں بھی اسی عمران کی بات کر رہا ہوں۔ اُسے اگر تلاش
کر لیا جائے تو پھر سمجھئے کہ پوری سیکرٹ سروس ہماری مٹھی میں
ہوگی"۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔
"اس کی کوئی تصویر ہمیں نہیں مل سکی۔ اس لئے اگر آپ نے اس
کی کوئی تصویر دیکھی ہو تو آپ اس کا خاکہ بنا دیں تاکہ اس سے مشین
کے ذریعے تصویر بنا کر پورے ملک میں فوج کے حوالے کر دیا جائے"
جنرل بارٹر نے کہا۔
"اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص میک اپ کا

ماہر ہے۔ اور آواز بھی بدل لیتا ہے۔ اور یقیناً وہ یہاں میک اپ
میں ہی آئے گا۔ اس کی تلاش کا یہی طریقہ ہے کہ ایئر پورٹ، بندرگاہ
ریلوے اور بس اڈوں پر ہر نیا اور پرانا جو بھی شخص آئے
اس کی باقاعدہ نگرانی کی جائے۔ جو ہوٹلوں، پرائیویٹ مکانوں یا کسی
بھی شہری کے پاس جا کر رہے۔ اس کی بھی نگرانی کی جائے۔ تب
جا کر کوئی کلیو مل سکتا ہے۔ ایک بار کلیو مل جائے تب اس کا پکڑنا
یا مارنا مشکل نہ ہو گا" ۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

" صرف اجنبیوں کی نگرانی کیوں نہ کی جائے۔ ورنہ تو ساری فوج
اسی چکر میں ملوث ہو جائے گی" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" آپ اس کے شاطرانہ دماغ کو نہیں جانتے جنرل بارٹر۔ ہو سکتا
ہے وہ یہاں اجنبیوں کی طرح آنے کی بجائے یہاں سے باہر کسی
ہمسائے ملک میں گئے ہوئے کسی شہری کو پکڑے۔ اور اسے ختم
کر کے اس کے میک اپ میں یہاں آ جائے۔ پھر آپ کیا کریں
گے۔ وہ اسی شاطرانہ سوچوں کا ماہر ہے" ۔۔۔ کرنل ونیڈن
نے کہا۔

" اوہ واقعی۔ آپ نے حیرت انگیز بات سوچی ہے۔ اب مجھے
یقین ہو گیا ہے کہ آپ اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں کرنل
انتظامی یونٹوں کے سربراہ ہیں۔ ان میں سے کرنل جوہم نمیبیا کے
انچارج ہیں۔ جب کہ کرنل ڈوجان ساؤتھ افریقہ کے انتظامی
سربراہ ہیں۔ اور یہاں میں بھی موجود ہوں۔ اب ایسا ہے کہ میں

آپ کو ریڈ کارڈ ایشو کر دیتا ہوں۔ ریڈ کارڈ کے بعد آپ سوائے
میرے باقی ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا دونوں علاقوں میں تمام فوجوں
اور سول سروس اور دیگر انتظامیہ کے انتظامی سربراہ ہو
جائیں گے۔ اور دونوں علاقوں کا ہر آدمی آپ کے احکامات کو
بالکل اس طرح بجا لائے گا جس طرح میرے احکامات بجا لاتے
ہیں" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک
سرخ رنگ کا چھوٹا سا کارڈ نکالا اور اس پر اپنے دستخط کئے۔
اور کارڈ کرنل ونیڈن کے حوالے کر دیا۔

" آپ اپنا ہیڈ کوارٹر ساؤتھ افریقہ میں بنا لیں۔ کرنل ڈوجان
آپ کے یہاں نائب ہوں گے آپ کی ہر قسم کی ضروریات پوری کرنا
ان کی ذمہ داری ہو گی" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے کہا۔

" یس سر" ۔۔۔ کرنل ڈوجان نے ایک جھٹکے سے کھڑے
ہو کر باقاعدہ ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو کرنل" ۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

" کرنل جوہم سے آپ کا رابطہ ٹرانسمیٹر پر رہے گا۔ اور یہ
بھی آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے
کہا۔ اور اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی کرنل جوہم کرنل ڈوجان
کی طرح ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے بھی ایڑیاں بجا کر باقاعدہ
سیلوٹ کیا۔

" تھینک یو" ۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔ اور کرنل جوہم
بیٹھ گیا۔

"آپ کی مین ذمہ داری یہی ہوگی کہ آپ انہیں ٹریس کر لیں، اس کے لئے آپ جو بھی پلاننگ کرنا چاہیں کر لیں کیونکہ میں انسانی مکمل آزادی اور خودمختاری سے کام کرانے کا عادی ہوں۔ اس لئے آپ ہر قسم کی پلاننگ کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ البتہ کامیابی کی صورت میں آپ مجھے ضرور مطلع کریں گے" ــــ جنرل بارٹر نے ایک بار پھر بھوکے بھیڑیئے کی طرح دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"یقیناً یس سر۔ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو میں ہر صورت میں اس اعتماد پر پورا اتر دوں گا۔ میں نہ صرف اس گروپ کو ٹریس کر لوں گا بلکہ ان کی لاشیں آپ کے سامنے لا ڈالوں گا۔ میرا نام کرنل ونیٹن ہے۔ اور کرنل ونیٹن کے متعلق پورے ایکریمیا میں مشہور ہے کہ میں اپنے دشمن کے گرد باقاعدہ مکڑی کا جالا بُنتا ہوں۔ گو اس میں کچھ روز لگ جاتے ہیں۔ لیکن آخرکار وہ اس جالے میں پھنس جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ویسے آپ کی یہ نئی تنظیم کب تک کام شروع کرنے والی ہے" ــــ کرنل ونیٹن نے کہا۔

"ہمیں آپ کی خصوصیات کا پوری طرح علم ہے۔ ہمارے پاس آپ کی مکمل فائل موجود ہے۔ ورنہ ہم اتنا بڑا مشن کسی سیکنڈ کلاس ایجنٹ کے حوالے تو نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ آپ اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹکر کے آدمی ہیں۔ ویسے ڈوگو فائٹرز کو کام شروع کرنے میں ابھی دو ہفتے

پڑے ہیں۔ بہرحال دو ہفتوں بعد وہ طوفان بن کر نمیبیا پر جھپٹ پڑے گی" ــــ جنرل بارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا

"او۔ کے۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ تاکہ میں اپنے کام کا آغاز کر سکوں" ــــ کرنل ونیٹن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔ اب آپ کا اور میرا رابطہ صرف خصوصی ٹرانسمیٹر پر ہی ہو سکے گا۔ کیونکہ میرے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ میں کس وقت کہاں ہوتا ہوں۔ گڈ بائی" جنرل بارٹر نے کہا اور کرنل ونیٹن اس سے مصافحہ کر کے واپس مڑا۔ اس کے پیچھے دونوں کرنل بھی سیڑھیوں والے دروازے کی طرف مڑ گئے۔

سائوتھ افریقہ کے دارالحکومت جوہنبرگ کا بین الاقوامی
ایئرپورٹ باوجود بے حد خوب صورت، وسیع اور فراخ ہونے
کے اس روایتی گہما گہمی سے یکسر محروم تھا جو عام طور پر اس قسم
کی بین الاقوامی ایئرپورٹس پر دیکھنے میں آتی ہے۔ ایئرپورٹ پر
ہر طرف خاکی وردی جس پر سبز رنگ کی ٹیڑھی میڑھی دھاریاں بنی
ہوئی تھیں ملبوس مشین گنوں سے مسلح فوجیوں کی اس قدر کثرت
تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ سول ایئرپورٹ کی بجائے کوئی فوجی
ایئرپورٹ یا اڈہ ہو۔ ایکریمیا سے آنے والے اس جہاز سے اترنے
والے مسافر بھی سہمے سہمے سے لگ رہے تھے۔ عمران اور ٹائیگر بھی
اس جہاز سے ہی ایکریمیا سے جوہنبرگ آئے تھے۔ وہ دونوں ایکریمیا
جرنلسٹوں کے روپ میں تھے۔ ان کی جیبوں میں ایکریمیا کے سب
سے مشہور اخبار ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹرز کے کارڈ موجود تھے۔

ان کے کاغذات بھی اصل تھے۔ وہ دونوں گو میک اپ میں تھے،
لیکن عمران نے میک اپ میں اپنے فن کا پوری طرح مظاہرہ کیا تھا،
اور اسے یقین تھا کہ دنیا کا جدید ترین میک اپ واشر بھی اس
میک اپ کو چیک نہ کر سکے گا۔ ٹائیگر کے کاندھے سے ایک
کیمرہ بھی لٹکا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ چند ایکریمین سیاح بھی تھے۔
جہاز کی سیڑھیاں اترنے کے بعد انہیں ایک منی بس میں سوار
کرایا گیا۔ اور پھر یہ منی بس ایک سائیڈ پر موجود کمرے کے
دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے کے باہر دو
مسلح فوجی موجود تھے۔

"اسے۔ یہ کیمرہ یہاں رکھ دو۔ اس کی چیکنگ ہو گی"۔۔۔
ایک مسلح فوجی نے بڑے سخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر
کہا۔

"بالکل لے لو مسٹر۔ لیکن خیال رکھنا یہ بے حد قیمتی ہے۔ اسے
نقصان نہ پہنچ جائے"۔۔۔ ٹائیگر نے ایکریمین لہجے میں منہ بگاڑ
بگاڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کیمرہ کندھے
سے اتار کر بڑے اطمینان سے اس فوجی کے حوالے کر دیا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے میک کہ اتنا قیمتی کیمرہ ساتھ نہ
رکھا کرو۔ لیکن تمہیں پتہ نہیں کیا مصیبت ہے کہ قیمتی سے قیمتی کیمرے
کے علاوہ تمہاری نظر کسی اور پر ٹھہرتی ہی نہیں"۔۔۔ ساتھ کھڑے
عمران نے ٹائیگر کو اس طرح جھاڑتے ہوئے کہا جیسے وہ بڑا
تنگ مزاج آدمی ہو۔

"تم بھی کمال کرتے ہو جیک۔ ذرا تصویر ہلکی ہو تو وہ تمہارا نیوز ایڈیٹر مجھ پر آنکھیں نکالنے لگتا ہے" ——— ٹائیگر نے بھی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ پھر بھگتو۔ دیکھنا چیکنگ کے بعد اس میں سرے سے تصویر ہی نہیں آئے گی۔ سر پکڑ کر رونا پھر" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور آگے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر جھلاہٹ پوری طرح سوار تھی۔

"یہ لو کیمرہ۔ بس ہو گئی چیکنگ" ——— اس مسلح فوجی نے مسکراتے ہوئے کیمرہ واپس ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے اطمینان سے کھڑا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"اوہ تھینک یو سر تھینک یو۔ آپ نے مجھے میرے پاگل رکھو جیسے نیوز ایڈیٹر سے بچا لیا ہے" ——— ٹائیگر نے بڑے تشکرانہ انداز میں کہا۔ اور کیمرہ اس کے ہاتھ سے لیتا ہوا عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اندر بڑے سے کمرے میں چار کیبن سے بنے ہوئے تھے۔ ہر مسافر کو ایک ایک کیبن میں بھیجا جا رہا تھا۔ عمران ایک کیبن میں داخل ہوا تو اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ کیبن میں ایک جدید طرز کا میک اپ واشر موجود تھا۔ کیبن کے اندر دو مسلح فوجی موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک کنٹوپ عمران کے چہرے اور گردن پر چڑھا کر تسمہ باندھا۔ اور پھر میک اپ واشر کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کنٹوپ میں ہلکے نیلے رنگ کا دھواں ایک لمحے کے لئے بھرا اور دوسرے لمحے

غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے سے کنٹوپ اتار لیا گیا۔

"او کے۔ جاؤ" ——— اس فوجی نے کہا۔ اور عمران واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ کیبن سے باہر آیا تو ایک کیبن سے ٹائیگر بھی باہر آ گیا۔ جو لوگ میک اپ چیکنگ سے فارغ ہو کر باہر نکل رہے تھے۔ فوجی انہیں ایک اور دروازے کی طرف جانے کا کہہ رہے تھے۔ عمران اور ٹائیگر بھی خاموشی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کی دوسری طرف ایک بڑا سا ہال تھا۔ جس میں ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے قدرے ہٹ کر کھڑے تھے۔ یہ دونوں فوجی کاغذات کی چیکنگ کر رہے تھے۔ دونوں کے سامنے مسافر قطار بنا کر کھڑے تھے۔ عمران اور ٹائیگر آگے پیچھے ایک ہی قطار میں کھڑے ہو گئے۔ ان کے آگے ایک موٹی سی عورت کھڑی تھی۔ جس کے کاغذات کی چیکنگ ہو رہی تھی۔ اور فوجی اس طرح اس سے سوال جواب کر رہا تھا جیسے کوئی وکیل کسی ملزم پر جرح کرتا ہے۔ کافی دیر بعد اس نے اس کے کاغذات پر مہریں لگائیں اور موٹی عورت نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کاغذات جھپٹے اور جلدی سے سائیڈ پر ہٹ گئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اپنے اور ٹائیگر دونوں کے کاغذات کھڑکی میں سے اس فوجی کی طرف بڑھا دیئے۔

"ہم جرنلسٹ ہیں بھائی۔ اس لئے ذرا جرح کم کرنا" ——— عمران نے تنک بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کرنے آئے ہو یہاں" ——— فوجی نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جرنلزم کے سلسلے میں آئے ہیں اور یہاں ہم نے راک اینڈ رول ڈانس کرنا ہے" ——— عمران کا لہجہ بے حد جھلایا ہوا تھا۔

"پہلی بار آ رہے ہو" ——— فوجی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا اس کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"نہیں۔ ہم پیدا ہی یہیں ہوئے تھے۔ بشرطیکہ یہ ایکریمیا کی ریاست مچگتا ہو۔ بھائی کاغذات میں سب درج ہے۔ پڑھ لو" ——— عمران کا لہجہ بے حد چڑچڑا تھا۔

فوجی نے سائیڈ پہ کھڑے ایک فوجی کو اشارہ کیا تو وہ فوجی بجلی کی سی تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آگیا۔

"ان کو چیف کے پاس لے جاؤ۔ یہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی جرنلسٹ بن گئے ہیں۔ جاؤ" ——— اس فوجی نے کاغذات بغیر مہر لگائے اس فوجی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ اور سنو۔ اگر بھاگنے کی کوشش کی تو گولیوں سے بھون دیئے جاؤ گے" ——— دوسرے فوجی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کیوں ہم بھاگیں گے کیوں۔ ویسے اگر تمہیں اپنے متعلق کوئی غلط فہمی ہو تو مجھ سے ریس لگا لو۔ میں نے ورلڈ ریس کے

چیمپئن کا دوڑتے دوڑتے انڈا دلیا تھا۔ اور میں اس سے دو قدم آگے ہی رہا تھا" ——— عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی بہت باتیں کرتے ہو۔ بہرحال چیف تمہیں اچھا سبق دے گا۔ ادھر آؤ۔ ادھر کمرے کی طرف" ——— فوجی سپاہی نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اونچی نشست کی کرسی موجود تھی۔ لیکن کرسی خالی تھی۔ جب کہ ایک لمبا تڑنگا فوجی جس کے کاندھوں پر میجر رینک کے نشانات موجود تھے دروازے کے قریب نکل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر واقعی انتہائی سخت گیری کے آثار موجود تھے۔ ان دونوں کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر ان کی طرف مڑا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہیں یہ" ——— میجر نے ساتھ آنے والے سپاہی سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کاؤنٹر نے بھیجا ہے۔ یہ اس سے الجھ پڑے ہیں" ——— سپاہی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات میجر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میجر نے ایک لمحے کے لئے غور سے عمران اور ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر فوجی کے ہاتھ سے کاغذات لے کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ فوجی دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"تو تم جرنلسٹ ہو۔ ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹرز" ——— میجر نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جوہنبرگ میں کوئی پڑھا لکھا آدمی تو ملا۔ ورنہ میرا تو خیال تھا یہاں سارے ان پڑھ رہتے ہیں۔ سب کچھ کاغذات میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن وہ کاؤنٹر پر بیٹھا احمق یہ بات مجھ سے پوچھ رہا تھا"۔ —— عمران نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم میرے آدمی کو احمق کہہ رہے ہو۔ اور وہ بھی میجر پورو کے سامنے" —— میجر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو میجر پورو۔ میں ایکریمیا کے سب سے بڑے اخبار کا رپورٹر ہوں۔ سمجھے۔ میرے تعلقات جہاں ایکریمیا کے صدر سے ہیں۔ وہاں تمہارے جنرل بارڈر سے بھی ہیں۔ سمجھے۔ اس لئے میرے سامنے آنکھیں نکال کر بات کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اب تک میں خاموش ہوں ورنہ میرے لکھے ہوئے چند الفاظ تمہارے کاندھوں پر لگے ہوئے یہ بیج اتار سکتے ہیں۔ سمجھے۔ ہم ساؤتھ افریقہ میں آتے ہیں یا کسی جیل خانے میں۔ یہاں ہم سے اس طرح قدم قدم پر سلوک کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہم منشیات بیچتے ہوئے پکڑے گئے ہوں" —— عمران کی جھلاہٹ پورے عروج پر تھی۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بیٹھو۔ ابھی میں چیک کرتا ہوں"۔ —— میجر پورو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن بہرحال اس کا لہجہ پہلے سے نرم تھا۔ اور خود وہ کاغذات اٹھائے میز کی سائیڈ سے گھوم کر اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اور ٹائیگر سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔ جب کہ وہ فوجی خاموشی سے ایک طرف

کھڑا تھا۔ عمران چونکہ مکمل انتظام کر کے آیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔

میجر پورو نے کاغذات سامنے میز پر رکھ کر ان پر پیپر ویٹ رکھا۔ اور پھر پاس پڑا ہوا ٹیلی فون اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میجر پورو چیف آف جوہنبرگ ایئر پورٹ سپیکنگ"۔ —— میجر پورو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ عمران اور ٹائیگر اس کی کرسی سے کافی دور بیٹھے تھے۔ اس لئے دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز ان تک نہ پہنچ سکتی تھی۔

"یہاں ابھی فلائٹ سے آپ کے دو سپیشل رپورٹر آئے ہیں ان میں سے ایک کا نام جیک اور دوسرے کا نام میک ہے۔ میک کے پاس کیمرہ بھی ہے۔ اور اس کے کاغذات میں اسے سپیشل پریس فوٹوگرافر دکھایا گیا ہے۔ کیا یہ دونوں باقاعدہ اجازت نامے لے آئے ہیں"۔ —— میجر پورو کا لہجہ اس بار خاصا نرم تھا۔ پھر وہ دوسری طرف سے بات سنتا رہا۔

"دیکھیئے یہاں ہنگامی حالات کی وجہ سے انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے۔ میں ان دونوں کے حلیے بتا دیتا ہوں۔ آپ کنفرم کر دیں تاکہ میری تسلی ہو جائے"۔ —— میجر پورو کا لہجہ پہلے سے زیادہ نرم پڑ گیا تھا۔ دوسری طرف سے کافی دیر تک کچھ کہا جاتا رہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بالکل یہی حلیے ہیں۔ تھینک یو سر۔ اب

میرا مکمل اطمینان ہو گیا ہے۔ بے حد شکریہ"۔۔۔۔ میجر پورو نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ
دیا۔ ویسے اب اس کے چہرے پر بے بسی کے ایسے آثار موجود
جیسے کسی شکاری کے جال میں آیا ہوا پرندہ جال کاٹ کر اڑ جانے
میں کامیاب ہو گیا ہو۔

"ادھر آؤ۔ جا کر کاغذات پر اوکے کی مہریں لگوا لاؤ۔ یہ واقعی
اوکے ہیں"۔۔۔۔ میجر پورو نے کاغذات اٹھا کر ایک طرف کھڑے
فوجی کو دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ فوجی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا
اور کاغذات لے کر وہ اسی تیزی سے باہر نکل گیا۔

"آئی۔ ایم سوری مسٹر جیک اینڈ میک۔ آپ خیال نہ کیجئے
ان دنوں اس قدر سخت چیکنگ ہو رہی ہے کہ ہمیں بعض اوقات
اپنے آپ پر بھی شک ہونے لگتا ہے"۔۔۔۔ میجر پورو اب مکمل
طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"کیوں۔ کیا عالمی دہشت گرد کی آمد کا خطرہ ہے"۔۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اسی طرح جھلایا ہوا تھا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے آپ اگر آف دی ریکارڈ
سمجھیں تو میں بتا دوں"۔۔۔۔ میجر پورو نے مسکراتے ہوئے کہا
وہ اب حیرت انگیز طور پر رام ہو چکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آف دی ریکارڈ ہی سہی۔ ویسے بھی میرا کام
رپورٹری سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو عالمی شخصیات کے انٹرویو

سپیشلسٹ ہوں۔ میں نے دنیا بھر کے سربراہوں کے انٹرویو لئے ہیں
اور سارے سربراہ ہر وقت یہ خواہش رکھتے ہیں کہ جیک ان کا
انٹرویو لے۔ کیونکہ وہ اربوں ڈالر کی پبلسٹی کریں تب بھی ان کا نام
اس قدر قابل احترام نہیں ہو سکتا جتنا میرے ایک انٹرویو
سے ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب کرنل ونیڈن صاحب ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا کے نئے
انتظامی سربراہ بنائے گئے ہیں۔ ایکریمیا سے آئے ہیں۔ وہاں
کی کسی سپیشل ایجنسی کے آدمی ہیں۔ جنرل بارٹر نے خود اپنے
ہاتھوں سے انہیں ریڈ کارڈ دیا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ ایشیا
کے کسی ملک کے کچھ ایجنٹ یہاں تخریب کاری کے لئے آئے
ہیں ان کے لئے کرنل ونیڈن نے اس قدر سخت چیکنگ کے
آرڈرز جاری کر دیئے ہیں کہ بعض اوقات ہم خود مصیبت میں پڑ
جاتے ہیں۔ یہاں انہوں نے جدید ترین میک اپ واشر فٹ
کرائے ہیں۔ ایک ایک آدمی کی چھان بین ہو رہی ہے۔ اس لئے
یہاں تو کیا یہاں سے باہر نکلنے کے بعد جب تک کوئی اجنبی
واپس نہ چلا جائے اس کی مکمل نگرانی ہو گی۔ اور اجنبی تو ایک
طرف مقامی بھی اگر باہر سے آئیں تو ان کی بھی نگرانی ہوتی ہے"
میجر پورو نے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔

"سر۔ مہریں لگ گئی ہیں"۔۔۔۔ فوجی نے مؤدبانہ انداز میں
کہا اور کاغذات میجر کی طرف بڑھا دیئے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ سنو۔ دو کوک لے آؤ۔ یہ معزز لوگ ہیں جاؤ" ۔۔۔۔ میجر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور فوجی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"لیکن کیا وہ ایجنٹ جن ہیں یا بھوت کہ بغیر کاغذات کے جو ہنبرگ آجائیں گے۔ بھائی کاغذات چیک کر لو اور بات ختم" عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ وہ ایجنٹ میک اپ کے ماہر بتائے گئے ہیں اور کاغذات تو نقلی بھی بن سکتے ہیں" ۔۔۔۔ میجر یورد نے کہا۔

"تب تو ہو گئی چیکنگ۔ آخر تم کیا کرو گے" ۔۔۔۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نگرانی۔ اور کیا کر سکتے ہیں۔ بہرحال میری ڈیوٹی تو یہاں ایئرپورٹ تک ہی ہے۔ باقی شہر والے جانیں اور ان کا کام" ۔۔۔۔ میجر یورد نے کہا۔ اُسی لمحے فوجی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی کوک کی دو بوتلیں تھیں۔ اس نے ایک ایک بوتل عمران اور ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

"لیجئے" ۔۔۔۔ میجر یورد نے کہا۔

"شکریہ میجر یورد۔ یہ کرنل ونیٹن کہاں پائے جاتے ہیں" عمران نے بوتل سپ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل ڈوجان کے دفتر میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے اور کرنل ڈوجان کا دفتر تھرڈ تھری چھاؤنی کے اندر ہے" ۔۔۔۔ میجر یورد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ہو گا ہمیں کیا۔ او کے۔ تھینک یو میجر یورد" ۔۔۔۔ عمران نے آدھی پی ہوئی بوتل میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر جو اس دوران مکمل طور پر خاموش رہا ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"البتہ ایک درخواست ہے۔ آپ جنرل بارٹن سے میری شکایت نہ کریں وہ بہت سخت آدمی ہیں" ۔۔۔۔ میجر یورد نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

باہر آکر وہ ایئرپورٹ بلڈنگ سے باہر آئے۔ یہاں ایک طرف ٹیکسی سٹینڈ تو موجود تھا۔ لیکن وہاں صرف دو ٹیکسیاں ہی کھڑی تھیں باقی جگہ خالی تھی۔

"میرا اندازہ درست نکلا۔ ہمارے متعلق اطلاع یہاں پہلے ہی پہنچ چکی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا۔

"ہوٹل فائیو سٹار" ۔۔۔۔ عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

ٹائیگر خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بغیر کوئی جواب دیئے میٹر ڈاؤن کیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ عمران نیچے اترا۔ اس نے بٹوہ نکالا اور میٹر دیکھ کر ایک نوٹ بٹوے سے نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے خاموشی سے نوٹ لیا۔ جیب

سے بٹوا نکالا اور گن کو عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"آؤ مسیک" ـــــ عمران نے اتر کر پیچھے کھڑے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر وہ اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل کے اندر کاؤنٹر پر پہنچ گئے۔ ہوٹل میں سارے سفید فام لوگ موجود تھے۔ البتہ سوئپر اور اس قسم کا کام کرنے والے سیاہ فام تھے جو بڑے سہمے ہوئے اور خوف زدہ سے لگ رہے تھے۔

"ایک ڈبل بیڈ" ـــــ عمران نے کاغذات کاؤنٹر پر کھڑی خوب صورت سفید فام لڑکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کتنے دنوں کے لئے" ـــــ لڑکی نے کاغذات کھول کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی نے رجسٹر میں کاغذات دیکھ کر اندراج کرنا شروع کر دیا۔

"سو ڈالر" ـــــ لڑکی نے اندراجات کرنے کے بعد کاغذات واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ایک بار پھر بٹوہ نکالا اور سو ڈالر کا نوٹ نکال کر لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی نے کیش مشین پر رسید بنائی اور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے عقب میں لگے کی بورڈ سے ایک چابی نکال کر رسید اور چابی عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لیجئے۔ کمرہ نمبر بارہ۔ تیسری منزل" ـــــ لڑکی نے کہا۔

"شکریہ" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور چابی اور رسید لے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ

کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ کمرہ خاصا آرام دہ تھا۔ عمران نے دروازہ بند کیا۔

"تو بھئی مسیک۔ اب بیٹھ کر پلاننگ کرو کہ یہاں کا تازہ ترین سیاسی فیچر کس طرح بن سکتا ہے" ـــــ عمران نے ایک آرام کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے جیک۔ سیاسی فیچر بغیر جنرل بارٹر کے انٹرویو کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پہلے تو جنرل بارٹر کے انٹرویو کا انتظام کیا جائے۔ پھر کچھ اور سوچا جائے گا" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جنرل بارٹر سے انٹرویو کا وقت کس کے ذریعے لیا جائے۔ یہی بات میں سارے راستے سوچتا آیا ہوں۔ میرا خیال ہے یہاں کے مشہور رپورٹر جان سمتھ سے بات کی جائے۔ وہ ہمارا پیشہ ور بھائی ہے۔ وہ ضرور ہماری مدد کرے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکا لیا۔

"بالکل۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ ہمارے اخبار سے پہلے انٹرویو چھاپ لے۔ پھر تو ہمارا ایڈیٹر پاگل ریچھ کی طرح ہم پر چڑھ دوڑے گا" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے احمق ہو گئے ہو۔ جو انٹرویو جیک نے لکھنا ہے وہ جان سمتھ دس بار مر کر بھی نہیں لکھ سکتا" ـــــ عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ ——— دوسری طرف سے ایکس چینج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ساؤتھ نیوز کے چیف رپورٹر جان سمتھ سے بات کراؤ ہماری" عمران نے کہا۔

"نمبر بتائیں"۔ ——— دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"ارے تم یہاں کے مشہور جرنلسٹ کا نمبر نہیں جانتے۔ کیسے آپریٹر ہو۔ کیا صرف لڑکیوں کے فون نمبر ہی یاد رہتے ہیں تمہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ایسا کرو ڈیرا جون کا نمبر ملا دو وہ بھی تو اسی اخبار کی کرائم رپورٹر ہے"۔ ——— عمران نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ جناب۔ میں ڈائریکٹری سے نمبر دیکھ لوں۔ یہاں سے آج تک ان نمبروں سے کبھی کال نہیں کی گئی"۔ ——— اس بار دوسری طرف سے آپریٹر کی قدرے نرم آواز سنائی دی۔

"آپ ریسیور رکھ دیں جناب۔ میں انہیں ٹریس کرتا ہوں۔ پھر آپ کو کال کر دوں گا"۔ ——— چند لمحوں بعد آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے منہ بناتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ یہاں صحافیوں کی کوئی قدر ہی نہیں ہے۔ ایکریمیا میں تو جرنلسٹوں کے نمبر آپریٹروں کو اے۔ بی۔ سی کی طرح یاد رہتے ہیں۔ عجیب ملک ہے یہ"۔ ——— عمران نے ریسیور رکھ کر انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈیرا جون کون ہے۔ میں نے پہلے تو اس کا نام نہیں سنا" ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑی خوب صورت لڑکی ہے۔ جرنلسٹ نہ ہوتی تو یقیناً حسینہ عالم ہوتی۔ بس مقدر خراب کہ صحافی بن گئی۔ اب زبردستی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھائے رکھتی ہے۔ کرائم رپورٹر ہے۔ پتہ ہے کس نے بتایا ہے مجھے اس کے متعلق۔ وہ فیچر رائٹر ہے ناں ڈیوڈ آرنلڈ۔ اس نے بتایا تھا۔ وہ تو پاگل ہے اس پر اس کے پاس کئی فوٹو ہیں اس کے۔ ویسے یار ایک بات ہے لڑکی ہے زبردست"۔ ——— عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

"ارے پھر تو ضرور اس سے ملا جائے اور کچھ نہیں تو چند اچھے پوز ہی مل جائیں گے"۔ ——— ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں تو بس پوزوں کی پڑی رہتی ہے۔ تمہیں تو چڑیل بھی نظر آجائے تو بجائے ڈرنے کے تم اس کے پوز بنانے شروع کر دو گے۔ ارے کیا رکھا ہے بے جان تصویروں میں۔ حقیقت حقیقت ہوتی ہے مسٹر میک"۔ ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے تو جو لطف تصویر دیتی ہے۔ وہ حقیقت دے ہی نہیں سکتی" ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا

"یس"۔ ——— عمران نے کہا۔

"جان سمتھ تو نمبیا گئے ہوئے ہیں جناب۔ البتہ ڈیرا جون موجود ہیں ان سے بات کراؤں"۔ ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"ارے ضرور کراؤ۔ کچھ نہ کچھ تو کراؤ" ـــ عمران نے جھلا کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر ایک نسوانی آواز ابھری۔
"یس۔ ویرا سپیکنگ" ـــ بولنے والی کا لہجہ بے حد مترنم تھا۔

"میں ڈیلی نیوز ایکریمیا کا سپیشل رپورٹر جیک بول رہا ہوں مس ویرا جون۔ ہمارے فیچر رائٹر ڈیوڈ آرنلڈ نے کہا تھا کہ جوہنبرگ جا کر ویرا جون سے ضرور ملنا۔ اور دیکھو میں نے یہاں آتے ہی سب سے پہلے تم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ ارے ہاں۔ یہ تمہارے ملک کے فون آپریٹر کیسے ہیں۔ انہیں کسی جرنلسٹ کا نمبر ہی یاد نہیں ہے۔ ڈائریکٹریاں دیکھ کر نمبر ڈھونڈتے ہیں۔ ایکریمیا میں تو جرنلسٹوں کے نمبر پارکوں میں گھومتے ہوئے بچوں کو بھی یاد ہوتے ہیں۔ کیسا ملک ہے تمہارا۔ ارے ہاں۔ ڈیوڈ آرنلڈ نے بتایا تھا کہ تم بے حد خوب صورت ہو۔ حسینہ عالم بن سکتی ہو۔ ارے پھر کیوں آ گئی ہو جرنلزم جیسے بور فیلڈ میں۔ لیکن ایک بات ہے اس نے مجھے تمہارا جو فوٹو دکھایا تھا اس میں تو بس موٹے موٹے شیشوں والی عینک کے پیچھے تمہاری پھٹی پھٹی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ایسی پھٹی ہوئی آنکھیں جیسے تم کسی ڈراؤنی فلم کی ہیروئن ہو جو اندھیرے میں کوئی خوف ناک چیخ سن کر دہشت زدہ ہو گئی ہو۔ اوہ میں یہ تو تمہیں بتانا ہی بھول گیا کہ میرے ساتھ پریس فوٹو گرافر میک بھی آیا ہوا ہے کہہ رہا تھا کہ اگر ویرا جون خوب صورت ہے تو میں اس کے پوز بناؤں گا۔ ویسے ایک بات ہے غضب کے پوز بناتا ہے۔ ایک بار اس نے انتہائی بدصورت لڑکی کا اس قدر خوب صورت پوز بنایا کہ فلم انڈسٹری والے اس کے گھر کے چکر لگانے لگ گئے۔ تو پھر آ رہی ہو۔ ارے جلدی آؤ ہوٹل فائیو سٹار تیسری منزل کا کمرہ نمبر بارہ یاد کر لیں۔ پتہ ایک بار پھر دوہراؤں۔ ویسے یہ دوہرانے والا مسئلہ ہے ٹیڑھا۔ آدمی اب اتنا بھی کند ذہن نہ ہو۔ اوہ۔ کے آجاؤ۔ پھر گپ شپ ہو گی" ـــ عمران کی زبان ایک بار چلی تو پھر اسی طرح فل سپیڈ چلنے بلکہ سرپٹ دوڑنے لگی۔

"آپ جرنلسٹ ہیں یا مقرر۔ بہرحال آپ کا نام اس قدر مشہور ہے کہ مجھے تو خود آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ میں آ رہی ہوں" ـــ دوسری طرف سے ویرا جون نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"میں بھی مقرر بنتے بنتے جرنلسٹ بن گیا ہوں۔ لیکن اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ کبھی کبھی سڑک پہ مجمع لگا کر کھڑا ہو جاؤں۔ تقریر کا جو لطف مجمع بازی میں آتا ہے اس کا کوئی بڑے سے بڑا مقرر تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بہرحال آجاؤ" ـــ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی کیمرہ تیار کر لو پوز بنانے کے لئے۔ تمہارا تو کام ہو گیا۔ میرا البتہ رہ گیا۔ اب یہ ویرا جون میری ملاقات جنرل بارٹر سے کرانے سے رہی۔ بہرحال دیکھ لیں گے۔ ابھی کون سی جلدی ہے۔ ذرا ساؤتھ افریقہ تو دیکھ لیں گھوم پھر کر" ـــ عمران نے رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف

بڑھ گیا۔ اس نے باتھ روم میں داخل ہو کر شاور کھولا اور پھر جیب
میں لگا ہوا ایک قلم نکالا اور اس کے کلپ کو شاور کے قریب کرتے
ہوئے مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلپ
کے آخری سرے پر اس طرح روشنی چمک اٹھی جیسے ستارہ
جھلملاتا ہے۔ اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس
نے کلپ کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ کافی
دیر تک وہ اسے دباتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ روکا تو کلپ کے
آخری سرے پر دو ستارے جھلملانے لگے اس کے ساتھ ہی
قلم سے ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے قلم
کو کان کے قریب کر لیا۔ ٹک ٹک مسلسل جاری تھی۔ آواز
مخصوص وقفوں سے آ رہی تھی۔ یہ مخصوص کوڈ تھا۔ اس لئے عمران
کا ذہن ساتھ ساتھ اُسے باقاعدہ اس طرح سمجھتا جا رہا تھا جیسے
دوسری طرف سے کوئی بول رہا ہو۔ چند لمحوں بعد آواز بند ہو گئی
اور اس کے ساتھ ہی کلپ پر چمکنے والے ستارے بھی غائب ہو
گئے۔ عمران مخصوص انداز میں کلپ کو اوپر کی طرف دباتا رہا
پھر قلم کو واپس جیب میں ڈال کر اس نے شاور بند کیا۔ اور
باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

صفدر، جولیا اور تنویر تینوں بڑے مطمئن انداز میں سپیشل
ہ کے ایک ڈبے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ ٹرین مصر کے
حکومت قاہرہ سے چلتی تھی۔ اور پھر سوڈان اور زائرے سے
تی ہوئی انگولا میں داخل ہو کر وہاں سے نمیبیا اور پھر ساؤتھ افریقہ
اس کرتی ہوئی اس کی آخری بندرگاہ بندر الزبتھ جا کر ختم
تی تھی۔ یہ ٹرین ایکریمیا کا ایک نجی گروپ چلاتا تھا۔ ٹرین
ہد آرام دہ اور جدید تھی۔ اور اس قدر انتہائی رفتار سے
تی کہ یوں لگتا تھا جیسے پٹڑی پر چلنے کی بجائے ہوا میں اڑتی
ہی ہو۔ لیکن ڈبوں کا بیلنسنگ سسٹم ایسا تھا کہ اندر معمولی سا
بھی نہ آتا تھا۔ اور اس ٹرین کے متعلق ہی مشہور تھا کہ اگر
سے چلتے وقت اس کے ڈبے کے فرش پر پنسل نوک کے
ی کر دی جائے تو اپنے آخری سٹاپ بندر الزبتھ تک

پہنچ جانے کے باوجود نیچے نہ گر سکتی تھی ۔ ٹرین میں خاصا رش
اور زیادہ تعداد سیاحوں کی تھی ۔ ملک ملک کے سیاح اس ٹ
میں بھرے ہوئے تھے ۔ لیکن ان میں ایشیائی سیاحوں کی تعدا
انگلیوں پر ہی گنی جا سکتی تھی ۔ اور یہ بھی زائرے میں اتر جاتے
ساؤتھ افریقہ اور اس کی نوآبادی نمیبیا بہت کم لوگ جا
ہمت کرتے تھے ۔ کیونکہ یہ بات مشہور تھی کہ ساؤتھ افریقہ کے
سفید فام فوجی معمولی سے شبہ پر بغیر پوچھ گچھ کے گولی چلا دیتے
حالانکہ ایسی بات نہ تھی ۔ ساؤتھ افریقہ کے سفید فام حاکم پور
کے سیاحوں اور کھلاڑیوں کو ہر وقت خوش آمدید کہنے پر
رہتے تھے ۔ لیکن چونکہ ساؤتھ افریقہ کی سفید فام حاکم اقلیت
فام اکثریت پر حکومت قائم رکھنے کے لئے بے پناہ ظلم و تش
رہتی تھی ۔ اس لئے پوری دنیا کے آزادی اور اصول پسند
ساؤتھ افریقہ سے ہر قسم کا بائیکاٹ کئے رکھتی تھیں ۔

صفدر ، جولیا اور تنویر تینوں اس وقت ایکریمین سیا
کے روپ میں تھے ۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ میں ایکریمیوں
طور پر خیال رکھا جاتا تھا ۔ ان تینوں کے پاس سیاحوں کا مخ
سامان بھی موجود تھا ۔ اور جیبوں میں کاغذات بھی اصلی تھے ۔
ہی بین الاقوامی سیاحتی ادارہ کی طرف سے مخصوص تصدیقی
بھی تھا ۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ واقعی سیاح ہیں اور ا
بین الاقوامی ادارے کے رجسٹرڈ ممبر ہیں ۔ اس ادارے
سیاحوں کو پوری دنیا میں ہر جگہ نہ صرف قدر کی نگاہ سے

تھا ۔ بلکہ انہیں خصوصی رعایات بھی دی جاتی تھیں ۔
وہ قاہرہ سے ہی ٹرین پر سوار ہوئے تھے ۔ اور ان کی منزل انگولا
ب بڑا شہر ملنجی تھا ۔ ملنجی کے گرد سینکڑوں میل تک انتہائی گھنے
ت پھیلے ہوئے تھے ۔ اور ٹرین انہی جنگلات میں سے ہی گزر
جی پہنچتی تھی ۔ اس وقت ٹرین ان گھنے جنگلات کے درمیان
ی گزر رہی تھی ۔ ٹرین کے ٹریک کو محفوظ کرنے کے لئے ٹریک
ساتھ دونوں اطراف میں لوہے کے بڑے بڑے گارڈر زمین
نصب کر کے ان پر فولاد کی انتہائی مضبوط جالیاں اس طرح
ب کی گئی تھیں کہ وہ کافی بلندی پر جا کر دوسری طرف کی جالیوں
ل جاتی تھیں ۔ اس طرح ٹریک کے اوپر اور سائیڈوں میں
ں کی ایک سرنگ سی بن گئی تھی ۔ اس طرح ٹرین نہ صرف
رندوں سے محفوظ کر دی گئی تھیں بلکہ ان گھنے جنگلوں میں
تے ایسے گوریلوں سے بھی محفوظ ہو گئی تھی ۔ جو زیادہ تر
ت گردی اور منشیات کے کاروبار میں ملوث رہتے تھے ۔
ھا بڑا شہر تھا ۔ لیکن اس شہر میں جوئے خانوں کلبوں اور باروں
ں قدر کثرت تھی کہ اسے جرائم پیشہ افراد کا شہر کہا جاتا تھا ۔
کے متعلق مشہور تھا کہ ملنجی جرائم پیشہ افراد کی جنت ہے ۔
تینوں ایک ڈبے میں بیٹھے کھڑکیوں سے جنگل کا نظارہ کرنے
روف تھے ۔ کہ اچانک ڈبے کا دروازہ کھلا اور ایک انگولین
ندر داخل ہوا ۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ تینوں ملنجی میں اتریں گے"۔ ۔۔
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جی ہاں ۔۔ کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے"۔ ۔۔ صف
منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں ٹرین کا چیف گارڈ ہوں مسٹر۔۔۔۔"۔ ۔۔ فوجی نے
لہجے میں کہا۔
"شرٹن میکاسے"۔ ۔۔ جواب میں صفدر نے اُسی لہجے
نام بتاتے ہوئے کہا۔
"تو مسٹر شرٹن میکاسے ۔ یہ بات میرے فرائض میں شا
کہ آپ کو آگاہ کر دوں کہ ملنجی میں آپ کی جانوں کی حفاظت
انگولا کی ذمہ داری نہ ہوگی ۔ یہاں بات کرنے سے پہلے گو
دی جاتی ہے ۔ اور لاشوں کی طرف کوئی مڑ کر بھی نہیں دیکھ
لئے آپ یہاں کا ارادہ ملتوی کر دیں اور آگے چلے جائیں
فوجی نے کہا۔
"ہمیں معلوم ہے کہ ملنجی جرائم پیشہ افراد کا گڑھ ہے ۔ لیک
سیاح ہیں اور سیاحوں کا احترام تو ہر طبقہ کرتا ہے"۔
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ وہاں اتر کر کیا کرنا چاہتے ہیں"۔ ۔۔ فوجی نے
لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"سیاحت ۔ اور ہم نے کیا کرنا ہے ۔ ملنجی دیکھیں
کے گرد پھیلے ہوئے جنگلوں کی جہاں تک ممکن ہو سکا

گے ۔ اور پھر آگے چلے جائیں گے"۔ ۔۔ صفدر نے جواب دیا
"وہاں آپ کہاں رہیں گے"۔ ۔۔ فوجی نے پوچھا۔
"کسی بڑے ہوٹل میں ۔ ہمارا ایکریمیا میں شیئرز کا بہت بڑا
کاروبار ہے ۔ ہم مفلس اور قلاش سیاح نہیں ہیں ۔ سیاحت
البتہ ہمارا شوق ضرور ہے ۔ بہرحال آپ کی ہمدردی کا شکریہ ۔
آپ ہمیں مزید ڈسٹرب نہ کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی"۔ ۔۔
صفدر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔ آپ کی مرضی ۔ جو میرا فرض تھا وہ میں نے پورا
کر دیا مسٹر میکاسے ۔ ویسے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے خوبصورت
ساتھی کو کم از کم آگے بھیج دو ۔ ورنہ ان کی تو ایک بوٹی بھی نہ ملے
گی ۔ یہاں کے لوگ ان جیسی خوب صورت لڑکیوں کے سب سے
بڑے شکاری ہیں"۔ ۔۔ فوجی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔
"مس جولیانا اپنی حفاظت کر سکتی ہیں ۔ شکریہ"۔ ۔۔ صفدر
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فوجی سر ہلاتا ہوا کمپارٹمنٹ
سے باہر نکل گیا۔
"ہم اگر سیاحوں کی بجائے جرائم پیشہ افراد کے روپ میں
تے تو زیادہ بہتر تھا"۔ ۔۔ تنویر نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا
تھا صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"سیاح وقت پڑنے پر جرائم پیشہ افراد سے بھی بڑے
جرائم پیشہ ثابت ہو سکتے ہیں مسٹر پامر"۔ ۔۔ صفدر نے مسکراتے

دے جواب دیا اور تنویر خاموش ہو گیا۔

"ویسے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہاں انگولا میں کوئی شخص نمیبیا کے سلسلے میں ہماری مدد کیسے کر سکے گا" ـــــ جولیا نے کہا۔

"جو تنظیم نمیبیا میں سفید فام ساؤتھ افریقین کے خلاف گوریلا جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر انہی جنگلوں میں کہیں واقع ہے۔ اور ہم نے اس کے چیف سے ملنا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن ایسے ہیڈ کوارٹر تو انتہائی خفیہ ہوتے ہیں۔ وہ ہم اجنبیوں سے کیسے ملاقات کریں گے" ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"صرف میں نے جانا ہے۔ تنویر اور تم نے یہیں رہنا ہے اس لئے چیف نے مجھے اس بارے میں بریف کیا تھا" ـــــ صفدر نے کہا اور تنویر کی آنکھوں میں یہ سن کر چمک سی ابھر آئی کہ وہ اکیلا جولیا کے ساتھ رہے گا۔

"نہیں۔ ہم تینوں ہی جائیں گے۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ـــــ جولیا نے انتہائی کرخت اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جب چیف نے حکم نہیں دیا تو پھر ہم کیسے جا سکتے ہیں" ـــــ تنویر نے کہا۔

"اس وقت میں چیف ہوں۔ اس لئے جو میں کہہ رہی ہوں وہی ہو گا" ـــــ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے مس جولیا۔ جیسے آپ کہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی ٹرین کی رفتار ہلکی ہونی شروع ہو گئی۔

"ملنجی آ رہا ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور اس کا یہ فقرہ کہتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنا سیاحوں والا مخصوص تھیلا کمر پر باندھا۔ اور پھر کمپارٹمنٹ سے باہر نکل کر راہداری میں آ گئے۔ ٹرین کی رفتار لمحہ بہ لمحہ ہلکی ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن جھٹکا بالکل محسوس نہ ہو رہا تھا۔ وہ کمپارٹمنٹس کے درمیان بنی ہوئی راہداری میں چلتے ہوئے بیرونی دروازے والے حصے میں آ گئے۔ وہاں دو بڑی بڑی مونچھوں والے اور لمبے تڑنگے انگولین کھڑے تھے۔ ان کے جسموں پر چست اور بھڑکدار لباس تھے اور انہوں نے گلے میں سرخ رومال باندھے ہوئے تھے۔ سروں پر چھجے دار ہیٹ تھے۔ وہ حیرت سے ان تینوں کو دیکھنے لگے۔ خاص طور پر ان کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں میں پُراسرار سی چمک ابھر آئی تھی۔

"آپ سیاح ہیں۔ میرا نام بومو ہے۔ اور میں یہاں ملنجی میں ایک کلب کا منیجر ہوں۔ اور یہ میرا ساتھی ٹوبی ہے۔ آپ یہیں اتریں گے۔ کس کے پاس جانا ہے آپ کو" ـــــ بومو نے بڑے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم جیگر کے مہمان ہیں اور اس کی دعوت پر یہاں آئے ہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ مڈنائٹ کلب کا مالک۔ ٹھیک ہے۔ اچھا آدمی ہے۔

تمہارا خصوصی خیال رکھے گا۔ کیا اس کا آدمی یہاں اسٹیشن پر تمہیں لینے آئے گا۔ یا ہم تمہیں اس تک پہنچا دیں" ۔۔۔۔ بوہو نے کہا

"یہ تو پتہ نہیں۔ اسٹیشن آئے گا تو پتہ چلے گا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے اسٹیشن کی حدود شروع ہو گئی تھی۔ یہ ایک عام اور سادہ سا اسٹیشن تھا۔ گاڑی ایک طویل پلیٹ فارم پر رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دروازے بھی کھل گئے۔ پلیٹ فارم پر اس طرح کے کئی سرخ رومالوں والے ادھر ادھر کھڑے نظر آ رہے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ سب ایک ایک کر کے نیچے اتر آئے۔ گاڑی میں سے اترنے والے یہاں زیادہ تر بوہو جیسے ہی لوگ تھے۔ سیاح ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی پورے پلیٹ فارم میں سب سے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

اسی لمحے ایک طرف کھڑا ہوا لمبا تڑنگا نوجوان تیزی سے بڑھتا ہوا ان کی طرف آیا۔ بوہو اور اس کے ساتھی نے اسے دیکھ کر منہ بنایا اور پھر ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"مجھے جیگر نے بھیجا ہے۔ میرا نام ٹام ہے" ۔۔۔ اس لمبے تڑنگے نوجوان نے ان تینوں کے قریب آ کر کہا۔

"مسٹر جیگر نے مہربانی کی ہے۔ مسٹر ٹام۔ اور آپ کا بھی شکریہ" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ۔۔۔ ٹام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک سائیڈ پر بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت سے گز

کر وہ دوسری طرف آئے تو یہاں ایک طرف سرخ رنگ کی ایک بی سی جیپ موجود تھی۔ ٹام نے سب کو جیپ پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ و ان کے سوار ہوتے ہی ٹام جو سٹیرنگ پر بیٹھا تھا۔ جیپ آگے بڑھا ی۔ ملنجی شہر چھوٹا ہونے کے باوجود خاصا صاف ستھرا شہر تھا۔ ویسے ہاں ہر طرف عمارتی لکڑیوں کے بڑے بڑے ڈھیر موجود تھے اور سڑکوں بھی بڑے بڑے ٹالر لکڑیاں اٹھائے دوڑتے نظر آ رہے تھے صفدر مجھ گیا کہ یہ شہر جنگل کے وسط میں ہونے کی وجہ سے لکڑی کی بہت ی منڈی بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خوب رونق تھی۔

"آپ کا جیگر سے رابطہ کیسے ہوا" ۔۔۔ ٹام نے جیپ چلاتے ہوئے اتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فون پر" ۔۔۔ صفدر نے مختصر سا جواب دیا اور ٹام بے اختیار س پڑا۔

"وہ تو ظاہر ہے فون پر ہی ہونا تھا۔ کیونکہ آپ کے چہرے بتا رہے ں کہ آپ تینوں یہاں پہلی بار آئے ہیں۔ لیکن میرا مطلب تھا کہ جیگر ر آپ کے درمیان رابطہ کون بنا ہے" ۔۔۔ ٹام نے ہنستے ئے کہا۔

"صرف ہم یہاں پہلی بار نہیں آئے بلکہ انگولا میں ہی پہلی بار ئے ہیں۔ ایکریمیا میں ہمارا ایک دوست جیگر کا بھی دوست ہے۔ س کے ذریعے بات ہوئی ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"پھر تو آپ کے دوست نے زیادتی کی ہے کہ اس نے آپ کو ہیں بتایا کہ آپ اس قدر خوب صورت لڑکی کو یہاں ساتھ لا

کر پورے ملنجی میں ایک زلزلہ پیدا کر دیں گے۔ یہاں تو خوب صورت لڑکیاں بہت بڑا تحفہ سمجھی جاتی ہیں اور مس.....“ ___ ٹام بات کرتے کرتے رک گیا۔

”جولیانا“ ___ صفدر نے نام بتلاتے ہوئے کہا۔

”مس جولیانا تو ویسے بھی لاکھوں میں ایک ہیں“ ___ ٹام نے فقرہ مکمل کر دیا۔

”کیوں۔ یہاں لڑکیاں موجود ہی نہیں ہیں“ ___ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ارے نہیں۔ یہاں لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے مسٹر.....“

ٹام ایک بار پھر بات کرتے کرتے رک گیا۔

”شرٹن میکاسے“ ___ صفدر نے اس بار اپنا نام بتا دیا۔

”مسٹر میکاسے۔ لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن بات خوب صو لڑکیوں کی ہو رہی تھی۔ مس جولیانا جیسی خوب صورتی تو شاید ملنجی نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہو“ ___ ٹام نے کہا۔

”مس جولیانا صرف خوب صورت ہی نہیں اور بھی بہت کچھ ہو سکتی ہے ___ ملنجی شہران کی وجہ سے واقعی زلزلے کی زد میں آجائے۔ بہرحال اب آپ یہ ٹاپک ختم کر دیں“ ___ صفدر نے کہا اور ٹام نے سر ہلا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیپ ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ عمارت پر مڈ نائٹ کلب جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ جیپ عمارت کے صدر دروازے

پہنچا کر رک گئی۔

”آیئے“ ___ ٹام نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

ٹام عمارت کے مین گیٹ میں سے اندر جانے کی بجائے دائیں ہاتھ خالی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر عمارت کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ اس کے عقب میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک اور چھوٹی سی عمارت موجود تھی۔ اس کے برآمدے میں دس مسلح افراد بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ وہ سب چونک کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ بولا۔ اور ٹام انہیں لے کر ایک دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے دستک دی۔

”یس“ ___ اندر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بھیڑیا غرایا ہو۔ اور ٹام نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اس نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ اور صفدر، جولیا اور تنویر تینوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ جس کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال چھوٹے چھوٹے اور اوپر کو کھڑے تھے۔ چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات تھے۔ قد چھوٹا لیکن جسم بے حد ٹھوس تھا۔ وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔ اور اس کرسی کے دونوں بازوؤں پر دو لڑکیاں چست لباس پہنے ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں پکڑے چڑھی

بیٹھی تھیں۔ جب کہ اس گینڈے نما آدمی کے ہاتھ میں جام تھا اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ تھیں۔

"ارے اوہ۔ واہ۔ خوب صورت چیز آگئی ہے۔ بڑے عرصے بعد۔ واہ واہ۔ جاؤ تم دفع ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ اس گینڈے نما آدمی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور لڑکیاں اس کے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہونے کی وجہ سے کود کر فرش پر کھڑی ہوگئی تھیں۔ اس گینڈے نما آدمی کی آنکھیں اس طرح جولیا سے چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ اس کے منہ سے بے ربط سے الفاظ نکل رہے تھے۔ لڑکیاں دفع ہو جانے کا سن کر تیزی سے عقبی دروازے سے باہر نکل گئیں۔

"تمہارا نام جیگر ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"ہاں ہاں میرا نام ہی جیگر ہے۔ ٹام تمہیں لے آیا ہے۔ بڑی خوشی ہوئی۔ ویسے مجھے ذرا برابر بھی اس بات کا خیال نہ تھا کہ اس قدر خوب صورت لڑکی میری مہمان بننے والی ہے۔ ورنہ میں خود اسٹیشن پر آتا"۔۔۔۔۔ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے میز کی سائیڈ سے نکل کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ جولیا تو بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑی تھی لیکن تنویر کے چہرے پر شدید تناؤ کے آثار نمایاں تھے۔

"میرا نام شرنٹ میکلے ہے۔ یہ ہیں مس جولیانا اور یہ ہیں مسٹر پامر"۔۔۔۔۔ صفدر نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جولیانا۔۔۔۔۔ واہ۔ نام بھی خوب صورت ہے"۔۔۔۔۔ جیگر نے کہا۔ اور بجائے صفدر کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھانے کے جلدی سے اس نے جولیا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی اور چہرے پر شیطانیت ناچنے لگی تھی۔

"تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاشوں سے ہاتھ ملانا میں توہین سمجھتی ہوں مسٹر جیگر۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے میرے متعلق کوئی غلط لفظ منہ سے نکالا تو تمہارے یہ دونوں جبڑے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائیں گے"۔۔۔۔۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ جی دار بھی ہو۔ بہت خوب۔ مجھے بھی ایسی ہی لڑکیاں پسند ہیں۔ یہ مری ہوئی چھپکلیاں تو مجبوراً برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بہرحال بیٹھو۔ اور بتاؤ کیا پیو گے"۔۔۔۔۔ جیگر نے ڈھیٹوں کی طرح ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم پینے پلانے کی بات چھوڑو جیگر۔ یہ بتاؤ کہ ہمیں زیرو ولو پوائنٹ پر کیسے پہنچاؤ گے"۔۔۔۔۔ صفدر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پہنچا دوں گا۔ جلدی کیا ہے۔ دو چار روز میرے پاس رہو۔ پھر چلے جانا۔ ہاں اگر تم دونوں جانا چاہتے ہو تو ابھی بھجوا دیتا ہوں۔ مس کو یہاں چھوڑ جاؤ۔ یہ بعد میں آجائیں گی"۔۔۔۔۔ جیگر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میکلے۔ میرا خیال ہے اس پاگل کتے کو گولی مارنی ہی پڑے گی"۔۔۔۔۔ اچانک تنویر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے بات البتہ فرانسیسی زبان میں کی تھی تاکہ جیگر سمجھ نہ سکے۔

"نہیں۔ یہی ذریعہ ہے۔ اس کے بغیر ہم آگے نہ جا سکیں گے۔
اس لئے تم خاموش رہو" ـــــ صفدر نے اُسی زبان میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم دونوں کس زبان میں باتیں کر رہے ہو۔ فرانسیسی لگتی ہے"
جیگر نے چونک کر کہا۔

"ہم سیاح ہیں۔ اس لئے ہمیں تمام زبانیں آتی ہیں۔ اور مسٹر
جیگر، تم سے بات تو یہی ہوئی تھی کہ تم ہمیں یہاں پہنچنے کے فوراً بعد
زیرو پوائنٹ پر پہنچا دو گے" ـــــ صفدر نے قدرے سخت لہجے
میں کہا۔

"ہاں۔ ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت مجھے یہ معلوم تو نہ تھا کہ مس
جولیانا بھی ساتھ ہو گی۔ سنو، میں کسی بُرے ارادے سے نہیں کہہ
رہا۔ مس جولیانا کا یہاں میرے کلب میں چند دن رہنا میرے لئے
باعث شہرت ہو گا۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم دونوں جانا
چاہو تو میں ابھی تمہیں روانہ کر دیتا ہوں۔ میرا وعدہ رہا کہ مس جولیانا
ہر لحاظ سے یہاں محفوظ رہیں گی اور حفاظت سے چند دن بعد پہنچا
دی جائیں گی" ـــــ جیگر اب مکاری پہ اتر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے۔ مس جولیانا کو اس بات پر کوئی
اعتراض نہ ہو گا۔ اگر تم ہم تینوں کو پہلے زیرو پوائنٹ پر پہنچا دو۔ اور
مس جولیانا یہ دیکھ کر کہ زیرو پوائنٹ کہاں ہے تمہارے آدمیوں
کے ساتھ واپس آ جائیں گی۔ پھر جب تمہاری شہرت ہو جائے
انہیں بھجوا دینا۔ کیوں مس جولیانا" ـــــ صفدر نے بھی سوچا کہ اس

آدمی کے ساتھ مکاری سے ہی کام لینا چاہیئے۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ کم از کم مجھے پتہ تو چلے کہ یہ زیرو پوائنٹ ہے
کیا بلا۔ اور اگر جیگر لیت و لعل کرے تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں۔
ویسے مجھے یقین ہے کہ جیگر اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اور اگر نہ بھی
کرے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں"
جولیانا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں ابھی
بندوبست کرتا ہوں۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا" ـــــ جیگر نے
خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا
رسیور اٹھا لیا۔

"ٹامی، جیپیں تیار کرو۔ ہم نے ابھی مارچیا جانا ہے۔ دو جیپیں
کافی ہیں۔ اور میرے علاوہ چار آدمی" ـــــ جیگر نے بڑے کرخت
اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہم نے جنگل میں دور تک جانا ہے۔ اس لئے مجبوراً آدمی ساتھ
لے جانے پڑتے ہیں" ـــــ جیگر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ بتائیں کہ کیا پینا پسند فرمائیں گے" ـــــ جیگر کا لہجہ
اب یک لخت بدل گیا تھا۔

"کچھ نہیں" ـــــ صفدر نے کہا اور جیگر سر ہلا کر رہ گیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو جیگر نے
رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ جیگر نے اُسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

" باس ۔آدمی اور جیپیں تیار ہیں " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے " ـــــ جیگر نے کہا ۔ اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا

"آؤ چلیں ـــــ یہ کام جس قدر جلد ہو جائے اچھا ہے" ـــــ جیگر نے کہا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ گیا صفدر، جولیا اور تنویر تینوں خاموشی سے اٹھے اور اس کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر برآمدے میں آ گئے ۔ جہاں سامنے دو بڑی انتہائی طاقتور انجن والی جیپیں کھڑی تھیں ۔ ان کے ساتھ چار خاصے ٹھوس جسموں اور شکل و صورت سے چھٹے ہوئے غنڈے نظر آنے والے چار آدمی بھی چست لباس پہنے مؤدب کھڑے تھے ۔ ان کے کاندھوں سے سب مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور پتلون کے سائیڈ ہولسٹروں میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے بھی چمک رہے تھے ۔

"آؤ ادھر ۔ میرے ساتھ بیٹھو" ـــــ جیگر نے آگے والی جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ خود اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ جب کہ صفدر اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور تنویر اور جولیا عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے ۔ جیگر کے چاروں مسلح ساتھی عقبی جیپ پر بیٹھے اور پھر دونوں جیپیں بیک وقت سٹارٹ ہوئیں اور تیزی سے گھوم کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگیں ۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل ونیڈن نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا ۔

"یس ـــ کرنل ونیڈن" ـــــ کرنل ونیڈن نے سخت لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ میں اے ۔ فور بول رہا ہوں ۔ دو ایکریمین جرنلسٹ آئے ہیں ۔ دونوں نوجوان ہیں ۔ میک اپ واشر سے وہ کلیر ہو گئے تھے ۔ لیکن چیکنگ کاؤنٹر پر انہوں نے چیکنگ کرنے والے سے بدتمیزی سے بات کی ۔ جس پر انہیں انچارج میجر کے پاس بھجوا دیا گیا ۔ وہاں انچارج میجر نے خود ان کے کاغذات او کے کے لئے بھجوائے اور پھر انہیں کوک پلایا اور جانے کی اجازت دے دی ۔ دونوں صحافی ایکریمیا کے مشہور اخبار ڈیلی نیوز سے

متعلق ہیں۔ انچارج میجر نے ایکریمیا اخبار کے نیوز ایڈیٹر سے بات کر کے ان کی تصدیق کی اور پھر ان کے کاغذات او۔کے کرائے۔ وہاں سے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل فائیو سٹار پہنچے ہیں۔ کمرے میں بھی وہ رپورٹنگ کے سلسلے میں ہی باتیں کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے دو مقامی صحافیوں سے بھی کال ملانے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک سے بات ہوئی۔ اور اب وہ مقامی صحافی کرائم رپورٹر ڈیراجون ان سے ملنے آرہی ہے۔ اب تک کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی۔ اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اسلحہ ہے مکمل چیکنگ کر لی گئی ہے"۔۔۔ اے۔ فور نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیلی نیوز کے رپورٹر۔ نام بتاؤ"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ ایک سپیشل رپورٹر ہے جیک۔ انتہائی جھلایا ہوا نوجوان ہے۔ ہر ایک کے گلے پڑ جاتا ہے۔ دوسرا پریس فوٹو گرافر میک ہے۔ وہ خاموش طبع نوجوان ہے۔ ویسے یہ جیک باتیں بہت کرتا ہے۔ لیکن ساری باتیں جھلائے ہوئے لہجے میں کرتا ہے"۔۔۔ اے۔ فور نے جواب دیا۔

"سپیشل رپورٹر جیک اور باتیں بہت کرتا ہے۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے۔ جیک انتہائی مشہور جرنلسٹ ہے۔ اور اس کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ انتہائی کم گو اور فلاسفر ٹائپ آدمی ہے۔ لیکن واقعی بات جھلائے ہوئے انداز میں کرتا ہے"۔۔۔ کرنل

ونیڈن نے کہا۔

"مگر سر۔ یہ جیک تو بس مسلسل بولتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس کی تو زبان ہی نہیں رکتی۔ کاغذات بھی ان کے درست ہیں۔ میک اپ واشر نے بھی انہیں او۔کے قرار دے دیا ہے۔ اور ایئر پورٹ کے انچارج میجر پورد نے تو اخبار کے ہیڈ آفس سے باقاعدہ ان کی اور ان کے حلیوں کی تصدیق کی ہے"۔۔۔ اے۔ فور نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ ایس۔ ایس سے ان کی فلم تو بنائی گئی ہوگی"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ اے۔ فور نے جواب دیا۔

"اسے فوراً ہیڈ کوارٹر بھجوا دو۔ فوراً"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے جلدی سے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو رسیور سے ایک مودبانہ آواز ابھری۔

"ناداک میں ایک کلب ہے جان بل۔ اس کے مینجر کا نام ہے فرانک۔ اسے ٹریس کر کے مجھ سے بات کراؤ"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ابھی وہ رسیور رکھ کر بیٹھا ہی تھا کہ میز کے کنارے پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ کرنل ونیڈن نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔ اس کی نظریں فریکوئنسی ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔ اور ڈائل بتا رہا تھا کہ یہ کال نمبیا کے سیکرٹر اے

سے کی جا رہی ہے۔ جس کا انچارج کرنل جوتھم تھا۔ نمیبیا کو دو سیکٹروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ سیکٹر اے اور سیکٹر بی۔ سیکٹر اے میں نمیبیا کا وہ علاقہ شامل تھا جس کی سرحد انگولا سے ملتی تھی۔ یہ اہم سیکٹر تھا۔ کیونکہ انگولا میں ہی گوریلا تنظیم کوابو کا ہیڈ کوارٹر تھا اور وہیں کیوبن آدمی بھی موجود تھی۔ جس کی وجہ سے ساؤتھ افریقہ کے لئے نمیبیا پر قبضہ قائم رکھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو ——— کرنل جوتھم فرام سیکٹر اے کالنگ اوور"

بٹن دبتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ——— کرنل ونیڈرن اٹنڈنگ فرام ہیڈ کوارٹر اوور"

کرنل ونیڈرن نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل ونیڈرن۔ انگولا سب سیکٹر سے ایک اہم اطلاع ملی ہے۔ انگولا کے شہر ملنجی جو کہ جنگلات کے درمیان ہے۔ ان جنگلات کے درمیان جہاں کوابو تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تین ایکریمین سیاح آئے ہیں۔ جن میں ایک انتہائی خوبصورت عورت ہے۔ اور دو مرد ہیں۔ حالانکہ ملنجی شہر میں سیاحوں کے لئے کشش کا ہرگز کوئی سامان موجود نہیں۔ اور چونکہ ملنجی شہر میں جرائم پیشہ افراد کے بے شمار اڈے ہیں۔ اس لئے اجنبی افراد خاص طور پر سیاح اور وہ بھی خوبصورت عورت تو یہاں اترنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بہرحال وہ سپیشل ٹرین کے ذریعے یہاں پہنچے۔ اور خاص بات یہ کہ مڈنائٹ کلب کے مالک جیگر کا ایک آدمی اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ وہ انہیں

لے کر مڈنائٹ کلب پہنچا جہاں جیگر سے ان کی ملاقات ہوئی اور جیگر نے اسی وقت دو بڑی جیپیں اور چار مسلح افراد ساتھ لئے اور ان سیاحوں کو ساتھ لے کر جنگل کے انتہائی اندر ایک جھیل کروزٹ کی طرف بڑھ گئے ہیں۔ جیگر کے متعلق یہ اطلاعات موجود ہیں کہ اس کا رابطہ کوابو سے ہے۔ اور کروزٹ ایک ایسا پوائنٹ ہے جہاں اکثر کوابو اور مینتورا یعنی بجے گروپ جو کہ ہمارا حامی گروپ ہے جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں اوور" ——— کرنل جوتھم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کب یہ اطلاعات ملی ہیں اوور" ——— کرنل ونیڈرن نے پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ٹرانسمیٹر پر یہ اطلاع ملی ہے ملنجی سے۔ جیگر کے گروپ میں ہمارا ایک آدمی موجود ہے اس نے اطلاع دی ہے اوور" کرنل جوتھم نے جواب دیا۔

"کیا ان سیاحوں کی سرگرمیوں کی نگرانی اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ یہ لوگ کیا کرنے وہاں گئے ہیں مکمل رپورٹ اوور" ——— کرنل ونیڈرن نے کہا۔

"نہیں۔ یا تو انہیں اغوا کیا جا سکتا ہے یا پھر گولی ماری جا سکتی ہے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ اس علاقے پر کوابو گوریلوں کا مکمل ہولڈ ہے۔ اور وہ لوگ انتہائی چوکنا اور ہوشیار رہتے ہیں اوور" ——— کرنل جوتھم نے کہا۔

"کروزٹ جھیل کی طرف سیاحوں کا فوری جانا۔ اور پھر جیگر کے ساتھ جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیاحوں کے بھیس میں اور لوگ ہیں اور شاید ان کا مقصد کوابو کے صدر سام نکوما سے

ملنا اور ہدایات لینی ہیں۔ تم ایسا کرو ان کے کوابو سے ملنے سے پہلے
انہیں کسی طرح اغوا کرا لو۔ کرا سکتے ہو۔ اوور" ـــــ کرنل ونیڈن نے
پوچھا۔

" ملنے سے پہلے تو اغوا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اب تک وہ کوورز
پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ واپسی پر انہیں اغوا
لیا جائے۔ اس طرح ان سے یہ معلومات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔
کہ یہ لوگ وہاں کیا کرنے گئے تھے اوور" ـــــ کرنل جوھم نے
کہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ انہیں اغوا کرا کر ان
پر تشدد کی انتہا کر دو۔ ہمیں ہر صورت میں اصل حالات معلوم
کرنے ہیں اوور" ـــــ کرنل ونیڈن نے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں جے گروپ کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ وہ انہیں
اغوا کر کے اپنے اڈے پر لے جائیں گے میں بھی خفیہ طور پر وہاں
پہنچ جاؤں گا اور پھر خود ان سے تمام معلومات حاصل کروں گا
اوور" ـــــ کرنل جوھم نے کہا۔

" تم انگولا جاؤ گے وہ کس طرح اوور" ـــــ کرنل ونیڈ
نے کہا۔

" ہمارے پاس ایسے خفیہ ذرائع ہیں کہ ہم وہاں آتے جاتے رہتے
ہیں۔ کیوبن آرمی اور کوابو گوریلوں کے خلاف ہم نے انتہائی منظم
اور باوسائل جے گروپ اسی لئے تو قائم کر رکھا ہے اوور" ـــ

کرنل جوھم نے کہا۔

" او۔ کے۔ پھر ٹھیک ہے اوور" ـــــ کرنل ونیڈن نے مطمئن
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کو وہاں سے واپسی پر تفصیلی رپورٹ دوں گا اوور اینڈ
آل" ـــــ کرنل جوھم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک
بار پھر مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ کرنل ونیڈن نے ہاتھ بڑھا
کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ابھی تک فرانک سے بات نہیں ہوئی" ـــــ کرنل ونیڈن نے
فون کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا
ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس" ـــــ کرنل ونیڈن نے جلدی سے رسیور اٹھاتے
ہوئے کہا۔

" سر۔ فرانک سے بات کیجئے۔ وہ لائن پر ہے" ـــــ دوسری
طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" اتنی دیر کیوں لگائی اسے ٹریس کرنے میں" ـــــ کرنل ونیڈن
نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر وہ کلب میں نہ تھے تین جگہوں پر ٹریس کرنے کے بعد
ان کا پتہ چلا ہے۔ وہ اس وقت ایک کیسینو میں موجود ہیں" ـــــ
آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ بات کراؤ" ـــــ کرنل ونیڈن نے قدرے مطمئن
لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بلغم زدہ سی آواز

ایکری۔یہ آواز واقعی فرانک کی تھی وہ اسی طرح بولتا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ میں فرانک بول رہا ہوں"۔۔۔ فرانک کی آواز میں قدرے حیرت کا عنصر موجود تھا۔

"فرانک۔میں کرنل ونیسٹڈن ہوں"۔۔۔ کرنل ونیسٹڈن نے دوستانہ انداز میں کہا۔کیونکہ فرانک سے اس کے خاصے بے تکلف تعلقات تھے۔فرانک کے تعاون سے ہی وہ ایکریمیا میں فارغ اوقات میں عیاشی کے پروگرام بناتا تھا۔اور اس کے لئے وہ فرانک کو خاصی رقمیں دیتا رہتا تھا۔

"کرنل ونیٹڈن تم اور ساؤتھ افریقہ میں۔میری سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ کرنل ونیٹڈن جوہنسبرگ کیسے پہنچ گیا۔کیا کوئی سرکاری مشن ہے"۔۔۔ فرانک نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔میرا ذاتی کام ہے۔سنو۔وہ تمہارا دوست ہے نا۔ڈیلی نیوز کا سپیشل رپورٹر جیک۔تم نے خود ہی ایک بار بتایا تھا کہ وہ تمہارا دوست ہے۔میں نے اس سے بات کرنی تھی۔کیا تم میرا رابطہ کرا سکتے ہو"۔۔۔ کرنل ونیٹڈن نے کہا۔

"جیک سے۔۔۔ اوہ۔وہ تو گزشتہ تین دنوں سے غائب ہے۔میں نے بھی ایک کام کے لئے اسے ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی۔لیکن اس کے دفتر سے پتہ چلا کہ وہ کسی خاص مشن کے سلسلے میں ایکریمیا سے باہر گیا ہوا ہے۔جب کہ اس کی دوست عورت فرانڈا نے مختلف بات بتائی۔اس نے بتایا کہ وہ اور جیک تین روز پہلے ہوٹل آرگیانو میں بیٹھے ڈنر کر رہے تھے کہ ایک

اجنبی آدمی نے آکر اس سے کوئی بات کی وہ اٹھ کر اس کے ساتھ چلا گیا۔اور اس کے بعد اس کا بالکل پتہ نہیں چلا۔حالانکہ اس کا پروگرام تھا کہ دوسری صبح اپنے کام پر جانے سے پہلے وہ رات فرانڈا کے ساتھ ہی گزارے گا۔دوسری صبح فرانڈا نے جب اس کے دفتر سے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ کام پر چلا گیا ہے۔مگر تمہیں اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"۔۔۔ فرانک نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ایک کام پڑ گیا ہے۔کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جیک کہاں گیا ہے۔اور سنو۔جیک کی اس عورت سے میری بات ہو سکتی ہے کسی طرح"۔۔۔ کرنل ونیسٹڈن نے کہا۔

"ہاں۔کیوں نہیں۔وہ ایشلے سپر سٹور کی سیلز منیجر ہے بڑی سلجھی ہوئی عورت ہے۔مگر تمہیں آخر اس قدر گہرائی میں جانے کی ضرورت کیا پڑ گئی ہے۔کیا کام ہے جیک سے"۔۔۔ فرانک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یار بتایا تو ہے ایک کام ہے۔ایشلے سپر سٹور کا نمبر یاد ہے"۔۔۔ کرنل ونیٹڈن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔نوٹ کر لو"۔۔۔ دوسری طرف سے فرانک نے کہا۔اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتانا شروع کر دیئے۔

"اچھا شکریہ"۔۔۔ کرنل ونیٹڈن نے کہا۔اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔چند لمحے کریڈل دبانے کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا تو دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر" ۔۔۔ آپریٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ایک نمبر نوٹ کرو۔ ناراک کا ہے۔ ایشلے سپر سٹور کا۔ اس
ایک سیلز منیجر فرانڈا نامی عورت ہے۔ میں نے اس سے بات
کرنی ہے۔ لیکن اُسے یہ احساس نہ ہونے دینا کہ کال ناراک سے
باہر سے کی جا رہی ہے۔ سمجھ گئے"۔ ۔۔۔ کرنل ڈنیڈن نے کہا
"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل ڈنیڈ
نے ریسیور رکھ دیا۔ فرانک کی ایک بات اس کے ذہن میں
کھٹک رہی تھی کہ جیک کا پروگرام باہر جانے سے پہلے فرانڈا
ساتھ رات گزارنے کا تھا لیکن اجنبی کے ساتھ جانے کے بعد
واپس نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے اُسے کوئی ایسا کام پڑ گیا ہو۔ لیکن
کم از کم وہ فرانڈا کو فون پر تو مطلع کر سکتا تھا۔ اُسی لمحے اُسے
اے۔ فور کا خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اے۔ فور نے ابھی تک
فلم نہ بھیجی تھی۔ اس نے انٹر کام کا ریسیور اٹھایا۔
"یس باس" ۔۔۔ اس کی لیڈی سیکرٹری ٹریسیا
آواز سنائی دی۔
"ٹریسیا۔ اے۔ فور کو میں نے ایک فلم بھیجنے کے لئے کہا
کرنل ڈنیڈن نے کہا۔
"یس باس۔ فلم پہنچ چکی ہے۔ کیا آپ کے پاس بھیجی جا
ٹریسیا نے جواب دیا۔
"ہاں پروجیکٹر بھیجنا۔ لیکن ابھی نہیں۔ میں ایک ضروری کا
لوں پھر میں خود کہوں گا"۔ ۔۔۔ کرنل ڈنیڈن نے کہا اور انہ

کا ریسیور رکھ دیا۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"فرانڈا سے بات کیجئے" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔ اور اس کے
ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی ریسیور پر ایک نسوانی آواز
ابھری۔
"ہیلو ہیلو ۔۔۔ کون صاحب ہیں" ۔۔۔ بولنے والی کے لہجے
میں کاروباری انداز نمایاں تھا۔
"فرانڈا میں جیک کا ایک دوست بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی
اطلاع ملی ہے کہ جیک ایک اور لڑکی کے ساتھ ایک نائٹ کلب
میں دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں کے درمیان
کورٹ شپ ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ تم سے بات کر لوں۔
اصل بات یہ ہے کہ جس لڑکی کے ساتھ وہ دیکھا گیا ہے وہ لڑکی
ایک خفیہ ایجنٹ ہے"۔ ۔۔۔ کرنل ڈنیڈن نے کہا۔
"پہلے تم بتاؤ کہ تم ہو کون"۔ ۔۔۔ فرانڈا نے سخت لہجے میں کہا۔
"بتایا تو ہے۔ اس کا ایک دوست ہوں۔ تم مجھے نہیں جانتیں
لیکن جیک مجھے اچھی طرح جانتا ہے"۔ ۔۔۔ کرنل ڈنیڈن نے
جواب دیا۔
"سو فی صد غلط اطلاع ہے۔ کیونکہ جیک تو اپنے اخباری کام
سے جوہنبرگ گیا ہوا ہے۔ اس نے وہاں کسی بڑے آدمی کا
انٹرویو کرنا ہے"۔ ۔۔۔ فرانڈا نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ تو تمہیں اس نے یہ بتایا ہے۔ ویری گڈ۔ بڑا چالاک بن
گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پروگرام کے مطابق وہ جانے سے پہلے

رات تمہارے ساتھ ضرور گزارتا" ـــــ کرنل ونیٹن نے طنزیہ
انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ واقعی اس کا یہ پروگرام تو تھا لیکن پھر وہ ہوٹل سے
اٹھ کر گیا تو نہ ہی اس کا فون آیا اور نہ وہ خود آیا۔ حالانکہ اس سے
پہلے اس نے کبھی ایسا نہ کیا تھا" ـــــ کرنل ونیٹن کی توقع کے
عین مطابق فرانڈا اس کے داؤ میں آگئی تھی۔ کرنل ونیٹن
عورتوں کی نفسیات اچھی طرح جانتا تھا۔
"اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ جس طرح اس عورت کے ساتھ بیٹھا
بول رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے صدیوں سے گونگا رہنے کے بعد
اسے پہلی بار زبان ملی ہو۔ مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔ اور یہی بات
مجھے کھٹکی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ تو خاصا کم گو آدمی ہے"۔
کرنل ونیٹن نے کہا۔
"اتنا کم گو بھی نہیں ہے۔ بس ہر وقت جھلاہٹ سی سوار
رہتی ہے اس پر۔ لیکن اتنا بھی نہیں بولتا جتنا تم کہہ رہے ہو۔
مجھے بتاؤ پلیز کہ تم نے اسے کہاں دیکھا ہے" ـــــ فرانڈا نے
منت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہو سکتا ہے میں نے اسے نہ پہچانا ہو۔ حالانکہ سو فیصد
جیک تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے جیک کے ساتھ کوئی چکر کھیلا جا رہا
ہو۔ اور اس کے میک اپ میں کوئی دوسرا آدمی ہو۔ اگر تم مجھے
کوئی ایسی نشانی بتا دو کہ جس سے میک اپ کے باوجود اس کی
پہچان ہو سکے تو میں کنفرم کر کے تمہیں مکمل اطلاع دوں گا۔

بلکہ تمہیں اس کے پاس پہنچا بھی دوں گا" ـــــ کرنل ونیٹن نے
کہا۔
"نشانی۔ میک اپ۔ ـــ یہ کیا بات ہوئی۔ کسی کو کیا ضرورت
ہے اس کا میک اپ کرنے کی۔ وہ کوئی اتنی اہم شخصیت تو
نہیں ہے" ـــــ فرانڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ارے تم اس کی اہمیت نہیں جانتیں۔ وہ بڑا اہم آدمی
ہے۔ آخر سربراہوں کے انٹرویو کرتا رہتا ہے" ـــ کرنل ونیٹن
نے کہا۔
"اچھا۔ واقعی۔ ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ ٹھہرو میں سوچ کر بتاتی
ہوں" ـــ فرانڈا نے کہا۔ اور پھر چند لمحے تک ریسیور پر خاموشی
طاری رہی۔ اس کے بعد فرانڈا کی پُرجوش آواز سنائی دی۔
"ہیلو ہیلو ـــ کیا تم لائن پر ہو" ـــ فرانڈا نے پوچھا۔
"ہاں کوئی نشانی یاد آئی" ـــ کرنل ونیٹن نے پوچھا۔
"ہاں۔ ایک نشانی ایسی ہے جو صرف میں ہی بتا سکتی ہوں۔ وہ
نشانی یہ ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کی پتلی اور بائیں آنکھ کی پتلی میں
معمولی سا فرق ہے جو عام طور پر نظر نہیں آتا۔ اس کی دائیں آنکھ
کی پتلی بائیں آنکھ کی پتلی سے ذرا سی چھوٹی ہے۔ بس معمولی سی۔
تم جانتے ہو کہ ایک عورت کے لئے جو اس سے کورٹ شپ کر رہی
ہو ایسی بات چھپی نہیں رہ سکتی" ـــ فرانڈا نے کہا۔
"اچھی نشانی ہے۔ لیکن یہ کوئی واضح نشانی نہیں ہے۔ یہ تو اس
کی آنکھوں کو بالکل قریب سے دیکھا جائے تب پتہ چل سکتا ہے۔

اور کوئی نشانی بتاؤ۔ جو دور سے دیکھتے ہی نظر آجائے۔ یا اس کے چلنے پھرنے میں۔ اٹھنے بیٹھنے میں۔ یا ہاتھ کی کوئی مخصوص حرکت جو وہ عام طور پر نہ کرتا ہو"۔۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ جب وہ بے حد جھلا جاتا ہے تو پھر بے اختیار وہ اپنے دائیں ہاتھ کو جھٹکے دیتا ہے"۔۔۔۔ فرانڈ نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ واقعی ایسی نفسیاتی نشانی تھی جس سے کسی بھی شخص کو باآسانی چیک کیا جا سکتا تھا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری ٹریسیا کی آواز سنائی دی۔

"ٹریسیا۔ وہ فلم اور پروجیکٹر فوراً بھجوا دو"۔ کرنل ونیڈن نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔ ایک نوجوان اور خوب صورت لڑکی ہاتھ میں ایک جدید قسم کا پروجیکٹر اٹھائے اندر داخل ہوئی اس کے جسم پر فوجی وردی تھی۔ اور کاندھوں پر کیپٹن رینک کے بیجز موجود تھے۔ یہ اس کی لیڈی سیکرٹری ٹریسیا تھی۔ کیپٹن ٹریسیا۔

"کیا اسے چلانا ہے باس"۔۔۔ ٹریسیا نے مسکراتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ کرنل ونیڈن جیسے

عیاش طبع آدمی نے یہاں آتے ہی اس سے تعلقات سیکرٹری اور باس سے کچھ زیادہ ہی بڑھا لئے تھے۔

"ہاں"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹریسیا نے پروجیکٹر کو کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی ایک تپائی پر ایڈجسٹ کیا۔ اور پھر اس کا کنکشن الیکٹرک پلگ سے کر کے اس نے اس میں وہ فلم ڈالی اور پھر کمرے کی لائیٹس بند کر دیں۔ دوسرے لمحے سامنے دروازے کے اوپر دیوار پر سکرین روشن ہو گئی اور پروجیکٹر چلنے کی مخصوص ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ ٹریسیا لائٹ آف کر کے کرنل ونیڈن کی کرسی کے بازو پر آکر بڑے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھنے لگی۔

"اس وقت میں ڈیوٹی پر ہوں ٹریسیا"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

"سوری باس"۔۔۔ ٹریسیا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے پروجیکٹر کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئی۔

کرنل ونیڈن کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر کوئی منظر نہ تھا۔ مگر پھر ایک جھماکے سے اس پر ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے کا اندرونی منظر ابھر آیا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو ایکریمین نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے کاندھے سے ایک کیمرہ لٹک رہا تھا۔ کرنل ونیڈن کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ کمرے میں

داخل ہونے والا واقعی جیک تھا وہ بلاشک و شبہ جیک تھا۔

"لو بھئی میک۔ اب بیٹھ کر پلاننگ کرو کہ یہاں کا تازہ ترین سیاسی فیچر کس طرح بن سکتا ہے" —— جیک نے اندر داخل ہوتے ہی کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سن کر کرنل ونیڈسن کا رہا سہا شک بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ آواز اور لہجہ بھی بالکل جیک کا ہی تھا لیکن وہ خاموشی سے بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ پھر اس نے جیک کو اٹھ کر باتھ روم میں جاتے اور واپس آتے دیکھا۔ اس کے بعد جب فلم ختم ہو گئی تو اس کی آنکھوں میں شک کا صرف ہلکا سا تاثر موجود تھا۔

"اس نے باوجود بے حد جھلائے ہوئے ہونے کے ہاتھ نہیں جھٹکا" —— کرنل ونیڈسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کچھ کہا باس" —— ٹریسیا نے چونک کر پوچھا

"اوہ نہیں —— تم یہ پروجیکٹر اور فلم لے جاؤ" —— کرنل ونیڈسن نے تیز لہجے میں کہا اور ٹریسیا نے پروجیکٹر آف کر کے لائٹیں آن کیں اور پھر پروجیکٹر اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"مجھے بہرحال انہیں چیک کرنا چاہیئے" —— کرنل ونیڈسن نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے دفتر سے باہر نکل کر اپنے دو مخصوص اسسٹنٹس کو کال کیا اور پھر انہیں ساتھ چلنے کا کہہ کر وہ فوجی جیپ کی بجائے عام کار میں بیٹھ کر ہوٹل فائیو سٹار

کی طرف بڑھ گیا۔ وہ خود نہ صرف سادہ لباس میں تھا۔ بلکہ اس کے اسسٹنٹس بھی سادہ لباسوں میں تھے۔ ان دونوں کا ریکارڈ دیکھ کر ہی اس نے انہیں اپنا خصوصی اسسٹنٹس بنایا تھا۔ دونوں کا لڑائی بھڑائی نشانہ بازی اور تیزی پھرتی میں شاندار ریکارڈ تھا۔ ایک کا نام ٹام تھا جب کہ دوسرے کا نام سمتھ۔ یہ دونوں فوج کے خفیہ شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔ راستے میں اس نے ان دونوں کو بریف کیا کہ وہ ایسے شخص کی چیکنگ کے لئے جا رہا ہے کہ اگر وہ شخص واقعی میک اپ میں ہوا تو پھر وہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین شخص ہے اس لئے ان دونوں کو ہر صورت میں انتہائی ہوشیار اور محتاط رہنا ہو گا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے ویرا آئی ہے"۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو جاؤ دروازہ کھولو۔ وہ اب اتنی بڑی جرنلسٹ نہیں ہے کہ جیک اٹھ کر اس کے لئے دروازہ کھولے"۔۔۔ عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹائیگر مسکراتا ہوا اٹھا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے وہ عمران کی اداکاری پر دل ہی دل میں بے حد حیران ہو گیا تھا۔ جب سے عمران نے جیک کا میک اپ کیا تھا اس کا سرے سے انداز ہی بدل گیا تھا۔ اور اگر یہ میک اپ ٹائیگر کے سامنے نہ ہوا ہوتا تو مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ ہر وقت جھلایا ہوا نوجوان عمران ہو سکتا ہے۔ اس کی ساری

زندہ دلی اس کی مسکراہٹ سب کچھ اس جھلاہٹ میں مکمل طور پر دفن ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو چونک کر بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا کیونکہ دروازے پر واقعی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس نے چست جینز اور سرخ رنگ کی ہاف بازو والی انتہائی تنگ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر موٹے شیشوں والا ایک بھدا سا فریم ضرور موجود تھا۔ لیکن اس فریم نے حیرت انگیز طور پر اس کی خوبصورتی اور کشش کو ختم کرنے کی بجائے کچھ اور بڑھا دیا تھا۔

"میرا نام ویرا جون ہے۔ اور میں کرائم رپورٹر ہوں"۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تشریف لائیے۔ مجھے میک کہتے ہیں۔ میں ڈیلی نیوز ایکریمیا کا پریس فوٹو گرافر ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اچھا تو آپ میرے پوز بنانا چاہتے تھے۔ کیا واقعی میں اس قابل ہوں"۔۔۔ ویرا جون نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا۔

"ارے آپ کو تو علم ہی نہیں ہے۔ کہ آپ کیا چیز ہیں مجھے یقین ہے کہ کیمرے نے فوٹو کھینچ کر فلم باہر نکلوانے سے انکار کر دینا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور ویرا جون اس کا یہ خوبصورت فقرہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا اور ٹائیگر کے اس خوبصورت

فقرے سے دل ہی دل میں وہ بھی پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لیکن چہرے پر مسکراہٹ کی بجائے ہلکی سی جھلاہٹ موجود تھی۔

"ہیلو ویرا جون۔ میرا نام جیک ہے"——— عمران نے ہاتھ مصافحے کے لئے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ جیک تم جیسے جرنلسٹ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اتنے بڑے جرنلسٹ سے بھی میں ملاقات کر سکوں گی۔ تمہارے انٹرویوز تو پوری دنیا میں مشہور ہیں"——— ویرا نے بڑے عقیدت بھرے لیکن خاصے پرجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر ہلکے سے فخر کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ شکریہ——— تعریف کا شکریہ۔ ویسے تم نے واقعی غلطی کی ہے۔ جرنلسٹ بن کر۔ تمہیں تو واقعی حسینہ عالم ہونا چاہئے یا پھر مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ مجھے سیاسی سربراہوں کے انٹرویو لینے کی بجائے حسینوں کے انٹرویو لینے چاہئیں تھے۔ واہ قلم خود بخود حرارت آجاتی"——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی مسٹر جیک۔ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں تو حرارت کا نام تک نہیں۔ بڑا ٹھنڈا ہاتھ تھا۔ اس کی کیا وجہ"——— ویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بوڑھے بوڑھے اور سرد گرم چشیدہ سیاسی سربراہوں کے انٹرویو لکھنے کا نتیجہ ہے۔ بہرحال بیٹھو"——— عمران نے قدرے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ویرا سر ہلاتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا بیٹو گی تم۔ ویسے ایک بات ہے مجھے تمہارے پاس نہ کوئی ریوالور نظر آ رہا ہے نہ مشین گن۔ کیسی کرائم رپورٹر ہو"——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ویرا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"مجھے ان کی ضرورت ہی نہیں پڑتی"۔ ویرا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ میں واقعی بدذوق ہو گیا ہوں۔ بھلا تمہیں اس مصنوعی اسلحے کی کیا ضرورت جب کہ تم فطری اسلحے سے مکمل طور پر لیس ہو۔ اچھا یہ بتاؤ صرف مجرموں سے ہی تعلقات ہیں یا کبھی جنرل بارٹر یا اس جیسے کینڈے کے آدمی سے بھی ملاقات ہوئی ہے"——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا جنرل بارٹر سے کیا تعلق۔ ویسے بھی وہ کبھی پبلک میں نہیں آیا۔ میں نے تو آج تک کبھی اس کی تصویر ہی نہیں دیکھی۔ بس ایک نام ہے۔ جس کی دہشت سے سارا ساؤتھ افریقہ کانپتا ہے"——— ویرا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تم کہتی ہو تم نے اس کی تصویر نہیں دیکھی جب کہ وہ جان سمتھ بتا رہا تھا کہ اس نے اس کا انٹرویو چھاپا ہے۔ اوہ ہاں۔ اب بات سمجھ میں آگئی۔ اس جان سمتھ نے ایسے کار انٹرویو چھاپا ہو گا کہ جنرل بارٹر شرم کے مارے چھپ گیا ہو گا"——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ویرا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"جان سمتھ کی اپروچ جنرل بارڈر تک ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ تو سول حکام کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ لیکن اگر تم واقعی جنرل بارڈر کا انٹرویو کرنے آئے ہو تو پھر ایک راستہ میں بتا سکتی ہوں"۔۔۔ ویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راستہ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا جنرل بارڈر کسی سڑک کے کنارے کھڑا ملے گا"۔۔۔ عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ویرا ہنس پڑی۔

"میرا مطلب طریقے سے تھا۔ اس کا انٹرویو تو تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب اس تک رابطہ ہو جائے۔ میری ایک گہری سہیلی ہے۔ کیپٹن ٹریسا۔ فوج میں ہے۔ پہلے کرنل ڈوجان کی سیکرٹری تھی۔ آج کل وہ ایک نئے کرنل ونیڈسن کی سیکرٹری ہے اور سیکرٹری کیا بس اس کی عورت سمجھ لو جب سے یہ کرنل ونیڈسن آیا ہے۔ ٹریسا دن رات بس اُسی کے قصیدے پڑھتی رہتی ہے اور کرنل ونیڈسن البتہ جنرل بارڈر سے تمہارا رابطہ کرا سکتا ہے"۔ ویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نیا آدمی سے کیا مطلب ہے۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل ونیڈسن ایکریمین ہے۔ ٹریسا بتا رہی تھی کہ ایکریمیا کا کوئی بہت بڑا جاسوس ہے اور جنرل بارڈر نے کسی خاص مقصد کے لئے اس کی خصوصی خدمات حاصل کی ہیں۔ اور اُسے ریڈ کارڈ دیا ہے۔ یہاں ریڈ کارڈ کا مطلب ہے کہ اب وہ ساؤتھ افریقہ کا مالک ہے۔ اس کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کہلائے گا"۔۔۔ ویرا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کرنل ونیڈسن ملے گا کہاں۔ کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ویرا کوئی جواب دیتی۔ دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی۔

"ارے دیکھو میک۔ یہ کون آ گیا ہے نانسنس۔ ان لوگوں کو تمیز بھی نہیں کہ اس طرح دستک نہیں دی جاتی"۔ عمران نے بُری طرح چیختے اور جھلاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اٹھا اور جلدی سے اس نے جا کر دروازہ کھول دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ خود بخود پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ دروازے پر ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ اور آنکھوں پر سرخ شیشوں والا چشمہ۔ اس کے کوٹ کی ابھری ہوئی جیبیں بتا رہی تھیں کہ جیبوں میں ریوالور موجود ہیں۔ چہرے پر سرد مہری اور سفاکی جیسے ثبت ہو گئی تھی۔

اس کے پیچھے ہلکے کلرز کے سوٹ میں ملبوس دو نوجوان کھڑے تھے۔ جن کے کھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں لڑائی بھڑائی کے فیلڈ سے متعلق ہیں۔

"میرا نام کرنل ونیڈسن ہے"۔ سرخ چشمے والے نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور ویرا جو اطمینان سے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اس طرح ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے

اس کے جسم میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے جب کہ عمران اُسی طرح منہ بنائے کرسی پر بیٹھا رہا۔

" تمہارے والدین کو یہی نام اچھا لگا تھا۔ اس کی بجائے وہ ویگن رکھ لیتے۔ بس رکھ لیتے۔ ٹرک رکھ لیتے۔ ونیٹڈن سے تو مجھے اسٹیشن پر کھڑے چھابڑی فروش یاد آ جاتے ہیں جنہیں ونیڈر کہا جاتا ہے "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تمہارا نام جیک ہے۔ اور تم ایکریمیا کے سب سے مشہور اخبار ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹر ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں "۔ کرنل ونیٹڈن نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اندر آ گیا تھا۔

" ظاہر ہے مشہور آدمی کو سب جانتے ہیں۔ تم نے میرا نام بتا کر کوئی انوکھا کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ارے ہاں ابھی مس ویرا جرنلسٹ بتا رہی تھیں کہ جنرل بارڈر سے تمہارے ذریعے رابطہ ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ او۔کے۔ مجھ سے ملو کرنل ونیٹڈن۔ جنرل بارڈر کو یقیناً بے حد خوشی ہو گی۔ جب اُسے معلوم ہو گا کہ جیک اس کا انٹرویو لینے آیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو جاتی "۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" تو تم یہاں جنرل بارڈر کا انٹرویو کرنے آئے ہو۔ تمہارا اخبار اس قدر مشہور ہے کہ اگر وہ چاہتا تو وہیں ناراک سے ہی جنرل بارڈر سے رابطہ قائم کر سکتا تھا۔ اور پھر تمہیں انٹرویو کے لئے بھیجتا۔ ویسے مسٹر علی عمران یہ ساؤتھ افریقہ ہے۔ یہاں تمہاری یہ اداکاری زیادہ دیر نہیں چل سکتی "۔۔۔ کرنل ونیٹڈن نے مسکراتے ہوئے کہا، اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا اور اس کے ریوالور نکالتے ہی اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی حیرت انگیز برق رفتاری سے ریوالور نکال لئے۔

" کیا مطلب ۔۔۔ کیا تم پاگل ہو۔ جیک جیسے جرنلسٹ پر ریوالور نکال رہے ہو۔ کیا تمہیں شعور ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ تم کرنل ہو۔ میرا نام جیک ہے جیک۔ سمجھے "۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر تم جیک ہوتے تو واقعی میں ریوالور نہ نکالتا۔ لیکن تم جیک کے میک اپ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران ہو۔ سمجھے۔ اور تمہیں پکڑنے کے لئے جنرل بارڈر نے مجھے خاص طور پر ایکریمیا سے یہاں بلوایا اور دیکھا میں نے تمہیں کتنی آسانی سے ٹریس کر لیا ہے۔ حالانکہ تم واقعی بالکل جیک جیسی اداکاری کر رہے ہو۔ لیکن مسٹر علی عمران بے پناہ ذہانت کے باوجود آدمی کہیں نہ کہیں غلطی کر ہی جاتا ہے۔ تم نے جیک کو جب ہوٹل میں ڈنر کرتے ہوئے اٹھایا اور ساتھ لے گئے تو تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جیک اس وقت اپنی ساتھی عورت فرانڈا کے ساتھ رات گزارنے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ پھر اس جیک کی ساتھی عورت نے مجھے دو ایسی نشانیاں

بتائی ہیں جو تم میک اپ کے باوجود بھی انہیں کور نہیں کر سکتے اور وہ دونوں نشانیاں تمہارے اندر موجود نہیں۔ اب اڑ لو۔ ویسے تمہاری یہ حسرت ضرور پوری ہو گی کہ تمہیں جنرل بارٹر کے پیش کر دیا جائے لیکن مجھے افسوس ہے اس وقت تم مردہ حالت میں ہو گے"۔ کرنل ونیڈن لفظ چبا چبا کر اس طرح بات کر رہا تھا۔ جیسے لاشعوری طور پر وہ عمران کی ہڈیاں چبا رہا ہو۔

"بہت خوب۔ کیا تم واقعی کرنل ہو۔ حالانکہ سودا بیچنے والوں کی طرح تقریر اچھی کر لیتے ہو تم مجھے کوئی اور شخص بنا رہے ہو۔ کیا نام بتایا تم نے آلی آمران۔ بہت خوب۔ واقعی تمہارا جواب نہیں۔ لیکن سنو کرنل ونیڈن میرے پاس ورلڈ جرنلسٹ کارڈ موجود ہے۔ اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے کہ جن کے پاس ورلڈ جرنلسٹ کارڈ ہو۔ ان کا رتبہ بین الاقوامی طور پر کسی سفیر جیسا ہوتا ہے۔ اور سفیر کے سلسلے میں جو قوانین ہیں وہی مجھ پر لاگو ہوتے ہیں۔ وہ تمہارا احمق میجر پورو جسے تم نے ایئرپورٹ کا انچارج بنا رکھا ہے۔ اس نے بھی مجھ پر آنکھیں نکالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جب اس نے میرے اخبار سے تصدیق کی تو اس بے چارے کا بھی وہی حال ہوا جو ابھی تھوڑی دیر بعد تمہارا ہونے والا ہے"۔ —— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"وہ میجر پورو تھا۔ میں کرنل ونیڈن ہوں۔ مجھے معلوم ہے اس نے تمہیں کوک کی بوتلیں پلائی تھیں لیکن میں تمہیں گولیاں ماروں گا۔ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے"۔ —— کرنل ونیڈن نے ہونٹ

چبلاتے ہوئے کہا۔

"میک ذرا فون پر یہاں کے ایکریمین سفارت خانے سے بات کرو۔ یہ شخص ایکریمین ہو کر ہم جرنلسٹوں کو موت کی دھمکیاں دے رہا ہے"۔ —— عمران نے انتہائی جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"خبردار۔ اگر کسی نے بھی معمولی سی حرکت کی تو ایک لمحے میں بھون ڈالوں گا"۔ —— کرنل ونیڈن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرنل ونیڈن۔ میں جرنلسٹ ہوں اور مقامی ہوں۔ آپ نے اب تک جو الزام جیک جیسے معروف جرنلسٹ پر لگائے ہیں۔ پہلے انہیں ثابت کریں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں کی فوج حتیٰ کہ جنرل بارٹر بھی صحافیوں کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ آپ نے کسی نشانیوں کی بات کی تھی پہلے وہ نشانیاں بتا کر ثابت کریں کہ یہ شخص واقعی جیک نہیں ہے۔ بلکہ کوئی دوسرا ہے۔ اور یہ بھی سن لیں کہ ہمارے اخبار کو معلوم ہے کہ مسٹر جیک اور میک یہاں موجود ہیں اور میں ان سے ملنے آئی ہوں۔ اگر آپ کا اندازہ غلط ثابت ہوا اور آپ نے مسٹر جیک یا ان کے ساتھی میک کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو پوری دنیا میں ایک ایسا طوفان کھڑا ہو جائے گا کہ آپ کو اپنی جان بچانی مشکل ہو جائے گی"۔ —— اس بار خاموش کھڑی دیرا جون نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ایکریمیا نہیں ہے مس دیرا جون۔ یہ ساؤتھ افریقہ ہے۔ یہاں تم تو اچھی طرح جانتی ہو کہ فوج کے پاس مکمل اختیارات

ہیں۔ اور میرے پاس ریڈ کارڈ ہے۔ میں چاہوں تو آدھے ساؤتھ افریقہ کو گولیوں سے اڑا دوں"۔ ـــ کرنل ڈنیڈن نے غراتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔ لیکن جرنلسٹوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے اگر آپ کو کوئی غلط فہمی ہو تو جس نے آپ کو ریڈ کارڈ دیا ہے آپ ان سے بات کر کے پوچھ لیں۔ ویسے اگر آپ ثابت کر دیں کہ یہ دونوں شخص وہ نہیں ہیں جو یہ اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں تو میں کیا پورا ساؤتھ افریقہ آپ کے ساتھ ہوگا ورنہ دوسری صورت میں باوجود بے پناہ اختیارات رکھنے کے آپ ان پر انگلی بھی نہیں اٹھا سکتے"۔ ویرا جون نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ سب کو ہیڈ کوارٹر لے جاتا ہوں۔ وہاں آپ کے سامنے ہی ثابت ہو جائے گا کہ یہ دونوں کون ہیں"۔ کرنل ڈنیڈن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے آپ یہاں الزام ثابت کریں پھر انہیں ہیڈ کوارٹر لے جائیں۔ یہاں فون موجود ہے۔ آپ ان کے اخبار کے دفتر سے ان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اگر یہ میک اپ میں ہیں تو ان کا میک اپ صاف کیا جا سکتا ہے۔ ان کے پاس کاغذات ہیں ان کی مکمل چھان بین کی جا سکتی ہے۔ کوئی ایک پوائنٹ تو ثابت کریں۔ پھر انہیں ہیڈ کوارٹر چھوڑ قبرستان لے جائیں ورنہ اس طرح بغیر کوئی بات ثابت کئے آپ کسی جرنلسٹ کو ہیڈ کوارٹر

نہیں لے جا سکتے۔ جنرل بارٹر آپ کو زندہ دفن کر دینے سے بھی نہ چوکے گا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں۔ ایک سال پہلے ایسا ہی ایک واقعہ ہوا تھا۔ یہاں کے ایک بڑے فوجی افسر نے ایک صحافی کو تھپڑ مار دیا تھا۔ اس پر جب اخبارات میں طوفان اٹھا تو جنرل بارٹر نے اس فوجی کو چوک پر گولی مروا دی تھی۔ حالانکہ وہ فوجی افسر جنرل بارٹر کا انتہائی قریبی رشتے دار تھا۔ اور وہ تو عام سا صحافی تھا۔ لیکن یہ تو بین الاقوامی شہرت کے حامل صحافی ہیں۔ پوری دنیا میں ساؤتھ افریقہ کی اس قدر بے عزتی ہوگی کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ساؤتھ افریقہ کی حکومت پہلے ہی ظلم و ستم میں بے پناہ بدنام ہے۔ اور جنرل بارٹر نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ اس قسم کے پروپیگنڈا کے اثرات زائل ہوں۔ لیکن یہ واقعہ تو جنرل بارٹر کے بھی پیر اکھاڑ دے گا"۔ ویرا جون نے تلخ لہجے میں کہا۔

"واہ۔ واقعی تم جرنلسٹ ہو۔ جس طرح تم جرنلسٹوں کی فیور کر رہی ہو۔ اس سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم صحیح فیلڈ میں آئی ہو۔ اس کرنل کو یہ بھی بتا دو کہ اگر میں ایکریمیا کے پریذیڈنٹ کو فون کر کے صرف اتنا بتا دوں کہ اس نے مجھے دھمکیاں دی ہیں تو اس کو چھپنے کے لئے زمین بھی جگہ نہ دے گی۔ ہونہہ۔ آ گیا ہے ریڈ کارڈ دکھانے"۔ عمران کا لہجہ آخر میں بے حد جھلایا ہوا تھا۔

"میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں"۔ کرنل ڈنیڈن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران کے قریب جا کر غور سے

اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میری آنکھوں میں تو اس وقت ویرا جون کی ہی تصویر نظر آئے گی۔ یہ ہے ہی اس قدر خوب صورت" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل ونیڈن ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ فی الحال میں کچھ ثابت نہیں کر سکتا۔ لیکن میں جلد ہی ثبوت حاصل کر لوں گا۔ اس کے بعد میں دیکھو گا کہ یہ شخص کتنے پانی میں ہے" ـــــ کرنل ونیڈن نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی واپس مڑے اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک ایک کر کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ایک طرف خاموش کھڑے ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور منہ بناتے ہوئے واپس آ گیا۔

"کیا تم واقعی اصل جیک ہو یا یہ کرنل ونیڈن درست کہہ رہا تھا" ـــــ ویرا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا اب تم مجھ پر شک کر دو گی۔ لیکن اس نے تو میری آنکھوں میں دیکھ کر جان چھوڑی ہے۔ تم کون سا ثبوت چاہو گی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ویرا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اگر میں یہاں موجود نہ ہوتی تو یہ شخص لازماً تم دونوں کو گولی مار دیتا وہ پاگل ہو رہا تھا" ـــــ ویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیک۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں اس سیاسی فیچر پر لعنت بھیج کر واپس چلنا چاہیئے۔ میں اس نیوز ایڈیٹر سے خود ہی نمٹ لوں گا۔ مس ویرا درست کہہ رہی ہیں۔ وہ واقعی پاگل ہو رہا ہے۔ غضب خدا کا۔ کہاں ہم اور کہاں وہ کسی ایشیائی کا نام لے رہا تھا"۔ اس بار ٹائیگر نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیک جب ایک کام کا سوچ لے تو واپس نہیں جا سکتا۔ سمجھے۔ یہ جیک کی توہین ہے۔ تمہارا کیا۔ تم تو مس ویرا کے پوز بنا کر چلے جاؤ گے اور نہ صرف ڈیوڈ آرنلڈ بلکہ وہ نیوز ایڈیٹر بھی خوش ہو جائے گا۔ وہ بھی تو پاگل ہے۔ اس معاملے میں وہ تو عورت کی لاش کو گھنٹوں گھورتا رہتا ہے یہ تو پھر ویرا کا فوٹو ہو گا" ـــــ جیک نے جھلاتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ اور ویرا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہارا انداز گفتگو مجھے بے حد پسند آیا ہے جیک بڑے صاف گو آدمی ہو۔ بہرحال میری طرف سے میک کو مکمل اجازت ہے جس طرح کے پوز چاہے لے لے" ـــــ ویرا نے بڑی دلآویز نظروں سے میک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میک نے سیاسی فیچر کے اختتام سے پہلے اگر کوئی پوز لیا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ پہلے کام ہونا چاہیئے اور تم نہ مری جا رہی ہو اور نہ تمہارا یہ خوب صورت جسم چند دنوں میں بدصورت ہو جائے گا۔ لے لے گا پوز" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جس طرح واقعی

عمران کے منع کرنے سے اُسے سخت تکلیف پہنچی ہو۔

"اچھا چھوڑو۔ تم نے کچھ پلایا نہیں مجھے۔ بس بیٹھے باتیں کر رہے ہو۔ کچھ منگواؤ پینے کے لئے"۔ ڈیرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میک۔ مس ڈیرا جو بھی پینا چاہیں منگوا لو۔ میں تو سیراب ہوں۔ بس مس ڈیرا کو جب سے دیکھا ہے۔ ساری پیاس ہی بجھ گئی ہے"۔ جیک نے کہا اور ڈیرا کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے۔

"تم جس انداز میں تعریف کرتے ہو یہ واقعی منفرد ہے۔ چلو اٹھو میں تمہیں کسی اچھی جگہ لے چلتی ہوں۔ وہاں چل کر بیٹھیں گے"۔ ڈیرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کون سی جگہ"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں ایک کلب ہے۔ اس کا نام زیڈ کلب ہے۔ وہاں اس قدر آزاد ماحول ہے کہ تم جو چاہو کرو دوسرا کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ یہاں کے صحافی۔ آفیسر۔ کاروباری لوگ۔ غرضیکہ ہر شخص وہاں جانے کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے جنت میں جا رہا ہو۔ لیکن کلب کی رکنیت بے حد محدود ہے۔ تم شاید یقین نہ کرو لیکن سنا ہے کہ یہ کلب جنرل بارٹم کی ملکیت ہے اور جنرل بارٹم بھی وہاں اکثر آتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کے لئے کوئی خاص کمرہ مخصوص ہو گا"۔ ڈیرا نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ضرور چلیں گے۔ وہاں کا منیجر کون ہے۔ اس کے ذریعے ضرور جنرل بارٹم سے رابطہ ہو جائے گا"۔ عمران نے

خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"منیجر ___ منیجر کا نام جانسن ہے۔ لیکن وہ تو انتہائی سخت گیر اور سارے افریقہ کا مشہور بدمعاش ہے۔ وہ اس قدر ظالم اور سفاک آدمی ہے کہ لوگ اُسے موت کا فرشتہ کہتے ہیں۔ لیکن وہ کلب میں کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ ایک بات بتاؤں۔ ایک بار جان سمتھ نے مجھے بتایا تھا کہ جنرل بارٹم اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لئے اُسے استعمال کرتا ہے۔ اور یہاں کے سیاہ فام تو اس کے نام سے ہی کانپتے ہیں۔ اس کا پورا گروپ ہے۔ اس طرح کے ظالم اور سفاک درندوں کا گروپ جو ہر وقت مرنے مارنے پر آمادہ رہتا ہے۔ یہ ساری باتیں میں اس لئے بتا رہی ہوں کہ تم اس کے منہ نہ لگنا وہ جرنلسٹ ٹائپ کی مخلوق سے میرے سے واقف ہی نہ ہو گا"۔ ___ ڈیرا نے کہا۔

"تم چلو تو سہی پھر دیکھنا کہ وہ تمہارا موت کا فرشتہ کس طرح جیک کے بوٹ چاٹنا اپنے لئے فخر سمجھتا ہے۔ تم شاید کرائم رپورٹروں میں نئی آئی ہو۔ جب کہ میں نے جرنلزم کا آغاز کرائم رپورٹری سے ہی کیا تھا۔ اور جس وقت میں کرائم رپورٹر تھا اس وقت ایکریمیا کے بڑے بڑے غنڈے اور بدمعاش میرے نام سے اس طرح کانپتے تھے جیسے میں ہی موت کا فرشتہ ہوں۔ پھر میرے ہاتھوں ایک بڑا بدمعاش پٹتے پٹتے مر گیا۔ میں تب سے کرائم رپورٹری چھوڑ کر سپیشل رپورٹنگ فیلڈ میں آ گیا۔ لیکن اب بھی میں جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو کیسے سیدھا

کیا جاتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور
ڈیرا بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈیرا کی کار میں بیٹھے ہوٹل فائیوسٹ
سے باہر نکل رہے تھے۔ عمران فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جبکہ
ٹائیگر پیچھے تھا۔ ڈیرا بڑے مطمئن انداز میں کار چلاتی ہوئی ہوٹل کے
کمپاؤنڈ گیٹ سے نکلی اور تیزی سے دائیں طرف کو بڑھ گئی۔ عمران
کی نظریں مستقل بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے لبوں
ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ دو
سفید رنگ کی کاریں ہوٹل سے ہی مسلسل ان کا تعاقب کر
رہی تھیں۔

"کیا سوچ رہے ہو جیک "۔۔۔۔ ڈیرا نے اُسے خاموش
دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس کرنل ونیڈن کو کوئی اچھا سا سبق
دیا جائے تاکہ اسے صحیح معنوں میں احساس ہو سکے کہ جرنلسٹ
کیا حیثیت رکھتے ہیں "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" ارے چھوڑو جیک۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ
ناکام واپس چلا گیا ہے۔ لیکن ایک خلش میرے ذہن میں
ہے کہ آخر اُسے تم پر شک کیوں ہوا کہ تم وہ ایشیائی ہو۔ ضرور
اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو گی۔ ورنہ یہاں جوہنبرگ
میں تو تمہارے علاوہ بے شمار لوگ ایکریمیا سے آتے جاتے
رہتے ہیں "۔۔۔۔ ڈیرا بہرحال کرائم رپورٹر تھی۔ اس لئے اس کا

ہن اس قسم کی باتیں تو سوچ ہی سکتا تھا۔
"ہو سکتا ہے میری شکل اس ایشیائی کیا نام بتا رہا تھا علی عمران
سے ملتی ہو۔ اب میں کیا بتا سکتا ہوں "۔۔۔ عمران نے
ہلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں ٹریسیا سے بات کروں گی۔ اُسے ضرور معلوم ہو گا "۔۔۔
یرا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"مجھے بھی بتانا۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے "۔ عمران نے
بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ضرور بتاؤں گی "۔۔۔ ڈیرا نے کہا اور کار ایک منزلہ عمارت
کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ گیٹ پر زیڈ کلب کا بورڈ موجود
تھا۔ اور کمپاؤنڈ رنگ برنگی گاڑیوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔
ں لگتا تھا جیسے کاروں کا کوئی میلہ ہو رہا ہو۔ لیکن عمران نے
یکھا کہ یہاں آنے جانے والے سب سفید فام تھے۔ ویسے
ں اب تک اُسے سڑکوں پر کہیں سیاہ فام نظر نہ آئے تھے۔
"یہ ساؤتھ افریقہ میں زیادہ آبادی تو سیاہ فاموں کی ہے
ن جب سے میں یہاں آیا ہوں مجھے ایک بھی سیاہ فام نظر
یں آیا۔ کیا یہ سب ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں "۔ عمران نے
رسے نیچے اترتے ہوئے ڈیرا سے کہا اور ڈیرا قہقہہ مار کر
ں پڑی۔
"تم پہلی بار یہاں آئے ہو۔ اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔
سیاہ فاموں کی بستیاں علیحدہ ہیں ان کے لئے سڑکیں بھی

علیحدہ ہیں۔ اور ان کا جوہنبرگ کی شہری حدود میں داخلہ منع ہے
صرف رات کو سیاہ فاموں کو یہاں زنجیریں ڈال کر لایا جاتا ہے
اور یہاں سڑکوں، گلیوں اور نالیوں کی صفائی ان سے کرائی جاتی
ہے۔ اور اس کے بعد انہیں اسی طرح واپس بھیج دیا جاتا ہے
دیرا نے نیچے اتر کر کار لاک کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے
سر ہلا دیا۔

کلب کے ہال میں واقعی بے پناہ رونق تھی۔ ہر طرف
رنگ برنگے اسکرٹ اور منی شرٹس کی جیسے بہار آئی ہوئی تھی
اور دیرا کے کہنے کے مطابق واقعی یہاں ہر طبقے کے افراد
تھے۔ ایک کونے میں دو لڑکیاں منی اسکرٹ پہنے اس قدر ہیجان
خیز رقص کر رہی تھیں کہ عمران کو بے اختیار نظریں پھیرنی پڑیں
ٹائیگر نے تو اندر داخل ہوتے ہی نظریں جھکا لی تھیں۔ رقص تو
طرف یہاں موجود تقریباً ہر لڑکی عریانیت اور فحاشی کا جیتے
شاہکار نظر آ رہی تھی۔ ہال میں دس کے قریب مشین گنوں
مسلح افراد دیواروں سے پشت لگائے خاموش کھڑے ہوئے
تھے۔

"یہ جانسن گروپ کے آدمی ہیں۔ اگر یہاں کوئی جھگڑا کرنے
کی کوشش کرے تو ایک لمحے میں اسے گولیوں سے بھون
ڈالتے ہیں" ۔۔۔ دیرا نے ان مسلح افراد کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

"تم تو بتا رہی تھیں کہ یہاں داخلہ محدود ہے۔ لیکن یہاں

آسانی سے ہر شخص آ جا رہا ہے" ۔۔۔ کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے عمران
نے کہا۔

"یہ تو جنرل ہال ہے۔ نیچے تہہ خانوں کی بات کر رہی تھی جہاں جانے
والوں کو ہر قسم کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ قانون، اخلاق، مذہب سب
کچھ یہیں اوپر ہی رہ جاتا ہے" ۔۔۔ دیرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"تو اب تم ہمیں یہاں کیوں لے آئی ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے سوچا کہ تمہیں کچھ عیاشی کرائی جائے۔ خاصے خشک قسم کے
آدمی ہو۔ تم چاہو تو میں تمہاری پارٹنر بن سکتی ہوں ہیک کے لئے پارٹنر
بار کریں گے" ۔۔۔ دیرا نے بڑے بے باکانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے تلوں میں تیل والا محاورہ تو سن رکھا ہوگا" ۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تلوں میں تیل ۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ تل کیا ہوتے ہیں" ۔۔۔ دیرا
نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک تیل دار بیج ہوتے ہیں جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔ مگر
بعض تل باوجود تیل دار جنس ہونے کے اس قدر خشک ہوتے ہیں
کہ ان سے تیل نکل ہی نہیں سکتا۔ ہم انہی تلوں کی قسم میں آتے
ہیں۔ تم میری ملاقات جانسن سے کرا دو۔ عیاشی ہی کرنی ہے تو پھر
تمہاری بجائے جانسن کو پارٹنر کیوں نہ بنایا جائے" ۔۔۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے اس سے ملاقات ممکن ہی نہیں ہے" ۔۔۔

ڈیرا نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا وہ نجانے کس جذبے کے تحت یہاں عمران کو لے آئی تھی۔ اور عمران اُسے کوئی اہمیت دینے کی بجائے جانسن کو اہمیت دے رہا تھا۔

" اچھا پھر میں خود ہی کوشش کرتا ہوں۔ بن جاتا ہوں پرانا کرائم رپورٹر۔ کیوں میک "۔ ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو آنکھ دبا کر مخصوص اشارہ کر دیا۔

" تو کیا ہوا۔ کرائم رپورٹری بھی تو جرنلزم کا ہی حصہ ہے "۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر تم واقعی اپنی جان گنوانے پہ تلے ہوئے ہو تو پھر تمہاری مرضی۔ میں کیا کر سکتی ہوں "۔ ڈیرا واقعی ناراض ہو گئی تھی۔

" سنو لڑکی۔ جانسن کو کہو کہ ایکریمیا سے ڈیلی نیوز کا کرائم رپورٹر جیک اور پریس فوٹوگرافر میک اس سے ملنے آئے ہیں " عمران نے کاؤنٹر پہ کھڑی تقریباً نیم عریاں لڑکی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

" سوری مسٹر۔ باس کسی سے نہیں ملتا۔ اور خاص طور پر رپورٹر وغیرہ سے تو وہ بے حد الرجک ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ رپورٹر ٹائپ کے لوگوں کا یہاں داخلہ ہی پسند نہیں کرتا "۔ لڑکی نے انتہائی سرد مہری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بس اتنا بتا دو کہ وہ یہاں موجود ہے یا نہیں "۔ ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ وہ اپنے مخصوص دفتر میں ہے اور اُسے ڈسٹرب نہ

کیا جا سکتا "۔ ___ لڑکی نے جواب دیا۔

" سنو جیک۔ اس خیال کو چھوڑ دو۔ آؤ واپس چلتے ہیں "۔ ڈیرا نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس طرح جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا جیسے ڈیرا لڑکی کی بجائے چھوت چھات کی کوئی خطرناک بیماری ہو۔

" ایک طرف ہٹ جاؤ ڈیرا۔ اب میرے اندر پرانا کرائم رپورٹر جاگ پڑا ہے "۔ ___ عمران کے لہجے میں ایسی غراہٹ ابھر آئی تھی کہ ڈیرا بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹتی گئی۔

عمران نے یک لخت ہاتھ بڑھایا اور کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر گرل کچھ کہنے کے لئے منہ کھولتی عمران نے پوری قوت سے بوتل کاؤنٹر کے سامنے فرش پہ دے ماری۔

" بلاؤ اس جانسن کے بچے کو۔ بلاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ ورنہ میں ___ یہ پورا کلب تباہ کر دوں گا "۔ ___ عمران نے انتہائی اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری بوتل اٹھائی اور ایک بار پھر خوفناک دھماکے سے بوتل فرش پہ گر کر ٹوٹ گئی۔ بوتلوں کے ان دھماکوں اور ساتھ ہی عمران کی دھاڑ نے پورے ہال میں سکوت مرگ جیسا ماحول طاری کر دیا۔ لوگ باتیں کرنے کی بجائے یک لخت اپنی اپنی کرسیوں پہ کھڑے ہو گئے۔ ناچنے والی لڑکیاں بھی اس طرح رک گئیں جیسے چابی بھرے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر جس پوز میں بھی ہوں اُسی

پڑ میں رک جاتے ہیں۔ یہی حالت ان ناچنے والی لڑکیوں کی تھی۔ لوگوں کے چہروں پر ایسی کیفیات تھیں جیسے انہیں اپنی آنکھوں اور کانوں پر اعتبار نہ رہا ہو۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ زیڈ کلب میں بھی کوئی اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ دیواروں کے ساتھ کھڑے مسلح افراد کے منہ بھی حیرت کی شدت سے کھل گئے تھے۔ جب کہ دیوانے بے اختیار منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے تھے۔ شاید اُسے عمران اور ٹائیگر کی موت کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔

" بلاؤ جانسن کو۔ بلاؤ یہاں۔ ابھی اور اسی وقت " ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر دھاڑتے ہوئے کہا اور اس بار اس کے بولتے جیسے ہال میں یک لخت طوفان سا آ گیا۔ مسلح افراد مشین گنیں سنبھالے بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف دوڑنے لگے۔

" کون ہے یہ بدبخت۔ کون ہے یہ " ۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا جس کے ماتھے پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ دائیں کونے سے چیختا ہوا عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" ابے بدبخت تم ہو گے تمہارے آباؤ اجداد ہوں گے اور ہاں واقعی وہ بدبخت تھے جنہوں نے تم جیسے مچھر کو پیدا کر دیا " عمران نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اور سرخ پٹی والا نوجوان یک لخت دوڑتے دوڑتے رک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر لہرائے تو دوسرے مسلح افراد ٹھٹھک کر رک گئے۔

" ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ جو شخص ڈک کی شان میں اس طرح کھلے عام توہین کر سکتا ہے وہ یقیناً پاگل ہی ہو گا " ۔۔۔ اس سرخ پٹی والے نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کا نام شاید ڈک تھا۔

" ڈِک نہیں ڈک کہو نانسنس۔ شکل دیکھی ہے اپنی۔ بالکل بطخ کی طرح تو چونچ ہے۔ اس لئے تم ڈک ہو بالکل ڈک۔ معصوم بطخ۔ بلاؤ اس جانسن کو۔ ورنہ میں بطخ کا ناشتہ بڑے شوق سے کیا کرتا ہوں " ۔ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم ہو کون پاگل آدمی۔ پہلی بار یہاں نظر آ رہے ہو " ۔۔۔ ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور وہ واقعی ٹھنڈے دماغ کا آدمی تھا۔ ورنہ عمران کے اس فقرے سے تو اس پر پاگل پن کا دورہ پڑ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ جس طرح ہوش و حواس میں رہ کر بات کر رہا تھا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ اور عمران کے نقطہ نظر سے ایسا آدمی انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

" ہاں۔ میں پہلی بار آیا ہوں۔ میرا نام جیک ہے اور میں ایکریمیا کے سب سے بڑے اخبار ڈیلی نیوز کا رپورٹر ہوں اور جانسن سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب کہ یہ لنگی لاش مجھے بتا رہی ہے کہ جانسن کسی سے نہیں ملتا۔ کیوں نہیں ملتا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتا " ۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تو جرنلسٹ ٹائپ کی مخلوق ہو۔ نانسنس۔ تم جیسے

حقیر کیڑے مکوڑے تو بس کا غذوں پر ہی رینگتے رہتے ہیں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ میں تمہیں زندگی بخش دیتا ہوں"۔۔۔ ڈک نے انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ واہ۔ یہ بھی خوب رہی۔ تم زندگی بخشو گے۔ ارے تم جیسے تھرڈ کلاس غنڈے تو میرے بوٹ چاٹتے رہتے ہیں آؤ چاٹو میرے بوٹ۔ آؤ۔ آجاؤ۔ شاباش"۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو تم نہیں جاؤ گے۔ ٹھیک ہے پھر تمہاری لاش ہی جائے گی یہاں سے"۔ اس بار ڈک جیسے شخص کو بھی غصہ آگیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن سیدھی کی لیکن دوسرے لمحے وہ ٹڈی کی طرح چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک لمحے کے لئے فضا میں اٹھی اور ابھی نیچے گرتے ہوئے ڈک کے حلق سے نکلنے والی چیخ کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہال میں جیسے چیخوں کا طوفان آگیا۔

"خبردار۔ اگر کسی نے اسلحہ نکالا یا فرش سے اٹھایا"۔ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

یہ کارنامہ بھی ٹائیگر نے ہی دکھایا تھا۔ اس نے یک لخت فضا میں کسی عقاب کی طرح اڑتے ہوئے ڈک کے سینے پر فلائنگ کک رسید کی اور اس کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن کو فضا میں ہی کود کر کے قلابازی کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے اس نے

فائر کھول دیا اور سامنے ایک نیم دائرے کی صورت میں کھڑے مسلح افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر نیچے فرش پر جا گری تھیں۔ اور یہ چیخیں انہی مسلح افراد کے ہاتھوں پر لگنے والی گولیوں کا نتیجہ تھیں۔ اس نے واقعی گھوم کر فائرنگ کرتے ہوئے انتہائی حیرت انگیز طور پر اس قدر درست نشانے لگائے تھے کہ نیم دائرے کی صورت میں کھڑے مسلح افراد کے صرف ہاتھوں پر ہی ضربیں آئی تھیں۔ خاص طور پر مشین گن سے اس طرح کی نشانہ بازی بظاہر ایک ناممکن کام تھا۔ لیکن ٹائیگر نے سینکڑوں لوگوں کے سامنے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ اور سب لوگ حیرت اور خوف سے منہ پھاڑے ٹائیگر کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان ہی نہ ہو۔

"یہ پریس فوٹوگرافر میک ہے جس طرح خوب صورت پوز کیمرے سے کھینچتا ہے۔ اسی طرح خوب صورت انداز میں نشانہ بھی لگاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے واقعی ایسا کارنامہ پیش کیا تھا کہ عمران جیسا شخص بھی کھلے عام داد دیئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

ڈک اب اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ قلم سے کام کرنے والے یہ جرنلسٹ اس قدر زبردست نشانہ باز اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر بھی ہو سکتے ہیں۔

"تم نے سم پر فائر کھول کر اپنی موت یقینی بنا لی ہے" ۔۔۔ ڈک نے غراتے ہوئے کہا۔

"بطخ بے چاری نے کیا کرنا ہے۔ بس کیں کیں کرتی رہتی ہے۔ تم بھی کرتے رہو کیں کیں۔ میں کہتا ہوں بلاؤ اس جانسن کو" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار ہال میں موجود افراد کے منہ سے دبے دبے قہقہے بے اختیار نکل گئے۔ مگر دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اسی طرح ڈک اپنی جگہ سے اچھلا۔ کسی گھومتے ہوئے سلنڈر کی طرح وہ عمران کی طرف بڑھا۔ یہ واقعی انتہائی خوف ناک داؤ تھا۔ عین آخری لمحے میں وہ کوئی بھی داؤ استعمال کر سکتا تھا۔ اور مقابل کو واقعی آخری لمحے تک یہ اندازہ ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اس طرح رولنگ پوزیشن میں آنے والا کون سا داؤ استعمال کرے گا اس لئے وہ یقیناً مار کھا جاتا۔ لیکن یہاں مقابلے میں عمران تھا۔ اس لئے جیسے ہی ڈک فضا میں اچھل کر رول کرتا ہوا عمران کی طرف بڑھا عمران نے یک لخت ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور پھر اس کا ایک بازو فضا میں اس طرح عجیب سے انداز میں لہرایا جیسے آکٹوپس حملہ کرتے وقت اپنے بے شمار بازوؤں کو مخصوص انداز میں لہراتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران کی طرف رول کرتا ہوا ڈک یک لخت چیختا ہوا فضا میں اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ لیکن اب وہ سائیڈ میں رول ہونے کی بجائے قلابازی کے انداز میں بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اور ہال میں موجود ہر شخص پھٹی پھٹی آنکھوں سے

یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ رہا تھا۔ قلابازی کھانے کے انداز میں اوپر کو اٹھتا ہوا ڈک یک لخت اس طرح نیچے گرا جیسے وزنی چٹان پہاڑی کی چوٹی سے لڑھک کر نیچے گرتی ہے اور عمران نے یک لخت اچھل کر اپنا گھٹنا اوپر کو اٹھا کر نیچے گرتے ہوئے ڈک کو اس وقت مارا جب قلابازی کھا کر گھومتے ہوئے اس کی ریڑھ کی ہڈی اس کے گھٹنے کی زد میں آئی تھی۔ دوسرے لمحے ہال ڈک کی روح فرسا چیخ اور پھر اس کے فرش پر گرنے کے زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ ڈک نیچے گر کر چند لمحے تڑپتا رہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یک لخت ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ مسخ لیکن پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں بطخ ڈانس۔ ڈک ڈانس۔ بہت خوب" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کاؤنٹر سے کہنی ٹیک کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسا شرارت بھرا تاثر تھا جیسے بچہ کسی مشہور شعبدے باز کا دلچسپ شعبدہ دیکھ کر خوش ہو رہا ہو۔

"کون ہے یہ حرامزادہ" ۔۔۔ اچانک اوپر سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ایک گینڈے نما آدمی دھم دھم کے انداز میں اوپر جاتی ہوئی لکڑی کی سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غیض و غضب کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ حرامزادہ ہے۔ واہ۔ تو ایسے ہوتے ہیں حرامزادے" ۔۔۔ عمران نے فرش پر پڑے ڈک کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں کہہ رہا ہوں کیڑے کی اولاد" ۔۔۔ گینڈے والے نے

انتہائی جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی کسی ارنے بھینسے کی طرح
طاقتور اور ٹھوس جسم کا مالک نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس طرح جل
رہی تھیں کہ سچ مچ اس میں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

"یہ جانسن ہے" ۔۔۔۔ اچانک پیچھے کھڑی ہوئی ویرا دہشت زدہ
انداز میں بول پڑی۔

"تم جانسن ہو۔ اس کلب کے مالک" ۔۔۔۔ عمران نے یکلخت
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ہوں جانسن۔ بند رکے بچے" ۔۔۔۔ جانسن نے قریب
آتے ہوئے انتہائی غیض و غضب بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے
لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح عمران فضا میں اچھلا اور ارنے بھینسے
کی طرح پھنکارتا ہوا اس کی طرف بڑھتا ہوا جانسن یک لخت بری طرح
چیختا ہوا یک لخت پشت کے بل فرش پر ایک زوردار دھماکے سے
ٹکرا گیا۔ عمران نے فضا میں ہی قلابازی لگائی اور دوسرے لمحے وہ
گھومتا ہوا اسی لمحے فرش پر گرتے ہوئے جانسن کے چہرے پر
اپنے دونوں بوٹوں کو زور سے رگڑتا ہوا اس کے سر کی دوسری طرف
جا گرا۔ جانسن کے حلق سے پہلے سے زیادہ خوفناک چیخ نکلی۔ اور
ابھی چیخ ختم ہی ہوتی تھی کہ یک لخت فضا ریٹ ریٹ کی تیز آواز دل
اور مسلح افراد کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ وہ سب
مسلح افراد گولیوں کی زد میں آ کر لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش
پر جا گرے اور پھر تو جیسے ہال میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ جس کا جدھر منہ
آیا ادھر بھاگ پڑا۔ یہ فائرنگ ٹائیگر نے کی تھی۔ شاید ان مسلح افراد

نے اپنے مار کھاتے ہوئے باس کا انتقام لینے کے لئے کوئی حرکت کرنے
کی کوشش کی تھی مگر ٹائیگر تو ہاتھ میں مشین گن پکڑے ایسی صورتحال
سے نمٹنے کے لئے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اس لئے اس نے بلا جھجکے
فائر کھول دیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ہرکولیس کی دم" ۔۔۔۔ عمران نے یک لخت
جھک کر جانسن کی گردن میں ہاتھ ڈالا۔ اور دوسرا لمحہ واقعی
انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب اس قدر بھاری جسم رکھنے والا
جانسن کسی بے جان کھلونے کی طرح اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے
ایک زوردار دھماکے سے جا ٹکرایا۔

"تم نے میرے باپ کو گالی دے کر اپنی ساری ہڈیوں کا سرمہ
بنانا مقدر کر لیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور
جانسن ایک زوردار دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی فرش
پر گرا۔ عمران دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ
فرش پر جھکتا ہوا نظر آیا۔ دوسرے لمحے جانسن ایک بار پھر فضا میں
اس طرح بلند ہوا جیسے پول والٹ کھیلنے والا کھلاڑی اونچے پول کو
کراس کرتے ہوئے اپنے جسم کو عجیب سے انداز میں موڑ توڑ لیتا
ہے۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے جانسن کے بھاری جسم کو فرش سے
ٹکرانے سے پہلے عمران نے ہاتھوں میں دبوچا اور دوسرے لمحے
جانسن کے حلق سے اس طرح خوفناک انداز میں چیخیں نکلنے لگیں
یوں لگتا تھا جیسے اس کی روح کسی کانٹوں بھری جھاڑی میں پھنس
گئی ہو اور اسے جبراً ان کانٹوں میں سے گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کا سر

فرش پر آگے کی طرف نکلا ہوا تھا۔ اور کاندھے فرش پہ ٹکے ہوئے تھے۔ جب کہ اس کا نچلا دھڑ گھوم کر آگے فرش کی طرف جھکا ہوا تھا اور عمران اس کی رانوں پہ دونوں ہاتھ رکھے اُسے پوری قوت سے دبائے ہوئے تھا۔ جانسن اس وقت کراس کریمپ کے انتہائی خوفناک داؤ میں بُری طرح پھنسا ہوا تھا۔ کسی بھی لمحے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے سارے مہرے ایک ایک کر کے تڑخ سکتے تھے۔

"بولو۔ حقیر کیڑا میں ہوں یا تم۔ بولو۔ ورنہ ابھی ریڑھ کی ہڈی کے سارے مہرے توڑ ڈالوں گا"۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھوں کو نیچے کی طرف ذرا سا دبایا۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ میں حقیر کیڑا۔ میں مچھر۔ میں بندر کی اولاد۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں مر جاؤں گا۔ چھوڑ دو مجھے۔ میں ناکارہ ہو جاؤں گا۔ چھوڑ دو مجھے"۔۔۔۔ جانسن نے چیخنے کے ساتھ ساتھ بُری طرح گھگھیانا شروع کر دیا۔ کیوں کہ اُسے احساس ہو گیا تھا کہ جس داؤ میں وہ پھنس گیا ہے اس کا انجام ہمیشہ کے لئے زندہ لاش بن جانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ عمران نے اُسے جکڑا اس طرح تھا کہ وہ بے چارہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس کی حرکت براہِ راست اُس کے خلاف جا سکتی تھی۔

"جاؤ۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ میں تو صرف تم سے ملنے آیا تھا نانسنس"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اُسے چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور جانسن ایک زور دار دھماکے سے الٹ کر نیچے فرش پہ جا گرا۔ اور جانسن چند لمحے تو پڑا

رہا۔ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ لیکن پھر جلد ہی وہ نارمل ہوتا گیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تت۔۔۔۔ تت۔۔۔۔ تم حیرت انگیز لڑاکے ہو۔ انتہائی حیرت انگیز۔ کون ہو تم"۔۔۔۔ جانسن نے اس بار شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمیا کے ڈیلی نیوز کا سپیشل رپورٹر جیک ہوں۔ اور یہ پریس فوٹو گرافر میک ہے اور یہ محترمہ جو دیوار کے قریب کھڑی کانپ رہی ہے۔ یہاں کی مقامی کرائم رپورٹر ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جرنلسٹ ہو۔ نہیں۔ میں مر کر بھی یقین نہیں کر سکتا۔ کوئی جرنلسٹ کبھی اس طرح نہیں لڑ سکتا"۔۔۔۔ جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کسی زمانے میں کرائم رپورٹر بھی رہا ہوں اور ایکریمیا کے بڑے بڑے دھانسو غنڈے مجھ سے اس طرح دبتے تھے جیسے شیر کو دیکھ کر معصوم ہرن دبک جاتے ہیں۔ لیکن پھر میری ترقی ہو گئی۔ اور میں نے کرائم رپورٹری چھوڑ دی۔ اور سنو۔ میں یہاں تم سے صرف ملنے آیا تھا۔ لیکن تمہارے یہ سارے آدمی بیک وقت بھونکنا شروع ہو گئے۔ جس پہ مجھے بھی غرانا پڑا"۔۔۔۔ عمران نے اس طرح بلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ جیسے اب تک اس نے جو کچھ کیا تھا بادلِ نخواستہ کیا تھا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم جو کچھ بھی ہو۔ بہر حال حیرت انگیز آدمی ہو۔ میں جانسن تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فخر

محسوس کرتا ہوں" ——— جانسن نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے
کہا۔ اس کے لہجے سے خلوص ٹپک رہا تھا۔ اور عمران نے مسکراتے
ہوئے بڑے پُرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ کیونکہ اُسے ایسے غنڈوں
کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ اب جانسن
اس کے ساتھ منافقت نہ کرے گا۔

"تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ اور میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں۔ میں
تم پر ایک خوب صورت فیچر لکھوں گا۔ اور تمہاری شہرت پوری دنیا
میں پھیل جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جانسن
کے چہرے پر یک لخت مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ آؤ آؤ" ——— جانسن نے کہا اور پھر تیزی
سے انہی سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ وہ ڈک ابھی تک بے حس و حرکت
پڑا ہوا تھا۔ اس کے کئی ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور کئی زخمی
حالت میں تڑپ رہے تھے۔ لیکن جانسن نے ان کی طرف ذرا
بھی توجہ نہ کی تھی۔

"ان کے کفن دفن کا کیا ہوگا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"اوہ۔ آؤ۔ یہ حقیر کیڑے تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ تم آؤ" ——
جانسن نے کہا اور دھم دھم کرتا سیڑھیاں چڑھتا گیا اور دیرا
طرح چل پڑی جیسے نیند میں چل رہی ہو۔ اس کے چہرے پر لقہ
اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے علاوہ حیرت اور خوف
تاثرات کی پرچھائیاں بھی موجود تھیں۔ ٹائیگر اب بھی مشین گن

ہوئے چوکنے انداز میں عمران کی طرف پشت کئے چل رہا تھا۔ اور اسی
عالم میں وہ سیڑھیاں بھی چڑھا۔ لیکن اوپر پہنچ کر وہ سیدھا ہو گیا۔

"جانسن انہیں ایک بڑے سے دفتر نما کمرے میں لے آیا جسے
انتہائی قیمتی سامان سے مزین کیا گیا تھا۔

"بیٹھو۔ میں تمہیں سپین کی سو سالہ پرانی شراب پلاتا ہوں" ——
جانسن نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے میں اور میک دونوں ہی ہارٹ کے مریض ہیں ہمیں
ڈاکٹر نے کہا ہوا ہے کہ ادھر ہم نے شراب حلق کے اندر ڈالی ادھر
ہمارے ہارٹ صاحب امتحان میں مکمل فیل۔ اس لئے ہمارے ساتھ
دشمنی مت کرو۔ بس دو کوک منگوا دو۔ ہاں مس دیرا جون اگر پینا
چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"تم اور ہارٹ کے مریض۔ کیا تم نے مجھے واقعی احمق سمجھ لیا
ہے" ——— جانسن نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں غلط نہیں کہہ رہا۔ ہم اس ٹائپ کے مریض
نہیں ہیں بھائی جیسے تم سمجھ رہے ہو کہ بس دل پر ہاتھ رکھے آہستہ
آہستہ قدم اٹھاتے چل رہے ہوں کہ بس معمولی سا جھٹکا لگا اور دل
ختم۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں ٹب لوانامی بیماری ہے اور یہ
بیماری صرف اس وقت خطرناک ہوتی ہے جب اس کا مریض
یٹ یا شراب پی لے۔ ورنہ تو دل گھوڑے کی طرح طاقتور
رہتا ہے" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔

"ٹب پوا بیماری۔ یہ کون سی بیماری ہے"۔۔۔۔۔ جانسن نے
حیرت سے منہ کھولتے ہوئے کہا۔ ویرا بھی حیرت بھرے انداز میں
عمران کو دیکھ رہی تھی۔ ظاہر ہے اس نے بھی پہلی بار ہی اس بیماری کا
نام سنا ہوگا۔

"اچھا اب تمہیں میڈیکل سائنس بھی پڑھانی پڑے گی۔ مجبوری
ہے۔ اچھا سنو۔ یہ ٹب پوا۔ دراصل پانچ حروف کا مخفف
ہے۔ ٹی۔ بی۔ پی۔ او۔ اے۔ اور ٹی مخفف ہے تھری کا۔ اور بی
مخفف ہے بیٹ کا۔ یعنی دل کی دھڑکن جسے میڈیکل میں بیٹ کہا
جاتا ہے۔ پی کا مطلب ہوا پریذنٹ یعنی حاضر۔ اور او سے مطلب
ہوا ون اور اے سے ابسنٹ یعنی غیر حاضر۔ چنانچہ بیماری ہوئی
تھری بیٹس پریذنٹ ون بیٹ ابسنٹ۔ مطلب ہوا کہ تین بار
دل دھڑکنے کے بعد ایک بار بند ہو جاتا ہے۔ اگر یقین نہ آئے
تو آؤ میرے دل پہ ہاتھ رکھ کر دیکھ لو۔ ویسے ویرا جون پر اعتبار
تو وہ میک کے دل پہ ہاتھ رکھ کر دیکھ سکتی ہے"۔۔۔۔۔ عمران
اس طرح لیکچر دیتے ہوئے کہا جیسے کوئی پروفیسر انتہائی کند ذہن
طالب علموں کو سبق پڑھا رہا ہو۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"
اس بار جانسن سے پہلے ویرا جون بول اٹھی۔ اور پھر اس سے
کہ کوئی اور بات ہوتی وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف
اور اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی انتہائی حیرت انگیز۔ واقعی تین دھڑکنوں

دل رک جاتا ہے۔ اور پھر تین دھڑکنیں ہوتی ہیں اور پھر دل رک جاتا
ہے۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔۔ ویرا نے اس طرح حیرت بھرے
انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے اپنی ہی بات پر یقین
نہ آ رہا ہو۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ کیونکہ ایسا تو ہر دل
کرتا ہے۔ کہ تین بار دھڑکنے کے بعد ایک بار آرام کرتا ہے۔

"شکر ہے تین بار دھڑکتا تو ہے۔ بڑا ڈھیٹ دل ہے۔ ورنہ
تمہارے ہاتھ رکھنے کے بعد تو مجھے ایک بار بھی اس کے دھڑکنے
کا یقین نہ تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار
جانسن بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم خوب صورت باتیں کرتے ہو۔ بہر حال ہو گی یہ بیماری ٹھیک
ہے۔ میں کوک منگوا لیتا ہوں"۔۔۔۔۔ جانسن نے کہا اور ٹیلی فون
کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔۔۔ جانسن نے رسیور اٹھا کر پھاڑ کھانے والے
لہجے میں کہا۔

"میں کرنل ونیٹن بول رہا ہوں۔ ریڈ کارڈ ہولڈر"۔۔۔۔۔ دوسری
طرف سے کرنل ونیٹن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ چونکہ وہ
بے حد اونچی آواز میں بول رہا تھا۔ اس لئے صوفے پر بیٹھے ہوئے
عمران اور ٹائیگر کے کانوں میں اس کی آواز آسانی سے پہنچ رہی
تھی۔

"ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہیں ریڈ کارڈ جنرل بارٹر نے دیا ہے
فون کرنے کی وجہ"۔۔۔۔۔ جانسن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

وہ کرنل ونیڈن سے کسی طرح بھی خوف زدہ نہ ہوا تھا۔

" ایکریمیا کے دو صحافیوں نے تمہارے کلب میں تمہارے کئ
ساتھیوں کو ہلاک اور کئی کو زخمی کر دیا ہے۔ اس نے تمہیں بھی مقابـ
میں شکست دے دی ہے۔ اس لئے یہ صحافی نہیں ہو سکتے۔ یہ
پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ان کی گرفتاری کے لئے ہی
جنرل بارٹم نے مجھے ریڈ کارڈ دیا ہے۔ اس لئے تم انہیں کسی طرح
بھی فرار نہ ہونے دینا۔ میں کرنل ڈوجان کو فورس دے کر بھیج
رہا ہوں۔ ان کی گرفتاری کے لئے۔ اگر یہ فرار ہونے لگیں تو انہ
بے شک گولی مار دینا۔ میں ذمہ دار ہوں"۔۔۔ دوسری طرف
سے کرنل ونیڈن نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

" تمہیں کس نے یہ کہانی سنائی ہے"۔۔۔ جانسن نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

" میرے آدمی ان کے پیچھے تھے۔ سنو۔ جو میں کہہ رہا ہوں
وہ کرو۔ ورنہ میں تمہیں بھی ان کے ساتھ تعاون کرنے کے الزام
میں گرفتار کر سکتا ہوں۔ سمجھے۔ اور یہ بھی سن لو۔ اگر یہ فورس پہنچنے
سے پہلے فرار ہو گئے تو پھر یہ تمہاری بدبختی ہو گی"۔۔۔ کرنل ونیڈن
نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

" سنو ایکریمی ریچھ۔ میں نے ان سے دوستی کر لی ہے۔ اور
میرے سامنے میرے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ اور اگر تمہارا کوئی
بھی میرے کلب میں داخل ہوا تو تمہاری پوری فورس کو توپ
اڑا دوں گا۔ سمجھے۔ تم ریڈ کارڈ ہولڈر ہو تو میں ڈبل ریڈ کارڈ ہو

ہوں۔ میں اس معاملے میں جنرل بارٹم سے براہ راست بات کروں
گا۔ اور اگر انہیں کہیں پیش کرنا بھی پڑا تو پھر میں انہیں جنرل بارٹم
کے ہی سامنے پیش کروں گا۔ یہ میری طرف سے آخری وارننگ ہے۔
نانسنس"۔۔۔ جانسن نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے
ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دھڑام سے رسیور کریڈل پر
پٹخ دیا۔

" نانسنس۔۔۔ ڈیم فول۔ جانسن کو دھمکیاں دے رہا ہے۔
الو۔ جس سے جنرل بارٹم بھی دب کر بات کرتا ہے۔ اس کو دھمکیاں
دے رہا ہے۔ میں کرتا ہوں جنرل بارٹم سے ابھی بات۔ اس ایکریمی
بڈھے نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے"۔۔۔ جانسن نے غصے کی شدت
سے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر اس
نے ایک الماری کھولی۔ اور اس میں سے ایک مخصوص ساخت
کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور تیزی سے اس کے مختلف
بٹن دبانے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی نظریں ٹرانسمیٹر کے فریکونسی
ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی تیز چمک ابھر
آئی تھی۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔ ڈوگو چیف کالنگ اوور"۔۔۔ جانسن نے
چیخ چیخ کر، بلکہ سخت چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران ڈوگو چیف کا نام سنتے ہی
بے اختیار طور پر چونک پڑا۔ لیکن جانسن اس کی طرف متوجہ ہی نہ تھا۔
" یس۔۔۔ جی۔ بی۔ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ دوسری طرف
سے اچانک ایک ایسی آواز ابھری جیسے بھو کا بھیڑیا شکار کو

دیکھ کر غرا رہا ہو۔

"باس۔ یہ تم نے کس اُلو کے پٹھے کو ریڈ کارڈ دے دیا ہ
اس احمق ایکریمیا کو۔ وہ مجھے گولی مارنے اور گرفتار کرنے
دھمکی دے رہا ہے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا اوور"۔۔۔۔
جانسن نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"کرنل ونیڈن کی بات کر رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ تفصیل
اس نے تمہیں کیوں دھمکی دی ہے۔ اس کا تم سے کیا تعلق ہ
ہے اوور"۔۔۔ جی۔ پی یعنی جنرل بارٹر کے لہجے میں اس بار شد
حیرت نمایاں تھی۔

"باس۔ ایکریمیا کے دو جرنلسٹ میرے دوست ہیں۔
میرے پاس کلب میں آتے۔ یہاں انہوں نے مجھ سے ملنے کے
ڈرامہ کیا اور فائرنگ کی۔ اس پر وہ کرنل ونیڈن کے آدمیو
اُسے بچانے کیا رپورٹ دی ہے کہ اس کا ابھی فون آیا ہے ک
جرنلسٹ نہیں ہیں بلکہ کوئی ایشیائی ایجنٹ ہیں اور وہ کرن
ڈو جان کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیج رہا ہے۔ جب میں
اس پر احتجاج کیا تو وہ مجھے دھمکیاں دینے لگا اوور"۔
جانسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن وہ جھگڑے او
شکست والی بات گول کر گیا۔

"اوہ۔ تو یہ لوگ جرنلسٹوں کے روپ میں آئے ہیں۔ کہ
ہیں یہ لوگ۔ کتنی تعداد میں ہیں اوور"۔۔۔ جنرل بارٹر نے
طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کن کی بات کر رہے ہیں آپ باس۔ میں بتا رہا ہوں کہ وہ میرے
دوست ہیں اوور"۔۔۔ جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو جانسن۔ کرنل ونیڈن نے اگر کہا ہے کہ یہ اصل نہیں ہیں
تو پھر یقیناً یہ اصل نہیں ہوں گے۔ آج کل ایشیائی سیکرٹ ایجنٹوں
کا ایک انتہائی خطرناک گروپ ساؤتھ افریقہ میں داخل ہوا ہے۔ یہ
اس قدر خطرناک لوگ ہیں کہ ان کی گرفتاری کے لئے مجھے ایکریمیا
سے کرنل ونیڈن کو بلانا پڑا ہے۔ اور کرنل ونیڈن کا ریکارڈ اس
معاملے میں بے حد شاندار ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ فوراً انہیں
گرفتار کر لو۔ اور کرنل ونیڈن کے حوالے کر دو۔ فوراً۔ اٹ از مائی
آرڈر"۔۔۔ جنرل بارٹر نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اور اگر یہ لوگ وہ ثابت نہ ہوئے جو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر
اوور"۔۔ جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس
نے صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران اور ٹائیگر کی طرف اس طرح دیکھا جیسے
اپنی بات کی تائید کرانا چاہتا ہو۔

"تو تم فکر نہ کرو۔ تمہارے دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہو گی میں
کرنل ونیڈن سے کہہ دوں گا کہ وہ پہلے پوری طرح چیکنگ کرے۔
تم فکر نہ کرو۔ یہ پورے ساؤتھ افریقہ کا مسئلہ ہے۔ سمجھے اوور"۔
جنرل بارٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ جانسن نے اس
بار قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف
کر دیا۔

"تو تم جرنلسٹ نہیں ہو۔ ویسے مجھے پہلے بھی شک ہو رہا تھا۔ کوئی جرنلسٹ اس طرح نہیں لڑ سکتا"۔۔۔۔ جانسن نے منہ بنا… ہوئے کہا۔

"کرنل ونیڈن تو پاگل ہو گیا ہے۔ ایئرپورٹ پر پہلے جدید ترین میک اپ واشر سے ہمارا میک اپ چیک کیا گیا ہے۔ پھر ایئرپورٹ کے انچارج میجر پورو نے ایکریمیا ہمارے اخبار کے دفتر سے ہمارے کاغذات اور ہمارے حلیوں کی چیکنگ کی ہے لیکن کرنل ونیڈن خواہ مخواہ اپنی ناکامی چھپانے کے لئے ہمیں نش… بنانا چاہتا ہے۔ مس ویرا جون سے پوچھ لو۔ وہ ہوٹل میں ہمارے کمرے میں آیا لیکن کوئی ایسی نشانی نہ بتا سکا جس سے ہم وہ ایشیائی ثابت ہو سکتے۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا۔ اب وہ صرف ہمیں جا… بنا کر جنرل بارٹر پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈالنا چاہتا ہے۔ بہرحال تم نے مجھے دوست کہا ہے۔ اگر تم واقعی کسی دوست کو اس طر… بغیر کسی ثبوت کے کرنل ونیڈن کے حوالے کر سکتے ہو تو کر دو۔ لیکن ایک شرط ہے کہ ہمیں ایکریمین سفارت خانے ایک بار فون کرنے دو۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کرنل ونیڈن اور یہ تمہارا جنرل بارٹر کس طرح ہم پر ہاتھ ڈالتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تم واقعی جرنلسٹ ہو"۔۔۔۔ جانسن نے تذبذب بھرے انداز میں کہا۔

"ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ تمہیں اپنے جرنلسٹ ہو…

کا یقین دلاتے پھریں۔ ہم تو یہاں اس لئے آئے تھے کہ تمہارے ذریعے جنرل بارٹر سے رابطہ قائم کر کے اس کا انٹرویو لے سکیں۔ بہر حال تمہاری دوستی اپنی جگہ اور ہمارا وقار اپنی جگہ۔ ہم جا رہے ہیں۔ تم اس کرنل ونیڈن سے جو مرضی آئے کہہ دینا ہم اپنے آپ اس سے نمٹ لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سنو۔ بیٹھ جاؤ۔ غصہ مت کرو۔ جب میں نے تمہیں دوست کہا ہے تو پھر میں دوست بن کر دکھاؤں گا۔ میں تمہیں اپنی ایک ایسی خفیہ پناہ گاہ پر پہنچا دیتا ہوں جس کا علم جنرل بارٹر کو بھی نہیں۔ وہاں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔ میرے ڈڈ گو گروپ کے آدمی۔ …پہلے کرنل ونیڈن سے مطالبہ کروں گا کہ وہ ثابت کرے کہ …واقعی اصل نہیں ہو۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ جانسن نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی"۔۔۔۔ عمران اور ٹائیگر کے اٹھتے ہی ویرا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں۔ تم وہاں نہیں جا سکتیں۔ وہ انتہائی خفیہ جگہ ہے۔ انہیں بھی صرف دوستی کے ناطے لے جا رہا ہوں۔ تم واپس جاؤ۔ آؤ جیک"۔۔۔۔ جانسن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے عقبی دیوار کی طرف بڑھ کر اس کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ اب وہاں ایک

دروازہ نمودار ہوا۔

"جلد ملیں گے ڈیرا۔ تھینک یو"۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر خاموش
کھڑی ڈیرا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر جانسن کے پیچھے نیچے
جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتا گیا۔

جیپیں ملنجی شہر کی حدود سے نکل کر جنگل میں جانے وال
ایک تنگ اور کچے راستے پر مڑ گئیں۔ جنگل شروع میں تو چھد
اور کم گھنا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے جنگل گھنا ہو
گیا۔ لیکن یہ کچا راستہ باقاعدہ جنگل کے اندر تک چلا جا رہا
تھا۔ اور راستے پر موجود نشانات بتا رہے تھے کہ اس راست
کو مسلسل استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ راستے میں کوئی جھاڑ
تک نظر نہ آ رہی تھی۔ اور نہ ہی کوئی گڑھا وغیرہ تھا۔ راستہ
ہموار اور صاف تھا لیکن تنگ ضرور تھا اتنا تنگ کہ صرف ایک

یپ ہی ایک وقت میں گزر سکتی تھی۔

"تم لوگ وہاں جا کر کیا کرو گے"۔۔۔ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے
یگر نے پاس بیٹھے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جنگل کی سیر۔ اور ہم نے کیا کرنا ہے"۔۔۔ صفدر نے
نہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔
ی جیپیں تھوڑا ہی آگے گئی ہوں گی کہ صفدر کے کان کے پیچھے
لی سی سرسراہٹ سی ہونے لگی۔ اور صفدر چونک پڑا۔

"کیا ہوا"۔۔۔ جیگر نے اُسے اس طرح اچانک چونکتے ہوئے
کہا۔

"ذرا جیپ روکو۔ مجھے حاجت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے بیماری
ہے کہ جب حاجت ہوتی ہے تو پھر میں برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔
فدر نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا"۔۔۔ جیگر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
ے بریک پیڈل پر پیر رکھ دیا اور جیپ آہستہ آہستہ رک گئی۔
ے آنے والی جیپ بھی رک گئی۔

"میں ابھی آتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے جلدی سے جیپ سے
و اترتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ جنگل کے
ر تک چلا گیا۔ کافی اندر آنے کے بعد وہ ایک بڑی سی جھاڑی
ے قریب رکا اور اس نے اندرونی جیب سے ایک قلم نکالا
ر پھر اس کے کلپ کو ذرا سا نیچے دبا دیا۔ دوسرے لمحے کلپ
ے سرے پر ایک ستارہ سا جھلملانے لگا۔ صفدر نے کلپ

کو مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے
ہاتھ روکا تو کلپ کے سرے پر ایک کی بجائے دو ستارے جھلملا
لگے۔ اور صفدر نے قلم کو کان کے قریب کر لیا۔ قلم میں سے مخصو
ٹک ٹک کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جو ایک خاص وقفے سے پیدا
ہو رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد جب ایک لمبی ٹک سنائی دی تو صفد
نے ہاتھ نیچے کر کے کلپ کو دوبارہ مخصوص انداز میں دبانا شروع
کر دیا۔ صفدر جانتا تھا کہ یہ کال عمران کی ہے۔ اس مشن پر روا
ہونے سے پہلے عمران نے نہ صرف اُسے یہ قلم دیا تھا بلکہ اس
کا طریقہ کار اور مخصوص کوڈ بھی اُسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ عمر
نے رابطہ کر کے اس سے رپورٹ طلب کی تھی اور صفدر اب
مخصوص کوڈ میں اُسے اب تک پیش آنے والے تمام واقعات
بتا رہا تھا۔ رپورٹ دینے کے بعد جب دوسری طرف سے او
کا کاشن سنائی دیا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے کلپ کو دوبا
پہلے والی حالت میں ایڈجسٹ کیا اور قلم کو اندرونی جیب
رکھ کر وہ واپس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں جیپیں وہیں ر
ہوئی تھیں۔ لیکن جیگر اور اس کے وہ ساتھی جو پچھلی جیپ
سوار تھے۔ کافی دور ہٹ کر ایک دوسرے سے باتوں میں م
تھے۔ صفدر کو آتا دیکھ کر وہ سب واپس پلٹ پڑے۔ او
صفدر اچھل کر سیٹ پر جا بیٹھا۔

"کیا ہوا تھا صفدر"۔ پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی
جولیا نے پوچھا۔

"عمران نے رپورٹ طلب کی تھی۔ سپیشل ٹرانسمیٹر پر"۔۔۔۔
صفدر نے مختصر سا جواب دیا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ اُسی لمحے
جیگر دوبارہ سٹیرنگ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے صفدر سے کوئی بات
نہ کی اور جیپ کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔

"یہ زیرو پوائنٹ کتنی دور ہے"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"بس تھوڑی دور رہ گیا ہے"۔۔۔ جیگر نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

جیپیں تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ اب جنگل
بے حد گھنا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس راستے کے
اردگرد ابھی تک انہیں کوئی درندہ نظر نہ آیا تھا۔ البتہ درختوں پر
لٹکے ہوئے بڑے بڑے سانپ اور چند معصوم جانور ادھر ادھر
دوڑتے ہوئے کافی تعداد میں دکھائی دے رہے تھے۔ شاید
اس راستے پر مسلسل آمد و رفت کی وجہ سے درندے ادھر کا
رخ نہ کرتے تھے۔

راستہ کافی دور آگے جا کر مڑا اور پھر جنگل کے اندر ایک
کھلے حصے میں داخل ہو گیا۔ یہاں کروزٹ نامی بڑی لیکن خوب صورت
جھیل تھی۔ جس کے کنارے پھولوں سے بھری ہوئی جھاڑیاں کثیر
تعداد میں تھیں۔ جھیل واقعی بے حد خوب صورت تھی۔ جیپیں
اس جھیل کے قریب جا کر رک گئیں۔

"چلو نیچے اترو۔ یہ ہے زیرو پوائنٹ"۔۔۔ جیگر نے جیپ
روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھی

بھی جیپ سے نیچے اتر آئے۔ جب کہ پچھلی جیپ سے جیگر کے چار
مسلح ساتھی بھی باہر آ گئے تھے۔ صفدر، تنویر اور جولیا غور سے
ادھر ادھر کا جائزہ لے رہے تھے۔

"ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ کوابو کے آدمی ہم سے یہاں ملیں گے۔
لیکن یہاں تو کوئی نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تمہارے یہاں پہنچنے کی انہیں خود بخود اطلاع مل جائے گی۔
اور وہ آ جائیں گے۔ تمہیں یہاں انتظار کرنا پڑے گا"۔۔۔ جیگر
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"او کے ۔۔۔ اب ہم واپس چلتے ہیں۔ چلو جولیانا"۔
جیگر نے جولیانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں نے واپس جانے کا ارادہ بدل دیا ہے"۔
جولیا نے منہ بناتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ تمہیں ہمارے ساتھ جانا ہو گا"۔۔۔ جیگر نے
غصے سے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی
پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ جب کہ اس کے چاروں
ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"چلو۔ ورنہ زبردستی اٹھا کر لے جائیں گے"۔۔۔ جیگر نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر جیگر۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں یہاں تک
پہنچا دیا ہے۔ لیکن اگر مس جولیا واپس نہیں جانا چاہتیں تو

تم انہیں مجبور نہیں کر سکتے"۔۔۔ صفدر نے بڑے ٹھنڈے
لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ میں اسے ہر قیمت پر ساتھ لے جاؤں گا۔ چلو
لڑکی۔ اور سنو۔ اگر تم دونوں نے اسے روکنے کی کوشش
کی تو گولیوں سے چھلنی کر دیئے جاؤ گے"۔۔۔ جیگر غصے کی شدت
سے اتنے زور سے چیختے ہوئے بولا کہ جنگل میں دور دور تک اس
کی آواز گونجنے لگی۔

"تم ہاتھ لگا کر دیکھو موٹے ریچھ۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں
گا۔ چلو دفع ہو جاؤ"۔۔۔ یکلخت تنویر نے اس سے بھی زیادہ
اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور جیگر غصے کی شدت سے کسی
زہریلے ناگ کی طرح تڑپ کر اس کی طرف مڑا۔ اور اس نے
ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا
کئی قدم تک دوڑتا چلا گیا۔ اس کے قریب کھڑے صفدر نے
یکلخت اچھل کر اس کے پہلو پر اس طرح لات ماری تھی کہ
ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر اڑتا ہوا سیدھا ایک سائیڈ
پر کھڑے تنویر کے ہاتھ میں پہنچ گیا جب کہ جیگر لڑکھڑاتا ہوا کئی
قدم دوڑتا چلا گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ صورت حال کو جیگر کے
ساتھی سمجھتے۔ تنویر نے فائر کھول دیا اور پے در پے دھماکوں
کے ساتھ ہی جیگر کے چاروں ساتھیوں کے ہاتھوں سے مشین
گنیں نکل کر اڑتی ہوئیں دور جا گریں۔ اور تنویر کے ساتھ کھڑی
جولیا نے یکلخت چیتے جیسی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور ایک

مشین گن اٹھا کر دوبارہ تنویر کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ یہ سارا کھیل
صرف چند سیکنڈوں میں ہی مکمل ہو گیا۔ اب ریوالور تنویر کے
ہاتھ میں تھا۔ جب کہ جولیا کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اور جیگر
اور اس کے چاروں ساتھی بغیر کسی اسلحے کے حیرت سے کھڑے
آنکھیں جھپکا رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پہ بے پناہ
حیرت اور یقین نہ آنے والے تاثرات نمایاں تھے۔

"اب بتاؤ مسٹر جیگر۔ کیا خیال ہے۔ واپس جانا ہے یا..."
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم سیاح نہیں ہو۔ لیکن سن لو۔ میرا نام جیگر ہے
میں نے آج تک کبھی کوئی فیصلہ واپس نہیں لیا۔ اس لئے
یہ لڑکی ہر صورت میں ہمارے ساتھ جائے گی۔ اور اگر تم نے
اب مزید فائرنگ کی تو پھر یہاں جے گروپ کے آدمی میری
حمایت میں پہنچ جائیں گے اور تمہاری ایک بوٹی بھی سلامت
نہ بچے گی" ــــ جیگر نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"جے گروپ۔ وہ کون ہے" ــــ صفدر نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

"وہ کوابو مخالف گروپ ہے۔ اور میرے دونوں سے
تعلقات ہیں" ــــ جیگر نے کہا۔

"تم نے جے گروپ کو ہماری آمد کی اطلاع دے دی ہے۔"
صفدر کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"ہاں۔ لیکن جب تک میں مخصوص آواز نہ نکالوں گا وہ حملہ نہ

کریں گے۔ میرا ان کے ساتھ طے ہے۔ تم ہمیں تو مار سکتے ہو
لیکن جے گروپ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اور اس لڑکی کا تو جو حشر
ہو گا وہ شاید تمہارے تصور میں بھی نہ ہو" ــــ جیگر نے انہیں
ڈراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تم ان کا خیال رکھو۔ میں
ذرا مس جولیا کو سمجھاتا ہوں" ــــ صفدر نے بڑے مایوسانہ
لہجے میں کہا۔ اور پھر تنویر کو ہدایت دیتا ہوا وہ جولیا کی طرف
بڑھ گیا۔ جولیا حیرت سے صفدر کے اس رویے کو دیکھ رہی
تھی۔

"مس جولیا۔ جیگر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہ مشین گن مجھے دو۔ اور
تم ان کے ساتھ چلی جاؤ" ــــ صفدر نے جولیا کے قریب جاتے
ہوئے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک
جھٹکے سے مشین گن جولیا کے ہاتھ سے جھپٹ لی۔ پھر اس سے پہلے
کہ جولیا کوئی رد عمل ظاہر کرتی۔ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور
جیگر کے چاروں ساتھیوں کی چیخوں سے جنگل گونج اٹھا۔ وہ چاروں
ہی گولیوں کی بارش میں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے نیچے گرے
اور پھر ساکت ہو گئے۔

"مجبوری تھی جولیا۔ ان کے پاس ریوالور تھے۔ اور یہ کسی بھی
لمحے فائر کر سکتے تھے" ــــ صفدر نے مشین گن جولیا کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ جیگر کی طرف بڑھنے لگا۔ جس
کا چہرہ اپنے ساتھیوں کو اس بے دردی سے ہلاک ہوتے دیکھ

کر زرد پڑ گیا تھا۔

"تو تم ڈبل ایجنٹ ہو۔ تم جیسے آدمی کو تو زندہ رہنے کا حق ہی نہیں ہے"۔۔۔ صفدر کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ میں اکیلا چلا جاتا ہوں"۔۔۔ اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کے ساتھ ہی جیگر کا سارا غصہ اور اکڑفوں سوڈے کے ابال کی طرح ختم ہو گئی تھی۔ اور وہ اس وقت پانی میں بھیگے ہوئے چوہے کی طرح خوف کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

"بتاؤ۔ یہ جے گروپ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اس کا سرغنہ کون ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور جیگر بھاری جسم رکھنے کے باوجود بری طرح چیختا ہوا دو قدم دور جا گرا۔

"تم ہٹ جاؤ۔ میں اس کی ہڈیاں سیدھی کرتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور صفدر کی طرف بڑھنے لگا۔

"نہیں۔ تم وہیں رکو اور ہر طرف کا خیال رکھو"۔۔۔ صفدر نے پلٹ کر تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"ادھر درخت پر چڑھ جاؤ۔ تاکہ دور دور تک نظر رکھی جا سکے"۔۔۔ جولیا نے تنویر سے کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔

"بتاؤ"۔۔۔ صفدر کی لات گھومی اور جیگر کے حلق سے ایک

اور زوردار چیخ نکلی۔ پھر تو جیسے جنگل میں چیخوں کا طوفان آ گیا۔ صفدر کی ٹانگیں اس طرح زمین پر گرے جیگر کی ہڈیوں پر ضربیں لگا رہی تھیں جیسے کوئی کمپیوٹر کنٹرولڈ روبوٹ حرکت میں آ گیا ہو۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ"

جیگر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ اور چہرہ ضربوں سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ اس کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔

"بتاؤ۔ ورنہ اس بار ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ اور تم یہاں پڑے سسک سسک کر مر جاؤ گے"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔۔۔ یہ زیرو پوائنٹ ہے۔ شہر سے آنے والے کو صرف یہیں تک آنے کی اجازت ہے۔ اس سے آگے نہیں۔ یہاں سب سے بڑے دو گروپ ہیں۔ کوابو گروپ جو نمیبیا کی آزادی کے لئے گوریلا جنگ لڑ رہا ہے اور جیسورا گروپ یعنی جے گروپ جو ساؤتھ افریقن آدمی کا پروردہ گروپ ہے۔ جے گروپ کوابو گروپ کے خاتمے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اور دونوں گروپوں میں مسلسل جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن جے گروپ ابھی تک یہاں مکمل طور پر اپنے قدم نہیں جما سکا۔ ویسے بھی وہ نیا گروپ ہے۔ کوابو یہاں چھایا ہوا ہے۔ جے گروپ کا سرغنہ اطالی کا مشہور دہشت گرد جیسورا ہے۔ جسے جنرل باڈٹر نے بھاری معاوضے پر ہائر کیا ہے۔ گروپ میں زیادہ تر افراد جیسورا کے اپنے

گروپ کے ہیں۔ باقی اس نے کرائے کے سپاہی رکھے ہوئے ہیں۔ چونکہ میں کوابو کا ملنجی شہر میں نمائندہ ہوں اس لئے جیسورا نے بھی مجھے بھاری معاوضے پر آمادہ کر لیا کہ میں کوابو سے متعلق اطلاعات اُسے دیا کروں۔ کوابو کو اس کا علم نہیں ہے۔ بس یہ ساری بات ہے۔ تم مجھے جانے دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ پہ شیطان سوار تھا۔ مجھ سے حماقت ہوگئی۔ میں تمہیں صرف سیاح سمجھ رہا تھا ۔۔۔ جیگر نے بُری طرح گڑگڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جیسورا کا ہیڈ کوارٹر جانتے ہو"۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ یقین کر دیں کبھی زیرو پوائنٹ سے آگے نہیں گیا"۔ جیگر نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر کی لات پوری قوت سے گھومی اور جیگر ایک بار پھر بُری طرح چیختا ہوا نیچے جا گرا۔

"جھوٹ بولتے ہو۔ تم کیا سمجھ رہے ہو۔ کہ مجھے کچھ علم نہیں ہے میں تو صرف تمہاری زبان سے سب کچھ سننا چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ تم ایک معمولی سے غنڈے ہو۔ چھوٹی مچھلی۔ اس لئے اگر تم جھوٹ نہ بولو تو میں تمہیں معاف بھی کر سکتا ہوں۔ ورنہ .....۔" صفدر کی غراہٹ عروج پر تھی۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ جولیا کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی لہریں سی

دوڑ گئیں۔ صفدر کا لہجہ واقعی اس وقت بے حد سرد اور سفاکانہ تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ آواز صفدر جیسے نرم انداز میں گفتگو کرنے والے کے منہ سے نکل ہی نہ رہی ہو۔ یہ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی بھوکا اور زخمی چیتا کسی نرم شکار کو دیکھ کر غرا رہا ہو۔

"مم۔۔ مم۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم"۔ جیگر نے بُری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم ان تک پیغام کیسے پہنچاتے ہو"۔ صفدر نے پوچھا۔

"وہ۔۔ وہ مجھے انہوں نے ایک آلہ دیا ہوا ہے ٹرانسمیٹر جیسا۔ چھوٹا سا"۔ جیگر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ آلہ۔ نکالو"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ تو دفتر میں ہے۔ میرے پاس نہیں"۔ جیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ اب بتاؤ کہ ہمارے متعلق تم نے کیا پیغام دیا ہے"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں بتایا کہ کوابو کے چیف سے ملنے سیاح آ رہے ہیں۔ جنہیں میں نے زیرو پوائنٹ تک پہنچانا ہے اور بس" جیگر نے جواب دیا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ لیکن صفدر کی لات کھانے کے خوف سے اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارے آواز دینے پر وہ آجائیں گے"۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں تمہیں ڈرانے کے لئے کہہ رہا تھا۔ ورنہ یہاں وہ کیسے آ سکتے ہیں یہ جگہ تو کوالو کی عملداری میں ہے۔ ان نے واپس جا کر انہیں صرف یہ اطلاع دینی ہے کہ میں نے تم لوگوں کو زیرو پوائنٹ پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے مجھے یہی کہا تھا کہ میں تمہیں زیرو پوائنٹ پہنچا کر انہیں اطلاع دوں۔ کوالو نے کہا تھا کہ ایک یا دو آدمی آئیں گے۔ لڑکی کی بات نہ ہوئی تھی۔ اس لئے میں لڑکی کو اپنے پاس روکنا چاہتا تھا"۔۔۔ جیگر نے جواب دیا اور صفدر پیچھے ہٹ گیا۔

"جاؤ۔ اب دفع ہو جاؤ"۔ صفدر نے کہا اور جیگر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا آگے والی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے اُسے جانے کیوں دیا"۔ جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"یہ جا کر زیادہ سے زیادہ ہمارے متعلق اطلاع دے دے گا تو اس سے کیا ہوگا۔ ہم نے یہاں مستقل تو نہیں رہنا۔ ہم تو یہاں اس لئے آئے ہیں کہ کوالو ہمیں خفیہ راستے سے نمیبیا میں داخل کر کے اپنے ایک اڈے تک پہنچا دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں ان سے کوئی مطلب نہیں"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جیگر نے جیپ سٹارٹ کر کے تیزی سے موڑی اور پھر وہ اُسے انتہائی رفتار سے دوڑاتا ہوا چند لمحوں میں ہی درختوں

کے پیچھے غائب ہو گیا۔ جب کہ ایک جیپ وہیں کھڑی رہی۔

"دور دور تک سوائے گھنے جنگل کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا"۔۔۔ تنویر نے درخت سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

ابھی اس کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ دائیں طرف دور سے الو کے چیخنے کی پے در پے آوازیں سنائی دینے لگیں اور صفدر یہ آواز سن کر چونک پڑا۔

"یہ کوالو کا مخصوص کاشن ہے۔ وہ آ رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔ اور وہ دونوں بھی چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد جھیل کے دوسرے کنارے پر موجود درختوں میں سے دو آدمی نمودار ہوئے۔ ان کے جسموں پر باقاعدہ مٹیالے رنگ کی ملٹری یونیفارمز موجود تھیں۔ سروں پر چوڑے چھجے والے ہیٹ تھے۔ اور ہاتھوں میں بھاری مشین گنیں۔ دونوں سیاہ فام تھے۔ لیکن یونیفارم کے کالروں کے گرد سرخ رنگ کی پٹی موجود تھی۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو"۔۔۔ ان میں سے ایک نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ اور صفدر نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ صفدر کو ہاتھ اٹھاتا دیکھ کر جولیا اور تنویر نے بھی اٹھا دیئے۔

"ہتھیار دور پھینک دو"۔ اسی آدمی نے چیخ کر کہا اور جولیا اور تنویر دونوں نے ہاتھوں میں موجود اسلحہ پھینک دیا۔ ان میں سے ایک پیچھے ہٹ کر غائب ہو گیا۔ جب کہ دوسرا اسی طرح مشین گن ان کی طرف تانے بڑے چوکنا انداز میں کھڑا رہا۔ بالکل کسی شکاری چیتے کی طرح مستعد جو کسی بھی لمحے اپنے شکار پر جھپٹنے والا ہو۔

کھوڑی دیر بعد اس کا دوسرا ساتھی ان کے عقب میں نمودار ہو
اور پھر صفدر کی پشت سے مشین گن کی نال لگ گئی۔
" کون ہو تم۔ اور یہاں کیسے آئے ہو"۔۔۔ صفدر کے عقب
میں موجود سیاہ فام نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
" ہم چاند نگر کی سیر کرنے آئے ہیں۔ ہمیں چاند کے شہزادے
سے ملنا ہے"۔۔ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
"چاند کا تو کوئی شہزادہ نہیں ہوتا۔ کیا بکواس کر رہے ہو"۔
سیاہ فام کا لہجہ بھیڑیئے جیسے غراہٹ لئے ہوئے تھا۔
" تو مجھے شہزادہ مان لو"۔ صفدر نے جواب دیا۔
" او۔ کے ۔۔ ٹھیک ہے۔ تم صحیح آدمی ہو۔ ہاتھ نیچے کر لو"۔
اس بار سیاہ فام نے مطمئن لہجے میں کہا۔
" آجاؤ یورو ۔۔ یہ صحیح آدمی ہیں"۔ اس سیاہ فام نے
دوسرا فقرہ اونچی آواز میں کہا۔ اور پھر وہ ان کے سامنے آ گیا۔
" تمہارے آنے کی اطلاع تو ہمیں مل گئی تھی۔ لیکن یہ لاشیں اور
جیپ۔ یہ کیا چکر ہے۔ میرا نام ماجو ہے اور میں ریڈ ایریا کا چیف
ہوں"۔ سیاہ فام نے فقرے کے آخر میں اپنا تعارف
کراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
" میرا نام صفدر ہے۔ اور یہ میرے ساتھی تنویر اور مس جولیانا
ہیں"۔ صفدر نے مصافحہ کرنے کے ساتھ اپنا اور اپنے
ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے مختصر لفظوں میں جیگر سے ملاقات کے ساتھ ساتھ اب تک

پیش آنے والے تمام واقعات بتا دیئے۔
" اوہ۔ تو یہ جیگر ڈبل رول ادا کر رہا ہے۔ ویری بیڈ۔ ہم خود حیران
تھے کہ آخر ہمارے متعلق اطلاعات جے تک کیسے پہنچ جاتی ہیں۔
بہر حال تم لوگوں نے آتے ہی ہمارے لئے ایک بڑا کارنامہ
انجام دے دیا ہے۔ اب ہم خود اس جیگر سے سب کچھ اگلوا لیں
گے۔ تھینک یو"۔۔۔ ماجو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اتنے میں
اس کا دوسرا ساتھی بھی پہنچ گیا۔ اور پھر اس کا بھی صفدر اور اس
کے ساتھیوں سے تعارف کرایا گیا۔
" آؤ۔ چیف تم سے ملنے کے لئے شدت سے منتظر ہیں"۔۔۔
ماجو نے کہا۔ اور پھر وہ جھیل کے دائیں کنارے کی طرف بڑھ گیا۔
" اس جیپ اور لاشوں کا کیا کرنا ہے ماجو"۔۔۔ دوسرے
سیاہ فام یورو نے کہا۔
" ارے ہاں۔ ان کا یہاں موجود رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس
طرح جے والوں کو بھی سن گن مل سکتی ہے۔ تم ایسا کرو۔ یہ لاشیں
جیپ میں ڈال کر یا کوئی دلدل تک لے جاؤ اور پھر انہیں جیپ
سمیت دلدل میں غرق کر کے اپنے پوائنٹ پر چلے جاؤ۔ میں
صفدر صاحب کو لے کر چیف کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ ماجو نے
مڑ کر اپنے ساتھی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا جیپ کی طرف مڑ
گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی جھیل کے کنارے سے گھوم کر
دوسری طرف پہنچے اور پھر گھنے درختوں سے گزرتے ہوئے وہ پیدل
ہی آگے بڑھتے گئے۔ کچھ دور آنے کے بعد انہیں درختوں کے

جھنڈ میں کھڑی ایک چھوٹی جیپ نظر آئی۔ جس کے عقبی دو پہیے ٹریکٹر کے بڑے پہیوں جتنے تو نہ تھے البتہ آگے والے پہیوں سے کافی بڑے اور چوڑے تھے۔

"یہ جنگل کے لئے مخصوص جیپ ہے۔ اسے ہم اروجا کہتے ہیں۔ آؤ بیٹھو" —— ماجو نے کہا۔ اور وہ سر ہلاتے ہوئے اس عجیب سی جیپ میں سوار ہو گئے۔ ماجو نے سٹیرنگ سنبھالا اور پھر واقعی یہ جیپ انتہائی حیرت انگیز انداز میں جنگل کے اندر گھومتی اونچی نیچی جگہوں سے گزرتی تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔ گھنے جنگل کے اندر ان کا یہ سفر تقریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ پھر اچانک جیپ شاہ بلوط کے ایک پرانے درخت کے قریب رک گئی۔ ماجو نے جیپ سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے شاہ بلوط کا وہ پرانا اور انتہائی چوڑے تنے والا درخت اس طرح تیزی سے ایک طرف ہٹتا گیا جیسے کسی آدمی کا اچانک پیر رپٹ جاتا ہے۔ جو جگہ خالی ہوئی وہ کسی ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی گئی۔ اندر ایک پکی سی سڑک سرنگ کے اندر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ سرنگ خاصی چوڑی تھی۔ جیپ اس سرنگ میں داخل ہوئی اور پھر کافی دور تک آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر اچانک سامنے پتھریلی چٹانوں سے بنی ہوئی دیوار آگئی۔ ماجو نے ایک بار پھر ریموٹ کنٹرول نما آلے کا ایک اور بٹن دبایا تو دیوار تیزی سے ایک طرف ہٹ کر غائب ہو گئی۔ اور ماجو جیپ آگے بڑھانے لگا۔ لیکن اب

سرنگ دوبارہ اوپر کی طرف جا رہی تھی۔ ایسے جیسے چڑھائی چڑھ رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد اچانک چھت ایک بار پھر ڈھکن کے انداز میں کھلی اور جیپ باہر آگئی۔ اب وہ ایک بار پھر جنگل میں موجود تھے ماجو خاموشی سے جیپ کو ایک بار پھر جنگل کے اندر دوڑانے لگا۔

"یہ ڈاجنگ دے رہا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں سے گزرنے کے بعد کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ہم کس طرف آ گئے ہیں"۔ ماجو نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کے ایک کھلے حصے میں پہنچ گئے۔ یہاں دور دور تک لکڑی کے بنے ہوئے جھونپڑے نما چھوٹے چھوٹے کاٹیج بنے ہوئے تھے۔ لیکن وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ ماجو نے جیپ ایک کاٹیج کے ساتھ جا کر روک دی۔

"آؤ"۔ ماجو نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر آئے۔ ماجو نے سیڑھیاں چڑھ کر کاٹیج کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک اور سیاہ فام کھڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ کاٹیج خاصا بڑا تھا۔ اور اس کے فرش پر جنگلی جانوروں کی کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔ کمرے میں آٹھ کے قریب مسلح سیاہ فام خاموش کھڑے تھے۔

"بیٹھو۔ میں چیف کو اطلاع کرتا ہوں"۔ ماجو نے انہیں

کھالوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر کاٹیج کے عقبی
طرف موجود ایک بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
دروازہ کھولا اور دوسری طرف چلا گیا۔ جب کہ صفدر، تنویر اور
جولیا خاموشی سے کھالوں پر بیٹھ گئے۔ کمرے میں چھت کے قریب
دو بڑے بڑے روشندان تھے۔ جن میں سے ہوا اور روشنی بخوبی
اندر آ رہی تھی۔

"میں سمجھی تھی زیر زمین ہیڈ کوارٹر ہو گا"۔۔۔ جولیا نے ادھر
ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد وہی دروازہ کھلا اور پھر ایک چھوٹی سی سفید
داڑھی والا بوڑھا سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اور جسم
دونوں بے حد چوڑے تھے۔ اور صرف داڑھی کی وجہ سے وہ
بوڑھا لگ رہا تھا۔ ورنہ جسامت، قد و قامت اور چلنے سے
وہ بالکل صحت مند نوجوان تھا۔ اس کے جسم پر بھی مٹیالے رنگ
کی یونیفارم تھی۔ البتہ کالر پر سنہرے رنگ کی پٹی تھی۔ اس کے
پیچھے ماجو نمودار ہوا۔

"خوش آمدید دوستو۔ میں بے حد شرمندہ ہوں کہ ہماری
وجہ سے آپ کو اس قدر تکلیف اٹھانی پڑی"۔۔۔ اس
قوی ہیکل بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں اٹھ
کھڑے ہوئے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کوابو کا چیف سام نکوما ہے
جس نے انتخابات کے بعد نمیبیا کا پہلا منتخب سربراہ ہونے
کا اعزاز حاصل کرنا ہے۔ اور ساؤتھ افریقہ اور دنیا بھر کے

ہمارے اس آدمی کو مارنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے
رہتے ہیں۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ ہمیں تو آپ جیسی عظیم شخصیت سے
مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ میرا نام صفدر ہے۔ یہ میرے
ساتھی تنویر اور یہ ہماری ساتھی مس جولیانا فٹز واٹر ہیں"۔۔۔
صفدر نے بڑے پُرخلوص انداز میں سام نکوما سے مصافحہ کرنے
کے بعد اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ سام نکوما نے
باری باری سب سے مصافحہ کیا۔

"ویسے مجھے مس جولیانا کی وجہ سے بے حد حیرت ہے۔ یہ
سوئس لگتی ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ"۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ سوئس ہیں۔ لیکن اب پاکیشیائی شہری ہیں۔
ہماری سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہیں"۔۔۔ صفدر
نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔۔۔ پھر تو مجھے دوہری مسرت ہوئی
ہے۔ ان سے مل کر۔ تشریف رکھیں"۔۔۔ سام نکوما نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب اطمینان سے کھالوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ پہلے تو بلا تکلف بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند فرمائیں
گے"۔۔۔ سام نکوما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف سادہ پانی۔ اور کچھ نہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ سام نکوما نے کہا اور اس نے اپنے عقب
مؤدب کھڑے ماجو کی طرف مڑ کر سر کو ذرا سا ہلایا تو ماجو

واپس اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں۔ اب مجھے آپ بتائیں اور ذرا تفصیل سے بتائیں کہ آپ کیا پروگرام لے کر آئے ہیں"۔۔۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

"ہم ڈوگو فائٹرز کے خاتمے کا مشن لے کر آئے ہیں۔ ہمارے چیف نے ہمارے دو گروپ بنا دیئے ہیں۔ ایک گروپ علی عمران اور ان کے ساتھی پر مشتمل ہے۔ وہ ایکریمین صحافیوں کے روپ میں جوہنبرگ میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ جنرل بارٹر تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ اس سے ڈوگو فائٹرز تنظیم کی پوری تفصیلات حاصل کر سکیں۔ جب کہ ہم تینوں ایکریمین سیاحوں کے روپ میں یہاں آئے ہیں تاکہ آپ ہمیں اپنے کسی خفیہ راستے سے نمیبیا پہنچا دیں۔ ہم وہاں ڈوگو فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"علی عمران صاحب جوہنبرگ میں کیسے داخل ہو گئے ہیں وہاں کرنل دنیٹن نے انتہائی سخت چیکنگ کا جال پھیلا رکھا ہے"۔۔۔ سام نکوما نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ان کو کسی قسم کی کوئی چیکنگ نہیں روک سکتی۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اور سام نکوما نے سر ہلا دیا۔

"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی مسٹر صفدر کہ آپ نمیبیا جا کر کس طرح ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر تلاش کریں گے جب کہ آپ وہاں پہلی بار جا رہے ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی خاص پلان ہے"۔۔۔ سام نکوما نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد کہا۔

"جی ہاں۔ ایک پلان ہے۔ ہم وہاں جا کر فوج کے اعلیٰ افسران کو اغوا کر کے ان کا روپ دھار لیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے معلومات حاصل کر سکیں گے۔ آپ کے ذریعے وہاں جانے کا فیصلہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ ویسے نمیبیا میں داخلہ اجنبیوں کے لئے بے حد مشکل ہے۔ ان کی انتہائی کڑی اور مسلسل نگرانی کی جاتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ہم آپ کے کسی اڈے سے امداد حاصل کر سکتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ بہت ہی سیدھی اور آسان سی پلاننگ ہے۔ واقعی آپ لوگ بے حد ذہین ہیں۔ اور آپ نے جس طرح آسانی سے ایکریمین میک اپ کر لیا ہے۔ اس طرح آسانی سے سفید فام فوجی آفیسر بھی بن جائیں گے"۔۔۔ سام نکوما نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

"جی یہ تو ہمارا روز کا کام ہے۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نمیبیا میں کسی خاص شخصیت سے رابطہ قائم کریں گے۔ میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ آخر آپ جیسے اجنبیوں کے لئے رابطے کے لئے وہاں کون سی شخصیت ہو سکتی ہے"۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

"ایک شخصیت ہے جناب۔ وہ شوگران کا سپیشل ایجنٹ ہے۔

ویسے وہ مدتوں سے بمبیا میں ہی رہ رہا ہے۔ لیکن ہم نہ اُسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر رابطہ کیسے ہوگا" ۔۔۔ سام نکوما نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم وہاں کے کسی بڑے اخبار میں تلاش گمشدہ کا اشتہار دیں گے۔ ایک ہمر گر کتے کا۔ یہ اشتہار اس شخصیت کے لئے کوڈ ہوگا۔ پھر وہ خود ہی ہمارے دیئے ہوئے پتے پر رابطہ کرے گی" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ واقعی آپ لوگ اس میدان کے باکمال ماہر ہیں۔ لیکن کیا آپ کے اور اس شخصیت کے درمیان کوئی کوڈ مقرر ہے۔ جو ملاقات میں دوہرایا جائے گا۔ ایسا ہی ہوتا ہے میرے خیال میں سیکرٹ ایجنٹوں کے درمیان" ۔۔۔ سام نکوما نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بالکل بیگانہ سا تھا۔

"جی ہاں" ۔۔۔ صفدر نے اتنی بڑی شخصیت کے اس بیگانہ پن پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں مجھے بڑی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے" ۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ہمیں فون کرکے کہے گا کہ کتا اس کے پاس ہے۔ کتے کا نام پوچھے گا۔ ہم جواب میں بتائیں گے کہ کتے کا نام کرسٹل ہے۔ وہ پوچھے گا کس کا کرسٹل۔ ہم کہیں گے شوگران کا۔ اور کوڈ مکمل ہو جائے گا" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ گڈ شو ۔۔۔ ویری گڈ۔ شوگران کے حوالے سے شوگر کرسٹل۔ واقعی انتہائی پُر ذہانت کوڈ ملے۔ میں آپ کی ذہانت کا دل سے قائل ہو گیا ہوں اور اب مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور کامیاب رہیں گے۔ لیکن یہ بتائیں کہ آپ اپنے ساتھی علی عمران سے رابطہ کیسے کریں گے" ۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

"اس کے لئے ہمارے پاس ایک مخصوص ٹرانسمیٹر ہے۔ جس پر مخصوص کوڈ سے بات ہو جاتی ہے" ۔۔۔ اس بار صفدر کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے سام نکوما کا یہ تفصیلی انٹرویو اب بور کرنے لگ گیا تھا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ماجو ایک ٹرے میں سنہرے رنگ کے شربت کے چار گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔

"یہ جنگل کی ایک جڑی بوٹی کے رس کا شربت ہے۔ اس سے ساری تھکان دور ہو جاتی ہے" ۔۔۔ سام نکوما نے گلاسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ ماجو نے ایک ایک گلاس کر ان چاروں کے ہاتھ میں دیئے۔ اور پھر ٹرے ایک طرف رکھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سام نکوما کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

"لیجئے" ۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔ اور اپنے گلاس سے ایک

بڑا سا گھونٹ لیا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بھی گھونٹ
لئے۔ شربت واقعی خوش ذائقہ تھا۔ اور اس میں سے بھینی بھینی
خوشبو بھی نکل رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد چاروں گلاس خالی
ہو گئے۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر صفدر۔ آپ نے ہماری معلومات
میں قابل قدر اضافہ کیا ہے"۔ سام نکوما نے کہا۔ اور اٹھ
کھڑا ہوا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بھی اٹھنے کی کوشش
کی مگر دوسرے لمحے انہیں احساس ہوا کہ ان کا جسم حرکت کرنے
سے واقعی قاصر ہو چکا ہے۔ وہ مفلوج ہو چکے تھے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ اسے کہتے ہیں ذہانت دوستو"۔
سام نکوما نے بڑے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر پر ہاتھ مارا تو دوسرے لمحے
سر پر موجود بال اور چہرے سے لے کر گردن تک ایک ماسک
اترتا چلا گیا۔ اب سام نکوما کی جگہ وہاں ایک سفید فام نوجوان
کھڑا تھا۔

"میرا نام سام نکوما نہیں جیسورا ہے دوستو۔ جے گمرو
کا چیف"۔ اس قوی ہیکل نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز
میں کہا۔

اسی لمحے عقبی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دروازے سے
ایک سفید فام درشت چہرے والا فوجی اندر داخل ہوا۔ اس
کاندھوں پر کرنل رینک کے اسٹار فکسڈ تھے۔

"ویری گڈ جیسورا ۔۔۔ تم نے واقعی نہ صرف انتہائی ذہانت سے
ان کے گرد جال پھیلایا بلکہ ان سے آئندہ منصوبوں کی بھی مکمل
تفصیلات حاصل کر لیں"۔ ۔۔۔ آنے والے کرنل نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل جوشم ۔۔۔ میں نے تمہیں کیا کہا تھا۔ اب دیکھو یہ کس طرح
ہمارے جال میں پھنسے ہیں۔ کوابو کو ابھی تک ان کی آمد کا پتہ ہی نہیں
چل سکا۔ صرف جیگر کو بھاری رشوت دینی پڑی۔ اور یہ یہاں اطمینان
سے پہنچ گئے۔ حالانکہ تم کہہ رہے تھے کہ یہ جب کوابو سے مل کر
واپس جائیں تب ان پر ہاتھ ڈالا جائے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ یہ
لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ کوابو انہیں خفیہ طور پر ہمبیا بھجوا
دیں گے"۔ ۔۔۔ جیسورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیسورا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس مخصوص کوڈ
کا تمہیں کیسے علم ہو گیا جس کے ذریعے ان کی اور کوابو کے درمیان
بات ہوتی تھی۔ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا تم سے۔ لیکن تم نے کہا
تھا کہ پہلے مشن مکمل ہو جائے پھر بتاؤں گا"۔ ۔۔۔ کرنل جوشم نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں فطرتاً بے حد محتاط آدمی ہوں۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر
تمہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اب چونکہ ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے اس
لئے اب تمہیں تفصیلات بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہوا ایسے کہ
جیگر نے ہمیں اطلاع دی کہ کوابو سے ملنے ایکریمین سیاح آ رہے
ہیں اور کوابو نے کہا ہے کہ جیسے ہی یہ لوگ پہنچیں انہیں فوراً اطلاع

دی جائے اور انہیں زیرو پوائنٹ پہنچا دیا جائے ۔ سیاح چونکہ
نہیں آتے اس لئے میں چوکنا ہو گیا ۔ میں نے جیگر کو کجاری رشوت
دے کر دو باتیں طے کر لیں ۔ ایک تو یہ کہ وہ کوابو سے یہ معلوم کر
کہ ان سیاحوں کا رابطہ کوابو سے کس کے ذریعے ہوا ہے ۔
دوسرا ان کی آمد پر بجائے کوابو کو اطلاع دینے کے ہمیں اطلاع
دے ۔ جیگر نے دونوں کام کر دیئے ۔ کوابو میں اس کا ایک خا
آدمی موجود ہے ۔ اس کے ذریعے اس نے پتہ چلوا لیا کہ اقوام
کے سیکرٹری جنرل کے پی ۔ اے کے ذریعے یہ ساری با
طے ہوئی ہے ۔ یہ پی ۔ اے کوابو کا خاص آدمی ہے ۔ چنانچہ میں
ایکریمیا میں اپنے دوستوں سے بات کی اور اس پی ۔ اے کو
کرا کر اس سے پوچھ گچھ ہوئی تو اس نے پوری تفصیلات بتا دیں
اس نے ڈوگو فائٹرز کے سلسلے میں سیکرٹری جنرل کو اط
دی اور پھر سیکرٹری جنرل نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
رابطہ قائم کیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے ا
پی ۔ اے کے ذریعے کوابو کے چیف سے ایک مخصوص ٹرانس
پر بات کی اور پھر یہ کوڈ طے ہوئے ۔ چنانچہ اس پی ۔ اے
ذریعے ان کوڈز کا ہمیں علم ہو گیا ۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو
انہوں نے دو گروپ بنائے ہیں ۔ ایک گروپ جوہنبرگ پہنچ
اور دوسرا ان سیاحوں کے روپ میں ہمبیا ۔ بہرحال میں
اب ان سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ اس لئے اب
ہمارے لئے بیکار ہیں ۔ کیوں نہ انہیں گولی مار دی جائے ۔"

جیسورا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔
" اس پی ۔ اے کا کیا ہوا " ۔۔۔۔ کرنل جوھم نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا ۔
" اس کو ایک ایکسیڈنٹ کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا ۔ اس طرح کسی کو کبھی پتہ نہ چل سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے " ۔۔۔۔
جیسورا نے جواب دیا اور کرنل جوھم نے سر ہلا دیا ۔
" ماجو " ۔۔۔۔ جیسورا نے اس سیاہ فام کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو صفدر اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے آیا تھا ۔
" یس باس " ۔۔۔۔ ماجو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔
" ان کو یہاں سے اٹھا کر دور جنگل میں لے جاؤ اور گولیوں سے بھون کر ان کی لاشیں کسی گڑھے میں پھینک دو " ۔۔۔۔ جیسورا نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔
" یس باس " ۔۔۔۔ ماجو نے جواب دیا ۔
" آؤ کرنل ۔ اب ہم ہمبیا میں اس شوگرانی ایجنٹ کو ٹریس کرنے اور جوہنبرگ میں ان کے دوسرے گروپ کو تلاش کرنے کے لئے پلاننگ کر لیں " ۔۔۔۔ جیسورا نے کرنل جوھم سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں ہی عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔
" چلو ۔ ایک ایک کو اٹھا کر لے چلو " ۔۔۔۔ ماجو نے کیبن میں موجود سیاہ فاموں سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور ان میں سے تین تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے صفدر ، تنویر اور جولیا کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور کیبن کے دروازے

سے نکل کر سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔

"ادھر لے آؤ" ——— ماجو نے بھی سیڑھیاں اتر کر دائیں طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس کے پیچھے گھنے جنگل کی طرف بڑھتے گئے۔ صفدر کا ذہن پوری طرح بیدار تھا لیکن نہ ہی وہ حرکت کر سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کا جسم مکمل طور پر پتھر کا بن چکا ہو۔ ویسے اپنے اتنی آسانی سے مار کھا جانے پر اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ لیکن وہ مجبور اور بے بس ہو چکا تھا۔ واقعی اس جیسوڑا نے اُسے اس طرح ڈاج دیا تھا کہ آخری لمحے تک انہیں اس دھوکے کا احساس تک نہ ہو سکا تھا۔ نجانے اس شربت کا اثر کب تک رہنا تھا۔ سیاہ فام انہیں اٹھائے ہوئے کافی دور گھنے جنگل کے اندر پہنچ گئے تھے۔

"بس ٹھیک ہے۔ یہاں گہرا گڑھا موجود ہے۔ اس کے کنارے لٹا دو انہیں" ——— ماجو نے کہا۔ اور تینوں سیاہ فاموں نے انہیں ایک گہرے گڑھے کے کنارے ایک قطار میں لٹا دیا۔ وہ تینوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹاپ ایجنٹ تھے۔ لیکن اس وقت تینوں ہی مکمل طور پر بے بسی کی تصویر بنے پڑے تھے اور یقینی موت تیز قدموں تو ایک طرف سرپٹ دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ اور وہ اس سے بچنا تو ایک طرف اس کے خلاف جدوجہد کرنے کے بھی قابل نہ رہے تھے۔ اور صفدر سوچ رہا تھا کہ انسان کی موت کہاں

مقدر ہوتی ہے۔ اس کا واقعی اُسے علم نہیں ہو سکتا۔ اب کسی کے تصور میں تھا کہ پاکیشیا میں رہنے والے ان تینوں کی موت یہاں بلنجی کے گھنے جنگل میں مقدر کی گئی تھی۔

"یس۔ فائر" ——— اچانک ماجو کی چیختی ہوئی آواز بلند ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی ریٹ ریٹ سے جنگل گونج اٹھا۔

زیڈ کلب کے گیٹ پر دس فوجی جیپیں آکر رکیں۔ اور پھر ہر جیپ نے مسلح فوجی اگلنے شروع کر دیئے۔ سب سے آگے والی جیپ سے کرنل ڈوجان اور کرنل ونیٹن نیچے اترے۔ مسلح فوجیوں کی تعداد بیس کے قریب تھی۔ جن میں سے بارہ فوجی تو تیزی سے عمارت کے گرد پھیلتے گئے۔ جب کہ آٹھ فوجی کرنل ونیٹن اور کرنل ڈوجان کے پیچھے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی یہ فوجی ہال میں داخل ہوئے ہال میں موجود افراد یک لخت بتوں کی طرح ساکت ہو گئے۔ ان سب کے چہرے ہلدی کی طرح زرد پڑ گئے تھے۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ میں فوج کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ اس لئے یہاں فوج کا اس طرح کسی کلب میں آنا لوگوں کی نظر میں کسی صورت بھی نیک فال نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے سب فوج کو اندر آتے دیکھ کر بُری طرح سہم گئے تھے۔ کرنل ونیٹن اور

کرنل ڈوجان اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر بے اختیار اس طرح کانپنے لگ گئی جیسے اُسے لرزے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

"جانسن کہاں ہے لڑکی" ـــــ کرنل ونیٹن نے انتہائی درشت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ـــ وہ اوپر دفتر میں ہیں سر۔ باس کا سر پوچھ رہے ہیں آپ سر" ـــــ لڑکی نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آئیے۔ میں اس کا دفتر جانتا ہوں" ـــــ کرنل ڈوجان نے کرنل ونیٹن سے کہا اور اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ونیٹن سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ڈوجان دیکھنے میں خاصا کوتاہ قد لگتا تھا لیکن ویسے وہ اس قدر پستہ قد نہ تھا بلکہ قدرے فربہ جسم ہونے کی وجہ سے زیادہ کوتاہ قد لگتا تھا۔ وہ دھم دھم کرتا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ جب کہ کرنل ونیٹن بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اس کے ساتھ ہی اوپر پہنچا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دفتر کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ کرنل ڈوجان نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہوئے میز کے پیچھے بیٹھا ہوا جانسن انہیں دیکھ کر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ ـــ کرنل ڈوجان تم ـــ یہ کیا" ـــــ جانسن کا لہجہ خاصا بگڑا ہوا تھا۔

"تم ہو جانسن ـــــ میرا نام کرنل ونیٹن ہے۔ کہاں ہیں

وہ جرنلسٹ تھے ۔۔۔۔ کرنل ڈوجان کے جواب دینے سے پہلے ہی کرنل ونیٹن درشت لہجے میں بول پڑا ۔

" وہ جرنلسٹ ۔۔۔ وہ تو چلے گئے " ۔۔۔ جانسن نے خشک لہجے میں کہا ۔

" چلے گئے ۔۔۔ کیا مطلب ۔ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم انہیں فرار نہ ہونے دینا " ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے غراتے ہوئے کہا ۔

" میں تمہارے احکامات کا پابند نہیں ہوں ایک بات اور دوسری بات یہ بھی سن لو کرنل ونیٹن ۔ کہ میں ڈوگو فائٹرز کے ایک سیکشن کا چیف ہوں ۔ اس سے تم میری حیثیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہو ۔ اور تیسری بات یہ کہ وہ جرنلسٹ تھے ۔ اس لئے میں انہیں روک نہ سکتا تھا " ۔۔۔ جانسن نے غراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ تو تم ڈوگو فائٹرز کے چیف ہو ۔ اس لئے وہ تمہارے پاس آئے تھے ۔ اس کا مطلب ہے انہیں پہلے سے تمہاری حیثیت کا علم تھا " ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔ لیکن اس بار اس کا لہجہ پہلے سے نرم تھا ۔

" انہیں تو کیا کرنل ڈوجان کو بھی میری اس حیثیت کا علم نہیں ہے ۔ میں نے تو تمہارے پاگل پن کو دیکھتے ہوئے یہ بات بتا دی ہے ۔ تاکہ تم خواہ مخواہ کسی خوش فہمی میں پڑ کر میرے ہاتھوں نہ مارے جاؤ ۔ میں براہِ راست جنرل بارٹر کے سامنے جواب دہ

ہوں میں نے جنرل بارٹر سے بات کی ہے اور جنرل بارٹر نے بھی مجھے یہی کہا کہ ان کو تمہارے حوالے کر دوں ۔ لیکن مجھے جنرل بارٹر سے بات کرنے خصوصی کمرے میں جانا پڑا ۔ جب میں واپس آیا تو وہ جا چکے تھے ۔ ویسے کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ۔ اگر تم میری تسلی کرا دو تو یقین رکھو میں انہیں ایک گھنٹے میں ٹریس کر کے گرفتار کر سکتا ہوں " جانسن نے کہا ۔

" ثبوت تو تمہیں مل چکا ہے ۔ جس طرح انہوں نے تمہارے کلب میں ہنگامہ کیا ہے کیا جرنلسٹ اس طرح کر سکتے ہیں " ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" وہ بتا رہا تھا کہ وہ کرائم رپورٹر رہا ہے ۔ اور کرائم رپورٹر وہی بنتے ہیں جن کا جرائم پیشہ افراد سے گہرا تعلق ہوتا ہے اس لئے ایسے لوگوں کا لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے ۔ اور کوئی ثبوت " ۔۔۔ جانسن نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" دیکھو جانسن ۔ ڈوگو چیف کا سن کر میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ۔ میرے آدمی مستقل یہاں کلب کے باہر موجود رہے ہیں اور اگر وہ لوگ یہاں سے جاتے تو لازماً انہیں معلوم ہو جاتا ۔ مگر وہ یہاں سے نہیں گئے ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنی انا کی خاطر انہیں یہیں کہیں چھپا رکھا ہے ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم انہیں میرے حوالے کر دو ۔ وہ دنیا کی انتہائی خطرناک ترین شخصیتیں ہیں ۔ اور پورے ساؤتھ افریقہ کو ان سے شدید ترین خطرہ

ہے۔ وہ یہاں آتے ہی اس لئے ہیں کہ ڈوگو فائٹرز تنظیم کا خاتمہ کر سکیں۔ اور مجھے بھی جنرل باڈر نے اس لئے ایکریمیا سے یہاں بلوایا ہے کہ میں انہیں ٹریس کر کے ختم کر دوں۔ اس لئے تمہاری اور تمہاری اپنی تنظیم اور پورے ساؤتھ افریقہ کا فائدہ اسی میں ہے کہ تم انہیں ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ جو نتائج نکلیں گے اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہوگی"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا وہ ڈوگو فائٹرز کے خلاف کام کرنے یہاں آئے ہیں"۔۔۔ جانسن یہ سن کر چونک پڑا۔

"ہاں"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ جانسن کوئی جواب دیتا ایک لخت میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔ جانسن نے رسیور اٹھا کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ چھاؤنی تھرڈ تھری سے کوئی صاحب کرنل ونیڈن سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ جانسن نے کہا اور رسیور کرنل ونیڈن کی طرف بڑھا دیا۔

"میرا فون ہے۔ اور یہاں"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے چونک کر کہا۔ اور رسیور لے لیا۔

"یس۔۔۔ ونیڈن سپیکنگ"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"سر۔ میں کارل بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے۔ کرنل جوھم کی کال آئی ہے۔ وہ فوری طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہاں کال کی ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ فون ٹرانسمیٹر سے اٹیچ کر دو۔ میں بات کر لیتا ہوں"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"ہیلو۔۔۔ میں کرنل جوھم بول رہا ہوں اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد کرنل جوھم کی آواز رسیور سے ابھری۔

"یس۔۔۔ کرنل ونیڈن اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔ گو وہ فون پر بات کر رہا تھا لیکن چونکہ فون اب ٹرانسمیٹر سے اٹیچ ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے بھی بات کے آخر میں اوور کا لفظ کہنا پڑتا تھا۔

"کرنل۔ آپ کے لئے انتہائی اہم اطلاعات ہیں۔ میں اس وقت انگولا میں جی کر ڈپ کے ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں۔ وہ ایکریمی سیاح جو ملنجی اترے تھے۔ وہ دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن تھے۔ ان میں ایک سوئس عورت تھی جس کا نام جولیانا تھا۔ اور دو مرد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام صفدر اور دوسرے کا نام تنویر تھا۔ یہاں جیسورا نے انتہائی ذہانت سے کام لیتے ہوئے ملنجی میں کوالو کے ایجنٹ کو بھاری رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا تھا۔ کہ وہ ان کی آمد پر کوالو کو اطلاع کرنے کی بجائے اُسے اطلاع کر دے۔ اور اس نے وہ مخصوص

کوڈ بھی معلوم کر لیا تھا۔ چنانچہ اس کے آدمی ان سے جا ملے اور انہوں نے اپنے آپ کو کوابو کے آدمی ظاہر کیا۔ مخصوص کوڈز کی وجہ سے وہ ڈاج کھا گئے۔ اور انہیں جیسورا کے حکم پر اس کے ایک سیکشن میں لایا گیا یہاں جیسورا نے کوابو کے چیف سام نکو ملک میک اپ میں ان سے ملاقات کی اس طرح وہ پوری طرح کھل گئے اور جیسورا نے ان سے باتوں باتوں میں مکمل معلومات حاصل کر لیں میں بھی وہاں موجود تھا۔ ان لوگوں نے بتایا ہے کہ ان کے دو گروپ مشن پر آتے ہیں جن میں سے ایک گروپ جس کا سربراہ علی عمران ہے وہ جرنلسٹوں کے روپ میں براہِ راست جوہنبرگ پہنچے ہیں۔ جب کہ یہ تینوں کوابو کے ذریعے ہمیبیا خفیہ طور پر پہنچیں گے۔ اور وہاں یہ فوجی افسروں کو اغوا کر کے ان کا میک اپ کر لیں گے۔ اس طرح یہ لوگ ڈدگو فائٹرز کے متعلق معلومات حاصل کریں گے اس کے علاوہ انہوں نے وہاں ایک شوگرانی ایجنٹ سے بھی ملنا ہے اوور"—— کرنل جوہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان ایجنٹوں کا کیا ہوا اوور"—— کرنل ڈنیٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"انہیں گولی مار دی گئی ہے اوور"—— کرنل جوہم نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے سامنے گولی ماری گئی ہے اوور"—— کرنل ڈنیٹن نے کہا۔

"جیسورا نے انہیں ایک شربت پلا کر مفلوج کر دیا تھا اور پھر

اس نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ وہ انہیں اسی مفلوج حالت میں جنگل میں لے جائیں اور گولی مار کر کسی گڑھے میں پھینک دیں۔ یہ احکامات دے کر ہم سیکشن سے ہیڈ کوارٹر آ گئے تھے کیونکہ جیسورا نے ہمیبیا میں اپنے آدمیوں سے بات چیت کرنی تھی۔ تاکہ اس شوگرانی ایجنٹ کو پکڑا جا سکے۔ میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں اوور"—— کرنل جوہم نے کہا۔

"کرنل جوہم۔ یہ ایجنٹ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے تم فوراً ان کی لاشیں چیک کراؤ اور مجھے کال کرو۔ کہ تم نے خود اپنی آنکھوں سے انہیں چیک کیا ہے۔ میں نے یہاں پہلے ہی اس علی عمران کو ٹریس کر لیا ہے۔ اوور اینڈ آل"—— کرنل ڈنیٹن نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب بولو جانسن۔ اب تم کیا کہتے ہو۔ تم نے ان خطرناک ترین ایجنٹوں کو پناہ دے رکھی ہے"—— کرنل ڈنیٹن کا لہجہ ایک بار پھر انتہائی کرخت ہو گیا تھا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری کرنل۔ اب مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ کہ یہ لوگ واقعی جرنلسٹ نہیں ہے۔ تم فکر مت کرو۔ یہ میرے ہاتھوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ میں نے انہیں ایک خفیہ پناہ گاہ میں رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ میں انہیں دوست کہہ بیٹھا تھا۔ اور انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ واقعی جرنلسٹ ہیں۔ آیئے میرے ساتھ میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیاں ماروں گا"—— جانسن نے اس بار

انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ اسی کلب میں ہیں" ——— کرنل ونیٹڈن نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے انہیں یہاں کے ایک خفیہ راستے سے نکال کر دور ایک پناہ گاہ میں رکھا ہوا ہے۔ میرے آدمی وہاں موجود ہیں اور میں انہیں ہوشیار کر آیا تھا کہ انہیں کسی صورت باہر نہ نکلنے دینا" ——— جانسن نے کہا۔

"میرے خیال میں تم سے بڑا احمق شاید پورے ساؤتھ افریقہ میں نہ ہوگا۔ انہوں نے میری اور تمہاری گفتگو سن لی تھی۔ اور انہیں معلوم تھا کہ میرے آدمی ان کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے تمہیں چکر دیا اور خفیہ راستے سے یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ وہاں بیٹھے تمہارا انتظار تھوڑا کر رہے ہوں گے" ——— کرنل ونیٹڈن نے انتہائی ترش لہجے میں کہا۔

"تم میرے آدمیوں کو کیا سمجھتے ہو وہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ آخر وہ ڈوگو فائٹرز ہیں" ——— جانسن نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ڈوگو فائٹرز کا سن کر کرنل ونیٹڈن بے اختیار اچھل پڑا۔

"کک ۔۔ کک ۔۔ کیا مطلب۔ تم نے انہیں ڈوگو فائٹرز تک پہنچا دیا۔ اوہ مائی گاڈ" ——— کرنل ونیٹڈن کی حالت واقعی دیکھنے کے قابل ہو گئی تھی۔

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں" ——— جانسن نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا اور جلدی سے رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور اس نے جلدی جلدی نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کون بول رہا ہے" ——— جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"وائٹ مون ——— آپ کون ہیں" ——— دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بلیو سٹار بول رہا ہوں" ——— جانسن نے جواب دیا۔

"یس باس ——— میں ٹانگارم بول رہا ہوں" ——— اس بار دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں بات کی گئی۔

"مہمان موجود ہیں ٹانگارم" ——— جانسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ——— وہ موجود ہیں۔ انہیں بلاؤں فون پر" ——— ٹانگارم نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اور سنو۔ انتہائی محتاط رہنا۔ وہ میرے آنے سے پہلے نہ نکل جائیں اگر وہ ایسی کوشش کریں تو بے شک انہیں گولیوں سے اڑا دینا" ——— جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ بے فکر رہیں۔ نکلی تو ان کی روح ہی نکل سکتی ہے" ——— دوسری طرف سے ٹانگارم نے کہا اور جانسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" وہ موجود ہیں ۔ آؤ "۔۔۔۔ جانسن نے کہا ۔
" پھر تو تم واقعی دنیا کے خوش قسمت ترین آدمی ہو "۔۔۔۔
کرنل ڈینیڈل نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور جانسن کے سا
ہی بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا ۔

" فائر "۔۔۔۔ ماجو کی آواز فضا میں بلند ہوئی اور یہ آوا
سنتے ہی پورے جسم میں حرکت کرنے والے واحد عضو یعنی
پلکوں کو بے اختیار صفدر نے بند کر لیا ۔ اسی لمحے مشین گن
کی ریٹ ریٹ سے جنگل گونج اٹھا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انسا
چیخیں بھی سنائی دیں اور صفدر کی آنکھیں بے اختیار کھل گئیں
کیونکہ وہ تو مکمل طور پر بے حس ہونے کی وجہ سے چیخ بھی نہ
سکتے تھے ۔ تو پھر یہ چیخیں کس کی تھیں ۔ چیخیں اب ڈوب گئی تھیں
اور ریٹ ریٹ کی آوازیں بھی بند ہو گئی تھیں ۔ اسی لمحے دوڑتے

ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔ اور پھر ایک سیاہ فام
صفدر کی سائیڈ سے اس کے قریب پہنچ گیا ۔ اس سیاہ فام
کے جسم پر بھی فوجی وردی تھی اور اس کے کالر پر بھی سرخ پٹی تھی ۔
لیکن یہ ان سیاہ فاموں میں سے نہ تھا جو انہیں یہاں اٹھا کر لائے
تھے ۔ اور نہ ہی وہ ان میں سے تھا جو اس کیبن میں موجود تھے ۔
" تم کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح بے حس پڑے ہو "۔۔۔۔ اس
سیاہ فام نے جس کے ایک ہاتھ میں مشین گن نظر آ رہی تھی ۔
صفدر کے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا ۔ لیکن ظاہر ہے صفدر
کوئی جواب نہ دے سکتا تھا ۔

" اوہ ۔ تم بے حس ہو "۔۔۔۔ اس سیاہ فام نے کہا اور اس
نے جلدی سے جھک کر صفدر کی دونوں آنکھوں میں اس
طرح جھانکا جیسے آنکھوں کے اندر کوئی تحریر موجود ہو جسے وہ
پڑھنا چاہتا ہو ۔ کچھ دیر تک وہ صفدر کی آنکھوں میں بغور
دیکھتا رہا ۔ پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا ۔
" اوہ ۔ تو تمہیں جرمین کا شربت پلایا گیا ہے ۔ اس لئے بے حس
پڑے ہو ۔ میں ابھی آتا ہوں "۔۔۔۔ اس سیاہ فام کی بڑبڑاہٹ
سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس پلٹ پڑا ۔
اب وہ سیدھے پڑے ہوئے صفدر کو نظر آنا بند ہو گیا تھا ۔
اس کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی اب معدوم ہو
چکی تھیں ۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر دوڑتے ہوئے
قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد وہی سیاہ فام

دوبارہ نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ناریل نما ایک پھل تھا۔ لیکن
ناریل کی طرح اس پھل کی سطح پر ریشے نہ تھے۔ بلکہ یہ پھل تیز اور
نوکیلے کانٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ البتہ اس کا تنا کانٹوں سے صاف
تھا۔ اور اس سیاہ فام نے اُسے تنے سے ہی پکڑا ہوا تھا۔ قریب
آکر اس سیاہ فام نے جلدی سے اس پھل کو ساتھ والے درخت
کے تنے سے زور سے مارا۔ تو ہلکے سے دھماکے سے پھل درمیان
سے کریک ہوگیا۔ سیاہ فام نے کریک شدہ حصے کو صفدر
کے منہ کے عین اوپر کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کریک شدہ حصے
سے سفید رنگ کے گاڑھے رس کے چند قطرے ٹپکے اور
سیدھے صفدر کے دونوں ہونٹوں کے درمیان گرے۔ سیاہ
فام نے اب بھی اس پھل کو تنے سے پکڑ کر ہی سنبھالا ہوا تھا
چند قطرے ٹپکنے کے بعد وہ پھل کو لئے آگے بڑھ گیا۔ صفدر
چونکہ گردن نہ ہلا سکتا تھا۔ اس لئے وہ دیکھ تو نہ سکا۔ لیکن اُسے
معلوم ہوگیا کہ سیاہ فام یہ رس اس کے ساتھیوں کے منہ
میں ٹپکانے گیا ہے۔ پھر اچانک صفدر کو اپنے منہ میں تیز
کڑواہٹ کا احساس سا ہونے لگا۔ یہ کڑواہٹ اس قدر
تیز تھی کہ جیسے صفدر کے حلق میں کسی نے کونین کا پورا پیکٹ
ڈال دیا ہو۔ لیکن کڑواہٹ کا احساس ہوتے ہی یک لخت صفدر
کو اپنے جسم میں حرکت کا احساس ہونے لگا۔ اور زیادہ سے
زیادہ چند لمحوں بعد ہی صفدر کی گردن خود بخود اس طرف کو گھوم
گئی جدھر وہ سیاہ فام گیا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ وہ تنویر

منہ میں رس ٹپکا کر اب سیدھا ہو رہا تھا۔ صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ
بیٹھا اور حقیقتاً اس وقت اس کے اندر مسرت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا
تھا کہ نہ صرف وہ یقینی موت سے بچ گیا تھا بلکہ اس بے بسی اور مفلوج
پن سے بھی اُسے نجات مل گئی تھی۔ دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا
تھا۔ منہ میں کڑواہٹ ابھی تک موجود تھی۔ لیکن اب اس کا جسم
پوری طرح حرکت میں آگیا تھا۔ اور پھر اس نے سامنے ماجو سمیت
ان کے تین ساتھیوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں بھی پڑی دیکھ لی
تھیں۔

"شکریہ دوست ـــ تم ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت
ہوئے ہو" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم وہی ایکریمین سیاح ہو جو ہمارے جیت سے ملنے آرہے
تھے" ـــ سیاہ فام نے قریب آتے ہوئے کہا۔ پھل وہ پہلے
ہی گڑھے میں پھینک چکا تھا۔ اسی لمحے جولیا اور تنویر بھی اٹھ کر بیٹھ
گئے تھے۔

"ہاں ـــ لیکن پہلے بھی ہم اس کالے والی سرخ پٹی سے مار کھا
چکے تھے" ـــ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ بہرحال یہاں سے فوراً نکل چلو کسی بھی وقت
کوئی یہاں آسکتا ہے۔ آگے جا کر باتیں کریں گے" ـــ سیاہ فام
نے کہا اور تیزی سے دائیں طرف کو دوڑ پڑا۔

"آؤ بھئی۔ قدرت نے فی الحال ہمیں نئی زندگی دے دی ہے۔
آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا" ـــ صفدر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور اس طرف کو بڑھ گیا جدھر ماجو اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔

"خدا کی پناہ صفدر۔ کس قدر خوف ناک دھوکہ ہوا ہے ہم سے اگر یہ شخص نہ آجاتا تو اب تک ہم ختم ہو چکے تھے" ـــــ جولیا نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"مشین گنیں اٹھاؤ اور یہاں سے نکلو۔ ابھی یہاں ہمارے لئے خطرات موجود ہیں" ـــــ صفدر نے ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔ تنویر اور جولیا نے بھی مشین گنیں سنبھال لیں۔ ماجو چونکہ خالی ہاتھ تھا۔ اس لئے وہاں صرف تین مشین گنیں ہی موجود تھیں۔ جو ان تینوں نے اٹھالی تھیں۔ اور پھر وہ اس سیاہ فام کے پیچھے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ سیاہ فام بڑے پھرتیلے انداز میں اس جنگل میں مسلسل دوڑتا چلا جا رہا تھا اور وہ تینوں اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل بھاگنے کے بعد وہ سیاہ فام رک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں بھی رک گئے۔ سیاہ فام اب ہانپنے لگا تھا اور ان تینوں کے سانس بھی خاصے تیز ہو رہے تھے۔

"اب ہم فوری خطرے سے نکل آئے ہیں" ـــــ سیاہ فام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق واقعی کوابو سے ہے" ـــــ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا تعلق کوابو سے ہے۔ میرا نام راکش ہے۔ شکر ہے میں

ت پر پہنچ گیا۔ ورنہ ان لوگوں نے تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا"
ش نے اب تیز تیز قدم اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ بتاؤ راکش کہ تم یہاں کیسے پہنچے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ کر بتاؤں گا۔ لمبی کہانی ہے" ـــــ راکش نے
اب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

مزید آدھے گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ جنگل کے اندر
ہنے والی ایک ندی کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ایک درخت کے
یب جا کر راکش رک گیا۔ اس نے درخت کے تنے میں مخصوص
از میں پیر مارا تو درخت کی سائیڈ میں موجود ایک بڑی سی جھاڑی
یان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ اور اب جھاڑی کے
یان نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔ راکش تیزی
ت سیڑھیاں اترنے لگا۔ ظاہر ہے صفدر اور اس کے ساتھیوں
ی بھی اس کے پیچھے جانا تھا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک تہہ خانے
ر ہوا جس کے ایک کونے میں اسلحہ کا ڈھیر پڑا تھا۔ جب کہ وہاں
ب بستر، میز، کرسی، دو لوہے کی بڑی بڑی الماریاں بھی موجود
ھیں۔ ایک طرف کھانا پکانے کا سامان بھی پڑا تھا۔ تہہ خانے میں
چ کر راکش نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو اوپر سے کھٹاک کی ہلکی
ی آواز ابھری۔

"بیٹھو۔ میں اپنے چیف کو تمہارے متعلق اطلاع دے دوں۔
بے حد پریشان ہوں گے" ـــــ راکش نے ایک طرف پڑی
ی چار کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جن کے درمیان

ایک مستطیل مگر خاصی بڑی میز پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ خود ایک الم
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر سے
ایک ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر لا کر اس نے اسے مستطیل م
پر رکھا اور خالی کرسی پر خود بیٹھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ا
میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ——— راکش کالنگ اوور" ——— راکش نے تیز
لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"یس ——— باسم اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ———
یک لخت ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز ابھری۔

"باس۔ میں عین وقت پر پہنچ گیا۔ وہ مہمانوں کو گولیاں م
ہی والے تھے۔ لیکن میں نے انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اور
مہمانوں کو یہاں لے آیا ہوں اوور" ——— راکش نے تیز تیز
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ راکش۔ یہ بے حد اہم ہے اوور" ———
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس۔ آپ کی طرف سے یہ اطلاع ملتے ہی کہ مہمانوں ک
جے گروپ والے سرا کا سیکشن میں لے گئے ہیں۔ میں پور
رفتار سے دوڑتا ہوا اس طرف گیا۔ لیکن ابھی سرا کا سیکشن دو
تھا کہ میں نے چار افراد کو آتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے تین
کے کاندھوں پر ایکریمین لدے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں د
سے ہی چیک کر لیا تھا۔ اس لئے میں محتاط ہو گیا۔ ان لوگو

نے ان ایکریمیوں کو گڑھے کے کنارے لٹا دیا اور پھر وہ خود ہٹ
کر چند قدم پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کاندھوں سے
لٹکی ہوئی مشین گنیں ہاتھوں میں لے لیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ انہیں
گولی مارنا چاہتے ہیں۔ میں چونکہ اس جگہ پہنچ گیا تھا۔ جہاں سے
یہ لوگ میری مشین گن کی رینج میں آتے تھے۔ اس لئے میں وہیں
رک گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے میں نے ان پر
فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ چاروں پہلے برسٹ میں ہی ختم ہو
گئے۔ پھر میں ان ایکریمینوں کے پاس گیا۔ جو بندھے ہوئے
نہ تھے۔ لیکن بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ میں سمجھا
کہ شاید یہ بے ہوش ہیں۔ لیکن قریب جا کر میں نے دیکھا کہ وہ
بے ہوش بھی نہ تھے۔ اس کے باوجود مکمل طور پر بے حس و حرکت
پڑے تھے۔ مجھے شک گزرا کہ انہیں جرمین کا شربت پلا یا گیا
ہے۔ میں نے آنکھوں میں جھانک کر جرمین کی مخصوص نشانی دیکھ
کر انہیں واقعی جرمین کا شربت دیا گیا تھا۔ اس لئے یہ بے حس
پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں دوڑ کر گیا اور بٹورا کیل توڑ لایا۔ بٹورا
اس کی وجہ سے جرمین کا اثر ختم ہو گیا اور میں ان تینوں کو
لے کر یہاں پوائنٹ پر آ گیا ہوں اوور" ——— راکش نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کے لیڈر سے میری بات کراؤ اوور" ——— دوسری
طرف سے کہا گیا اور راکش نے مڑ کر صفدر اور اس کے
ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور راکش

والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ راکش نے صفدر کو اٹھتے دیکھ کر کرسی
خالی کر دی تھی۔

"یس ۔۔۔ میں صفدر بول رہا ہوں اوور" ۔۔۔ صفدر
نے باوقار لہجے میں کہا۔

"مسٹر صفدر۔ آپ کیسے جی گروپ کے ہتھے چڑھ گئے۔
اگر ہمیں اطلاع نہ مل جاتی تو یقیناً وہ آپ لوگوں کو قتل کر دیتے
اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ سب آپ کی تنظیم کی غفلت کی وجہ سے ہوا ہے۔ وہ ج
جسے آپ نے اپنا ایجنٹ بنایا ہوا ہے۔ وہ ان کا بھی ایجن
ہے اور اسی کے ذریعے ہی اس جیسورا نے اقوام متحدہ
سیکرٹری جنرل کے پی۔ اے کو ٹریس کیا۔ اسے اغوا کر
اس سے مکمل تفصیلات حاصل کیں اور پھر اس کا ایکسیڈن
ظاہر کر کے اسے ختم کر دیا اور آپ کو اس ساری کارروائی
علم ہی نہ ہو سکا۔ اس طرح جیگر نے ہماری آمد پر آپ کی بجائ
جیسورا کو اطلاع دی۔ اور جیسورا کے آدمی آپ کے گروپ
یونیفارم میں ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہیں مکمل کوڈ معلو
اس لئے ہم مکمل طور پر ڈاج کھا گئے۔ وہاں کیبن میں وہ جب
سام نکوما کے میک اپ میں آ کر ملا۔ اس طرح وہ ہم سے کا
مکمل معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمیں تو
تصور بھی نہ تھا کہ آپ کی تنظیم جیسورا کے مقابلے میں اس ت
غافل اور کمزور ثابت ہو گی۔ ورنہ ہم اپنے طور پر کوئی کاروا

کرتے اوور" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مسٹر صفدر۔ واقعی ہم بے حد شرمندہ ہیں کہ اس معاملے
ین واقعی ہم سے شدید غفلت ہوئی ہے۔ ہمیں اس سارے واقعہ
ی اطلاع اس وقت ملی جب اتفاق سے ہمارے ایک مخبر نے
پ لوگوں کو اس کیبن میں داخل ہوتے دیکھا۔ جس پر جی گروپ
الوں کا قبضہ تھا۔ اس کے اطلاع دینے پر میں نے صورت حال کا
جائزہ لینے کے لئے راکش کی ڈیوٹی لگائی کیونکہ وہ وہاں سے
سب سے قریب تھا۔ اور شکر ہے کہ راکش وقت پر پہنچ گیا۔
یسا پہلی بار ہوا ہے۔ اور آپ بے فکر رہیں۔ اب آئندہ ایسا نہیں
ہوگا اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اس نے شوگرانی ایجنٹ کے سلسلے میں بھی ہم سے معلومات حاصل
کی ہیں۔ اس لئے آپ سب سے پہلے اس سے رابطہ کر کے پہلے
سے طے شدہ پلاننگ کینسل کر دیں۔ عمران صاحب کے متعلق بھی
نہیں معلومات حاصل ہو چکی ہیں لیکن ان کے متعلق ہمیں فکر نہیں
ہے۔ اور اب آپ نے ہمارے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔ میرا
یال ہے۔ اب ہمیں خود ہی نمیبیا میں داخل ہونا چاہئے۔ اس
رح ہی ہم محفوظ رہ سکتے ہیں اوور" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے کہا کہ اب آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب جی گروپ آپ
کا سراغ تک حاصل نہ کر سکے گا باقی تمام کارروائی ہم کر لیں
گے۔ بس اتفاق ہے کہ آپ کے معاملے میں ہم مار کھا گئے ہیں۔
ونہ آج تک جی گروپ کا کبھی کوئی داؤ کامیاب نہیں ہو سکا۔

اور اب بھی خدا کا شکر ہے کہ راکش کے بروقت پہنچ جانے کی
وجہ سے آپ کی زندگیاں بچ گئی ہیں ورنہ یقیناً ہم تمام عمر شرمندہ
رہتے۔ اب آپ فرمائیں تو چیف سے آپ کی ملاقات کا بندوبست
کیا جائے۔ چیف اس وقت ہیڈ کوارٹر سے باہر ہیں۔ ویسے
انہیں آپ کے متعلق اطلاع کر دی جائے گی۔ کل تک ملاقات ہو
سکتی ہے یا پھر اگر آپ حکم دیں تو آپ کو فوری طور پر بمبیبیا روانہ
کر دیا جائے جیسے آپ کہیں اوور"۔۔۔ باسم نے کہا۔
"کوابو چیف سے ملاقات تو صرف ان کی خواہش پر ہو رہی تھی
ورنہ ہمارا مقصد تو جلد از جلد بمبیبیا پہنچنا ہے۔ اور اب تو اس
معاملے میں اور زیادہ جلدی ہونی چاہئے۔ کیونکہ اب بمبیبیا میں
سرکاری فوجوں کو ہمارے داخلے کی اطلاع مل چکی ہو گی۔ اور وہ
لوگ پہلے سے کہیں زیادہ چوکنا ہوں گے۔ آپ بتائیں کہ آپ
ہمیں کس طرح وہاں پہنچائیں گے۔ پوری تفصیل بتائیں اوور"۔۔۔
صفدر نے کہا۔
"یہاں سے آپ کو خفیہ طور پر ایک دریا کے کنارے پہنچایا جائے
گا۔ وہاں سے ایک موٹر بوٹ کے ذریعے آپ کو شلانگ پہنچ
جائے گا۔ شلانگ سے ایک جیپ آپ کو مخصوص راستے سے
سرحد پار کرا کر ہمارے سرحدی اڈے تک لے جائے گی۔ اس
کے بعد آگے کا راستہ بالکل آسان ہو گا اوور"۔۔۔ باسم
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کو علم ہے کہ جیبوورا کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اوور"۔۔۔

صفدر نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔
"معلوم تو ہے لیکن وہاں تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ وہ انتہائی
سخت حفاظتی حصار میں ہے۔ اس کا تو اس راکش کو بھی علم ہے۔
لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اوور"۔۔۔ باسم نے کہا۔
"ہم اس جیبوورا گروپ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔
ہم اب ان کے آدمیوں کے میک اپ میں بمبیبیا میں داخل ہونا
چاہتے ہیں۔ اب بچاؤ کی صرف یہی صورت رہ گئی ہے اوور"۔۔۔
صفدر نے کہا۔
"اوہ۔ آپ سمجھے نہیں۔ اگر جیبوورا کے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ اتنا
آسان ہوتا تو اب تک ہم اسے پچاس بار ختم کرا چکے ہوتے۔ ان
لوگوں نے وہاں انسانوں کے علاوہ انتہائی حساس آلات کا پورا جال
بچھا رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں جگہ جگہ بارودی سرنگیں
بھی بچھی ہوئی ہیں۔ اب تک اس میں داخل ہونے کی کوشش میں
ہمارے بہترین بیس آدمی ضائع ہو چکے ہیں۔ آپ یہ خیال چھوڑ
دیں۔ آپ بحفاظت پہنچ جائیں گے اوور"۔۔۔ باسم نے
انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"آپ صرف اتنا کریں کہ ہمیں اسلحہ اور میک اپ کا سامان
دے دیں اور راکش کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں تفصیلات بتا دے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے اوور"۔
صفدر نے کہا۔
"دیکھیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ پھر آپ

ضد کیوں کر رہے ہیں اوور" ـــــ باسم نے اس وقت تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کو اپنے چیف سے کیا حکم ملا ہے۔ یہی نا کہ آپ نے ہمارے احکامات کی تعمیل کرنی ہے اوور" ـــــ صفدر کے لہجے میں بھی تیکھا پن ابھر آیا تھا۔

"جی ہاں۔ مگر اوور" ـــــ باسم نے کہا۔

"تو پھر یہ میرا حکم ہے اوور" ـــــ صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ بہرحال اسلحہ میک اپ کا سامان۔ لباس سب کچھ آپ کو اس پوائنٹ پر مل جائے گا۔ اور راکش بھی آپ کی مکمل راہنمائی کرے گا۔ لیکن اس کی تمام تر ذمہ داری آپ کی ہو گی اوور" ـــــ باسم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں اوور" ـــــ صفدر نے کہا اور اٹھ کر واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"راکش اوور" ـــــ باسم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" ـــــ راکش نے ٹرانسمیٹر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"جیسے مسٹر صفدر کہہ رہے ہیں ایسے ہی کرو۔ ان کے احکامات کی تعمیل تم پر فرض ہے۔ لیکن سیرون ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا۔ تاکہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں تم ہمیں کال کر سکو

اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر میں سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور راکش نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ جیسورا کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کا کیا فائدہ" ـــــ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی جولیا بول پڑی۔

"یہ اب ضروری ہو گیا ہے مس جولیا۔ ورنہ ہم ہر صورت میں وہاں دھر لئے جائیں گے۔ یہ جیسورا انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس نے پورے نمیبیا میں انتہائی سخت چیکنگ نظام قائم کر دیا ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے آدمیوں کو تو چیک نہیں کرے گا" ـــــ صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ صرف ہم اور زیادہ الجھ جائیں گے۔ باسم درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس طرف الجھنے کی بجائے اپنے اصل مشن کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے" ـــــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے جولیا۔ یہ لوگ واقعی اب بے حد ہوشیار ہوں گے اور اگر ہم اب ان کے ہاتھ آ گئے تو پھر ہمارا بچ نکلنا ناممکن ہو گا" ـــــ تنویر نے جولیا کی بجائے صفدر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ کیونکہ تنویر کی تو عادت تھی کہ وہ ہمیشہ جولیا کی ہی فیور کیا کرتا تھا۔

"سوری مس جولیا۔ یہ معاملہ چونکہ مشن کا ہے۔ اس لئے جو میری

رائے تھی وہ میں نے بتا دی "۔۔۔۔ تنویر نے اس کی نظروں کو سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں۔ جو میں کہہ رہی ہوں ویسا ہی ہوگا "۔۔۔۔ جولیا بھی اڑ گئی۔ شاید دونوں مردوں کے مقابلے میں نسوانی انا ابھر آئی تھی

" مس جولیا۔ میں یہ بات کرنا تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب مجبوری ہے۔ چیف نے اس مشن کے دوران مجھے چیف بنایا ہے۔ اب تک میں نے خود یہ بات نہ کی تھی۔ لیکن یہ بتانا مجبوری ہو گئی ہے۔ لیکن میں پھر بھی آپ کا احترام کرتا ہوں۔ اگر آپ چیف کا حکم سننے کے باوجود اپنی بات پر اڑی ہوئی ہیں تو ٹھیک ہے جیسے آپ کہتی ہیں ویسے ہی ہوگا "۔۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تمہیں چیف بنایا ہے کیوں۔ اس نے مجھ سے تو اس بارے میں کچھ نہیں کہا۔ جب میں ساتھ ہوں تو پھر تمہیں چیف کیوں بنایا ہے "۔۔۔۔ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

" یہ بات تو بعد میں آپ چیف سے پوچھ لیجئے گا۔ ہماری توجہ نہیں ہوتی اس سے پوچھنے کی۔ فی الحال آپ فرمائیے۔ کیا حکم ہے "۔۔۔۔ صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

" سوری صفدر۔ اگر چیف نے تمہیں انچارج بنا دیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی بنایا ہوگا۔ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ اب میں تمہاری کسی بات سے اختلاف نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں چیف کے حکم کی خلاف ورزی کا تصور تک نہیں کر سکتی "۔۔۔۔ جولیا نے

بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

" آپ چیف کو چھوڑیں۔ ہم تو ویسے بھی آپ کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ چیف تک یہ بات نہ جائے گی۔ بے فکر رہیں۔ آپ فرمائیں ہمیں کیا کرنا چاہئے "۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا تو جولیا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ شاید صفدر کے اس فقرے نے اس کی انا کو مکمل تسکین دے دی تھی۔

" تم واقعی گریٹ ہو صفدر۔ تمہاری رائے بہرحال درست ہے اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ تنویر نے بھی تمہاری تائید کر دی ہے "۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تنویر میں یہی بڑی خوبی ہے کہ مشن کے معاملات میں یہ صاف اور سیدھی بات کرتا ہے۔ بہرحال میں تو اپنی رائے پر قائم ہوں کیونکہ یہی راستہ ہمارے لئے بہتر رہے گا "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" او کے۔ ٹھیک ہے "۔۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

وہ تینوں چونکہ پاکیشیا کی مقامی زبان میں بات کر رہے تھے اس لئے راکش کو ظاہر ہے ان کی گفتگو کا ایک لفظ بھی سمجھ نہ آسکتا تھا۔ وہ اس دوران اٹھ کر کمرے کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں کھانے پینے کا سامان موجود تھا۔ اور جب وہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو راکش ٹرے میں بلیک کافی کی چار پیالیاں رکھے ان کی طرف واپس آگیا۔

"یہ بلیک کافی میں نے اس لئے بنائی ہے کہ اس سے تھکان بھی دور ہو جائے گی" ـــــ راکش نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو راکش۔ اب تم پہلے ہمیں بتاؤ کہ یہاں میک اپ کا سامان کہاں ہے" ـــــ صفدر نے ٹرے سے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ اطمینان سے کافی پیئیں۔ سب کچھ مل جائے گا۔ اور مجھے سچی بات ہے آپ کی ہمت اور حوصلہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ جیبورلے فوری طور پر اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ میں دل و جان سے آپ کے ساتھ ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں ان کے ہیڈ کوارٹر کا ایک ایسا راستہ جانتا ہوں جہاں سے ہم بڑی آسانی سے ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے" ـــــ راکش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے تم کیسے جانتے ہو۔ باسم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی" ـــــ صفدر نے مشکوک لہجے میں کہا۔ اور راکش ہنس پڑا۔

"چیف نے آپ کو بتایا نہیں کہ میں ہیڈ کوارٹر جانتا ہوں لیکن چیف کو صرف اتنا علم ہے کہ میرا بھائی جے گروپ میں شامل ہے اور وہ وہاں خاصا اہم آدمی ہے۔ وہ اس ہیڈ کوارٹر کا سیکنڈ انچارج بھی ہے۔ اسی نے باس باسم کو آپ کے متعلق اطلاع دی تھی۔ جیبورا میں وہ ہمارا خاص آدمی ہے۔ لیکن وہ جے گروپ

کو چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ جیبورا کی گرل فرینڈ گلوریا سے اس کے بھی تعلقات ہیں اور گلوریا جیسی لڑکی نے اُسے آکٹوپس کی طرح جکڑ رکھا ہے۔ بہرحال مجھ سے اس کی ملاقات اکثر ہوتی ہے اور اسی نے مجھے وہ راستہ بتایا ہوا ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے مل لیتے ہیں۔ لیکن اس نے مجھ سے حلف لیا ہوا ہے کہ کوابو کے کسی آدمی کو یہ راستہ نہ بتاؤں۔ اس لئے میں نے آج تک اس راستے کے متعلق کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن چونکہ آپ کا تعلق کوابو سے نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کو بتا دیا ہے" ـــــ راکش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راکش کا بھائی بھی اس کی طرح سیاہ فام ہوگا۔ اور گلوریا لازماً سفید فام ہوگی۔ اس لئے نہ راکش کا بھائی گلوریا سے جدا ہونا چاہتا ہوگا اور نہ گلوریا راکش کے بھائی سے۔ بہرحال یہ بات ان کے حق میں جاتی تھی۔ اس طرح وہ آسانی سے ان کے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے تھے۔

"تمہارے بھائی کا کیا نام ہے" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"جیونا۔ وہ میرا کزن ہے" ـــــ راکش نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اب تک وہ کافی کی پیالیاں ختم کر چکے تھے اس لئے پیالیاں میز پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ میک اپ وغیرہ کر سکیں۔

"میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ تنظیم کا نام ڈوگو کیوں رکھا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور نوجوان ہنس پڑا۔

"ڈوگو ایک دیوتا کا نام ہے۔ اور یہ سب کچھ سیاہ فاموں کو ڈاج دینے کے لئے کیا گیا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ میں سمجھا کہ شاید ڈوگو تنظیم کے چیف کا نام ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ گریٹ چیف کا نام تو رابرٹ ہے۔ رابرٹ اوسلو۔ وہ بھی جیسورا کی طرح دنیا کا مشہور دہشت گرد ہے" ۔۔۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوسلو مشہور ضرور ہے۔ لیکن جیسورا اس سے

زیادہ مشہور ہے اسے کیوں نہیں بنایا گیا چیف" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جیسورا بھی کام کر رہا ہے۔ وہ براہِ راست کوابو کے خلاف کام کر رہا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"تو یہ گریٹ چیف یہاں جوہنبرگ میں ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر یہیں ہے۔ میں گریٹ چیف کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔ انتہائی تیز اور سخت آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب ڈوگو فائٹرز حرکت میں آئیں گے تو پھر ساؤتھ افریقہ و نمیبیا میں ایک بھی سیاہ فام باقی نہ رہے گا۔ ہم ہمیشہ کے لئے یہ سارا قصہ ہی ختم کر دیں گے" ۔۔۔ نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر میں اپنے اخبار کے لئے اس گریٹ چیف کا انٹرویو لینا چاہوں تو اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ انٹرویو دے۔ اس کے پیچھے تو ویسے ہی تمام ملکوں کی سیکرٹ سروسز لگی ہوئی ہیں۔ اور اب تو سارا کام انتہائی خفیہ ہو رہا ہے۔ اور آپ نے پہلے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ یہ ساری باتیں آف دی ریکارڈ ہو رہی ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے چونک کر کہا۔

"بالکل آف دی ریکارڈ ہو رہی ہیں۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں

تمہارا تو نام آ ابھی نہیں سکتا۔ ویسے اگر میں اپنے طور پر کوشش کروں تو اس سے کہاں اور کیسے ملاقات ہو سکتی ہے" ——— عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور نوجوان کے چہرے پر پیدا ہونے والی پریشانی کے تاثرات غائب ہو گئے۔

"ابھی تو وہ بالکل فارغ نہیں ہے۔ تنظیم کی کارکردگی کے سلسلے میں تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ ہاں ہو سکتا ہے اس مشن کے اختتام پر وہ آپ سے مل سکے۔ اس لئے آپ یہ خیال چھوڑ دیں اور کوئی بات کریں" ——— نوجوان نے کہا۔

"ہم جرنلسٹوں کے اپنے ایسے ذرائع ہوتے ہیں جس سے ہم ملاقات کر لیتے ہیں۔ صرف ہمیں اس جگہ کا علم ہونا چاہئے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جگہ کا کیا مسئلہ ہے وہ میں بتا دیتا ہوں۔ تھرڈ ایونیو پر ایک کوٹھی ہے۔ قلعہ نما سرخ رنگ کی۔ اس کا نام ملکی ہاؤس ہے۔ حالانکہ وہ پورا محل ہے۔ قدیم زمانے کے کسی جاگیردار کا۔ وہی ڈوگو کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ لیکن وہاں اجازت کے بغیر تو مکھی بھی نہیں گھس سکتی" ——— نوجوان نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا دروازہ کھلا اور نوجوان کا لمبا تڑنگا ساتھی اندر داخل ہوا۔ یہ ٹانگارم تھا۔ یہاں کا چیف۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس میں دس افراد موجود تھے۔ جن میں سے اس خاص کمرے میں صرف ٹانگارم اور رودلسو ہی آئے تھے۔ چونکہ جانسن انہیں بطور مہمان یہاں چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے رودلسو ان کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اور عمران

نے باتوں ہی باتوں میں اس سے بے تکلفی پیدا کر لی۔ رودلسو مقامی آدمی تھا۔ اور باتوں ہی باتوں میں اتفاق سے جب عمران کو یہ معلوم ہوا کہ رودلسو کو فلم ایکٹر بننے کا جنون رہا ہے تو اس نے اخباری نمائندوں کے مخصوص انداز میں ایکریمیا کے بڑے بڑے فلم ڈائریکٹران کے ساتھ دوستی کے قصے سنانے شروع کر دیئے۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق رودلسو اس کے جال میں پھنس گیا۔ اور عمران نے اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ جب بھی ایکریمیا آئے گا تو وہ اُسے ایکریمین فلموں کا سپر سٹار ہیرو بنوا دے گا۔ اس کے بعد تو رودلسو بالکل ہی کھل گیا۔ اور پھر عمران نے غیر محسوس طریقے پر گفتگو کا رخ ڈوگو تنظیم کی طرف موڑ دیا۔ اس طرح وہ اس سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"باس آ رہا ہے۔ اس کی کال آئی تھی" ——— ٹانگارم نے عمران اور ایک طرف خاموش بیٹھے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس ——— کون جانسن یا کوئی اور بھی باس ہے" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جانسن وہی ہمارے سیکشن کا باس ہے" ——— ٹانگارم نے تیز اور چبھتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"رودلسو۔ تم باہر جاؤ۔ میں ذرا ان سے دو باتیں کر لوں" ——— ٹانگارم نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور رودلسو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم جرنلسٹ ہو۔ اور ایکریمین ہو۔ لیکن باس نے تمہیں پہلے

دوست کہا۔ اول تو باس جیسے آدمی کا کسی جرنلسٹ سے دوستی ہی
عجیب سی بات تھی۔ لیکن اب اس نے کہا ہے کہ اس کے آنے تک
تم دونوں کو نہ نکلنے دیا جائے۔ اگر تم نکلنے کی کوشش کرو تو تمہیں
گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ مجھے حیرت اس بات پہ ہے کہ آخر
تم ہو کون۔ یہ سارا کھیل کیا ہے،" ــــ ٹانگارم نے بغور عمران کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے باس نے یہی الفاظ کہے تھے" ــــ عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔ سنو اگر کوئی ایسی ویسی بات
ہو تو مجھے بتا دو میں باس کو سمجھا لوں گا" ــــ ٹانگارم نے کہا۔

"تمہارے باس کو پھر کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو گی" ــــ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اب اس کی آنکھوں میں چوکنا پن کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی
اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹانگارم اچھل
کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے جانسن، کرنل ونیٹڈن اور اس کے
ساتھ ایک پستہ قامت لیکن بھاری جسم کا کرنل تیزی سے اندر
داخل ہوئے۔

"اوہ۔ واقعی یہ لوگ یہاں موجود ہیں۔ حیرت ہے۔ اتنا بڑا سیکرٹ
ایجنٹ اور اس طرح اطمینان سے بیٹھا موت کا انتظار کر رہا ہے"
کرنل ونیٹڈن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہیں شاید پھر دورہ پڑ گیا ہے" ــــ عمران نے جھلاتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"اب تمہاری یہ اداکاری بیکار ہے۔ علی عمران۔ تمہارا وہ گروپ
جسے تم نے سیاحوں کے روپ میں کوابو چیف سے ملنے بھیجا تھا۔
وہ وہاں جیسورا کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور اس نے پوری تفصیلات
بتا دی ہیں کہ تم صحافی کے روپ میں یہاں آئے ہو جب کہ وہ سیاحوں
کے روپ میں وہاں پہنچے ہیں۔ وہ کوابو کے ذریعے ہمبیا میں داخل
ہونا چاہتے تھے تاکہ وہاں وہ اعلیٰ فوجی افسروں کا روپ دھار کر ڈڈو
فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کریں۔ وہاں شوگرانی ایجنٹ
سے بھی انہوں نے رابطہ کرنا تھا۔ اس رابطے کا طریقہ بھی انہوں نے
بتا دیا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ وہ جیسورا کے ہاتھوں مارے بھی جا
چکے ہیں۔ اگر کہو تو ان کے نام بھی بتا دوں۔ ایک کا نام صفدر اور
دوسرے کا نام تنویر اور تیسری سوئس لڑکی جولیانا۔ جانسن نے خود
اپنے کانوں سے کرنل جوھم کی طرف سے آنے والی کال سنی ہے"
کرنل ونیٹڈن نے انتہائی فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"یعنی یہ کال جانسن کے دفتر میں آئی ہے" ــــ عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔ گو اس کے چہرے اور آنکھوں سے مکمل اطمینان
کا اظہار ہو رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے ذہن میں کرنل ونیٹڈن
کی باتیں سن کر آندھیاں سی چلنے لگ گئی تھیں۔

"ہاں۔ میں چونکہ وہاں تھا۔ اس لئے میرے ہیڈ کوارٹر نے
کال وہاں ڈائریکٹ کر دی۔ اب تم خاموشی سے کھڑے ہو جاؤ۔ اور
اپنے منہ دیوار کی طرف کر لو تاکہ تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں

پہنائی جا سکیں۔ اور یہ سن لو کہ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو پھر
ایک لمحے میں تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے" ——
کرنل ڈنیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا
بڑی گہری طنزیہ ہنسی۔

"تم نے واقعی سیدھے سادے جانسن کو خوب احمق بنایا ہے۔
لیکن میں کرائم رپورٹر رہا ہوں۔ ایسی چکر بازیاں میں بخوبی جانتا ہوں۔
تم نے جانسن کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ پلاننگ
کی۔ اور اس پلاننگ کے تحت جب تم اس کے دفتر پہنچے تو تمہیں
کال آئی اور پھر ایک باقاعدہ کہانی سنائی گئی تاکہ جانسن بھی یہ
کہانی سن لے۔ اور دیکھو جانسن کس طرح احمق بن کر تمہیں ساتھ
لئے یہاں پہنچ گیا ہے۔ بہرحال تم اسے تو احمق بنا سکتے ہو مجھے
نہیں۔ میں اس معاملے میں ایکریمیا کے اعلیٰ ترین حکام سے بات
کروں گا کہ انہوں نے تم جیسے احمق کو کیوں کسی سپیشل ایجنسی میں
بھرتی کر رکھا ہے۔ کہ تم اصل مجرموں کو چھوڑ کر جرنلسٹوں کے پیچھے
ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ضرور کرنا۔ بشرطیکہ تم زندہ رہے۔ میں چاہتا تو یہی تھا کہ ابھی
یہیں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں لیکن میں تمہیں زندہ سلامت
جنرل بارڈر کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر تم نے کوئی
حماقت کرنے کی کوشش کی تو پھر میں اپنے ارادے پر عمل کر گزروں
گا" —— کرنل ڈنیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈنیٹن۔ اگر آپ نے انہیں جنرل بارڈر کے ہی پیش

کرنا ہے تو یہ کام مجھ پہ چھوڑ دیں" —— جانسن نے کہا۔

"نہیں۔ اب یہ تمہارے بس کے نہیں رہے جانسن۔ کرنل
ڈجان ان کے ہتھکڑیاں لگا دو۔ پہلے انہیں ہیڈ کوارٹر لے جائیں
گے۔ ان کا میک اپ صاف کریں گے۔ پھر جنرل بارڈر کو وہاں ہیڈ
کوارٹر میں ہی کال کیا جائے گا" —— جانسن نے کہا۔ ان تینوں
کے پیچھے چار مسلح فوجی بھی اندر آ گئے تھے۔

"او کے۔ تم اپنی تسلی کر لو۔ چلو اگر مجھ جیسے جرنلسٹ کو ہتھکڑی
لگا کر تمہاری انا کو تسکین پہنچ سکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ بہرحال تمہیں
بعد میں اس کے لئے پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے گا۔ مسٹر جانسن
ساؤتھ نیوز کی ڈیراجون کو کم از کم یہ اطلاع دے دینا۔ اور اگر
وہ نہ ملے تو سپیشل رپورٹر جان سمتھ کو کہہ دینا وہ میرے اخبار میں
دن کر کے اطلاع کر دیں کہ ان کے سپیشل رپورٹر کو ہوس سمجھ کر
گرفتار کر لیا گیا ہے" —— عمران نے دیوار کی طرف مڑتے ہوئے
جانسن سے کہا۔ ایک فوجی نے جلدی سے اس کی دونوں کلائیوں
میں کلپ ہتھکڑی لگا دی۔ ٹائیگر جو مکمل طور پر خاموش بیٹھا تھا وہ
بھی عمران کی پیروی کرتے ہوئے اٹھا اور اس نے بھی دونوں
بازو اپنی پشت پر کر دیئے۔ اس کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑی
ڈال دی گئی۔

"گڈ۔ اب مجھے تسلی ہوئی ہے۔ ورنہ مجھے ہر لمحے خطرہ محسوس
ہو رہا تھا کہ نجانے یہ خطرناک ایجنٹ کسی بھی لمحے کیا کر گزریں چلو
کرنل انہیں لے چلو۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ دونوں کس طرح

اپنی اصلیت میں نہیں آتے" ---- کرنل ونیٹن نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تسلی تو تمہاری ابھی اور اچھی طرح ہو گی کرنل ونیٹن" ---- عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل ونیٹن نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر ان دونوں کو اس کوٹھی کے گیٹ سے باہر لا کر ایک جیپ میں بٹھا دیا گیا۔ کرنل ونیٹن خود بھی اسی کی جیپ میں بیٹھا۔ فوجی جیپ خاصی بڑی تھی اور ان دونوں کو درمیان میں بٹھایا گیا تھا جب کہ ان کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار فوجی بیٹھے تھے۔ اور فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ کرنل ونیٹن بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"میک۔ یہ پوز اگر تم لے لو تو ہمارا نیوز ایڈیٹر یقیناً کرسی سے اچھل پڑے گا" ---- عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹائیگر عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔

"اوہ۔ واقعی جیک۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ ہو گا کہ ہمارا یہ شوٹ بھی ہو سکتا ہے" ---- ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے تو یہ سن لو کہ تم فرار ہو کر اپنا [illegible] خود کرو گے۔ یہاں جو نمبرگ میں تم آئے ہو۔ تم کبھی نہ [illegible]" ---- کرنل ونیٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ واقعی اب جرنلسٹ کوڈ میں باتیں کریں گے خاصا دلچسپ فیچر بنے گا" ---- عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ پہلے تو تم ہر لمحے جھلائے ہوئے سے دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اب ہر بات پر قہقہے لگا رہے ہو" ---- کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس وقت میرے پاس کوئی آئیڈیا نہ تھا۔ لیکن اب انتہائی شاندار فیچر کا آئیڈیا ہاتھ آ گیا ہے۔ اس لئے اب میرا دل مسرت سے بھر گیا ہے" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں تمہارا دل گولیوں سے بھر دوں گا" ---- کرنل ونیٹن نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان کی جیپ ایک فوجی چھاؤنی میں داخل ہوئی اور عمران خاموش ہو کر چھاؤنی کا بغور جائزہ لینے لگا۔ وہ دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر چکا تھا اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔

چھاؤنی کے اندر ایک طرف بنی ہوئی بیرک کے سامنے جا کر جیپیں رک گئیں اور پھر انہیں جیپ سے اتار کر ایک بڑے سے کمرے میں لایا گیا۔

"انہیں ستونوں سے باندھ دو۔ اور پھر سپر ٹاپ میک اپ واشر لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس طرح اس کے سامنے اپنا چہرہ چھپا سکتے ہیں" ---- کرنل ونیٹن نے وہاں پہنچتے ہی انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر واقعی انہیں دو ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ٹرالی پر رکھی ہوئی جدید ترین

میک اپ واشنگ مشین لائی گئی۔ عمران اس مشین کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس نے اپنا وہی مخصوص میک اپ کیا تھا جو صرف سادہ پانی سے دُھل سکتا تھا۔ ورنہ کوئی کیمیکل کوئی گیس کوئی مشین اس میک اپ کو صاف نہ کر سکتی تھی۔ عمران کے چہرے پر مشین سے منسلک کنٹوپ چڑھا دیا گیا۔ اور پھر مشین چلنے کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی تیز برش اس کے چہرے کو رگڑ رہا ہو۔ اُسے اپنے چہرے پر مرچیں سی لگتی محسوس ہونے لگیں۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کرنل ونیٹن کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ جو میک اپ اس نے کیا ہوا ہے وہ جلد کے اندر جذب ہو چکا ہے۔ اس کی تہہ جلد کے اوپر نہیں بنتی۔ اس لئے اس طرح برش سے یہ میک اپ صاف نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے چہرے سے کنٹوپ ہٹایا گیا تو سامنے کھڑا کرنل ونیٹن جس کے چہرے پر بے پناہ اشتیاق کے تاثرات نمایاں تھے بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اور ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ میک اپ کیوں صاف نہیں ہوا"۔۔۔ کرنل ونیٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

"کوئی اور جدید مشین لے آؤ کرنل ونیٹن یا پھر چھری لے کر میرے چہرے کا گوشت کاٹ دو شاید گوشت کے اندر تمہیں میک اپ کی تہہ نظر آ جائے۔ احمق آدمی تم کیوں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ کیا جوہنبرگ میں صرف میں ہی جرنلسٹ

ہوں۔ کوئی اور بھی تو آ سکتا ہے"۔۔۔ اس بار عمران کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔ اور کرنل ونیٹن کے چہرے پر یکلخت تذبذب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ تم علی عمران ہو۔ اور کوئی آتا تو مجھے اطلاع جاتی"۔۔۔ کرنل ونیٹن نے اس طرح کہا جیسے ڈوبتا ہوا آدمی آخری بار جب مدد کے لئے پکارتا ہے تو اس کے منہ سے نامانوس آواز نکلتی ہے۔ جس میں مایوسی کا عنصر زیادہ غالب ہوتا ہے۔

"اگر وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے تو تم نے یہ یقین کیوں کر لیا کہ سیدھا تمہاری جھولی میں آ بیٹھے گا۔ ظاہر ہے ایسے لوگ چھپ کر آتے ہیں۔ ورنہ وہ سیکرٹ ایجنٹ کیسے کہلاتے ہیں"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس دوسرے آدمی کا میک اپ چیک کرو"۔۔۔ کرنل ونیٹن ہونٹ چباتے ہوئے ٹائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر ٹائیگر کا میک اپ چیک کیا جانے لگا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ہی نکلا۔ کنٹوپ ہٹنے کے بعد ٹائیگر بھی اُسی میک اپ والے چہرے کے ساتھ ہی برآمد ہوا تھا۔

"ان کا خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں"۔۔۔ کرنل ونیٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ جنرل باڈر سے صورت حال ڈسکس کرنے جا رہا ہے۔ کرنل ونیٹن کی واپسی تقریباً آدھے

گھنٹے بعد ہوئی۔

"انہیں ستونوں سے کھول کر باہر جیپ پر بٹھاؤ"۔۔۔۔ کرنل
ونیڈن نے کمرے میں موجود فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب کیا واشنگ فیکٹری میں دھلوانے کا خیال ہے"
عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے بُری طرح الجھا دیا ہے۔ مجھے سو فیصد یقین
کہ تم علی عمران ہو۔ لیکن سنجانے تم نے کس قسم کا میک اپ
رکھا ہے کہ کسی طرح صاف ہونے میں ہی نہیں آتا۔ اور اد
نے اپنے اخبار کے دفتر میں سنجانے کیا چکر چلا رکھا ہے کہ و
سے بھی تصدیق کی جاتی ہے کہ تم اصل جیک ہو۔ بہرحال
اور جنرل بارٹر نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں چارٹرڈ طیارے
بٹھا کر سرحد سے باہر دھکیل دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ
تمہارا داخلہ ساؤتھ افریقہ میں سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا
تاکہ تم جو بھی ہو کم از کم ساؤتھ افریقہ میں داخل نہ ہو سکو"
کرنل ونیڈن نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کم از کم ہماری ہتھکڑیاں تو کھول دو۔ نہ ہم سیکر
ایجنٹ ہیں اور نہ ہمارے پاس کوئی اسلحہ ہے کہ تمہیں
کوئی خطرہ ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ ہتھکڑیاں ساؤتھ افریقہ کی سرحد سے باہر ج
ہی کھلیں گی۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور تمہیں خود سر
سے باہر چھوڑ کر آؤں گا"۔۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

ہر کی طرف لپک گیا۔

اور پھر واقعی انہیں فوجی جیپ میں بٹھا کر اور مسلح فوجیوں کے
رے میں ایئرپورٹ لایا گیا۔ وہاں ایک چارٹرڈ طیارے میں
ار کرا دیا گیا۔ طیارے میں کرنل ونیڈن کے ساتھ چار مسلح
ی بھی موجود تھے۔ اور پھر طیارہ فضا میں پرواز کر گیا۔

"تم ہمیں ایکریمیا پہنچاؤ گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہم تمہیں بوٹسوانا پہنچا دیں گے وہاں سے تم جہاں
ہو دفع ہو سکتے ہو"۔۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔ اور عمران سر
خاموش ہو گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ ایک چھوٹے سے
ائی اڈے پر اتر گیا۔ یہ ہوائی اڈہ ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی
اتی ریلوے اسٹیشن ہوتا ہے۔ انہیں طیارے سے باہر لایا
یا۔ اور پھر کرنل ونیڈن نے ہی جا کر وہاں کے افسران سے
چیت کی اس کے بعد انہیں بڑے ہال میں لایا گیا وہاں
ے سیاہ فام ہی تھے۔ پھر کرنل ونیڈن کے حکم پر ان
ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔

جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ اور سنو۔ اب اگر تم نے ساؤتھ افریقہ
خ کیا تو تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی اسے زندگی
ہماری طرف سے انعام سمجھنا"۔۔۔۔ کرنل ونیڈن نے
نت لہجے میں کہا۔ اور پھر پیر پٹختا ہوا واپس مڑ گیا۔
شکریہ کرنل ونیڈن۔ بہرحال تم سے پھر ملاقات ہو گی۔

اور جلد ہی ہو گی" ___ عمران نے کہا۔ لیکن کرنل وینٹن نے کو
جواب نہ دیا اور اپنے فوجیوں سمیت واپس چلا گیا۔
وہاں ہال میں موجود سیاہ فام ان کے گرد اکٹھے ہو گئے
"یہاں کوئی اچھا سا ہوٹل تو ہو گا ہی" ___ عمران نے مسکر
ہوئے ایک سیاہ فام سے کہا۔
"ہاں۔ رین بو ہوٹل اچھا ہوٹل ہے۔ لیکن تم کون ہو" ___
اس سیاہ فام نے جس نے آفیسرانہ ٹائپ یونیفارم پہنی ہ
تھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"میں ڈیلی نیوز ایکریمیا کا سپیشل رپورٹر ہوں اور یہ میرا س
پریس فوٹوگرافر ہے۔ ہم ایک سیاسی فیچر کے لئے جوہنبر
پہنچے۔ تو ان لوگوں نے ہمیں کوئی غیر ملکی جاسوس سمجھ کر پکڑ لی
لیکن جب کچھ ثابت نہ ہو سکا تو ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ ہم
ہمارے پاس رقم محفوظ ہے۔ آؤ میک" ___ عمران نے
جواب دیا۔ اور پھر ٹائیگر کو لے کر وہ بیرونی گیٹ کی طرف
گیا۔ لیکن ابھی وہ گیٹ کے درمیان ہی موجود تھا کہ یکد
ایک سیاہ فام نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔ اور ان ک
قریب آکر بڑے پر اسرار سے انداز میں کہنے لگا۔
"کیا آپ کا نام علی عمران ہے" ___ اس سیاہ فا
چمکتی ہوئی آنکھوں سے غور سے عمران کے چہرے کو د
ہوئے کہا۔ اور عمران اس اجنبی سیاہ فام کے منہ سے
نام سن کر واقعی چونک پڑا۔

"بھائی۔ اسس علی عمران کی وجہ سے تو ہمیں ساؤتھ افریقہ سے
یہاں پہنچایا گیا ہے۔ اب تم ہمیں یہاں سے بھی نکلوانا چاہتے ہو"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"سوری مسٹر۔ ویسے جوزف نے مجھے یہی حلیہ بتایا تھا۔ اس
لئے بہر حال میں معافی چاہتا ہوں" ___ نوجوان نے واپس
مڑتے ہوئے کہا۔ اور عمران جوزف کا نام سن کر بے اختیار
اچھل پڑا۔
"اوہ پلیز۔ بات سنو۔ تم کس جوزف کی بات کر رہے ہو۔
اب جوزف تو واقعی میرا دوست ہے۔ لیکن وہ تو افریقہ کے
جنگلوں کا پرنس ہے۔ یہاں بوٹسوانا میں اس کا کیا کام" ___
عمران نے اس کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔
"مسٹر جوزف کے ساتھ مسٹر جوانا بھی ہیں" ___ نوجوان نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس
لیا۔
"وہ دونوں یہاں پہنچ گئے ہیں فرار ہو کر۔ اوہ اچھا ہوا تم نے
بتا دیا ورنہ میں تو انہیں واقعی افریقہ کے جنگلوں میں ڈھونڈھتا
رہتا" ___ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"آئیے میرے ساتھ۔ میرا نام کورو ہے۔ آئیے" ___ نوجوان
نے کہا اور ایک طرف کھڑی سیاہ کار کی طرف بڑھ گیا۔
"ٹائیگر۔ یہ دونوں نجانے یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔ واقعی
زندگی میں مجھے پہلی بار شدید حیرت کا دھچکا لگا ہے اور دھچکا بھی

اس قدر زوردار ہے کہ ہڈیاں کڑکڑا اٹھی ہیں" ——— عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ ویسے واقعی اُسے بھی شدید حیرت ہو رہی تھی کہ جوزف اور جوانا یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اور پھر انہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس میک اپ میں اور یہاں بوٹسوانا میں ہیں۔

کورو نے انہیں کار میں بٹھایا اور پھر کار تیزی سے اس چھوٹے سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ شہر جلد ہی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد دور دور تک صحرا کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیکن پختہ سڑک اس صحرا کے درمیان سے گزرتی جا رہی تھی۔

"یہ کون سا شہر ہے جناب کورمغز صاحب" ——— عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام کورو ہے جناب۔ یہ کورمغز کیا ہوتا ہے" ——— کورو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب اُسے کورمغز کی کیا سمجھ آنی تھی۔

"کورچشم کا بھائی ہوتا ہے۔ بہرحال شہر کا نام نہیں بتایا تم نے" ——— عمران نے پوچھا۔

"یہ بوٹسوانا کا سرحدی شہر ہیگو ہے" ——— کورو نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کورو نے سڑک چھوڑ کر صحرا میں گاڑی موڑ دی اور کار ہچکولے لیتی ہوئی ریت کے اندر دوڑنے لگی۔ گاڑی چونکہ آٹھ سلنڈر تھی۔ اس لئے طاقتور انجن غراتا ہوا ریت کی پرواہ کئے بغیر انہیں گھسیٹے لئے جا رہا تھا۔ اور پھر دور سے ایک نخلستان کے آثار نظر آنے لگے۔ یہاں اس قسم کے مکان تھے جیسے خانہ بدوشوں کے عارضی مسکن ہوتے ہیں۔ کار ایک چشمے کے کنارے جا کر رک گئی۔

"آیئے" ——— کورو نے کار میں سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور ٹائیگر کار سے اتر آئے۔ کورو انہیں ساتھ لے کر ایک قدرے پختہ مکان کے کھلے احاطے کی طرف لے گیا۔ اور دوسرے لمحے عمران اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں واقعی چند سیاہ فاموں کے ساتھ جوزف اور جوانا دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور ٹائیگر کو احاطے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"باس۔ آپ آ گئے۔ دیکھا جوانا۔ میں نہ کہتا تھا کہ خبریں دینے والے چگورا دیوتا نے مجھے درست خبر دی ہے" ——— جوزف نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا اور جوانا نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"لیکن تم دونوں کو کس دیوتا نے یہاں پہنچایا ہے۔ تم تو وہاں دانا ہاؤس میں براجمان تھے" ——— عمران نے قریب جا کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ ان سے ملو۔ یہ جاشانی قبیلے کے سردار جارد ہیں اور کورو کے باپ۔ اور یہ ہے میرا گمریٹ باس" ——— جوزف نے ایک سفید داڑھی والے سیاہ فام

کے ساتھ عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"خوش آمدید دوستو" ــــــ سردار جارو نے کہا۔ اور
عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"میں کھانا تیار کراتا ہوں۔ تم باتیں کرلو" ــــــ کورو نے
مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"سب سے پہلے تو کوئی غسل خانہ بتاؤ تاکہ ہم جرنلزم کو د
کر کے عام انسان بن سکیں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہو
کہا۔

"ادھر میرے ساتھ آیئے" ــــــ سردار جارو نے کہا۔ اور
پھر وہ عمران اور ٹائیگر کو اپنے ہمراہ لے کر احاطے کے ایک
کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں دو غسل خانے بنے ہوئے تھے۔ جن
کے اوپر بڑے بڑے مٹکے رکھے ہوئے تھے۔

عمران اور ٹائیگر ان غسل خانوں میں داخل ہو گئے۔ پھر جب
وہ نہا دھو کر غسل خانے سے باہر آئے تو وہ دونوں اپنی اص
شکل میں تھے۔ وہاں موجود سیاہ فام انہیں ان بدلی ہوئی
شکلوں میں دیکھ کر بے حد حیرت زدہ دکھائی دے رہے تھے
وہ میک اپ جس نے کرنل ونیٹن کو پاگل کر دیا تھا۔ چشمے
پانی سے بھرے ہوئے مٹکوں نے اس طرح صاف کر دیا
کہ جیسے کبھی میک اپ کیا ہی نہ گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ا
نے مل کر کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے بعد جوزف اور جوان
علیحدگی میں بیٹھ کر جب عمران کو بتایا کہ انہیں طاہر صاحب

بھیجا تھا۔ تاکہ ہم دونوں ساؤتھ افریقہ میں داخل ہو کر آپ سے جا ملیں تو
عمران یہ سن کر حیران رہ گیا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں ساؤتھ افریقہ سے یہاں اس چھوٹے
سے سرحدی قصبے میں آرہا ہوں اور تم نے آدمی بھی ایئرپورٹ پر بھجوا دیا"
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کارنامہ جوانا کا ہے" ــــــ جوزف نے کہا۔

"ماسٹر ہمیں طاہر صاحب نے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ اور آپ
کے نئے حلیئے وغیرہ بھی بتا دیئے تھے۔ تاکہ ہم ساؤتھ افریقہ میں آپ کو
پہچان سکیں۔ ایکریمیا کے جس اخبار کے صحافیوں کا میک اپ آپ
نے کیا تھا وہاں میرا ایک دوست ہے۔ میں مزید تفصیلات حاصل
کرنے کے لئے اس سے وہاں جا کر ملا تو اس نے بتایا کہ ابھی ساؤتھ
افریقہ کے اخبار ساؤتھ ڈیلی کی ایک کرائم رپورٹر ویراجون نے اطلاع دی
ہے کہ ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹر اور پریس فوٹوگرافر کو وہاں کی فوج
نے گرفتار کر لیا ہے اور ان پر شبہ ہے کہ وہ ایشیا کے سیکرٹ
ایجنٹ ہیں۔ اخبار والے تو اعلیٰ حکام سے رہائی کے سلسلے میں بات
چیت میں مصروف تھے۔ لیکن میں فوری ساری صورت حال سمجھ گیا۔
چنانچہ میں نے فوری طور پر وہاں ایک ایسے آدمی سے رابطہ قائم کیا
جس کے تعلقات ساؤتھ افریقہ کی فوج کے کمانڈر جنرل بارٹر سے رہے
ہیں۔ وہ کسی زمانے میں جنرل بارٹر کا اردلی رہا ہے۔ اور گو بعد میں اس
نے فوج کی نوکری چھوڑ دی۔ اور ایکریمیا میں مستقل رہائش رکھ لی۔ اس
نے یہاں ایک جوا خانہ بنا لیا تھا اور اب وہ کروڑوں ڈالروں میں کھیل

رہا ہے۔ لیکن جنرل بارٹر سے اس کے تعلقات ویسے ہی قائم ہیں۔ میں نے کسی زمانے میں اس پر احسان کیا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اس سے رابطہ قائم کیا۔ اور اس سے کہا کہ وہ آپ کے متعلق تفصیل حاصل کر کے مجھے دے۔ اس نے براہِ راست جنرل بارٹر سے بات کی تو جنرل بارٹر نے اُسے بتایا کہ دو صحافیوں کو ایجنٹ کے شبہ میں پکڑا گیا ہے۔ لیکن ان کی اصلیت کا پتہ نہیں چل رہا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں کو چارٹرڈ طیارہ کے ذریعے بوٹسوانا کے سرحدی قصبے ہیگو کے چھوٹے ہوائی اڈے پر اتار دیا جائے گا۔ البتہ ان کا داخلہ ساؤتھ افریقہ میں ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔ اس پر جوزف کو یاد آگیا کہ کسی زمانے میں اس کا ایک دوست بوٹسوانا کے سرحدی قصبے ہیگو کے قریب ایک نخلستان میں آباد ہوا تھا جو ایک بار یہاں کسی شادی کے سلسلے میں آیا بھی تھا۔ چنانچہ ہم نے فوری طور پر یہاں آنے کا فیصلہ کیا۔ پھر ہم نے ایک انتہائی تیز رفتار جیٹ جہاز چارٹرڈ کیا۔ لیکن اس چھوٹے ایئرپورٹ پر چونکہ جیٹ جہاز اتر نہ سکتا تھا اس لیے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم پیراشوٹوں کی مدد سے یہاں اتریں گے۔ تیز رفتار طیارہ اس لئے بک کیا تھا تاکہ ہم آپ سے پہلے پہنچ سکیں۔ ورنہ نجانے آپ یہاں سے کہاں چلے جائیں اور پھر آپ سے ہماری ملاقات نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم نے پیراشوٹ خریدے اور فالکن جیٹ جہاز چارٹرڈ کیا۔ اس انتہائی تیز رفتار طیارے نے اٹھارہ گھنٹے کا سفر انتہائی رفتار سے پرواز کرتے ہوئے صرف چار گھنٹوں میں طے کر لیا۔ اسی طرح ہم یہاں پہنچے۔ اور یہاں

پیراشوٹوں کی مدد سے ہم صحرا میں اتر گئے۔ گو انتہائی تیز رفتار طیارے سے اس طرح پیراشوٹوں کی مدد سے اترنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک تھا۔ لیکن بہرحال ہم صحیح سلامت اتر جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور طیارہ واپس چلا گیا۔ اب یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم یہاں سے قریب ہی اترے تھے۔ یہاں کے لوگوں نے ہمیں اترتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہی وہ نخلستان ہے جس کا سردار جوزف کا دوست ہے۔ اس کا بیٹا ٹیکسی چلاتا ہے۔ اور ایئرپورٹ سے دور تک کے علاقوں کے مسافر لے جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اُسے آپ کے حلیے بتا کر ایئرپورٹ فوراً بھجوا دیا۔ اور وہ آپ کو لے آیا۔ بس یہ ہے ساری کہانی" ـــــ جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"ہونہہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ڈیرا جون نے فون کر دیا تھا۔ اخبار کے دفتر۔ گڈ شو۔ چلو اس طرح تم سے ملاقات ہو گئی۔ ورنہ نجانے تم کہاں کہاں گھومتے پھرتے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف اور جوانا نے سر ہلا دیئے۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ـــــ جوانا نے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو صفدر اور اس کے ساتھیوں کی خبر لینی ہے۔ انہوں نے تو مجھے بتایا کہ صفدر، تنویر اور جولیا کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا ہے۔ لیکن مجھے اس خبر پر یقین نہیں آ رہا۔ کیونکہ تینوں ہی ٹاپ ایجنٹ ہیں نہ اتنی آسانی سے قابو آنے والے ہیں اور نہ مرنے والے بہرحال معلوم کرنا تو ضروری ہے" ـــــ عمران نے کہا اور جیب سے

وہی قلم نکال کر اس کے کلپ کو ذرا سا نیچے کیا اور پھر کلپ کو مخصوص انداز
میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلپ کے کنارے پر ایک ستارہ
سا جھلملانے لگا۔ عمران نے چند لمحے رک کر دوبارہ کلپ کو مخصوص
انداز میں مسلسل دبانا شروع کر دیا۔ اور پھر اچانک جب کلپ کے
کنارے پر بیک وقت دو ستارے جھلملانے لگے تو عمران کے
چہرے پر اطمینان اور مسرت کے آثار واضح طور پر نمایاں ہو گئے۔
کیونکہ دوسرے ستارے کا کلپ پر نمودار ہونے کا مطلب
تھا کہ کال اٹنڈ کی جا رہی ہے۔ اور ظاہر ہے اس مخصوص ٹرانسمیٹر
کی کال سوائے صفدر کے اور کوئی اٹنڈ ہی نہ کر سکتا تھا۔ اور
صفدر کے کال اٹنڈ کرنے کا مطلب تھا کہ کرنل ونیٹن کی اطلاع
غلط تھی۔

عمران نے اب کلپ کو مسلسل دبانا شروع کر دیا اور پھر رک
کر اس نے قلم کو کان سے لگا لیا۔ کافی دیر تک وہ قلم میں سے
نکلنے والی ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی مخصوص آوازیں سنتا رہا۔ جب ایک
لمبی ٹک کے بعد آواز نکلنی بند ہو گئی تو عمران نے کلپ کو پھر
دبانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد [illegible] رک کر اس نے قلم کو دوبارہ
کان سے لگا لیا۔ اور اس بار دوسری طرف سے آوازیں سننے
بعد اس نے کلپ کو دو بار مخصوص انداز میں دبایا اور کلپ کو دوبارہ
اوپر چڑھا کر اس نے قلم کو واپس جیب میں ڈال لیا۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ کیا خبر ہے" ـــــ جوانا نے اشتیاق بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"وہ تینوں بخیریت ہیں۔ دھوکے میں مار ضرور کھا گئے تھے لیکن بچ
گئے ہیں۔ اور میں نے انہیں آئندہ پروگرام کے بارے میں ہدایات
ے دی ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور
نا، جوزف اور ٹائیگر تینوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔
"باس۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں کسی اور میک اپ میں
ذتھ افریقہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ میرے ذہن کے مطابق تو ہم
سن کے آدمیوں کا اگر میک اپ کر لیں تو پھر وہاں ہماری چیکنگ
و سکے گی" ـــــ ٹائیگر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔
"اصل مسئلہ وہاں کاغذات کا ہے۔ کرنل ونیٹن کو تو بہرحال
ل یقین ہے کہ ہم جرنلسٹ نہیں ہیں۔ اس نے تو یقیناً جنرل بارٹر
کہنے پر ہمیں ساؤتھ افریقہ سے یہاں منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ
ہاں ہم ایکریمیا کے ٹاپ جرنلسٹ تھے اور جنرل بارٹر ہماری
ں لے کر ساؤتھ افریقہ کے لئے کوئی عذاب نہ خرید کرنا چاہتا
ہ لیکن اب بھی وہ ہماری طرف سے پوری طرح محتاط ہو گا۔ اور
د اس نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے۔ اس لئے اس نے لازماً بوٹسوانا
ساؤتھ افریقہ کی سرحدی پٹی پر نگرانی انتہائی سخت کرا دی ہو
ـــــ عمران نے کہا۔
سں سردار سے اس سلسلے میں بات کی جائے یہ لوگ
عرصے سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کے تعلقات
ہوں کہ ہم ان کی مدد سے سرحد عبور کر جائیں" ـــــ جوزف
کہا اور عمران چونک پڑا۔

"اوہ ہاں - ویسے تمہارے دوست سردار کا بیٹا کورد خاصا ذہین اور تیز نوجوان نظر آتا ہے - اُسے ذرا بلاؤ" ـــــ عمران نے چونک کر کہا اور جوزف اٹھ کر باہر چلا گیا - تھوڑی دیر بعد وہ کورد اور اس کے باپ سردار کو ساتھ لے کر آیا -

"باس - میں نے بات کر لی ہے - یہ ایک ایسا راستہ جانتے ہیں جہاں چیکنگ نہیں ہو گی" ـــــ جوزف نے کہا -

"مجھے تفصیل بتاؤ - وہاں عام حالات نہیں ہیں" ـــــ عمران نے کہا -

"جناب آپ میرے دوست جوزف کے باس ہیں - اور جوزف کے اس زمانے میں مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں - جب میں اس کے ساتھ ایکریمیا میں رہتا تھا - اس لئے آپ بے فکر رہیں - میرا بیٹا کورد آپ کے ساتھ جائے گا اور آپ کی مکمل رہنمائی کرے گا - یہ ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار ہے" ـــــ جوزف کے دوست سردار نے اپنے بیٹے کورد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا -

"آپ کا شکریہ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوزف کا دوست اپنے بیٹے کورد کو وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا -

"آپ نے جوہنبرگ جانا ہے" ـــــ کورد نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا -

"ہاں - لیکن سنو - وہاں انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی

اس لئے مجھے تفصیلات بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا -

"جناب - میں آپ کو اپنی کار میں یہاں سے سرحد پہ لے جاؤں گا - بالکل سرحد کے اوپر ایک گاؤں ہے کابورا - کابورا سے ہم جیپ حاصل کریں گے - اور پھر ایک چھوٹے سے جنگل کو کراس کر کے ساؤتھ افریقہ کے ایک سرحدی قصبے بچانک پہنچ جائیں گے - اس سرحدی قصبے کے پاس ہی ایک بہت بڑی فیکٹری ہے - کھاد بنانے والی فیکٹری - اس فیکٹری میں جوہنبرگ کے کئی سفید فام ہی آفیسر ہیں - بے شمار لوگ ہیں - وہاں سے ہم آسانی سے ان میں سے کسی کی کار میں جوہنبرگ پہنچ سکتے ہیں - فیکٹری کا لیبر انچارج میرا دوست ہے - وہ سیاہ فام ہے - اور ویسے بھی بہت بڑا سمگلر اور جرائم پیشہ آدمی ہے - وہ ہماری مدد کرے گا" ـــــ کورد نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا -

"اوہ - ویری گڈ ـــــ یہ اچھا پلان ہے - ہم ان آفیسرز میں سے اپنے مطلب کے آدمی چن کر ان کے میک اپ میں جوہنبرگ میں آسانی سے داخل ہو سکیں گے - وہاں تمہارے دوست کے پاس میک اپ کا سامان مل سکے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا -

"اگر اس کے پاس نہ ہوا تو وہ بہرحال بندوبست ضرور کرے گا - اس کے ہاتھ خاصے لمبے ہیں" ـــــ کورد نے کہا -

"کتنے لمبے - گھٹنوں سے نیچے تک تو نہیں جاتے" ـــــ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا -

"گھٹنوں سے نیچے تک ــــ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ــــ کورو نے حیران ہو کر کہا۔
"کبھی گوریلا دیکھا ہے۔ جسے بن مانس کہا جاتا ہے" ــــ عمران نے اُسی طرح سنجیدگی سے پوچھا۔
"ہاں دیکھا ہے فلموں میں۔ کیوں" ــــ کورو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"اچھا۔ میں نے سمجھا آئینے میں دیکھا ہو گا۔ بہرحال تم نے دیکھا ہو گا کہ بن مانس کے ہاتھ اس کے گھٹنوں سے نیچے تک لمبے ہوتے ہیں۔ اور تم نے خود کہا ہے کہ تمہارے اس لیبر انچارج کے ہاتھ بہت لمبے ہیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کورو ایک لمحہ تک تو خاموش رہا۔ پھر یک لخت کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"اوہ۔ آپ واقعی بہت گہرا مذاق کرتے ہیں صاحب۔ میرا مطلب تھا کہ اس کے تعلقات بہت ہیں" ــــ کورو نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔
"اچھا۔ ان کا کوئی نتیجہ بھی نکلا یا کسی پیر فقیر کے پاس جانا پڑے گا" ــــ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو کورو ایک بار پھر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا۔
"نتیجہ ــ پیر فقیر۔ کیا مطلب" ــــ کورو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یار۔ تم تو ہر بات کا مطلب پوچھنے بیٹھ جاتے ہو۔ بھائی تعلقات

کا نتیجہ تو بہرحال نکلتا ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور نہ ہو تو پھر پیروں فقیروں کے تعویز" ــــ عمران نے کہا اور کورو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"تعلقات سے میرا مطلب ......" ــــ کورو نے ہنستے ہوئے کہنا شروع کیا۔ لیکن پھر اس طرح منہ کھولے خاموش ہو گیا جیسے اسے اپنے مطلب کے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔
"بہرحال جو بھی مطلب ہو۔ تمہاری پلاننگ ٹھیک ہے۔ چلو کار لاؤ۔ ہم نے ابھی چلنا ہے" ــــ عمران نے مسکرا کر اس کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور کورو الفاظ کی تلاش چھوڑ کر ہنستا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سی سیکرٹ ایجنٹ
ہر حالت میں تلاش
فوراً گولیوں سے

اش کر لیں گے

گولیوں سے
۔ جیسورا نے

جیسورا کی حالت واقعی پاگلوں جیسی ہو رہی تھی۔ وہ ... ی سے اِدھر
کمرے کے اندر ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب ... نی شروع کر
طرح مسخ ہو رہا تھا۔ ایک طرف کرسی پر کرنل جوہم بیٹھا ہوا بار بار
" تم نے خواہ مخواہ انہیں دور لے جا کر گولی مارنے لگیں ۔
دی۔ وہیں اڑا دینا تھا گولیوں سے " ـــــ کرنل جوہم ... جیسورا نے
تلخ لہجے میں کہا ۔
" اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا واقعہ بھی پیش آ سکتا ہے ... لمحوں
مکمل طور پر بے حس تھے ۔ اور یہاں دور دور تک کوا بو تنظیم
کسی آدمی کے متعلق اطلاع موجود نہ تھی۔ لیکن اس کے ... دنگ
ہمارے چار آدمیوں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ ان کی مشینیں ... دنگ
بھی غائب ہیں۔ اور وہ بے حس و حرکت لوگ بھی اس طرح ... ایجنٹ
ہو چکے ہیں جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان ۔ ... لے رہے

اور تمہارے ونگ میں اگر یہ لوگ داخل ہو جائیں تو انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا۔ گرفتاری وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنا اوور۔ کے اوور" ـــــ جیسورا نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس اوور " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل " ـــــ جیسورا نے پیچ کر کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے میز پر ایک طرف رکھے ہوئے سرخ رنگ کے وائرلیس فون کا پیس اٹھا کر اس پر مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ـــ ایرک اٹنڈنگ " ـــــ رابطہ ہوتے ہی ایک آواز ابھری۔

" ایرک ۔ ہیڈ کوارٹر کا مکمل حفاظتی نظام آن کر دو۔ اور کسی کو ہیڈ کوارٹر سے باہر جانے یا باہر سے اندر آنے کی ہرگز اجازت نہ دینا جب تک میں دوبارہ کال نہ کروں " ـــــ جیسورا نے تیز لہجے میں کہا۔

" مگر اس اچانک آرڈر کی وجہ باس " ـــــ ایرک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" وہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ جو سیکشن سے فرار ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق ونگ تھری نے اطلاع دی ہے کہ انہیں ونگ تھری میں دیکھا گیا ہے ۔ وہ انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے ونگ فور کو بھی الرٹ کر دیا ہے کہ جیسے ہی یہ لوگ نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے ۔ ان کا رخ بتا رہا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر کی طرف

آرہے ہیں ۔ وہ تعداد میں تین ہیں ۔ ہیڈ کوارٹر کا راستہ یقیناً ا
اس آدمی نے بتایا ہوگا جس نے انہیں بچایا ہوگا ۔ اور وہ ہمارے
ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کو بھی جانتا ہوگا ۔ وہ یقیناً انتقام لینے
کے لئے آرہے ہیں ۔ گو وہ راستے میں ہی مارے جائیں گے لیکن
اس کے باوجود ہیڈ کوارٹر کی حفاظت انتہائی ضروری ہے جب
تک ان کی موت کی اطلاع نہ آجائے" ——— جیسورا نے وضاحت
کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ٹھیک ہے باس ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اول تو وہ یہاں
تک پہنچ ہی نہیں سکتے اگر کسی طرح آ ہی گئے تو پھر کسی صورت بھی
زندہ نہ رہ سکیں گے " ——— ایرک نے کہا اور جیسورا نے او کے
کہہ کر کریڈل دبایا اور فون پیس واپس میز پر رکھ دیا ۔

" تم نے کیسے فرض کر لیا جیسورا کہ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے
آرہے ہیں ۔ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے انہیں کیا ملے گا ۔ ایک بات
اور دوسری یہ کہ کوابو تنظیم آج تک تمہارے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے
کی ہمت نہیں کر سکی تو ان تین نہتے ایجنٹوں نے کیا کرنا ہے " ———
کرنل جوہم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" کرنل جوہم ۔ تم ان سیکرٹ ایجنٹوں کو نہیں جانتے جب کہ
میرا اکثر ان سے واسطہ پڑتا رہتا ہے ۔ ایرک کو تو میں نے صرف
اتنا کہا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ انتقام لینے آرہے ہوں لیکن مجھے
یقین ہے کہ ایسی کوئی بات نہ ہوگی ۔ سیکرٹ ایجنٹ ذاتی انتقام
کی بجائے اپنے مشن کی تکمیل پہلے چاہتے ہیں اور اسی لئے ان کا

رخ معلوم ہوتے ہی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر کیوں آ
رہے ہیں " ——— جیسورا نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا ۔

" اگر وہ انتقام لینے نہیں آرہے تو کیا ان کا دماغ خراب ہے
کہ وہ ادھر آرہے ہیں ۔ ان کا مشن بجے گروپ کا ہیڈ کوارٹر تو تباہ
کرنا نہیں ہے " ——— کرنل جوہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا اور جیسورا مسکرا دیا ۔

" کرنل جوہم ۔ نہتے سیاہ فاموں پر ظلم کرنا اور بات ہے ۔
سیکرٹ ایجنٹ اور بات ہے ۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں انہیں
معلوم ہو گیا ہے کہ ان کی شناخت اور پروگرام کا ہمیں علم ہو
چکا ہے ظاہر ہے ۔ اب ہم نے نمیبیا اور انگولا کی سرحد پر انتہائی
سخت ترین چیکنگ کرنی ہے ۔ اور جیسا کہ ہم نے ہدایات بھی دے
دی ہیں اس صورت میں ان کا سرحد پار کرنا انتہائی مشکل ہو
جائے گا ۔ اگر تم اپنے آپ کو ان کی جگہ رکھ کر سوچو تو پھر تمہیں
اس کا صحیح ادراک ہوگا " ——— جیسورا نے کہا ۔

" تم بات تو کرو ۔ کہنا کیا چاہتے ہو " ——— اس بار کرنل جوہم
نے قدرے جھنجلا کر کہا ۔

" وہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے اس لئے آرہے ہیں تاکہ یہاں
سے ایسے افراد کو اغوا کر لیں جن کا میک اپ کر کے وہ آسانی
سے سرحد پار کر جائیں ۔ ظاہر ہے ہم اپنے ہی آدمیوں کی چیکنگ
تو نہ کریں گے " ——— جیسورا نے کہا تو کرنل جوہم کا منہ کھلے کا کھلا

رہ گیا۔

" اوہ۔ اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر تو انہوں نے بہت گہری بات سوچی ہے۔ میرے ذہن میں تو سرے سے یہ آئیڈیا تک نہ تھا"

" مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ بہرحال ان کی یہ غلط فہمی انہیں لے ڈوبے گی کہ میں ایک عام سا دہشت گرد ہوں انہیں ہرگز یہ معلوم نہیں کہ میں بھی کسی زمانے میں بہت معروف سیکرٹ ایجنٹ رہا ہوں اور دہشت گردی میں میری اب تک کی کامیابی کا اصل راز بھی اسی بات میں پنہاں ہے"۔۔۔ جیسورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل جوہم نے سر ہلا دیا۔

" ابھی تک تمہارے نمبر تھری کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ حالانکہ اب تک کچھ نہ کچھ ہو جانا چاہیئے"۔۔۔ کرنل جوہم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ لوگ بے حد ہوشیار ہوں گے۔ اس لئے آسانی سے کہاں تو جائیں گے۔ بہرحال مارے ضرور جائیں گے۔ یہ بات طے ہے" جیسورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ اور اس میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

" لو آگئی ان کے مارے جانے کی اطلاع"۔۔۔ جیسورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔ ونگ تھری کالنگ اوور"۔۔۔ تیز آواز سنائی دی۔

" یس۔۔۔ جے اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ جیسورا نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ ہم نے انہیں گھیر لیا ہے وہ ایک دلدل کے قریب پہنچ گئے ہیں اور وہ مسلسل اور چاروں طرف تیز فائر کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے گروپ نے انہیں چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی ان پر مسلسل فائر کرتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے اندھا دھند راؤنڈ فائر کی وجہ سے اب تک ہمارے چھ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس آدمیوں کی تعداد کافی ہے۔ اس لئے وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے۔ اوہ ایک منٹ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔ ونگ تھری کالنگ اوور"۔۔۔ کچھ دیر بعد وہی پر جوش اور تیز آواز سنائی دی۔

" یس۔۔۔ کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ جیسورا نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہم نے انہیں مار گرایا ہے باس۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں باس ہم نے ان کی لاشیں بھی چیک کر لی ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی سیاہ فام ہے۔ جب کہ دو ایکریمین ہیں۔ ان کی لاشیں گولیوں

سے چھلنی ہوگئی ہیں اوور" ـــــ ونگ تھری نے انتہائی پُرجوش
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ چا گنتی۔ تم نے خود ان کی لاشیں اپنی آنکھوں
سے دیکھی ہیں اوور" ـــــ جیسورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اسی لئے تو میں کال ہولڈ کر کے خود گیا تھا۔ میں
نے خود ان کی لاشیں چیک کی ہیں اوور" ـــــ ونگ تھری نے
کہا۔

"اوکے ـــــ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔
ویری گڈ۔ اب ایسا کرو ان کی لاشیں اپنے ساتھ لے کر یہاں
ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں چیک کرنا
چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ ان کے ساتھ جو سوئس عورت تھی وہ یقیناً
وہیں چھپی ہوئی ہوگی۔ وہ مشن میں ساتھ نہ آئی ہوگی۔ اس لئے تم
وہاں اُسے تلاش کراؤ اور جیسے ہی وہ نظر آئے اُسے گولی مارنے
کی بجائے زندہ گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دینا اوور اینڈ آل"
جیسورا نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے فریکونسی تبدیل کر کے
ونگ فور کو اطلاع دی کہ ونگ تھری ان لوگوں کو ہلاک کرنے
میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور اب وہ لاشیں بھجوا رہا ہے۔ اس
لئے وہ اب مطمئن ہو جائیں۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون
پر ایرک کو بھی اطلاع کر دی کہ سپر حفاظتی نظام ختم کر دیا جائے۔
اور جیسے ہی لاشیں ہیڈ کوارٹر پہنچیں انہیں اس کے دفتر میں پہنچا
دیا جائے۔ پھر فون بند کر کے وہ سامنے بیٹھے کرنل جوہم سے

مخاطب ہو گیا۔

"دیکھا تم نے کرنل جوہم میرے انتظامات کی وجہ سے وہ کتنی
آسانی سے ہلاک ہو گئے ہیں" ـــــ جیسورا کے لہجے میں مسرت تھی۔

"لیکن تم تو سیکرٹ ایجنٹوں کو جتنا عقلمند اور زیرک بتا رہے
تھے اتنے وہ نکلے نہیں ہیں آسانی سے مر گئے ہیں" ـــــ کرنل
جوہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یہ لوگ اتنی آسانی سے کبھی نہ مرتے۔
یہ تو میں نے یہاں انتظامات ہی ایسے کر رکھے ہیں کہ انہیں مرنا پڑا۔
اور انہی انتظامات کی وجہ سے تو آج تک کابو گوریلوں کو ہیڈ کوارٹر
پر کوئی کامیاب حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی" ـــــ جیسورا
نے کہا اور کرنل جوہم نے سر ہلا دیا۔

"اب یہ لاشیں کب تک یہاں پہنچیں گی" ـــــ کرنل جوہم نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خصوصی جیپ پر آ رہی ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے
کے اندر پہنچ جائیں گی" ـــــ جیسورا نے کہا۔

"اوکے۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ جب یہ لاشیں آ
جائیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا۔ میں خود بھی انہیں دیکھنا چاہتا ہوں"
کرنل جوہم نے کہا اور جیسورا کے سر ہلانے پر وہ بیرونی دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

کرنل ڈنیٹن اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر میں سے اچانک ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور کرنل ڈنیٹن نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ جیکال کالنگ اوور" ۔۔۔ ایک پتلی سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ جیکال تم۔ یس۔ کرنل ڈنیٹن اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔ کرنل ڈنیٹن نے جیکال کا نام سنتے ہی بری طرح چونک کر پوچھا۔

"باس۔ میں نے تمام انکوائری مکمل کر لی ہے۔ یہ دونوں ایئرپورٹ سے ایک پرائیویٹ ٹیکسی میں بیٹھ کر قریبی نخلستان میں گئے ہیں۔ یہاں دو لمبے تڑنگے ایکریمی حبشی پہلے سے موجود تھے۔

وہاں انہوں نے غسل کیا۔ جب یہ غسل خانے سے باہر آئے تو دونوں ایکریمین ایشیائی بن چکے تھے اس کے بعد انہوں نے کھانا کھایا اور پھر یہاں کے سردار کے بیٹے کورو کو ساتھ لے کر اس کی ٹیکسی میں گئے ہیں اوور" ۔۔۔ جیکال نے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ غسل خانے میں جا کر انہوں نے میک اپ کیسے صاف کر لیا۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کوئی خاص چیز ان کے پاس پہلے سے موجود تھی جس سے یہ میک اپ اتار سکتے تھے۔ اوہ۔ مجھے ان کی مکمل اور بھرپور تلاشی کا خیال ہی نہیں آیا۔ بہرحال اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ یہ ایکریمین جرنلسٹ نہ تھے۔ بلکہ میرے ذہن کے مطابق وہی ایجنٹ تھے کاش میں انہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ لیکن ان بدبختوں نے میک اپ ہی ایسے آدمیوں کا کر رکھا تھا کہ جنرل بارٹھ نے ان کی موت کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بہرحال اب بتاؤ کہ وہ گئے کہاں ہیں اوور" ۔۔۔ کرنل ڈنیٹن نے بری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں اس سردار کے ایک ملازم کو بھاری رقم رشوت میں دے کر صرف اتنا معلوم کر سکا ہوں کہ کورو ان سے باتیں کر رہا تھا اور وہ ملازم اس وقت کمرے کی دوسری طرف کھڑکی کے پاس کام کر رہا تھا۔ اس کے کانوں میں اس گفتگو کے کچھ حصے ہی پڑے ہیں۔ جن کو سن کر میں نے بڑی مشکل سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ لوگ کورو کی جیپ میں کسی سرحدی گاؤں کابورا جائیں گے وہاں سے جیپ پر سفر کر کے کسی دوسرے سرحدی قصبے بچانگ

پہنچیں گے۔ وہاں سے کسی کھاد فیکٹری میں جائیں گے۔ بس اتنی بات ہی سمجھ آئی ہے۔ لیکن اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ کابورا، بچانگ اور یہ کھاد فیکٹری کہاں ہیں۔ اور یہ بات بھی کہ ایسی جگہیں ہیں بھی سہی یا نہیں۔ میں نے خود یہ نام پہلی بار سنے ہیں۔ اوور" ——— جیکال نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ تم ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔ میں یہاں دیکھتا ہوں اوور اینڈ آل" ——— کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

"یس" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹریسیا، میرے دفتر میں بوٹسوانا اور ساؤتھ افریقہ کا تفصیلی سرحدی نقشہ لے آؤ۔ فوراً، ابھی، اسی وقت" ——— کرنل ونیٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— ٹریسیا نے جواب دیا اور کرنل ونیٹن نے رسیور رکھ دیا۔

"کاش میں انہیں گولیاں مار دیتا۔ لیکن یہ میک اپ کم بخت نجانے کس طرح اترا" ——— کرنل ونیٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ٹریسیا اندر داخل ہوئی۔ چست فوجی یونیفارم میں اس کا جسم خاصا نمایاں نظر آ رہا تھا۔ اس کے

ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ کرنل ونیٹن کی نظریں اس کے جسم کی بجائے اس کے ہاتھ میں موجود نقشے کے رول پر جمی ہوئی تھیں۔

"جلدی لے آؤ ادھر" ——— کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا اور ٹریسیا تیزی سے آگے بڑھی اور نقشہ کرنل ونیٹن کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ کرنل ونیٹن نے انتہائی برق رفتاری سے نقشہ کھولا۔ اور اسے میز پر اپنے سامنے کے رخ بچھا کر وہ اس پر جھک گیا۔ اس کی تیز نظریں بڑی باریک بینی سے بوٹسوانا اور ساؤتھ افریقہ کی سرحدی پٹی کو دیکھ رہی تھیں۔ لیکن کافی دیر تک غور سے دیکھنے کے بعد اس کے چہرے پر مایوسی سی ابھر آئی۔

"نہیں۔ اس میں تو نہ کابورا ہے نہ بچانگ اور نہ ہی وہ کھاد فیکٹری۔ بس جیکال احمق نے غلط اندازہ لگایا ہے" ——— کرنل ونیٹن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بچانگ۔ آپ بچانگ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں کرنل" ایک طرف کھڑی ٹریسیا نے چونک کر کہا۔

"اوہ کیا مطلب۔ کیا تم بچانگ نامی کسی قصبے کے متعلق جانتی ہو" ——— کرنل ونیٹن تیز نظروں سے ٹریسیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل ——— میں تو رہنے والی ہی بچانگ کی ہوں۔ میرے والد تو اب بھی وہیں رہتے ہیں" ——— ٹریسیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ——— کہاں ہے وہ" ——— کرنل ونیٹن نے تیز نظروں سے ٹریسیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بوٹسوانا کی سرحد کے قریب ہے کرنل۔ ایک چھوٹا سا سرحدی قصبہ ہے۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ___ ٹریسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"لیکن یہاں نقشے میں تو اس کا نام ہی موجود نہیں ہے حالانکہ یہ تفصیلی نقشہ ہے" ___ کرنل ونیڈن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نقشے میں ___ اوہ۔ یہ تو اس کا عام نام ہے کرنل۔ سرکاری نام تو اسکا راکوبا ہے۔ چھوٹا سا قصبہ ہے" ___ ٹریسیا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ راکوبا۔ اوہ" ___ کرنل ونیڈن نے کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

"ہاں۔ راکوبا موجود ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی۔ تھینک یو ٹریسیا۔ ورنہ میں تو واقعی بُری طرح الجھ گیا تھا۔ اب یہ بتاؤ کہ بیجانگ کے قریب کہیں کوئی کھاد فیکٹری بھی ہے"۔ کرنل ونیڈن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھاد فیکٹری ___ جی ہاں۔ دو سال قبل بیجانگ سے بیس کلو میٹر دور جوہنبرگ کی طرف آنے والی مین شاہراہ کے کنارے پر ایک بڑی کھاد فیکٹری بنائی گئی ہے" ___ ٹریسیا نے جواب دیا۔

"ھم۔ یہ بیجانگ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے" ___ کرنل ونیڈن نے پوچھا۔

زیادہ سے زیادہ تین سو کلو میٹر باس" ___ ٹریسیا نے
ب دیا۔
ٹھیک ہے۔ اب بات واضح ہو گئی۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم
لتی ہو" ___ کرنل ونیڈن نے کہا۔
مگر کرنل۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں
رہے ہیں" ___ ٹریسیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
وہ ایکریمین صحافی جنہیں بوٹسوانا پہنچایا گیا تھا۔ وہ واقعی
ائی سیکرٹ ایجنٹ تھے۔ ان کے پاس میک اپ صاف
نے کا کوئی خاص راز موجود تھا۔ جس کا ہمیں پتہ نہ چل سکا انہوں
وہاں جا کر میک اپ صاف کر لیا۔ اس کے بعد یہ لوگ وہاں
کار یہ کسی سرحدی قصبے کا بو راستے گزر کر بیجانگ پہنچیں گے۔
ے آدمی نے یہی اطلاع دی ہے۔ اور اب مجھے فوری طور پر
نگ پہنچنا ہو گا تاکہ وہاں انہیں چیک کیا جا سکے۔ ورنہ یہ
انتہائی آسانی سے بیجانگ سے جوہنبرگ پہنچ جائیں گے۔
ہم بے خبر رہیں گے" ___ کرنل ونیڈن نے کہا اور اس
ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
ع کر دیئے۔
ہیلو کرنل ونیڈن کالنگ کرنل ڈوجان" ___ کرنل ونیڈن نے
قائم ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔
یس کرنل ڈوجان اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے کرنل۔ آپ کچھ
ان نظر آتے ہیں" ___ دوسری طرف سے کرنل ڈوجان

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کرنل ڈوجان۔ میں نے بوٹسوانا میں موجود ایک ایکرمین
کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ مجھے ان ایکرمینز کے متعلق رپورٹ
کہ یہ کہاں گئے ہیں اور ان کی کیا سرگرمیاں ہیں۔ اس
ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ وہ ایکرمین نہ تھے۔ بلکہ وہی
ایجنٹ تھے۔ انہوں نے وہاں کسی نخلستان میں پناہ لی جہاں
ایکرمین حبشی پہلے سے ان کے منتظر تھے۔ وہاں انہوں
غسل کرتے ہوئے سنجانے کس طرح اپنے میک اپ صاف
لیئے۔ اور پھر کسی کورو کے ساتھ وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے
مزید انکوائری پر میرے آدمی کو صرف اتنا پتہ چل سکا ہے
انہوں نے کابورا سے ہو کر سیجانگ جانا ہے۔ اور وہاں
کھاد فیکٹری کا بھی ذکر کر رہے تھے۔ میں نے تو نقشہ دیکھا
نہ مجھے کابورا نظر آیا اور نہ سیجانگ۔ لیکن ٹریسیا نے مجھے
ہے کہ وہ سیجانگ کی رہنے والی ہے۔ اور سیجانگ عام نام
اس کا سرکاری نام راکوبا ہے۔ راکوبا نقشے میں موجود ہے
اور ٹریسیا ہی نے بتایا ہے کہ وہاں دو سال پہلے کھاد فیکٹری
بھی بنائی گئی ہے۔ تم یہ بتاؤ کرنل کہ ان علاقوں کا انچارج
ہے" ——— کرنل ونیٹن نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ کرنل۔ یہ تو انتہائی اہم اطلاع ہے۔ ہمیں وہاں خو
چلے ہیئے" ——— کرنل ڈوجان نے کہا
"میں خود تو وہاں جا رہا ہوں۔ لیکن ہمارے جانے تک کم از

وگ الرٹ تو رہیں۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں" ——— کرنل
ن نے جواب دیا۔
ہاں کا انچارج میجر فوشن ہے۔ خاصا تیز طرار آدمی ہے۔
سے الرٹ کر دیتا ہوں" ——— کرنل ڈوجان نے کہا۔ ئے
م اُسے الرٹ کر دو۔ اور ایک ہیلی کاپٹر فوری طور پر ادر
د۔ ہم دو ہوشیار آدمی ساتھ لے جائیں گے۔ زیادہ کا کم
ن ضرورت نہیں ہے۔ تم بھی اگر چلنا چاہو تو مجھے کوئی بھی
ن نہیں ہے۔ لیکن ہمیں فوراً روانہ ہونا ہے" ——— ک کے اوپر
ہ نے کہا۔
ونیٹن سیجانگ
آدمی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ طاقتور دوربین
ے خاصے فوجی موجود ہیں۔ اور میں آپ کے ساتھ یقین ہو کہ ان
ا۔ آپ آ جائیں ہیلی پیڈ پر۔ ہیلی کاپٹر تیار ہے ضرور سوار
ڈوجان نے کہا اور کرنل ونیٹن نے او۔ کے کہ
ر رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔
س وہ سارا علاقہ میرا اچھی طرح دیکھا ہوا ہے۔ اگر
دیں تو میں آپ کے ساتھ چلوں" ——— ٹریسیا ۔
ک خاموش کھڑی تھی بول پڑی۔
ہاں۔ چلو۔ کوئی حرج نہیں ہے" ——— کرنل ونیٹن نے
نے ہوئے کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
کے ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک چھوٹا لیکن خاصا

تیز رفتار فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس کے ساتھ ہی کرنل
اور ہیلی کاپٹر پائلٹ بھی موجود تھا۔
"آئیے کرنل۔ کیا کیپٹن ٹریسیا بھی ساتھ جائیں گی"
اڈوجان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ یہ اس علاقے کی رہنے والی ہے۔ اس لئے ہو
ایکریمیا ان کی موجودگی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے۔ تم نے میجر
عسل کو الرٹ کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل ونیٹسن نے پوچھا۔
لئے۔ اور بس۔۔۔۔ اور میجر نوشن فوری طور پر حرکت میں آ گیا
مزید انکوائری بھی تیز کام کرنے والا آدمی ہے۔ اور مجھے یقین
انہوں نے پہنچنے تک وہ ان لوگوں کو ٹریس بھی کر چکا ہو گا۔
کھاد فیکٹری ہے کہ وہ کابورا کے بارے میں بھی جانتا ہے۔
نہ مجھے کابو سرحدی قصبہ ہے۔ اور اس کے اور بیجانگ کے
ہے کہ وہ جنگل پھیلا ہوا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ جنگل کی
اس کا رخ کریں گے۔ اس طرح یہ لوگ آسانی سے پکڑے
اور ٹھہرے"۔۔۔۔۔ کرنل ڈوجان نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور
بھی سیٹسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ ہیلی کاپٹر
سوار ہو گئے۔ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر کرنل ونیٹسن
آ گیا۔ جب کہ عقبی سیٹوں پر کرنل ڈوجان اور ٹریسیا
کرنل ونیٹسن نے سیٹ کے اوپر ہک سے لٹکی ہوئی
دوربین اتار کر اپنی گود میں رکھ لی۔ ہیلی کاپٹر چند لمحے بعد
میں بلند ہوا اور پھر خاصی بلندی پر جا کر وہ شمال کی سمت

کر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔
"جو ہنبرگ سے جو سڑک بیجانگ جاتی ہے اس سڑک کے
اوپر اوپر چلو"۔۔۔۔۔ کرنل ونیٹسن نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور پائلٹ نے سر ہلا کر ہیلی کاپٹر کا رخ ذرا سا موڑا اور پھر آگے
بڑھنے لگا۔ کرنل ونیٹسن نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ اور
نیچے دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے دور سے ایک بل کھا کر
جاتی ہوئی سڑک نظر آنے لگی جس پر اکا دکا ٹریفک چل رہی تھی۔
ہیلی کاپٹر اس سڑک کے اوپر پہنچ کر مڑا اور پھر سڑک کے اوپر
اڑتا ہوا تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ کرنل ونیٹسن بیجانگ
کی طرف سے آنے والی ہر کار۔ بس اور ٹرک کو طاقتور دوربین
سے اس طرح غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین ہو کہ ان
میں سے کسی نہ کسی میں عمران اور اس کے ساتھی ضرور سوار
ہوں گے۔

صفدر اور اس کے ساتھیوں نے مقامی سیاہ
فاموں جیسا میک اپ کر لیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں
نے سبز لکیروں والے مخصوص فوجی لباس بھی پہن لئے۔ جولیا کو
بھی مردانہ لباس پہنایا گیا اور اس کے چہرے پر بھی مردانہ
میک اپ کیا گیا تھا۔ سر پر پی کیپ نما ٹوپی پہننے کے بع
وہ واقعی کوئی سیاہ فام فوجی لگ رہی تھی۔
"کمال ہے آپ لوگ تو حیرت انگیز طور پر بدل گئے ہیں" ـــــ
راکش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہو
کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید حیرت کے آثار نمایاں
"حیران ہونے کی بجائے تم ہمیں اپنے اسلحہ خانہ کی پور
تفصیل بتاؤ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں بیٹھ کر ان کے ہیڈ
تک پہنچنے کا راستہ اور وہاں موجود ان لوگوں کے حفاظتی نظ

کی تفصیلات بتاؤ" ـــــ صفدر نے کہا۔
"اسلحہ تو ادھر پیٹیوں میں پڑا ہے۔ دیکھ لیں۔ بم ہیں مشین
تنیں ہیں اور ان کے میگزین یہاں تو یہی چیزیں کام آتی ہیں"
اکش نے جواب دیا۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر سارے
سندوق کھلوائے اور پھر انہیں غور سے دیکھنے کے بعد وہ
اپس کرسیوں کی طرف آ گیا۔
"اب مجھے اس راستے اور ان کے حفاظتی نظام کے متعلق
نصیل بتاؤ" ـــــ صفدر نے پوچھا اور راکش سر
لاتے ہوئے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری
کھول کر اس کے اندر سے ایک موٹا سا رول کیا ہوا نقشہ
کالا اور اُسے لا کر درمیانی میز پر رکھ کر کھول دیا۔
"یہ دیکھئے۔ یہاں ہم اس وقت موجود ہیں اور یہاں ان کا ہیڈ
کوارٹر ہے" ـــــ راکش نے دو مختلف جگہوں پر انگلیاں
رکھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے" ـــــ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے غور
سے ان مقامات کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہاں تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ کیونکہ اس راستے
ں کوئی قدرتی رکاوٹ موجود نہیں ہے۔ ورنہ اور ہر جگہ انتہائی
طرناک دلدلیں موجود ہیں جو راستہ روک دیتی ہیں" ـــــ
اکش نے نقشے پر انگلی چلا کر راستہ بتاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب حفاظتی انتظامات" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"یہ مقام ہے۔ یہاں جے گروپ کے ونگ تھری کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ چند لکڑی کے کیبن ہیں۔ اور اس ونگ کے آدمی اس راستے کی ہر طرف سے درختوں پر چڑھ کر مکمل نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد یہاں سے ان کے ونگ فور کی حدود شروع ہو جاتی ہے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر یہاں ہے۔ یہاں بھی چار لکڑی کے کیبن ہیں۔ پھر یہاں سے ان کے ہیڈ کوارٹر کو راستہ جاتا ہے اور یہاں وہ جگہ ہے جہاں سے ہم خفیہ طور پر ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ سرنگ نما راستہ ہے۔ جو ان کے زیر زمین ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے" ——— راکش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ اگر ونگ تھری سے ان کا کوئی آدمی ہیڈ کوارٹر جانا چاہے تو پھر وہ کس طرح جاتے ہیں پیدل یا کسی سواری پر" ——— صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ان کے پاس مخصوص جیپیں ہیں۔ اس کے ذریعے یہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر ہیڈ کوارٹر پہنچ جاتے ہیں" ——— راکش نے جواب دیا۔ اور صفدر پھر کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔

"سنو میرے ذہن میں ایک پلاننگ آئی ہے۔ کیونکہ اگر ہم بغیر پلاننگ کے وہاں سے گزرے تو لازماً مارے جائیں گے ہماری گمشدگی اور ان کے آدمیوں کی ہلاکت کی خبر مل جانے کے بعد وہ سب بے حد چوکنا ہوں گے اور لازماً ہمیں تلاش بھی کر رہے ہوں گے" ——— صفدر نے کہا۔

"لازمی بات ہے۔ لیکن اس راستے کے بغیر اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے" ——— راکش نے جواب دیا۔

"سنو۔ ہم کسی جگہ انہیں اپنی جھلک دکھائیں گے۔ اور پھر دوسرے راستے پر چڑھ جائیں گے۔ اس سے پہلے ہم کسی مخصوص سپاٹ پر درختوں کے درمیان اس طرح مشین گنوں کو فٹ کر دیں گے کہ جیسے ہی وہ لوگ ادھر متوجہ ہوں ہم ان کو آن کر دیں گے۔ اس طرح فائر ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ سمجھیں گے کہ ہم پھنس گئے ہیں۔ لازماً وہ ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ ہم اس دوران ونگ تھری کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں گے اور پھر وہاں موجود افراد کو ختم کر کے وہاں سے جیپ لے کر انہی کے میک اپ میں ہیڈ کوارٹر چل پڑیں گے۔ اس طرح ہمیں راستے میں چیکنگ کا خطرہ بھی نہ ہو گا اور ہم جلد از جلد وہاں پہنچ جائیں گے" ——— صفدر نے کہا۔

"اوہ تو ریڈ ٹریپ کرنا چاہتے ہو" ——— تنویر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ریڈ ٹریپ یہاں ضروری ہے تاکہ سب کو اسی طرف کافی دیر تک متوجہ رکھا جا سکے۔ اور ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں" ——— صفدر نے کہا۔

"ویری گڈ ——— یہ بہت اچھی تجویز ہے صفدر۔ اس طرح واقعی ہمیں بے پناہ آسانیاں ہو جائیں گی" ——— جولیا نے بھی صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"پھر اس طرح ہے جناب کہ یہاں پیشور اندی کے
کنارے انہیں جھلک دکھائی جائے۔ بہت اونچی اونچی
جھاڑیاں ہیں۔ وہاں سے ہم آسانی سے چھپ کر اس ط
ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں ۔ درخت
بے حد گھنے ہیں۔ یہاں ہم ریڈ ٹریپ کر سکتے ہیں۔
جب تک یہ لوگ یہاں متوجہ رہیں ہم اسی دوران
راستے سے ہوتے ہوئے ان کے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے
ہیں"۔۔۔۔ راکش نے نقشے کی مدد سے انہیں سمجھا
ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تم ریڈ ٹریپ
سمجھتے ہو"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا

"بالکل سر۔۔۔۔ ہمیں اس کی باقاعدہ ٹریننگ
دی گئی ہے"۔۔۔۔ راکش نے جواب دیا۔

"او کے۔ سنو۔۔۔۔ اب تم لوگ تو ندی کے کنارے
انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف
افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران
ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم
پہنچو گے تو ہم وہاں سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ
آن کر دیں گے۔ اس کے بعد ہم اکٹھے ہی
کوارٹر پر ریڈ کریں گے۔ آؤ اب اسلحہ وغیرہ
اور ساتھ ہی میک اپ باکسز بھی۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں

اب دوبارہ کرنے پڑیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور سارے
سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ
تہہ خانے سے باہر آئے تو صفدر کی پشت پر ایک خاصا بڑا
لدا ہوا تھا۔ جب کہ باقی تینوں کے ہاتھوں میں مشین
موجود تھیں۔ راکش ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اور پھر کافی
آگے آنے کے بعد وہ رک گیا۔

آپ صفدر صاحب ادھر شمال کی طرف جائیں ادھر وہ
پیاٹ ہے ریڈ ٹریپنگ کا اور ہم مشرق کی طرف سے آگے
کر پیشور اندی پہنچیں گے اور پھر وہاں سے ہم گھومتے ہوئے
مغرب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔
ش نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

او کے۔ تنویر اور جولیا۔ تم دونوں نے بے حد محتاط رہنا
"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا شمال کی
بڑھتا گیا۔ وہ جھاڑیوں کے پیچھے سے کسی جنگلی خرگوش کی طرح
بڑھا جا رہا تھا۔ اور ہر طرف سے انتہائی چوکنا اور محتاط تھا۔
دیر تک چلنے کے بعد وہ واقعی ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں
ت بے حد قریب اور کافی گھنے تھے۔ صفدر نے ادھر ادھر
ا اور پھر اس نے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلا اتار کر زمین پر رکھا
اسے کھول کر اس میں موجود چار مشین گنیں ان کا میگزین۔
بار یک لیکن مضبوط تار کا ایک بڑا سا گچھا نکال لیا۔ اس کے
وہ ایک مشین گن اور تار کا گچھا اٹھائے ایک درخت پر چڑھ

گیا۔ اس نے اس درخت کے درمیانی حصے میں مشین گن کو
ایک مخصوص سمت میں تار کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ فائ
کے باوجود مشین گن گر نہ سکتی تھی۔ پھر اس نے اس کے ٹریگ
کے ساتھ تار کو ایک مخصوص انداز میں گانٹھ دی اور تار نیچے پھینک
کر وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے مختلف درختوں پ
چڑھ کر اس طرح چار مشین گنیں باندھیں۔ ان سب کے ساتھ و
تار مخصوص انداز میں موجود تھی۔ پھر باقی تار کو وہ درختوں کے در
موجود جھاڑیوں میں چھپاتا ہوا آگے لیتا گیا۔ کافی دور آ کر اس نے
تار کو اپنی کمر میں موجود بیلٹ سے باندھا اور پھر ایک درخ
پر چڑھ گیا۔ اس درخت کی شاخیں خاصی لچکدار تھیں۔ اس نے
ایک مضبوط سے تنے کا انتخاب کیا۔ اور پھر اس کے آخری سر
کو پکڑ کر وہ نیچے لٹک گیا۔ اس کے جسم کے وزن کی وجہ
لچکدار تنا خاصا نیچے تک جھک آیا۔ صفدر کے قدم بھی زمین
لگ گئے تھے جب کہ ہاتھوں سے اس نے اس جھکے ہوئے
تنے کو پکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ سے تنے کو سنبھا
اور دوسرے ہاتھ سے اس نے بیلٹ میں بندھی ہوئی
علیحدہ کیا اور پھر بڑی مہارت سے اس نے اس ت
کو درخت کے دوسرے نچلے تنے کے ساتھ اس ت
کے ساتھ باندھ دیا۔ اب جھکا ہوا تنا نچلے تنے کے ساتھ بن
ہوا تھا۔ جب کہ تار اسی طرح اس تنے سے نیچے پڑی ہوئی ت
تار کو وہ لے کر آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر کافی دور جا کر اس۔

ــــــ کو ایک تنے کے ساتھ جکڑ دے کر باندھ دیا۔
ب اس کے کاندھے سے صرف ایک مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ وہ تیزی
ے واپس پلٹا اور اس جگہ آ گیا جہاں وہ تھیلا ابھی تک موجود ہے
ں نے تھیلا اٹھا کر دوبارہ پشت پر باندھا اور ایک طرف جھاڑی
ں اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کا انتظار تھا۔
ر ٹریپ وہ مکمل کر چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے ایک درخت کے پیچھے حرکت محسوس
ئی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کاندھے سے اتار لی
ہ کے ساتھ ہی اس نے حلق سے جھینگر کی مخصوص آواز نکالی اور
واز انہوں نے پہلے ہی شناخت کے لئے طے کر لی تھی۔ دوسرے
ے دور درختوں کے پیچھے سے جھینگر کی آواز سنائی دی۔ اور
مدر اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور
درختوں کے پیچھے سے صفدر، جولیا اور راکش تینوں نکلے اور
تے ہوئے صفدر کی طرف بڑھ آئے

ٹریپ مکمل ہو گیا" ــــ جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا
ہاں۔ کیوں" ــــ صفدر نے چونک کر پوچھا۔
ہمیں ہر طرف سے گھیرا جا رہا ہے۔ صفدر صاحب جلدی کریں
ں سے نکل چلیں۔ وہ کچھ دیر میں یہاں پہنچ جائیں گے" ــــ
س نے تیز لہجے میں کہا۔
ٹھیک ہے۔ آؤ۔ ابھی تار کافی باقی ہے۔ کچھ دور جا کر جب وہ تار
لگئی تو وہ سب رک گئے۔

"یہاں سے ونگ کفری کا کیبن کتنی دور ہے" ـــــ صفدر نے
پوچھا۔
"کچھ دور ہے۔ آپ اب ٹرپ آن کردیں۔ اب تک وہ لوگ
وہاں پہنچ چکے ہوں گے" ـــــ راکش نے کہا۔ اور صفدر نے تار
کے سرے کو اپنی ہتھیلی کے گرد دو دو بل دے کر لپیٹا اور پھر اس نے
بڑے مخصوص انداز میں بازو کو اوپر اٹھا کر نیچے کی طرف زوردار جھٹکا
دیا۔ جھٹکے کے ایک لمحے بعد وہاں سے کافی دور یک لخت گولیاں
چلنے کا جیسے طوفان سا آ گیا۔ پورا جنگل گولیوں سے گونجنے لگا۔
"چلو اب نکل چلو" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر وہ سب درختوں
اور جھاڑیوں میں چھپتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً دس منٹ
تک مسلسل دوڑنے کے بعد سب سے آگے جانے والا
راکش یک لخت رک گیا۔ سامنے جنگل کے اندر اونچا لیکن انتہائی
سرسبز ٹیلا نظر آ رہا تھا۔
"اس ٹیلے کے پیچھے ونگ کفری کا ہیڈ کوارٹر ہے" ـــــ
راکش نے صفدر اور ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ٹھیک ہے۔ انتہائی احتیاط سے چلو۔ ہم نے کوشش کرنی
ہے کہ آواز نکالے بغیر ہی یہاں موجود ہر شخص کو ڈھیر کر دیا جائے
کتنے آدمی ہوں گے یہاں" ـــــ صفدر نے پوچھا۔
"اس وقت زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ ہی ہوں گے" ـــــ
راکش نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ دور
سے گولیاں چلنے کی مدھم مدھم آوازیں ابھی تک سنائی دے

رہی تھیں۔ ٹیلے پر چڑھ کر وہ اوپر پہنچے تو دوسری طرف تین کیبن بنے
ہوئے تھے۔ لیکن یہ تینوں کیبن درختوں اور بیلوں میں اس طرح چھپے
ہوئے تھے کہ نزدیک سے دیکھنے سے ہی نظر آتے تھے۔ ان میں
سے ایک بڑے کیبن کی ایک کھڑکی سے روشنی چھن کر باہر آ
رہی تھی۔ جب کہ باقی کیبن تاریک پڑے تھے۔ وہ چاروں جھاڑیوں
میں رینگتے ہوئے اسی روشن کیبن کی طرف بڑھتے گئے۔ کیبن کا
دروازہ کھلا ہوا تھا اسی لمحے ایک آدمی کیبن کے کھلے دروازے سے نکلا
اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دوسری
طرف ٹیلے پر چڑھ کر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ صفدر نے اشارہ کیا اور
وہ چاروں تیزی سے رینگتے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گئے
"ہیلو ہیلو۔ ونگ کفری کالنگ اوور" ـــــ کیبن کے اندر سے ایک
چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ بار بار یہی فقرہ دوہرایا جا رہا تھا۔
"یس سبے اسٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک
تیز آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے کھلے دروازے سے اندر
جھانکا۔ تو اس نے اپنی جسامت کے ایک سفید فام فوجی کو ایک
بڑے سے ٹرانسمیٹر پر جھکا ہوا پایا۔
"باس ہم نے انہیں گھیر لیا ہے۔ وہ ایک دلدل کے قریب
پہنچ گئے ہیں اور مسلسل اور چاروں طرف تیز فائر کر رہے ہیں۔
لیکن ہمارے گروپ نے انہیں چاروں طرف سے اس طرح گھیر
لیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی ان پر مسلسل
فائر کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان

کے اندھا دھند راؤنڈ فائر کی وجہ سے اب تک ہمارے چھ آدمی
مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس آدمیوں کی تعداد کافی ہے۔
اس لئے وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے ...... " ——
سفید فام فوجی مسلسل بولے جا رہا تھا کہ اسی لمحے صفدر کے پیر
کے نیچے موجود ایک پتھر شاید زیادہ وزن پڑنے کی وجہ سے
یک لخت تیز آواز کے ساتھ کھسک کر لڑھکتا ہوا نیچے ایک
گڑھے میں جا گرا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھی تیزی سے سائیڈ میں
میں دبک گئے۔

"اوہ —— ایک منٹ اوور" —— یک لخت بولنے والے سفید
فام فوجی نے رک کر کہا اور پھر کیبن کے دروازے کی طرف دوڑتے
ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے اس سفید فام
فوجی نے باہر جھانکا۔ وہ شاید پتھر گرنے کی آواز سن کر ادھر آیا تھا۔
کیبن کی سائیڈ میں دبکا ہوا صفدر یک لخت اس پر کسی عقاب کی
طرح جھپٹا۔ اور اس آدمی کو ساتھ لیتا ہوا نیچے جھاڑیوں میں جا گرا۔
اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس
کا تڑپتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ صفدر نے بڑی مہارت
سے اس کی گردن کی ہڈی ہی توڑ ڈالی تھی۔

"تم باہر کا خیال رکھو۔ میں اندر جا رہا ہوں" —— صفدر نے
اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ کیبن کے
اندر داخل ہو گیا۔ ٹرانسمیٹر ابھی تک آن تھا۔ صفدر نے ایک لمحے
کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو —— ونگ تھری کالنگ اوور" —— صفدر کے حلق
سے اس سفید فام فوجی جیسی آواز نکلی لیکن لہجہ بے حد پرجوش
تھا۔

"یس —— کیا رپورٹ ہے اوور" —— دوسری طرف سے
تیز لہجے میں پوچھا گیا۔ صفدر باس کی آواز پہچان گیا تھا۔ یہ جیسورا
تھا۔

"ہم نے انہیں مار گرایا ہے باس۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں
باس۔ ہم نے ان کی لاشیں بھی چیک کر لی ہیں۔ ان میں سے
ایک مقامی سیاہ فام ہے۔ جب کہ دو ایکریمین ہیں۔ ان کی
لاشیں گولیوں سے چھلنی ہو گئی ہیں اوور" —— صفدر نے
انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ جانشی —— کیا تم نے خود ان کی لاشیں اپنی
آنکھوں سے دیکھی ہیں اوور" —— جیسورا نے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس لئے تو میں کال ہولڈ کر کے خود گیا تھا۔ میں
نے خود ان کی لاشیں چیک کی ہیں اوور" —— صفدر نے جواب
دیا۔

"اوکے —— تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ویری
گڈ۔ اب ایسا کرو ان کی لاشیں اپنے ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر
پہنچو۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں چیک کرنا چاہتا ہوں
اور سنو۔ ان کے ساتھ جو سوئس عورت تھی۔ وہ یقیناً وہیں

چھپی ہوئی ہو گی۔ وہ مشن میں ساتھ نہ آئی ہو گی۔ اس لئے تم وہاں
اُسے تلاش کراؤ۔ اور جیسے ہی وہ نظر آئے اُسے گولی مارنے
کی بجائے زندہ گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دینا اوور اینڈ آل"
جیسورا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تیز تیز
قدم اٹھاتا کیبن سے باہر آ گیا۔

"اسے اٹھا کر اندر لے آؤ۔ اور جولیا تم بھی آؤ۔ تنویر اور راکش
دونوں باہر پہرہ دیں گے۔ میں اپنا، جولیا اور اس جاکشی کا نیا
میک اپ کرنا چاہتا ہوں" ـــ صفدر نے کہا اور راکش نے
جلدی سے آگے بڑھ کر جھاڑی میں پڑی ہوئی جاکشی کی لاش اٹھائی
اور اُسے کیبن کے اندر ڈال کر واپس باہر چلا گیا۔ جب کہ تنویر
باہر ہی رہا۔ اور جولیا اندر آ گئی۔

"جولیا ـــ یہ تمہارا لباس میں تھیلے میں ڈال لایا تھا۔ یہ لو
اور باہر کسی جھاڑی کے پیچھے جا کر بدل لو۔ جلدی کرو۔ کسی کے آنے
سے پہلے ہمیں میک اپ والا کام مکمل کرنا ہے۔ اور سنو۔
تنویر اور راکش کو کہہ دو کہ اگر کوئی آتا دکھائی دے تو اُسے
روکیں نہیں بلکہ صرف جھینگر کی آواز والا اشارہ دے دیں۔ جاؤ
جلدی" ـــ صفدر نے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلا اتار کر اس میں
موجود جولیا کا لباس باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تم اسے ساتھ کیوں لے آئے تھے" ـــ جولیا
نے اس کے ہاتھ سے لباس لیتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ شاید کسی جگہ اس کی ضرورت پڑ جائے۔ پھر ہم لباس
کہاں سے لائیں گے" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ اور جولیا نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا اور کیبن سے باہر کی
طرف مڑ گئی۔ صفدر نے جلدی سے تھیلے میں سے میک اپ کا
سامان نکالا اور اُسے فرش پر رکھ کر اس نے انتہائی پھرتی سے
جاکشی کی لاش پر اپنا ایکریمین میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جب
جولیا لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو صفدر جاکشی کے
میک اپ سے فارغ ہو چکا تھا۔

"تم اپنا میک اپ صاف کر دو۔ میں اپنے پر جاکشی کا میک اپ
کر لوں" ـــ صفدر نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے
اپنے چہرے پر چلنے شروع ہو گئے۔ جب کہ جولیا نے اپنا میک اپ
واش کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ دونوں ہی فائنل ٹچز لگا رہے
تھے کہ باہر سے جھینگر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک
پڑے۔ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے میک اپ کا سامان
تھیلے میں ڈالا اور پھر تھیلا اور جاکشی کو گھسیٹ کر اس نے
ایک طرف الماری کے پیچھے چھپایا۔ جولیا خود بخود دوڑ کر ایک اور
الماری کے پیچھے چھپ گئی جب کہ صفدر بڑے اطمینان سے
کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ ایک سیاہ
فام دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے" ـــ صفدر نے جاکشی کے لہجے
میں پوچھا۔

"باس ـــــ ان میں سے ایک بھی نہیں ملا۔ ہمارے
آٹھ آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وہاں انتہائی
ماہرانہ انداز میں ریڈ ٹریپ لگا رکھا تھا۔ اس لئے
مشین گنیں خود بخود چل رہی تھیں۔ جب وہ خاموش ہوئیں
اور ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا" ـــــ آنے
والے نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔
"ہونہہ ـــ ناکامی۔ آٹھ افراد بھی ہلاک ہو گئے" ـــــ صفدر
نے غراتے ہوئے کہا۔
"باس۔ مائیکل ابھی تک ان کو تلاش کر رہا ہے۔ لیکن وہ
کہیں نظر نہیں آرہے" ـــــ آنے والے نے کہا۔
"تم ایسا کرو۔ مائیکل کو ساتھ لے کر فوراً واپس آؤ۔ باقی لوگ
انہیں تلاش کرتے رہیں۔ بلکہ دور جا کر تلاش کرو وہ یقیناً
ہمیں ڈاج دے کر دور نکل گئے ہوں گے۔ میں نے تم دونوں سے
ضروری باتیں کرنی ہیں" ـــــ صفدر نے کہا۔
"یس باس" ـــــ اس سیاہ فام نے کہا۔ اور جلدی سے
واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔
"تم نے اسے واپس بھیج دیا" ـــــ جولیا نے الماری کے
پیچھے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔
"میرے سامنے تنویر کا مسئلہ ہے۔ اس آدمی کا قد و قامت
اور جسامت تو راکش سے ملتی ہے۔ مائیکل کا نام بتا رہا ہے
کہ وہ لازماً سفید فام ہوگا۔ اگر وہ تنویر کے قد و قامت کا ہوا

تو پھر بات بن جائے گی" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم نے مجھے اصل میک اپ اور لباس میں آنے کے
لئے کیوں کہا ہے" ـــــ جولیا نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
پوچھا۔ اور صفدر نے اُسے تفصیل سے جیسورا کے ساتھ ہونے
والی گفتگو سنا دی۔
"اوہ۔ تو تم اب مجھے گرفتار کر کے لے جاؤ گے" ـــــ جولیا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اس طرح ہمارا ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ورنہ
راستے میں تمہارے مردانہ لباس میں ہونے کے باوجود
شناخت کا خطرہ باقی رہ سکتا تھا" ـــــ صفدر نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ اب سیکرٹ سروس کے ممبر سیکرٹ سروس
کی سیکنڈ چیف کو گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ گڈ شو" ـــــ
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور صفدر بھی ہنس پڑا۔
اُسی لمحے باہر سے جھینگر کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔
اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جولیا جلدی سے اٹھی اور ایک بار
پھر الماری کے پیچھے پہنچ گئی۔ صفدر نے میز پر رکھی ہوئی مشین
گن کو سیدھا کر کے رکھ دیا۔ اور چند لمحوں بعد دو آدمی
سیڑھیاں چڑھ کر کیبن میں آئے۔ آگے آگے ایک سفید فام
نوجوان تھا جب کہ اس کے پیچھے وہی سیاہ فام تھا اور صفدر
کی آنکھوں میں سفید فام کو دیکھ کر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں

ہوگئیں۔ کیونکہ وہ تنویر کے قد وقامت سے ملتا جلتا تھا۔

"کیا بات ہے باس۔ ٹمکو نے کہا ہے کہ آپ نے مجھے فوراً بلایا ہے"۔۔۔۔ آنے والے نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اس کی چھٹی حس نے اسے کسی انجانے خطرے سے آگاہ کر دیا ہو۔

"ہاں۔ میں نے بلایا ہے تاکہ تمہیں بتا سکوں کہ جے نے تمہاری ناکامی کا بہت سخت نوٹس لیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے مشین گن اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ سمجھتے صفدر نے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی مائیکل اور ٹمکو دونوں کی چیخیں بھی کیبن میں گونج اٹھیں۔ اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتے اور گولیاں کھاتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپ کر ساکن ہو گئے۔

"آجاؤ جولیا اور تنویر۔ اور راکش کو بھی اندر بلا لو"۔۔۔۔ صفدر نے مشین گن دوبارہ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا الماری کے پیچھے سے باہر آگئی۔

"میرا خیال ہے دونوں کو اندر نہیں آنا چاہیئے۔ ایک باہر رہے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ پہلے تنویر کو بھیج دو اور راکش کو سمجھا دو کہ وہ خیال رکھے۔ تاکہ میں تنویر پر مائیکل کا اور اس مائیکل پر تنویر کا میک اپ کر دوں"۔۔۔۔ صفدر نے دوسری

الماری کے پیچھے سے اپنا بیگ گھسیٹتے ہوئے کہا۔

اور چند لمحوں بعد اس نے تنویر پر مائیکل کا میک اپ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تنویر کو باہر جانے اور راکش کو اندر بھیجنے کے لئے کہا۔ اور جب تک راکش آتا۔ اس نے مائیکل کے مردہ چہرے پر تنویر کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

"راکش پر تو صرف چند ٹچز ہی لگنے ہیں وہ میں کر دیتی ہوں" جولیا نے کہا اور پھر اس نے راکش کے چہرے پر ٹمکو کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جب تک صفدر فارغ ہوتا وہ راکش پر ٹمکو کا اور ٹمکو پر راکش کا میک اپ کر کے فارغ بھی ہو گئی۔

صفدر نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور پھر تحسین آمیز انداز میں سر ہلاتا ہوا وہ اس الماری کے پیچھے بڑھ گیا جدھر اس نے جاکشی کی لاش چھپائی تھی۔ اس کا جسم ابھی تک گرم تھا۔ صفدر نے اسے گھسیٹ کر کیبن کے درمیان میں کیا اور پھر مشین گن اٹھا کر اس کے مردہ جسم پر گولیوں کا برسٹ مار دیا۔

"اب تم ایسا کرو جولیا کہ مائیکل کے خون آلود کپڑوں میں رومال بھگو کر اس کے زخموں پر مل دو"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور خود وہ راکش کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم نے بتایا تھا کہ یہاں کوئی خصوصی جیب بھی ہے لیکن یہاں تو مجھے کوئی جیب نظر نہیں آرہی"۔۔۔۔ صفدر نے راکش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے یہ لوگ چھپا کر رکھتے ہیں۔ کسی گڑھے میں چھپی ہوئی ہو

گی" ـــــ راکش نے جواب دیا۔
" اوکے ـــــ جا کر اُسے ڈھونڈھو اور پھر یہاں لے آؤ۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے" ـــــ صفدر نے کہا اور راکش سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔
" ہماری عدم موجودگی میں اور لوگ آ گئے تو یہاں بکھرا ہوا خون گولیوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر کیا سمجھیں گے" ـــــ جولیا نے کہا۔
" اس کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ یا تو ہم سارے کیبن کو ہی بم سے اڑا دیں یا پھر اس ٹرانسمیٹر کو خراب کر دیں تاکہ وہ فوری طور پر اطلاع نہ دے سکیں۔ لیکن آگے ان کا ونگ فور ہے۔ یہ لوگ وہاں اطلاع دے دیں گے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ ابھی کتنے افراد زندہ ہیں اور کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں" ـــــ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
" میرا خیال ہے۔ تم بم سے یہ کیبن ہی اڑا دو۔ اور پھر ہم ایک طرف چھپ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ آواز سن کر ان میں سے کوئی ضرور آئے گا۔ اُسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ باقی افراد کو بھی بلا لائے یا ہو سکتا ہے انہوں نے بلانے کا کوئی خاص طریقہ اپنایا ہوا ہو" ـــــ جولیا نے کہا۔
" اوہ۔ ٹھہرو ـــــ مجھے مائیکل وغیرہ کی تلاشی کا تو خیال ہی نہ رہا" ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے مائیکل کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

مائیکل کی جیبوں سے نکلنے والا ایک چھوٹا سا سنگل لائن فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔
" اوہ سنگل لائن فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر کا مطلب ہے کہ ان سب کے پاس یہ ٹرانسمیٹر ہوں گے۔ چاکسی اور ڈمکو کو چیک کرو" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور جب چند لمحوں بعد واقعی دونوں کی جیبوں سے ویسے ہی ٹرانسمیٹر نکل آئے تو صفدر کا چہرہ کھل اٹھا۔
" گڈ۔ اب یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا" ـــــ صفدر نے کہا۔ اسی لمحے باہر سے جیپ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ گہرے سبز رنگ کی ایک پتلی لیکن خاصی لمبی جیپ وہاں موجود تھی۔ اور راکش اس میں سے باہر آ گیا۔
" تنویر اور راکش تم دونوں اندر سے لاشیں اٹھا کر اس جیپ میں ڈالو۔ ہم یہاں سے کچھ فاصلے پر چھپ جائیں گے۔ پھر میں فکسڈ ٹرانسمیٹر پر باقی آدمیوں کو کال کر کے یہاں بلاؤں گا۔ سب کے پہنچنے پر انہیں ہلاک کر کے گڑھوں میں پھینکیں گے۔ اور پھر اطمینان سے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس طرح عقب سے کسی اطلاع کے پہنچنے کا خدشہ ہی ختم ہو جائے گا" صفدر نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

جنگل کے ٹیڑھے میڑھے راستوں پر جیپ خاصی
رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ
پر کورو موجود تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران
اور عقبی سیٹوں پر ٹائیگر، جوزف اور جوانا موجود تھے۔ کار انہوں
نے سرحدی قصبے کابورا میں ہی چھوڑ دی تھی۔ اور کورو نے
وہاں سے یہ جیپ حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران
کے کہنے پر وہ چار مشین گنیں۔ کافی سارا میگزین اور خاصی طاقت
کے بم بھی لے آیا تھا۔ گو اس کے لئے عمران کو بھاری رقم
خرچ کرنی پڑی تھی۔ اور ایک لحاظ سے وہ مفلس ہو کر رہ گیا تھا۔
لیکن عمران جانتا تھا کہ آگے جا کر یہ چیزیں کام آئیں گی۔ اس
لئے اس نے رقم کی پرواہ نہ کی تھی۔ اس وقت عمران اور
ٹائیگر دونوں عام سفید فاموں کے میک اپ میں تھے۔ البتہ

لباس انہوں نے تبدیل کر لئے تھے۔ جب کہ جوزف اور جوانا اپنے
اصل چہروں میں ہی تھے۔
"جنگل کے ختم ہونے پر تم سیدھے کھاد فیکٹری جاؤ گے"
عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"نہیں۔ پہلے قصبے میں اس لیبر انچارج کے گھر جائیں گے
اس کے بعد جیسے پروگرام بنا بنا لیں گے"۔۔۔ کورو نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔
جنگل کم گھنا تھا۔ اس لئے جیپ آسانی سے درختوں کے
درمیان چلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اور تقریباً آدھے
گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جنگل اور زیادہ کھلا ہونے لگ
گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جیپ واقعی جنگل سے نکل کر کھلے
میدان میں آ گئی۔ جہاں دور دور تک صرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں
تھیں۔ کورو نے جیپ کا رخ دائیں طرف موڑ دیا۔ اور پھر وہ
انہی جھاڑیوں پر ہی جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا کافی
فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں دور سے پختہ سڑک نظر آنے
لگ گئی۔ جس پر ٹریفک چلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ شمال کی طرف
ایک بڑے قصبے کے آثار بھی واضح ہونے لگ گئے تھے۔
سڑک اس قصبے کے اندر تک جا رہی تھی۔ کورو نے جیپ کا
رخ سڑک کی طرف موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر
پہنچ کر قصبے کی طرف مڑ گئے۔ لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے
بعد جیسے ہی سڑک نے موڑ کاٹا وہ سب بری طرح چونک

پڑے۔ کیونکہ سڑک پر تین فوجی جیپیں کھڑی تھیں اور سڑک کے درمیان لکڑی کا راڈ رکھ کر رکاوٹ بنا دی گئی تھی۔ اور دس مسلح فوجی وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے تھے۔

" اوہ ــــ چیکنگ ہو رہی ہے۔ اب کاغذات کا مسئلہ بنے گا "ــــ کورو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" تم چلو تو سہی۔ دیکھا جائے گا۔ اور کیا ہو سکتا ہے "ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کورو نے سر ہلا دیا۔ جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ قطار میں کھڑے ہوئے ایک آئل ٹینکر کے پیچھے رک گئی۔ ٹینکر سے آگے ایک بس تھی جسے چیک کیا جا رہا تھا۔

" سنو۔ جیسے ہی بس کے لئے راڈ ہٹایا جائے تم کار کو نکالنے کی کرنا۔ اور تم سب اسلحہ لے کر تیار ہو جاؤ۔ ہم نے فوری طور پر یہاں موجود فوجیوں کا خاتمہ کرنا ہے "ــــ عمران نے تیز لہجے میں پیچھے بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے کہا۔

" لیکن پھر تو سارے قصبے کو گھیر لیا جائے گا "ــــ کورو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" بے فکر رہو۔ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ تم اس لیبر انچارج تک ہماری رہنمائی کر دو اور بس "ــــ عمران نے مضبوط لہجے میں کہا اور کورو نے سر ہلا دیا۔

اُسی لمحے راڈ اٹھایا گیا۔ اور بس آگے بڑھنے لگی ٹینکر بھی

اس کے پیچھے بڑھا۔ کورو نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو ٹینکر کی الٹی سائیڈ سے نکالا اور آندھی اور طوفان کی طرح وہ اُسے دوڑاتا ہوا بس کے قریب پہنچ گیا۔

" ارے ارے "ــــ کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے فائر کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپ کی دونوں اطراف سے مشین گنوں کی تیز فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ہی بم کا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور یہ بم عمران نے مارا تھا۔ جو ٹینکر کی سائیڈ پر لگا۔ اور ایک خوف ناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ دوسرے لمحے ٹینکر کے پرزے بکھر کر فضا میں اڑنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا اور ٹینکر میں بھرے ہوئے تیل کو آگ لگ گئی۔ اور پھر تو جیسے ارد گرد کے ماحول پر جلتے ہوئے تیل کی بارش سی ہونے لگی۔

کورو جیپ دوڑاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب وہ قصبے کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ پیچھے کوئی نہ آ رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی ٹینکر کو بم مارنے والی ترکیب کامیاب ہو گئی تھی۔

قصبے کے اندر جیپ دوڑاتا ہوا کورو ایک باغ نما احاطے کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ احاطے کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ جیپ کو اندر لے جاتا گیا۔ وہاں دس سیاہ فام موجود تھے وہ جیپ کو دیکھتے ہی تیزی سے اس کے قریب پہنچ گئے۔

" کورو۔ تم "ــــ ان میں سے ایک نے کورو کو دیکھتے ہی

چونک کر کہا۔

"سونو کہاں ہے" ــــ کورو نے جیپ سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مکان میں ہے اپنے۔ کیوں" ــــ اس سیاہ فام نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیپ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اور کورو اس سیاہ فام کا بازو پکڑ کر اُسے تیزی سے ایک طرف لے گیا اور مقامی زبان میں جلدی جلدی اُسے کچھ بتانے لگا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تم مہمانوں کو لے کر باس کے پاس جاؤ۔ میں جیپ کا بندوبست کر لوں گا" ــــ اس سیاہ فام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کورو تیزی سے دوڑتا ہوا واپس عمران کے پاس آیا۔

"آئیے عمران صاحب۔ میں نے بات کر لی ہے۔ اب اس جیپ کو کبھی تلاش نہ کر سکیں گے۔ اور ایک بار ہم سونو کے پاس پہنچ گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی" ــــ کورو نے جلدی سے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ کورو کی رہنمائی میں احاطے کے پھاٹک سے نکلے اور تقریباً دوڑتے ہوئے وہ قصبے کی تنگ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے اور پختہ مکان کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے لوگ حیرت سے انہیں دیکھتے اور پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ جاتے۔ وہ سب سیاہ فام تھے۔

"یہ لوگ کہیں ہمارا پتہ نہ دے دیں۔ کیونکہ اب فوجیوں نے اس پورے قصبے پر دھاوا بول دینا ہے" ــــ عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ نہیں ــــ سونو اس قصبے کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر تو قصبے کا کوئی آدمی پلکوں کو بھی حرکت نہیں دے سکتا" ــــ کورو نے کہا۔

مکان کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔ کورو نے جلدی سے سائیڈ پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک سیاہ فام نے باہر جھانکا۔

"اوہ کورو تم" ــــ سیاہ فام کورو کو دیکھتے ہی جلدی سے باہر آ گیا۔ اس کے کاندھوں سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"یہ سونو کے مہمان ہیں۔ سونو سے ملنا ہے" ــــ کورو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ــــ آ جاؤ اندر" ــــ سیاہ فام نے کہا۔ اور کورو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لئے اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت اور گیٹ کے درمیان خاصا بڑا کھلا پختہ صحن تھا۔ عمارت کے باہر طویل برآمدہ تھا۔ جس میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور وہاں چار مسلح سیاہ فام کھڑے تھے۔ کورو کے ساتھ چلتے ہوئے وہ برآمدے میں پہنچے۔

"عمران صاحب۔ آپ یہاں ایک لمحے کے لئے رکیں۔ میں سونو سے بات کر کے آتا ہوں" ــــ کورو نے کہا اور عمران کے سر

ہلانے پر وہ تیزی سے ایک دروازہ کھول کر اندر غائب ہو گیا۔
عمران اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ٹائیگر اور باقی ساتھی
وہیں خاموش کھڑے رہے۔ زیادہ سے زیادہ تین منٹ بعد دروازہ
کھلا اور کوردو باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دیو نما سیاہ فام
بھی باہر آیا۔ اس نے سرخ رنگ کی بنیان اور جینز پہنی ہوئی تھی۔
اس کا چہرہ جگہ جگہ سے کٹا پھٹا سا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر
ہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ کہ اس کی عمر کا زیادہ تر حصہ لڑائی بھڑائی
میں گزرا ہے۔

"یہ سونو ہے عمران صاحب ۔ اور سونو۔ یہ میرے مہمان علی عمران
صاحب ہیں اور یہ جوزف اور یہ جوانا ہیں عمران صاحب کے ساتھی۔
اور ان صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں ہے"۔۔۔ کوردو نے ٹائیگر کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان کا نام ٹائیگر ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوردو نے مجھے تفصیل بتا دی ہے۔ اور اگر آپ سفید فام
فوج سے بچ کر جوہنبرگ پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ کام میں آسانی سے
کر سکتا ہوں۔ لیکن میں اس کا معاوضہ لوں گا"۔۔۔ سونو نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کتنا معاوضہ لو گے"۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"دس ہزار ڈالر۔ اور یہ رقم بھی صرف اس لئے کہہ رہا ہوں
کہ کوردو ساتھ آیا ہے۔ کوردو بوٹسوانا میں میرا نائب ہے۔ ورنہ
اگر کوئی اور ہوتا تو پچاس ہزار ڈالر سے کم نہ لیتا"۔۔۔ سونو نے

اب دیا۔

"ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔ پانچ ہزار ڈالر پیشگی اور پانچ ہزار
ام کے بعد"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نکالو"۔۔۔ سونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اسے پانچ ہزار ڈالر دے دو"۔۔۔ عمران نے جوزف
ے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے کہا۔ اور اس نے جیب میں
تھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے پانچ
ٹ کھینچ کر اس نے سونو کی طرف بڑھا دیئے۔

"ٹھیک ہے کوردو۔ انہیں لے کر بڑے تہہ خانے میں چلے جاؤ۔
ں ان سفید فام کتوں کا بندوبست کر آؤں"۔۔۔ سونو نے
ٹ جیب میں ڈال کر کوردو سے کہا اور کوردو نے سر ہلا دیا۔

"آیئے عمران صاحب"۔۔۔ کوردو نے عمران سے کہا۔

"ایک بات کا دھیان رکھنا سونو۔ میں نے تمہیں منہ مانگا
وضہ دے دیا ہے۔ لیکن اگر تم نے مزید لالچ کرنے یا کسی قسم
دھوکہ دینے کی کوشش کی تو اس کے نتائج کی ذمہ داری تم
ہو گی"۔۔۔ عمران کے لہجے میں سختی تھی۔

"سونو نے کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ بے فکر رہو"۔۔۔ سونو نے
ہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا کوردو کے ساتھ اندرونی دروازے
طرف بڑھ گیا۔ ایک طویل راہداری کراس کر کے وہ ایک
رے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی کوردو نے

ایک جگہ فرش پر پیر مارا تو فرش ایک سائیڈ سے ہٹ گیا اد
نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔

"آئیے عمران صاحب۔ بے فکر رہیئے۔ سونو وعدے کا پکا
کوردو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا د
تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے
یہاں ضروریات زندگی کا ہر سامان موجود تھا۔

"آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کرتا ہو
کوردو نے کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے سونو کے سامنے بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کر حماقت ک
ہے جوزف۔ کیا ضرورت تھی گڈی نکالنے کی" ـــــ عمران نے کو
کے جاتے ہی سخت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ باس۔ لیکن میں جیب کے اندر نوٹ تو نہیں گن سکتا
جوزف نے گھبرا کر جواب دیا۔

"آپ کو سونو پر شک ہے" ـــــ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"گڈی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جو چمک پیدا ہوئی تھی۔
اس سے مجھے شک پڑا تھا۔ لیکن اس کے چہرے کی ساخت
بتا رہی ہے کہ وہ معاہدے کے معاملات میں کھرا آدمی ہے۔
اور بات ہے کہ جب معاہدہ پورا ہو جائے تو پھر وہ اپنے طور پر
یہ گڈی حاصل کرنے کی کوشش کرے" ـــــ عمران نے جواب
دیا۔

"ماسٹر آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ اگر اس کی نیت خراب ہوئی ت

ی ہی گردن تڑوائے گا۔ ہمارا کیا بگاڑے گا" ـــــ جوانا نے منہ
تے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور
وردو دو سیاہ فاموں کے ساتھ تہہ خانے میں داخل ہوا۔ ان
سیاہ فاموں کے ہاتھوں میں کھانے کے بڑے بڑے تھال تھے۔
ن دونوں نے یہ تھال درمیانی میز پر رکھ دیئے۔ دونوں تھالوں
ن پہاڑی بکرے کی بھنی ہوئی بڑی بڑی رانیں تھیں۔ دونوں تھالوں
ں چار رانیں تھیں۔

"یہ یہاں کی سب سے مرغوب غذا ہے عمران صاحب" ـــــ
وردو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ باہر کی پوزیشن بتاؤ" ـــــ عمران
نے پوچھا۔

"سونو احاطے میں گیا ہے۔ تاکہ اپنے آدمیوں کو مکمل ہدایات
ے سکے۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ سفید فوج کی
شش کے بعد رات کو وہ ہمیں یہاں سے خفیہ طور پر کھاد
ڑی میں اپنے کوارٹر میں منتقل کر دے گا۔ اور اس کے بعد
ہمیں نیکٹری کے لئے جوہنبرگ سے سپلائی لانے والے
نسپورٹ ہیلی کاپٹر پر بھجوا دے گا۔ اس کا پائلٹ اس کا
اص آدمی ہے۔ وہ جوہنبرگ میں ہمیں کہیں بھی اتار دے گا۔
ہم اس پائلٹ کو معاہدے کی باقی رقم ادا کر دیں گے" ـــــ
ردو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھی پلاننگ ہے"—— عمران نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ سب مل کر کھانے میں مصروف ہو گئے۔

جیسورا نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔
"یس باس"—— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
"کرنل جوھم کو اطلاع دے دو کہ ونگ کتھری سے لاشیں پہنچ گئی ہیں۔ وہ میرے پاس پہنچ جائیں"—— جیسورا نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور کرنل جوھم اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا ہلکا خمار صاف نمایاں تھا۔
"پہنچ گئیں ان ایجنٹوں کی لاشیں۔ کہاں ہیں"—— کرنل جوھم

نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"ابھی آجاتیں ہیں۔ آؤ بیٹھو۔ اور سنو۔ وہ خوب صورت لڑکی بھی گرفتار ہو گئی ہے۔ وہ بھی ساتھ آرہی ہے"—— جیسورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ—— پھر تو تم آج باقاعدہ جشن مناؤ گے"—— کرنل جوھم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ اور جیسورا کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"ایسا ویسا جشن۔ اور سنو۔ تم بھی اس جشن میں باقاعدہ شریک ہو گے"—— جیسورا نے کہا۔ اور کرنل جوھم کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھر آئی۔
"ویری گڈ—— پھر تو تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ خواہ مخواہ تمہیں لوگ برا کہتے ہیں"—— کرنل جوھم نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور جیسورا بھی ہنس دیا۔
اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور جیسورا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"—— جیسورا نے کہا۔
"ایرک بول رہا ہوں باس۔ چاکشی اس کا ساتھی مائیکل اور سیاہ فام ٹمکو اس سوئس لڑکی اور ایجنٹوں کی لاشیں لے کر پہنچ گئے ہیں۔ چاکشی چاہتا ہے کہ وہ خود یہ لاشیں آپ کے سامنے پیش کرے"—— ایرک نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہے ایرک۔ اس

لئے اُسے اجازت دے دو۔ البتہ ضابطے کے مطابق ان کی تلاشی لے لینا" ___ جیسورا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یس باس" ___ دوسری طرف سے ایرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جیسورا نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا بڑا دروازہ کھلا۔ اور دو سفید فام اور ایک سیاہ فام اندر داخل ہوئے۔ تینوں کے کاندھوں پر لاشیں لدی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک خوبصورت سوئس لڑکی بھی اندر داخل ہوئی جس کا چہرہ بری طرح ستا ہوا تھا۔ اور اس کے دونوں بازو ولیشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"آؤ چاکشی آؤ ___ ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے" ___ جیسورا نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے" ___ سب سے آگے آنے والے سفید فام نے مسکرا کر کہا۔ اور پھر کاندھے پر لدے ہوئے ایکریمین کی لاش اس نے فرش پر رکھ دی۔

"مائیکل اور ٹمکو۔ لاشیں قطار میں رکھ دو" ___ چاکشی نے پیچھے مڑ کر اپنے سفید فام اور سیاہ فام ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے بھی اپنے کاندھوں پر لدی ہوئی لاشیں پہلی لاش کے ساتھ رکھ دیں۔ سیاہ فام ٹمکو نے سیاہ فام کی ہی لاش اٹھائی ہوئی تھی۔ جبکہ مائیکل کے کاندھے پر ایکریمین آدمی کی لاش تھی۔

"بہت خوب۔ اس لڑکی کو آگے لے آؤ۔ جاندار لڑکی ہے۔

تمہارا نام جولیانا ہے ناں" ___ جیسورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آگے آؤ لڑکی۔ باس یہ ایک درخت پر چھپی بیٹھی تھی۔ ہم نے اس پر جال ڈال کر پکڑا ہے۔ اس نے ہمارے دو آدمی مار دیئے تھے" چاکشی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ جاندار لڑکی ہے" جیسورا نے کہا۔ اور میز کے پیچھے سے نکل کر جولیانا کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر وہ اس کے چاروں طرف گھوم کر اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے کوئی قصائی بکری خریدنے سے پہلے نظروں ہی نظروں میں اُسے تولتا ہے۔ اور پھر خاموشی سے واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں چاکشی۔ اب تفصیل سے اپنے اس کارنامے کے متعلق بتاؤ" ___ جیسورا نے چاکشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹمکو۔ دروازہ بند کر دو۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ باس شاید اسے دوبارہ بھی سننا پسند کرے" ___ چاکشی نے سب سے آخر میں کھڑے ٹمکو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹمکو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اور خود وہ دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تو باس جیسورا۔ آپ نے اس لڑکی کا اچھی طرح جائزہ لے لیا۔ لیکن آپ نے ان لاشوں کا جائزہ نہیں لیا" ___ چاکشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لاشوں کا جائزہ ۔۔۔ کیا مطلب ۔ لاشوں کا کیا جائزہ لینا ہے "
جیسورا نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔
" اچھا ۔ نہیں لینا جائزہ تو مت لیں ۔ اب سنیں کہ ہم نے یہ کارنامہ کیسے انجام دیا ۔ لیکن پہلے تعارف ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ میرا نام جاکشی نہیں ہے صفدر ہے ۔ اور یہ مائیکل نہیں ہے بلکہ تنویر ہے ۔ اور یہ ٹمکو نہیں بلکہ کوابو کا راکش ہے ۔ تم جن ناموں سے ہمیں پکار رہے ہو ۔ وہ یہ پڑے ہوئے ہیں " ۔۔۔ یک لخت جاکشی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا ۔
اور جیسورا جو کرسی پر بیٹھ چکا تھا ۔ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی کرنل جوہم بھی اٹھ کھڑا ہوا ۔
" کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔ کیا بکواس کر رہے ہو "
جیسورا نے چیختے ہوئے کہا ۔
" ارے ارے ۔ تم تو ابھی سے بوکھلا گئے " ۔۔۔ جاکشی نے ہنستے ہوئے کہا ۔
مگر جیسورا نے یک لخت جیب میں ہاتھ ڈالا مگر دوسرے لمحے وہ اور کرنل جوہم دونوں بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے جب کہ صفدر اور تنویر دونوں قلابازی کھا کر دوبارہ اپنی جگہوں پر آ گئے ۔ اسی لمحے جولیا نا نے اپنے بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس کی کلائیوں کے گرد موجود رسی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کھل کر نیچے جا گری ۔ جوہم اور جیسورا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور ایک بار پھر انہوں نے

اٹھنے کی کوشش کی ۔ لیکن صفدر اور تنویر ایک بار پھر ان پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹے ۔ لیکن اس بار کرنل جوہم اور جیسورا دونوں کا داؤ چل گیا ۔ اور وہ دونوں الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرے ۔ اور پھر وہ چاروں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے ۔
جیسورا کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا ہی تھا کہ یک لخت ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا ۔
" یہ ریوالور والی بات غلط ہے ۔ جیسورا ۔ تم تو مشہور دہشت گرد ہو " ۔۔۔ جولیا نا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیکن نفیس قسم کا سائیلنسر لگا پستول نظر آ رہا تھا ۔
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں کوئی حرکت کرتے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔ اور دروازے پر کھڑا راکش تیزی سے پلٹا اور اس نے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا ۔ دوسرے لمحے ایک سفید فام بری طرح چیختا ہوا اچھل کر لاشوں کے قریب آ گرا ۔ راکش نے اسے گردن سے پکڑ کر اندر اچھال دیا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ دوبارہ بند کر دیا ۔
" ٹھیک ہے ۔ ہم ہار گئے اور تم جیت گئے ۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو " ۔۔۔ یک لخت جیسورا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔
" تم تینوں ادھر کرسیوں پر بیٹھ جاؤ ۔ پھر اطمینان سے باتیں کریں گے " ۔۔۔ صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا ۔

" بب ۔۔ بب ۔ باس ۔ یہ ۔ یہ ..... " ۔۔۔ اندر
آکر گرنے والے سفید فام نے اٹکتے ہوتے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

" ایرک ۔ یہ جاکشی اور مائیکل نہیں ہیں۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ
ہیں۔ انہوں نے واقعی ہمیں ایسا ڈاج دیا ہے جس کا ہم تصور بھی نہ
کر سکتے تھے۔ آؤ ادھر بیٹھو " ۔۔۔ جیسورا نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ اور ایرک کسی سحر زدہ انسان کی طرح صفدر اور تنویر کی
طرف دیکھتا ہوا جیسورا کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ کرنل جو
پہلے ہی کرسی پر اس طرح گر گیا تھا جیسے آٹے کی خالی بوری ڈھیر
ہو جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر شدید ترین مایوسی کے آثار
نمایاں تھے۔

" جیسورا ۔۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ایک بار تم
نے ہمیں ڈاج دیا تھا۔ اس بار تم ہم سے ڈاج کھا گئے۔ اس
طرح یہ حساب برابر ہو گیا۔ تم ہمیں صرف بمبیا میں ڈوگو فائٹرز
کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دو۔ تو ہم یہاں سے چلے
جائیں گے " ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ڈوگو فائٹرز کے بارے میں صرف جنرل بارڈر کو علم ہے اور
کسی کو کوئی علم نہیں ہے۔ اسے جنرل بارڈر نے اپنے سائے
سے بھی خفیہ رکھا ہے " ۔۔۔ جیسورا نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔ اور صفدر کو اس کے لہجے میں سچائی محسوس ہوئی۔

" تم کیا کہتے ہو کرنل جوہم۔ تمہارا تو جنرل بارڈر سے براہ راست

تعلق ہے " ۔۔۔ صفدر نے کرنل جوہم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جیسورا درست کہہ رہا ہے۔ جنرل بارڈر نے اس بارے میں
انتہائی رازداری سے کام لیا ہے " ۔۔۔ کرنل جوہم نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

" پھر تو ہمارا یہاں آنا بیکار گیا " ۔۔۔ صفدر نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

" تو تم ڈوگو فائٹرز کا اڈہ معلوم کرنے یہاں آئے تھے "
جیسورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو اور کیا۔ ہم نے یہاں سے کیا لینا تھا " ۔۔۔ صفدر نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ راکش سے مخاطب ہو گیا۔

" راکش ۔ جیسورا کا ریوالور تمہارے والی سائیڈ میں پڑا ہے۔
وہ اٹھا لو۔ اور سنو جیسورا ۔ اب تم لوگوں کی زندگی کی ضمانت
صرف اس صورت میں دی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ
صرف اس ہیڈ کوارٹر سے باہر لے چلو بلکہ خود ساتھ چل کر
بمبیا کی سرحد میں داخل کرا دو۔ اگر تم اس کام کے لئے تیار
ہو تو ٹھیک۔ ورنہ پھر مجھے دوسرا فیصلہ کرنا ہو گا " ۔۔۔ صفدر نے
سخت لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں "
جیسورا نے جلدی سے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

" یہ ایرک اور کرنل جوہم بھی ساتھ جائیں گے۔ اور سنو مجھے
معلوم ہے کہ یہاں تمہارے پاس ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود ہے۔

اس لئے ہم یہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جائیں گے" —— صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے " —— جیسورا پوری طرح تعاون پر آمادہ تھا۔

" تو چلو باہر نکلو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تم نے ذرا بھی دھوکے سے کام لینے کا تصور بھی کیا تو پھر تمہارے جسم میں نجانے کتنے سوراخ ہو جائیں گے " —— صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

" تم فکر نہ کرو۔ ہم کوئی دھوکہ نہ دیں گے " —— جیسورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے ساتھ ہی کرنل جوہم اور ایرک بھی اٹھے۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر کے ساتھی ان کے پیچھے تھے۔ جبکہ صفدر نے جیسورا اور اس کے ساتھیوں کے کمرے سے باہر جاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کا پائینچہ اونچا کیا۔ اور پنڈلی سے ایک ریڈ سٹریپ کے ساتھ بندھی ہوئی ایک مستطیل سی براؤن رنگ کی پتی کھینچی اور پھر اس پتی کو اس نے جیسورا کی میز کے نچلے حصے میں چپکا دیا۔ پتی کی ایک سائیڈ پر ایسا مادہ موجود تھا جو لکڑی کے ساتھ اس طرح چمٹ جاتا تھا جیسے گوند چپکتی ہے۔ پتی چپکانے کے بعد صفدر نے پائینچہ ٹھیک کیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ ان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل کر راہداری میں آگیا۔ چند قدم تیز تیز اٹھانے کے بعد وہ ان سے مل گیا۔ تنویر نے مڑ کر صفدر کی طرف دیکھا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ راہداری میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک

بڑے ہال نما کمرے میں پہنچے جہاں واقعی ایک بڑا اور خاصا تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں انتہائی طاقتور مشین گنیں فٹ تھیں۔

" تنویر۔ تم پائلٹ سیٹ سنبھالو " —— صفدر نے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچتے ہوئے کہا اور تنویر جلدی سے سر ہلاتا ہوا پائلٹ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔

" چھت کھولنے کا سسٹم ریموٹ کنٹرولڈ ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کے اندر ہے " —— جیسورا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ چلو راکش اوپر۔ میں اور جولیا ان کے بعد اوپر آئیں گے اور اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو گولیوں سے بھون ڈالنا " —— صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" سنو۔ بار بار ہمیں دھمکیاں نہ دو۔ اگر میں نے کچھ کرنا ہوتا تو وہیں دفتر میں بہت کچھ ہو سکتا تھا " —— جیسورا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم اوپر تو چڑھو " —— صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور جیسورا ہونٹ چباتا ہوا ہیلی کاپٹر پر چڑھا اور عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ سیٹ بنچ نما تھی۔ اس لئے وہ کرنل جوہم اور ایرک تینوں اس بنچ پر بیٹھ گئے۔ اس کے پیچھے کوئی سیٹ نہ تھی بلکہ خالی جگہ تھی۔ راکش وہیں کھڑا تھا۔

" جولیا۔ تم تنویر کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھو۔ میں راکش کے ساتھ پیچھے کھڑا ہوں گا " —— صفدر نے جولیا سے کہا۔ اور جولیا

سر ہلاتی ہوئی اوپر چڑھی اور تنویر کے ساتھ بیٹھ کر اس نے اپنا رخ عقبی طرف کو موڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی پسٹول موجود تھا۔ صفدر ان تینوں کے عقب میں سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"اب تنویر کو ریموٹ کنٹرول کے متعلق بتاؤ"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور جیسورا نے اسے ریموٹ کنٹرول بٹن کے متعلق اشارے سے بتا دیا۔ دوسرے لمحے اس کمرے کی چھت سرر کی تیز آواز کے ساتھ سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب باہر کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔

"چلو تنویر"۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے جنگی ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر کی طرف بلند ہوتا ہوا چھت سے باہر آ گیا۔

"چھت بند کر دوں"۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اور تنویر نے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کیا تو نیچے چھت خود بخود بند ہو گئی۔

"اب راستہ بتاتے جاؤ جیسورا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"پہلے ہیلی کاپٹر کو انتہائی بلندی پر لے جاؤ۔ ورنہ کوانو والے اس پر فائر کھول دیں گے اور ہم سب ختم ہو جائیں گے"۔۔۔ جیسورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے جیسورا کہتا رہے کرتے رہو تنویر"۔۔۔ صفدر نے تنویر سے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کو افقی انداز میں اوپر اٹھاتا گیا۔ اب نیچے جنگل نظر آنا بند ہو گیا تھا اور

اس کے ساتھ ہی ڈائل پر سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے چمکنے لگا تو تنویر نے بلندی تھوڑی سی کم کر دی۔ کیونکہ یہ نقطہ خطرے کا کاشن دے رہا تھا۔ جب ذرا کم بلندی پر آ جانے کے بعد نقطہ جلنا بند ہو گیا تو جیسورا کے بتانے پر تنویر نے ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف بڑھا دیا۔

اسی دوران صفدر نے جھک کر پنڈلی سے بندھی ہوئی وہ ریڈ سٹریپ کھول لی۔ جس میں سے اس نے مستطیل پتی نکال کر جیسورا کے دفتر کی میز کے نیچے چپکائی تھی۔ اس نے پتی کے درمیان موجود کلپ کو مخصوص انداز میں دبایا تو کلپ کے درمیانی حصے میں ہلکی سی چمک ابھر آئی۔ صفدر نے پتی کا دوسرا سرا پکڑ کر اسے اس چمکتے ہوئے حصے کے اوپر رکھ کر اوپر اپنا انگوٹھا رکھا اور پھر ہونٹ بھینچ کر اس نے پوری قوت لگاتے ہوئے اس سرے کو چمکتے ہوئے حصے پر زور سے پہلے نیچے کی طرف پھر اوپر کی طرف اور پھر نیچے کی طرف رگڑ دیا۔ دوسرے لمحے سارے سٹریپ میں ایک لمحے کے لئے روشنی کی لہر سی دوڑی اور پھر بجھ گئی۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے پتی کو ایک طرف کونے میں پھینک دیا۔ چونکہ وہ ان سب کے عقب میں کھڑا یہ ساری کارروائی کر رہا تھا۔ اس لئے جولیا اور راکش نے ہی اس کی یہ کارروائی دیکھی تھی۔ جیسورا کرنل جوہم اور ایرک تینوں اس سے بے خبر رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر انتہائی رفتار سے دوڑا جا رہا تھا۔ اور فاصلہ بتانے والی سوئی تیزی سے آگے والے ہندسوں کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

"اب ہم سرحد کے اوپر سے گزر رہے ہیں"۔۔۔۔ یک لخت جیسورا نے کہا۔ جس کی نظریں اس ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"رفتار آہستہ کر دو تنویر۔ بالکل آہستہ"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کرتے کرتے اسے تقریباً روک ہی دیا۔ اب ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر معلق حالت میں تھا۔

"یہاں نیچے کیا ہے۔ سرحد کی دوسری طرف۔ اور ہم نے کہاں اترنا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"نیچے صحرا ہے اور یہ صحرا موسیا پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ موسیا سے دارالحکومت والوس سڑک اور ریل دونوں ذریعے سے پہنچا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ موسیا میں بہت بڑا فوجی ہوائی اڈہ ہے اور وہاں انتہائی جدید مشینری فٹ ہے۔ ایسی مشینری کہ وہ لوگ ہماری تصویریں بھی چیک کر لیں گے"۔۔۔۔ جیسورا نے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔ پھر ہمیں یہیں صحرا میں ہی اتر جانا چاہیئے۔ تنویر ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار لو۔ اسی طرح سیدھا نیچے۔ صحرا میں پہنچ کر فیصلہ کریں گے کہ ہم ان لوگوں کو یہیں چھوڑ دیں یا ہیلی کاپٹر کو آگے لے جائیں"۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آگے گئے تو ہیلی کاپٹر لازماً چیک ہو جائے گا اور تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر وہ مجھ پر بھی اعتبار نہ کریں گے۔ موسیا کا انچارج کمانڈر لارل انتہائی سخت ترین آدمی ہے اور جنرل بارڈر کا دست راست ہے"۔۔۔۔ جیسورا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر نے ہیلی کاپٹر کو نیچے لانا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے بلندی کم کرتا جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد نیچے دور دور تک پھیلا ہوا براؤن رنگ کا صحرا نمایاں ہونے لگ گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ریت کے ایک بڑے سے ٹیلے کے ساتھ جا کر ریت پر اتر گیا۔

"چلو نیچے اترو۔ اور ہمیں سمجھاؤ کہ یہاں سے موسیا کس طرف ہے اور کتنے فاصلے پر ہے"۔۔۔۔ صفدر نے ہیلی کاپٹر سے باہر اترتے ہوئے کہا۔ اور جیسورا۔ کرنل جوہم اور رایک تینوں اس کے پیچھے باہر آگئے۔ ان کے بعد جولیا نیچے اتری اور آخر میں راکش اور تنویر نیچے آ گئے۔

"یہ جگہ تو موسیا سے کافی دور ہے۔ تقریباً اسی کلومیٹر۔ وہ دیکھو نخلستان نظر آ رہا ہے۔ یہ موراٹی ہے۔ یہاں چیکنگ چوکی ہے۔ میرے خیال میں ہمارا ہیلی کاپٹر لازماً چیک کر لیا گیا ہو گا۔ اور چوکی سے لازماً فوجی یہاں آئیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں انہیں یہ کہوں گا کہ تم ہمارے آدمی ہو۔ اس طرح وہ تمہیں اپنی جیپ میں موسیا تک پہنچا دیں گے۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام"۔۔۔۔ جیسورا نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اور واقعی چند لمحوں بعد دور سے ایک بڑی سی جیپ ہچکولے کھاتی ہوئی ادھر آتی دکھائی دی۔ صفدر اور اس کے ساتھی بالکل خاموش کھڑے تھے۔ جب کہ جیسورا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر چمک آتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ان کے قریب آ کر رکی۔ اور جیپ سے چار سفید فام مشین گنوں سے مسلح

افراد اچھل کر نیچے اترے۔ صفدر نے اس دوران قریب کھڑی جولیا سے خاموشی سے اس کا سائیلنسر لگا پستول لے لیا تھا۔

"چیف باس آپ" ___ آنے والے چاروں نے جیسورا کو دیکھ کر یک لخت اٹین شن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیا پوزیشن ہے" ___ جیسورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس ہم بے حد چوکنا ہیں۔ لیکن ابھی تک سرحد کی طرف سے کوئی نہیں آیا۔ ہم نے آپ کا ہیلی کاپٹر پہچان لیا تھا۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ آپ بذاتِ خود آئے ہیں" ___ ایک مسلح آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ___ تم ایسا کرو۔ ہمارے آدمیوں کو جیپ میں لے جاؤ۔ اور موسیا تک پہنچا دو" ___ جیسورا نے کہا۔

"یس باس" ___ اسی سفید فام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ___ اب ہم واپس چلتے ہیں" ___ جیسورا نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کہاں واپس" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جیسورا کوئی جواب دیتا۔ صفدر کے ہاتھ میں دبے ہوئے سائیلنسر لگے پستول سے ٹھک ٹھک کی آوازیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی سامنے کھڑے چاروں مسلح سفید فام چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔ جیسورا کی وجہ سے انہوں نے مشین گنیں کاندھوں سے نہ اتاری تھیں۔

"یہ ___ یہ کیا کیا تم نے" ___ جیسورا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور کرنل جوہم اور ایرک بھی بری طرح چیختے ہوئے الٹ کر ریت پر جا گرے۔

"خبردار بھاگنے کی کوشش نہ کرنا" ___ صفدر نے پستول کا رخ جیسورا کی طرف کیا تو جیسورا کے ہاتھ خود بخود ہوا میں بلند ہو گئے۔ اور اس کا دائیں طرف کو مڑتا ہوا جسم دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

"تت ___ تت ___ تم نے تو کہا تھا......" ___ جیسورا نے اس طرح لمبا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے حلق میں کوئی گولہ سا پھنس گیا ہو۔ وہ فقرہ بھی مکمل نہ کر سکا تھا۔

"میں نے درست کہا تھا اور دیکھو اب تک تم زندہ سلامت کھڑے ہو۔ ورنہ ان کی طرح ایک گولی تمہارے سینے میں بھی ترازو ہو سکتی تھی" ___ صفدر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ اس دوران تنویر، جولیا اور راکش تینوں نے ان مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔ وہ چاروں چند ہی لمحے تڑپنے کے بعد ختم ہو چکے تھے کیونکہ صفدر کے پستول سے نکلنے والی گولیاں براہ راست ان کے دلوں میں اتر گئی تھیں۔ ایرک اور کرنل جوہم بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ تنویر نے چوتھی مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔

"مم ___ مم ___ مگر......" ___ جیسورا نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے اب ہاتھ خود بخود نیچے کر لئے تھے۔

"سنو جیسورا۔ تم عالمی دہشت گرد ہو۔ اور میں نے یہ بھی سنا ہوا ہے کہ تم کسی زمانے میں سیکرٹ ایجنٹ بھی رہے ہو۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہیں ہیلی کاپٹر پر واپس جانے دیں گے اور تم اس جنگی ہیلی کاپٹر سے آسانی سے اس صحرا میں ہمیں مار گراؤ گے۔ اور پھر تم جا کر بڑے فخر سے یہ کارنامہ جنرل بارٹر کو بتاؤ گے۔ اس لئے تم نے وہ تصویروں والی بات کی تھی۔ تاکہ ہم خوف زدہ ہو کر یہیں صحرا میں ہی اتر جائیں۔ سیدھے موسیانہ چلے جائیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ابھی کوئی ایسی مشین ایجاد نہیں ہوئی جو بلندی پر اڑتے ہوئے جہاز یا ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے ہوئے انسانوں کی تصویریں کھینچ کر زمین پر بیٹھے ہوئے افراد کو دکھا سکے۔ لیکن اب سن لو کہ تمہارا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ میں نے ایٹ ہنڈرڈ زیرو ون وائرلیس بم تمہارے دفتر کے اندر لگا دیا تھا۔ اور ہیلی کاپٹر کی پرواز کے دوران ہی اُسے چارج بھی کر دیا تھا۔ اس لئے تو میں پوچھ رہا تھا کہ تم واپس کہاں جاؤ گے"

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ تم نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا۔ مگر ایرک نے تو تمہاری تلاشی لی تھی"۔۔۔۔ جیسورا نے بے اختیار زمین پر اکڑوں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے شدید ترین مایوسی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"ایرک کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ ہم دشمن ہیں۔ اس نے ہمیں اپنے آدمی سمجھ کر رسمی تلاشی لی تھی۔ ویسے بھی یہ بم میں نے بنڈلی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ ہمارا شروع سے ہی یہ مشن تھا کہ ہم کوابو کے

ساتھ مل کر پہلے تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ کریں گے پھر اس کے بعد نمیبیا جائیں گے۔ تاکہ تمہاری طرف سے خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ لیکن ہم کوابو کے پاس پہنچنے کی بجائے تمہارے ہاتھ لگ گئے۔ لیکن کوابو کو ہمارے متعلق اطلاع مل گئی۔ چنانچہ اس کا یہ آدمی راکش ہمیں بچا کر لے گیا۔ اس کے بعد میں نے باقاعدہ پلاننگ کی اور اس پلاننگ کے نتیجے میں ہم تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ اور چونکہ میں نے دیکھ لیا تھا۔ کہ تم نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا انتہائی جدید انتظام کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے فوری طور پر تمہیں وہاں ہلاک کرنے کی بجائے دوسرا منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کی وجہ سے نہ صرف تمہارا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو گیا بلکہ ہم بھی صحیح سلامت سرحد پار کر کے یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ایک جیپ اور ضروری اسلحہ بھی ہم نے حاصل کر لیا۔ اور اب یہ بھی سن لو کہ تم نے از خود مجھے ڈوگو فائٹرز کے نمیبیا میں ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ بتا دیا ہے ہمیں یہ اطلاعات مل چکی ہیں کہ نمیبیا میں ڈوگو فائٹرز کا سربراہ کمانڈر لارل نامی آدمی ہے۔ اور وہ جنرل بارٹر کا دست راست ہے۔ اور تم نے از خود کمانڈر لارل اور اس کی چھاؤنی کا پتہ بتا کر ہمارا سب سے بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بڑے اطمینان سے اُسے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ مجھے کچھ نہ کہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں صحیح سلامت اس چھاؤنی تک پہنچا دوں گا بلکہ کمانڈر لارل سے بھی اکیلے میں ملوا دوں گا۔ کمانڈر لارل میری بے حد عزت کرتا ہے۔ اور میں اکثر اس

ہیلی کاپٹر پر موسیا کی چھاؤنی میں جاتا رہتا ہوں" ——— جیسورا نے کھڑے ہو کر جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں براہِ راست وہاں جا کر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہم خالی ہاتھ اتنا بڑا اڈہ تباہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے تم چھٹی کرو۔ تم جیسے عالمی دہشت گرد کا قتل واقعی ہمارے لئے ایک کارنامہ ہوگا" ——— صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ جیسورا چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل ریت پر گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ لیکن وہ بھی زیادہ سے زیادہ چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"مس جولیانا۔ تمہارے اس پستول نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے پستول جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم تو عمران سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کے آدمی ہو۔ جس طرح تم نے ساری پلاننگ کی ہے۔ کم از کم یہ میرے بس کا روگ نہ تھا۔ میں تو اسلحہ اٹھا کر براہِ راست ان کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیتا" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی صفدر۔ تمہارا ذہن پلاننگ بنانے میں بے حد کامیاب ہے۔ تم نے ہمیں بھی آخر تک اس ساری پلاننگ سے بے خبر رکھا۔ تم نے اس زیرو دن بم کو ہم سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔ یہ تو جب میں نے تمہارے ہاتھوں میں اس کا سٹریپ چار جر دیکھا تو ساری بات سمجھ گئی" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مس جولیانا۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم تھا اور کام کافی تھا۔ اس لئے چیف باس نے مجھے اس بارے میں خصوصی ہدایات دی تھیں اور انہی کی ہدایات کے مطابق یہ سارا کام ہوا ہے۔ ورنہ تو جے گروپ کا ہیڈ کوارٹر اگر آسانی سے تباہ ہو سکتا ہوتا تو کوابو کب کا اسے ختم کر چکے ہوتے۔ بہرحال اب ہم نے آگے کی پلاننگ کرنی ہے۔ میرا پروگرام ہے کہ اس کمانڈر لاول کو اغوا کیا جائے اور پھر اس سے بنبیا میں ڈوگو فائٹرز کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی جائے۔ اب وہاں موسیا جانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہم اس ہیلی کاپٹر میں سیدھے چھاؤنی کے اندر جا اتریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم جیپ پر پہلے موسیا جائیں اور پھر وہاں سے کسی طرح چھاؤنی کے اندر" ——— صفدر نے کہا۔

"صفدر صاحب۔ کیا واقعی جے گروپ کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے" ——— اب تک خاموش کھڑے ہوئے راکش نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ فکر مت کرو تمہارا بھائی محفوظ ہے۔ تمہیں یاد ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی میں اسی ایمک کو ایک خاص بات کے بہانے ایک طرف لے گیا تھا۔ میں نے اس سے یہی بات کی تھی کہ مجھے خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ تمہارا بھائی کوابو کا ایجنٹ ہے۔ اسے فوراً بلاؤ۔ تاکہ اسے بھی جیسورا کے سامنے ساتھ ہی پیش کر دیا جائے۔ لیکن اس نے بتایا کہ وہ ایک خاص کام سے جو ہنبرگ گیا ہوا ہے اور ایمک

نے وعدہ کیا تھا کہ واپس آنے پر وہ اس کے بارے میں ضرور تحقیقات کرے گا"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ شکر ہے۔ مجھے وہ بھائی بے حد عزیز ہے۔ اور اب مجھے مکمل یقین ہے کہ وہ براہِ راست ہمارے ساتھ آ شامل ہو گا کیونکہ جیسورا کی بیوی ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتی تھی۔ وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو گئی ہو گی۔ بہرحال اب میں آپ کو ایک اور بات بتا دوں کہ موسیا چھاؤنی میں سیاہ فام کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں تو آپ کے ساتھ وہاں جا نہیں سکتا"۔۔۔۔ راکش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں واپس سرحد کے اندر چھوڑ دیں گے۔ وہاں سے تم آسانی سے جا سکتے ہو"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ہیلی کاپٹر استعمال کریں تو پھر میں جیپ میں واپس چلا جاؤں گا۔ اور اگر آپ جیپ استعمال کریں تو پھر پہلے مجھے واپس چھوڑ دیں پھر آگے جائیں"۔۔۔۔ راکش نے جواب دیتے ہوئے کہا

"میرا خیال ہے صفدر ہمیں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر براہِ راست چھاؤنی میں پہنچ جانا چاہیئے۔ ہم ابھی تک سبز گروپ کے آدمیوں کے روپ میں ہیں۔ اس طرح ہماری پہچان آسانی سے نہ ہو سکے گی۔ اور ہم وہاں کمانڈر کو قابو کر کے اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس نکل آئیں گے"۔۔۔۔ تنویر نے اپنی طبیعت کے عین مطابق کہا۔

"جولیا کا مسئلہ ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ فی الحال یہی پروگرام

ٹھیک ہے۔ راکش تم ایسا کرو یہ ساری لاشیں جیپ میں رکھ دو۔ اور پھر جیپ لے کر واپس چلے جاؤ۔ کسی مناسب جگہ انہیں پھینک دینا۔ میں نہیں چاہتا کہ چوکی والے تحقیق کرنے آئیں اور پھر لاشیں وغیرہ دیکھ کر وہ چھاؤنی اطلاع کر دیں"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ تم میری فکر نہ کرو۔ اس کمانڈر کو شک بھی نہ گزر سکے گا کہ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں۔ تم صرف اتنا کہہ دینا کہ میں جیسورا کی پرانی واقف کار ہوں۔ باقی میں خود سنبھال لوں گی"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"آؤ تنویر۔ مل کر یہ لاشیں جیپ میں ڈال دیں۔ کسی بھی وقت کوئی اور جیپ ان کا پتہ کرنے آ سکتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر صفدر، تنویر اور راکش تینوں نے مل کر جیسورا۔ کرنل جوہم اور ایرک کی لاشوں کے ساتھ ساتھ جیپ والے چار سفید فاموں کی لاشیں بھی اس بڑی جیپ کے عقبی حصے میں ڈھیر کر دیں۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اب مجھے اجازت"۔۔۔۔ راکش نے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ تم نے واقعی نہ صرف ہماری جانیں بچائیں بلکہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون بھی کیا۔ اپنی تنظیم کے بڑوں کو ہمارا سلام کہنا۔ مشن کے اختتام کے بعد ہم تمہارے گرینڈ چیف سے ضرور ملیں گے اور پھر میں تمہاری سفارش کروں گا"۔۔۔۔ صفدر نے باقاعدہ راکش سے مصافحہ

کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب۔ ویسے مجھے آپ جیسے ذہین اور بے جگر افراد کے ساتھ کام کر کے دلی مسرت ہوتی ہے۔ آپ نے جس ذہانت کے ساتھ بے گروپ کے ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا ہے اور اس جیسورا وغیرہ کا خاتمہ کیا ہے۔ وہ واقعی قابل داد ہے"۔۔۔ مارکش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تنویر سے مصافحہ کر کے وہ سٹیرنگ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جب جیپ اونچے نیچے ٹیلوں میں سے ہوتی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو وہ سارے ایک طرف کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔

تیز رفتار ہیلی کاپٹر اپنی پوری رفتار سے کابورا کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا کرنل ڈنیڈن آنکھوں سے دوربین لگائے مستقل طور پر نیچے سڑک اور اس پر دوڑنے والی گاڑیوں کو چیک کر رہا تھا۔ لیکن کسی بھی گاڑی میں اسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا جسے وہ مشکوک سمجھ سکتا۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے ہوا تھا کہ یک لخت ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر ٹوں ٹوں کی تیز آواز سے جاگ اٹھا اور پائلٹ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ کرنل ڈوجان میجر فوشن کالنگ اوور"۔۔۔ ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ کرنل ڈنیڈن اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ کرنل ڈنیڈن ٹرانسمیٹر کی آواز سن کر چونک کر سیدھا ہوا اور دوربین کو گلے میں ڈالتے ہوئے اس نے پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل ڈوجان کے بولنے

سے پہلے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے خود بات کرنی شروع کر دی ۔
" یس سر ـــــ کیا آپ کرنل ڈوجان کے ہمراہ کابورا آرہے ہیں ۔
کرنل ڈوجان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر پر آرہے ہیں ۔ اس
لئے میں نے ایئر سپیشل فریکونسی پر کال کی ہے اوور ـــــ اس بار
دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا ۔
" ہاں ۔ کرنل ڈوجان میرے ساتھ آرہے ہیں ۔ تم نے کیوں کال کیا
ہے اوور " ـــــ کرنل ڈنیڈن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا ۔ اپنی
ناک اونچی رکھنے کے لئے اس نے بجائے یہ جواب دینے کے کہ وہ
کرنل ڈوجان کے ہمراہ آرہا ہے یہ جواب دیا کہ کرنل ڈوجان اس
کے ہمراہ آرہا ہے ۔ مقصد میجر فوشن کو یہ بتانا تھا کہ اصل اہمیت
اس کی ہے ڈوجان کی نہیں ۔
" سر ۔ یہاں قصبہ کابورا کے شمالی طرف جانے والی سڑک
پر میں نے ایک چیکنگ پوسٹ قائم کی ہوئی تھی ۔ وہاں سے اطلاع
ملی کہ ایک جیپ نے چیکنگ پوسٹ سے تیزی سے گزرتے ہوئے
وہاں موجود فوجیوں پر فائرنگ کی اور اس کے ساتھ ہی وہاں سے
گزرتے ہوئے ایک آئل ٹینکر پر بم مار دیا گیا ۔ اس سے تیل سے
بھرا ہوا ٹینکر تباہ ہو گیا ۔ اس کے تیل میں آگ لگ گئی ۔ اور اس تیل
نے وہاں موجود سپاہیوں اور جیپوں سمیت سب کچھ جلا کر راکھ کر دیا ۔
جیپ کابورا کی طرف جاتی ہوئی بتائی گئی تھی ۔ اس اطلاع ملنے پر
میں فوراً کابورا پہنچا ۔ اس وقت مسافروں سے بھری ہوئی ایک بس
بھی جا رہی تھی ۔ اس کے مسافروں نے بتایا ہے کہ جیپ میں دو سیاہ فام

ایکریمین ایک مقامی سیاہ فام اور دو پاکیشیائی موجود تھے ۔ اس پر
میں نے سارے قصبے کو گھیر لیا ۔ اور گھر گھر کی تلاشی لی ۔ لیکن اب تک
نہ ہی جیپ کا پتہ چلا ہے اور نہ ان حملہ آوروں کا ۔ بہر حال انکوائری
جاری ہے اوور " ـــــ میجر فوشن نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا ۔
" اوہ ۔ یہ وہی لوگ ہوں گے ۔ تم ایسا کرو کہ قصبے کا انتہائی سختی سے
محاصرہ کر لو ۔ کسی کو باہر جانے کی اجازت مت دو ۔ چاہے وہ کوئی
مقامی سیاہ فام ہی کیوں نہ ہو ۔ کیونکہ یہ لوگ میک اپ کے ماہر
ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مقامی میک اپ میں نکل جائیں ۔ ہم سیدھے قصبے
آرہے ہیں ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ میری نظروں سے کیسے بچ سکتے
ہیں اوور " ـــــ کرنل ڈنیڈن نے چیختے ہوئے کہا ۔
" یس سر ـــــ میں نے پہلے ہی قصبے کے باہر سخت محاصرہ کیا
ہوا ہے اور نہ کسی کو اندر جانے اور نہ کسی کو باہر آنے کی اجازت
دی ہے اوور " ـــــ میجر فوشن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔
" گڈ ۔ پوری طرح محتاط رہنا ۔ وہ وہاں سے ہر صورت میں نکلنے
کی کوشش کریں گے ۔ اور سنو ۔ تم وہاں کسی ایسے آدمی کو یقیناً
جانتے ہو گے جو ایسے لوگوں کو پناہ دے سکتا ہو ۔ ہو سکتا ہے انہوں
نے پہلے سے پلاننگ کر رکھی ہو اوور " ـــــ کرنل ڈنیڈن نے تیز لہجے
میں کہا ۔
" جی ہاں ۔ یہاں ایک ہی آدمی ایسا ہے جو اس قسم کے کاموں میں
ملوث ہو سکتا ہے ۔ اس کا نام سونو ہے ۔ وہ کھاد فیکٹری کا لیبر انچارج
ہے ۔ کام کرنے کے لئے سیاہ فام افراد سپلائی کرنے کا ذمہ دار ہے ۔

جرائم پیشہ اور لڑنے مرنے والا آدمی ہے اور مجھے خفیہ طور پر یہ اطلاع ملی ہے کہ سونو کا اس قصبے پر مکمل ہولڈ ہے اوور“ ـــــ میجر فوشن نے کہا۔

” اوہ پھر یقیناً اسی سونو نے ہی انہیں چھپایا ہوا ہو گا اوور“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

” میں نے اس کے مکان اور احاطے کی مکمل تلاشی لی ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہے اوور“ ـــــ میجر فوشن نے کہا۔

” ٹھیک ہے۔ ہمارے آنے تک اسے قابو میں رکھنا اوور اینڈ آل“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

” اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کابورا میں داخل ہو چکے ہیں لیکن یہ کابورا کیوں گئے ہیں۔ انہیں تو جوہنبرگ پہنچنا چاہئے تھا فوری طور پر“ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی پیچھے بیٹھا ہوا کرنل ڈوجان بول پڑا۔

” وہ اب باقاعدہ پلاننگ کر کے آجائیں گے کسی نئے میک اپ میں۔ لیکن میں انہیں ہر صورت میں ڈھونڈ نکالوں گا“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ اور کرنل ڈوجان نے سر ہلا دیا۔

” پائلٹ۔ سیدھے اس قصبے کابورا میں ہیلی کاپٹر لے چلو“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

” یس سر“ ـــــ پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر

ٹوں ٹوں کرنے لگا۔ کرنل ونیٹڈن نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور بٹن پریس کر دیا۔

” ہیلو ہیلو ـــــ میجر رابرٹ کالنگ فرام کھرڈی کھری اوور“ ـــــ ایک تیز آواز سنائی دی۔ اور میجر رابرٹ کی آواز سن کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے سب افراد بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ میجر رابرٹ اس چھاؤنی کا انچارج تھا جہاں کرنل ونیٹڈن نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ اور جہاں سے وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر کابورا جا رہے تھے۔

” یس کرنل ونیٹڈن۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اوور“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

” باس۔ چیف کمانڈر جنرل بارٹڑ کی کال آئی ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں کال ملا رہا ہوں اوور“ ـــــ دوسری طرف سے میجر رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا اور کرنل ونیٹڈن نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر فضا میں معلق کرنے کا حکم دیا تاکہ اطمینان سے جنرل بارٹڑ کی کال سنی جا سکے۔

” ہیلو ـــــ جنرل بارٹڑ سپیکنگ اوور“ ـــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جنرل بارٹڑ کی تیز اور گونج دار آواز سنائی دی۔

” یس سر ـــــ کرنل ونیٹڈن اٹنڈنگ یو اوور“ ـــــ کرنل ونیٹڈن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

” کرنل ونیٹڈن۔ انگولا سے ابھی ابھی انتہائی بری خبر ملی ہے۔ وہاں جیسورا گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ جیسورا اور کرنل جوہنم دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن ان دونوں کی لاشیں

انگولا اور نمیبیا کی سرحد کے قریب پڑی ہوئی ملی ہیں۔ ہیڈ کوارٹر میں سے
شدید ترین زخمی افراد نے جو تفصیل بتائی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز
ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تین پاکیشیائی ایجنٹ جیسورا نے پکڑے
تھے جن میں دو مرد اور ایک عورت تھی۔ عورت سوئس قومیت کی
تھی۔ جب کہ دونوں مرد گو پاکیشیائی تھے لیکن ایکریمین سیاحوں کے
میک اپ میں تھے۔ انہیں قتل کرنے کے احکامات دیئے گئے۔
لیکن پھر پتہ چلا کہ قتل کرنے والے خود قتل ہو گئے ہیں۔ اور وہ تینوں
فرار ہو گئے ہیں اس پر جیسورا نے اپنے ڈنگ ٹکری کو انہیں پکڑنے
کی ہدایات دیں۔ پھر وہ پکڑے گئے اور ڈنگ ٹکری کے ہاتھوں
مارے گئے۔ اس کے بعد جیسورا نے ان کی لاشیں ہیڈ کوارٹر طلب
کیں۔ یہ لاشیں اور وہ زندہ لڑکی ڈنگ ٹکری کا انچارج جاکشی اور
اس کا اسسٹنٹ مائیکل اور ایک سیاہ فام لے کر ہیڈ کوارٹر
آئے جہاں جیسورا اور کرنل جوہم موجود تھے جیسورا کا نائب ایرک
بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد یہ سب لوگ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر
چلے گئے۔ اور ہیلی کاپٹر کی پرواز کے تھوڑی ہی دیر بعد ہیڈ کوارٹر
میں انتہائی خوف ناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ پورا
ہیڈ کوارٹر اور اس میں موجود افراد سوائے چند کے ہلاک ہو گئے۔
وہ چند افراد بھی شدید زخمی تھے۔ باقی ڈنگوں نے اطلاع ملنے پر انکوائری
شروع کی تو انگولا اور نمیبیا کی سرحد کے قریب جیسورا۔ کرنل جوہم
اور ایرک کی لاشوں کے ساتھ ساتھ چار اور سفید فام نوجیوں کی
لاشیں بھی ملی ہیں جو نجانے کہاں تعینات تھے۔ کیونکہ ان چاروں

...کے چہرے بری طرح بگاڑ دیئے گئے تھے۔ اور اب کوابو گروپ بھی
...بت میں آگیا ہے اور وہاں کوابو اور بے گروپ کے بچے کھچے آدمیوں
...کے درمیان خوف ناک لڑائی ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے کوابو
...رو بے گروپ کے باقی بچ جانے والے افراد کا مکمل طور پر خاتمہ
...رنا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے اس لئے بات کی ہے کہ تمہیں شاید
...ں بات کا علم ہو کہ کرنل جوہم تو نمیبیا میں تھا وہ جیسورا گروپ کے
...ڈ کوارٹر کیسے پہنچ گیا اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ کون ہیں اور"
...رل بارٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
"ڈیری سیڈ نیوز جنرل۔ کرنل جوہم نے مجھے رپورٹ دی ہے
...اس طرح ایجنٹ پکڑے گئے ہیں۔ اور انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔
...اس کے بعد کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ لیکن جنرل وہ ہیلی کاپٹر جس
...ایجنٹ گئے ہیں وہ کہاں ہے۔ کیا وہ مل گیا ہے۔ کہاں ملا ہے
...ر" ـــــ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔
"نہیں ـــــ اس کا ابھی پتہ نہیں چل سکا۔ اور سنو۔ نمیبیا
...کمانڈر لامل کو میں نے انتظامی انچارج بنا دیا ہے وہ بے حد
...شیار آدمی ہے۔ وہ دونوں سیٹیں آسانی سے سنبھال لے گا۔
...ے میں نے تمہارے متعلق تفصیلی ہدایات دے دی ہیں جب
...یہ رپورٹ ملی اس وقت وہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں
...رے پاس ہی موجود تھا۔ ویسے وہ موسیا ایئرپورٹ اور چھاؤنی
...مانڈر ہے۔ موسیا ایئرپورٹ اور چھاؤنی۔ انگولا اور نمیبیا کی
...حد کے قریب ہے۔ اس لئے وہ جلد ہی ان پاکیشیائی ایجنٹوں

کوبھی ڈھونڈھ نکالے گا۔ ویسے وہ تمہاری ہدایات پر ہی عمل کرے
گا۔ تم اسے سپیشل ریڈ زیرو فریکوئنسی پر کال کر سکتے ہو اوور" ——
جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔
"دو سیٹوں کا کیا مطلب جنرل —— میں سمجھا نہیں اوور" ——
کرنل ونیڈن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"اوہ۔ تمہیں واقعی حیران ہونا تھا۔ بہرحال اب بات ہو گئی
ہے تو تمہیں یہ بتلانے میں حرج نہیں ہے کہ نمبیبا میں ڈوگو فائٹرز
کا انچارج بھی کمانڈر لارل ہی ہے۔ لیکن تم کہاں جا رہے ہو
مجھے میجر رابرٹ نے بتایا ہے کہ تم نے اچانک ہیلی کاپٹر طلب
کیا اور پھر کرنل ڈوجان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں کہیں چلے گئے
ہو اوور" —— جنرل بارٹر نے کہا۔
"یس سر —— اس وقت ہم ہیلی کاپٹر میں ہی آپ کی کال
اٹنڈ کر رہے ہیں۔ ان دو ایکریمین جرنلسٹوں جنہیں آپ کے حکم
پر ہم نے بوٹسوانا کے سرحدی ائیر پورٹ پر چھوڑ دیا تھا۔ میں نے
وہاں موجود ایک ایکریمین ایجنٹ کے ذریعے انکوائری کرائی تو
پتہ چلا کہ وہاں جاتے ہی انہوں نے پراسرار طور پر اپنے میک اپ
ختم کر دیئے۔ وہ واقعی علی عمران اور اس کا کوئی پاکیشیائی ساتھی
تھا۔ وہاں دو ایکریمین حبشی ان کے انتظار میں پہلے سے موجود
تھے۔ پھر وہ سب ایک مقامی آدمی کے ساتھ کار میں سوار ہو کر
سرحدی قصبے کابورا کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ اس پر میں نے کرنل
ڈوجان کی معرفت اس علاقے کے انچارج میجر فوشن کو الرٹ کیا

خود ہیلی کاپٹر لے کر وہاں جا رہا ہوں۔ ابھی آپ کی کال سے چند لمحے
پہلے میجر فوشن نے کال پر بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جنگ
پوسٹ پر موجود فوجیوں کو ہلاک کر کے قصبہ کابورا میں غائب ہو گئے
ہیں میجر فوشن نے سارے قصبے کا محاصرہ کر لیا ہے اب میں وہاں
جا کر انہیں ہر صورت میں تلاش کروں گا اور پھر ان کے خاتمے
کے بعد میں خود نمبیبا جا کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام
کروں گا۔ اس طرح ہم اس گروپ کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب
ہو جائیں گے اوور" —— کرنل ونیڈن نے تفصیل بتلاتے ہوئے
کہا۔
"اوہ ویری بیڈ —— یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کے آتے ہی ہر
طرف سے بری خبریں ملنے لگ گئی ہیں۔ تیز حرکت کرو۔ اور جلد
از جلد انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ ڈوگو فائٹرز کا منصوبہ
بالکل تکمیل کے قریب ہے۔ اس کی تکمیل سے پہلے ہر
صورت میں ان کا خاتمہ ہونا چاہیئے اوور" —— جنرل بارٹر نے
تیز لہجے میں کہا۔
"آپ فکر نہ کریں سر۔ اب وہ ٹریس ہو چکے ہیں۔ اور اب
وہ کرنل ونیٹن کے پنجے سے کسی صورت بھی نہ نکل سکیں گے اوور"
کرنل ونیٹن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
"مجھے ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی کی رپورٹ دیتے رہا کرو تاکہ
مجھے بھی حالات کا علم ہوتا رہے اوور" —— جنرل بارٹر نے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور" ---- کرنل ونیٹن نے کہا۔ اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر پائلٹ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر آگے بڑھا دیا۔

"کرنل جوہم کے ساتھ بہت برا ہوا" ---- کرنل ڈوجان نے دل گرفتہ سے لہجے میں کہا۔

"دراصل کرنل جوہم اور جیبورا دونوں کو علم ہی نہیں ہے۔ کہ سیکرٹ ایجنٹوں کی کارروائیاں کس انداز کی ہوتی ہیں۔ اس لئے مار کھا گئے ہیں۔ بہرحال میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں پھر انہیں بھی دیکھ لوں گا" ---- کرنل ونیٹن نے جواب دیا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر میں خاموشی طاری ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر قصبے کے اوپر پہنچ گیا۔ اور پائلٹ نے ایک کھلی جگہ پر موجود فوجیوں اور فوجی جیپوں کو دیکھ کر ہیلی کاپٹر وہیں اتار دیا۔ کرنل ونیٹن، کرنل ڈوجان اور ٹریسیا تینوں ہیلی کاپٹر سے باہر آگئے۔ وہاں موجود فوجیوں نے انہیں دیکھ کر سیلوٹ کئے۔

"میجر فوشن کہاں ہے" ---- کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ جناب سونو سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ ادھر قریب احاطے میں جناب" ---- ایک کیپٹن نے جلدی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لے چلو ہمیں" ---- کرنل ونیٹن نے کہا۔

اور پھر وہ تینوں کیپٹن کی رہنمائی میں چلتے ہوئے کچھ دور ایک باغ نما احاطے میں داخل ہو گئے۔ یہ خاصا وسیع احاطہ تھا جس کے ایک طرف بیرک نما کمرے بنے ہوئے تھے۔ ان بیرک نما کمروں کے سامنے بھی مسلح فوجی موجود تھے جو انہیں دیکھ کر اٹین شن ہو گئے۔

"میجر صاحب ادھر کمرے میں ہیں" ---- ایک فوجی نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ونیٹن سر ہلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک دیو نما سیاہ فام کو ایک کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ اور ایک لمبا تڑنگا سفید فام میجر ہاتھ میں بید اٹھائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس دیو نما سیاہ فام کے جسم پر جگہ جگہ بید کے زخموں کے نشانات نظر آرہے تھے۔ ایک آنکھ بھی سوجی ہوئی تھی۔ اور چہرے پر بھی زخموں کے نشانات تھے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی میجر تیزی سے مڑا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"یہ میجر فوشن ہیں۔ اور میجر فوشن یہ ریڈ اتھارٹی کرنل ونیٹن" کرنل ڈوجان نے فوجی انداز میں سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کرنل ونیٹن اور میجر فوشن کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ---- میجر فوشن نے کرنل ونیٹن کے سامنے اٹین شن ہوتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ونیٹن نے سر ہلا دیا۔

"یہ وہی سونو ہے" ---- کرنل ونیٹن نے کرسی پر بندھے

ہوئے سیاہ فام کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن یہ بتاتا ہی نہیں ہے یہی کہتا ہے کہ اُسے کسی اجنبی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے" ——— میجر نوشن نے جواب دیا۔

"جب یہ اتنے تشدد کے باوجود نہیں قبول رہا تو پھر سچ ہی کہہ رہا ہوگا۔ خواہ مخواہ کے تشدد کا کیا فائدہ" ——— کرنل ونیٹڈن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کروں سر" ——— میجر نوشن کرنل ونیٹڈن کے اس خلافِ توقع حکم پر انتہائی حیرت زدہ نظر آ رہا تھا۔ اس کا تو خیال تھا کہ کرنل ونیٹڈن اُسے حکم دے گا کہ اس کی کھال اتار دو۔ لیکن کرنل ونیٹڈن الٹ بات کر رہا تھا۔

"ہاں ہاں۔ مجھے اس کے چہرے پر سچائی کے تاثرات نظر آ رہے ہیں اور پھر تم نے بتایا ہے کہ یہ کھاد فیکٹری کو لیبر سپلائی کرتا ہے۔ پھر تو یہ سرکاری آدمی ہو گیا۔ ٹھیک ہے اسے کچھ مت کہو" ——— کرنل ونیٹڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جو حکم سر" ——— میجر نوشن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا بید ایک طرف اچھال دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اسے ابھی اسی طرح بندھا رہنے دو۔ اور خیال رکھنا یہ یہاں سے باہر نہ جانے۔ میں خود ایک ایک گھر کی تلاشی لوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح چھپے رہ سکتے ہیں۔ اور جس گھر سے وہ برآمد ہو گئے۔ اس کا جو حشر ہوگا اس کا تماشہ

پھر دنیا دیکھے گی" ——— کرنل ونیٹڈن نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر باہر آ گیا۔ کرنل ڈوجان، ٹریسیا اور میجر نوشن بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

"ایسا کرو اس سونو کے مکان سے کسی بوڑھے اور سادہ سے آدمی کو یہاں بلاؤ اس دوسرے کمرے میں" ——— کرنل ونیٹڈن نے ایک طرف ہو کر میجر نوشن سے کہا۔

"یس سر" ——— میجر نوشن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر لیکن کمزور جسم کا آدمی بھی تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ سونو کا خادم ہے سر" ——— میجر نوشن نے کہا۔

"اوہ اچھا ——— کیا نام ہے تمہارا" ——— کرنل ونیٹڈن نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی میرا نام چاگو ہے جناب" ——— ادھیڑ عمر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں چاگو۔ ہم نے صرف تم سے چند سوالات کرنے ہیں۔ ادھر آؤ اس کمرے میں" ——— کرنل ونیٹڈن نے بڑے دوستانہ انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اور چاگو کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات تیزی سے غائب ہونے لگے۔

وہ اُسے لے کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ باقی ساتھیوں کو اس

نے باہر روک دیا تھا۔ اس کمرے میں بھی چار کرسیاں پڑی ہوئی
تھیں۔
"بیٹھو چاگو" ــــ کرنل ونیٹڈن نے کہا۔ اور چاگو خاموشی سے
ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ونیٹڈن نے بڑے پراسرار سے انداز
میں بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ
باہر سے کوئی اس کی آواز سن نہ لے۔
"سنو چاگو۔ میں عمران کا ساتھی ہوں۔ کرنل ونیٹڈن کے میک اپ
میں ہوں۔ میں نے عمران کو انتہائی اہم پیغام دینا ہے۔ پلیز تم خاموشی
سے یہ پیغام اس تک پہنچا دو۔ ورنہ بہت نقصان ہو جائے گا"
کرنل ونیٹڈن نے بڑے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ساتھ
وہ دروازے کی طرف بھی اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ
کوئی اس کی بات نہ سن لے۔
"ک ک ــ کون عمران" ــــ چاگو نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
"ارے وہ پاکیشیائی جو سونو کے مہمان بنے ہیں۔ اس کا نام
عمران ہے۔ اس کا دوسرا ساتھی میرا سگا بھائی ہے۔ اور دو
ایکریمین دیو قامت حبشی اس کے ساتھ ہیں۔ یہ لو یہ رقم رکھ لو اور
سنو فوراً اس تک پیغام پہنچا دو" ــــ کرنل ونیٹڈن نے جلدی
سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور بڑے پراسرار
سے انداز میں چاگو کی مٹھی میں ڈال کر مٹھی بند کر دی۔
"مم ــ مم ــ مگر......" ــــ چاگو نے بوکھلاتے ہوئے

انداز میں کہا۔
"پلیز چاگو۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کسی بھی لمحے اصل کرنل ونیٹڈن
کی طرف سے اطلاع آ سکتی ہے۔ مجھے صرف پیغام دینا ہے اور بس۔
پھر میں ان سب کو یہاں سے لے کر نکل جاؤں گا۔ دیکھو انکار مت
کرو" ــــ کرنل ونیٹڈن نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔
"مگر میں تو ان تک نہیں جا سکتا۔ سونو نے سختی سے منع کر دیا ہے۔
میں تو صرف کورو کو پیغام دے سکتا ہوں" ــــ چاگو نے کہا۔
"ارے نہیں۔ پیغام عمران تک پہنچانا ہے۔ ہر صورت میں۔ بس
تم کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جاؤ۔ پلیز" ــــ کرنل ونیٹڈن نے کہا۔
"مگر جناب وہ بڑے تہہ خانے میں ہیں۔ میں وہاں نہیں جا سکتا۔
ورنہ سونو کے آدمی مجھے ہلاک کر دیں گے۔ وہ ان معاملات میں بے حد
سخت ہے" ــــ چاگو نے کہا۔
"اوہ۔ کوئی ترکیب نکالو۔ آخر بڑا تہہ خانہ مکان کے اندر ہی ہو گا"
کرنل ونیٹڈن نے کہا۔
"ہاں ہے تو مکان کے اندر۔ لیکن" ــــ چاگو نے ہچکچاتے ہوئے
کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ تم
پر ذرا برابر بھی آنچ نہ آئے گی۔ مجھے بتاؤ کہاں ہے تہہ خانہ میں تمہیں
ترکیب بتا دیتا ہوں" ــــ کرنل ونیٹڈن نے سرگوشی کرتے ہوئے
کہا۔
"ج ج ــ ج ــ جی۔ بیرونی دروازے کی بڑی راہداری کے

اختتام پر جو کمرہ ہے۔ اس کے فرش سے سیڑھیاں نیچے تہہ خانے
میں جاتی ہیں۔ اور راہداری میں سونو کے خاص آدمی ہر وقت موجود
رہتے ہیں وہ مجھے ادھر جانے ہی نہ دیں گے"۔۔۔ جاگو نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ اچھا تو اسے کورڈ تک پہنچا دو
پیغام اور اسے کہہ دو کہ وہ عمران تک اسے پہنچا دے"۔۔۔ کرنل
ونیٹن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا پیغام ہے"۔۔۔ جاگو نے بھی
اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اسے صرف اتنا پیغام دے دو کہ یقینی موت اس کا مقدر بن
چکی ہے"۔۔۔ کرنل ونیٹن نے یک لخت کرسی سے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسرت کے آثار
نمایاں تھے۔
"جج ۔۔ جج ۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ جاگو نے انتہائی حیران ہوتے
ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا کرسی سمیت
دوسری طرف جا گرا۔ کرنل ونیٹن کا زوردار تھپڑ اس کے جبڑے
پر پڑا تھا۔ اس کی مٹھی میں موجود نوٹ ایک طرف جا گرا تھا جسے
کرنل ونیٹن نے اٹھا لیا۔
"میجر فوشن۔ اندر آجاؤ"۔۔۔ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا
اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر فوشن تیزی سے اندر آ گیا۔
جاگو اس وقت فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جو کام تم اس سونو پر تشدد کے باوجود نہیں کر سکے وہ میں
نے کر لیا ہے۔ اسے گولی مار دو۔ اور میرے ساتھ آؤ"۔۔۔ کرنل
ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔
اسی لمحے اندر سے گولی چلنے اور جاگو کی دردناک چیخ سنائی دی۔
لیکن کرنل ونیٹن نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور باہر موجود کرنل ڈوجان
اور ٹریسیا نے سوالیہ نظروں سے کرنل ونیٹن کی طرف دیکھا۔
"آؤ میرے ساتھ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ لوگ کہاں
موجود ہیں۔ اب صرف ان کو بل میں سے نکالنا ہے"۔۔۔ کرنل
ونیٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ واقعی۔ اتنی جلدی ۔۔۔ کیا اس بوڑھے نے بتایا ہے"۔
کرنل ڈوجان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ونیٹن نے
سر ہلا دیا۔ میجر فوشن بھی ان کے پیچھے باہر کھلے احاطے
میں آ گیا۔
"میجر فوشن سونو کے مکان میں کتنے آدمی موجود ہیں"۔۔۔ کرنل
ونیٹن نے پوچھا۔
"سر۔ تقریباً دس آدمی ہیں۔ عورت کوئی نہیں صرف مرد ہیں"
میجر فوشن نے جواب دیا۔
"سنو وہ لوگ اس مکان کے تہہ خانے میں چھپے ہوئے
ہیں۔ لیکن ہم اس وقت تک انہیں کسی تبدیلی کا علم نہیں ہونے
دینا جب تک ہم ان کے سروں پر نہ پہنچ جائیں۔ کیونکہ اگر انہیں
ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے اور جس طرح

انہوں نے چیکنگ پوسٹ کو تباہ کر دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ان کے پاس بم بھی ہیں۔ اور دوسرا جدید اسلحہ بھی۔ اس لئے
تم ایسا کرو کہ انتہائی خاموشی سے مکان کا مکمل طور پر محاصرہ کر لو۔
اور اندر موجود سب آدمیوں کو بلا کر گرفتار کر لو۔ اور سنو، تمہارے
پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا کوئی بم یا کیپسول ہے۔ میں
چاہتا ہوں کہ انہیں وہیں تہہ خانے میں ہی بے ہوش کر دیا جائے"
کرنل ڈنیٹن نے کہا۔

"یس سر۔ سب کچھ موجود ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے بتائیں
کون سے تہہ خانے میں ہیں۔ انہیں بے ہوش کر کے آپ کو اطلاع
کر دیتا ہوں۔ میں اور میرے آدمی ایسی کارروائیوں میں ماہر ہیں"
میجر نوشن نے جواب دیا۔

کرنل ڈنیٹن چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچتا رہا۔ اور پھر اس
نے اس انداز میں کندھے جھٹکے جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے چاگو سے ملنے والی تہہ خانے کی تمام
تفصیل میجر نوشن کو بتا دی۔

"اوہ۔ ویری گڈ ۔۔۔ اب آپ فکر نہ کریں۔ اب میں سب ٹھیک
کر لوں گا"۔۔۔ میجر نوشن نے جوشیلے انداز میں کہا اور تیزی سے
احاطے کے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے اتنی جلدی کیسے معلوم کر لیا۔ حیرت ہے"۔۔۔ اس
بار ٹریسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دراصل یہ مخصوص ٹریننگ کی بات ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر

مسئلہ تشدد سے ہی حل ہو۔ سونو کا جسم اور اس کے جبڑے کی ساخت
بتا رہی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے جو مر تو سکتا ہے لیکن اپنی مرضی کے بغیر
کچھ بتا نہیں سکتا۔ اس لئے اس پر تشدد سوائے وقت ضائع کرنے
کے اور کوئی فائدہ نہ دے سکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ سونو نے ہی
انہیں چھپایا ہو گا۔ اور زیادہ خیال یہی تھا کہ یہ لوگ کہیں تہہ خانے
میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ میں نے اس چاگو کو بلایا۔ یہ عام اور
سادہ سے ذہن کا آدمی تھا۔ میں نے اسے بڑی اداکاری کرتے ہوئے
بتایا کہ میں دراصل انہی لوگوں کا ساتھی ہوں اور کرنل ڈنیٹن کے
میک اپ میں ہوں۔ بس میری اداکاری سے وہ چکر کھا گیا اور
اس نے خود بخود ساری تفصیل بتا دی"۔۔۔ کرنل ڈنیٹن نے
بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کمال ہے۔ اس قدر سادہ ترکیب۔ واقعی آپ کمال
درجہ کے ذہین ہیں۔ جنرل بارٹر نے ایسے ہی آپ کو ریڈ اتھارٹی
نہیں دے دی"۔۔۔ کرنل ڈوجان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔
اور کرنل ڈنیٹن مسکرا دیا۔

"اب آپ انہیں گرفتار کر کے لے جائیں گے"۔۔۔ ٹریسیا
نے کہا۔

"ارے نہیں۔ اب تو بس ان کے جسموں میں سوراخ کرنے
ہیں۔ اب میں انہیں ذرا برابر بھی کوئی موقع نہ دوں گا"۔۔۔ کرنل
ڈنیٹن نے جواب دیا۔ اور پھر وہ اسی طرح وہاں بیٹھے اور باتیں
کرتے رہے۔

"بڑی دیر ہوگئی ہے میجر فوشن واپس نہیں آیا" ـــــ اچانک
کرنل ونیٹن نے کلائی کی گھڑی پر نظریں ڈالتے ہوئے چونک
کر کہا۔
"ہاں۔ گھنٹہ تو ہوگیا ہوگا۔ اب تک تو اُسے آجانا چاہیئے"
کرنل ڈوجان نے کہا۔
"وہ آگیا ہے" ـــــ اُسی لمحے ٹریسیا نے کہا اور کرنل ڈوجان
اور کرنل ونیٹن تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ میجر
فوشن تقریباً دوڑتا ہوا آرہا تھا۔ اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے پھٹا
پڑ رہا تھا۔
"وکٹری سر وکٹری۔ وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ میں نے
انہیں چیک کرلیا ہے۔ واقعی سر ان کے پاس خاصا خوفناک
اسلحہ تھا سر" ـــــ میجر فوشن نے قریب آکر انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"واقعی۔ ویری گڈ۔ آؤ اب ان کے جسموں میں گولیاں اتار دیں۔
اس سونو کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال کر اسے بھی ساتھ لے چلو۔
تاکہ اسے بھی دشمنوں کو پناہ دینے کی عبرتناک سزا دی جاسکے"
کرنل ونیٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ سونو کے مکان میں داخل ہوگیا۔
وہاں مسلح فوجی جگہ جگہ موجود تھے۔ سونو بھی ان کے ساتھ تھا۔
اس کے ہاتھ عقب میں کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی۔
میجر فوشن آگے آگے چل رہا تھا۔ اس طرح جیسے کوئی عظیم فاتح اپنی

نئی فتح کی ہوئی مملکت میں داخل ہو رہا ہو۔ طویل راہداری کے اختتام
پر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ جس کے فرش کا ایک حصہ ہٹا ہوا تھا
اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر
نیچے پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑا ہال کمرہ نما تہہ خانہ تھا اور واقعی
وہاں دو دیو قامت ایکریمین حبشی دو پاکیشیائی اور ایک مقامی
سیاہ فام فرش پر الٹے سیدھے لیٹے ہوئے تھے وہ سب کے
سب بے ہوش تھے
"ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ دیکھا آخر کار فتح نے کرنل ونیٹن کے قدم
چوم لئے۔ ہا ـــ ہا ـــ ہا" ـــــ کرنل ونیٹن نے اندر داخل ہوتے
ہی زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سونو کی طرف مڑ
گیا۔
"دیکھو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کی موجودگی کا تم انکار کر رہے تھے۔
اب بتاؤ" ـــــ کرنل ونیٹن نے سونو سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس
کا تاریک چہرہ مزید تاریک پڑ گیا تھا۔
"مم ـــ مم ـــ مجھے نہیں معلوم یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں
تو فیکٹری سے آکر احاطے میں ہی رک گیا تھا۔ یہ ضرور میرے کسی
آدمی کی شرارت ہوگی" ـــــ سونو نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔
"تم اور تمہارے سارے آدمیوں کو موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا
سونو میں نے کبھی دشمن کو معاف نہیں کیا۔ سمجھے۔ لیکن پہلے تمہارے
یہ مہمان مریں گے اور اس کے بعد تم" ـــــ کرنل ونیٹن نے
درشت لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ میجر فوشن کی طرف مڑ گیا۔

"مشین گن مجھے دو۔ تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دوں" ——— کرنل ڈنیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔ تو میجر نوشن نے اپنے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر کرنل ڈنیٹن کو پکڑا دی۔

"کیا آپ انہیں اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں مار ڈالیں گے" ——— یک لخت ٹریسیا بول پڑی۔

"ہاں۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا" ——— کرنل ڈنیٹن نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر سر۔ کیا واقعی یہ وہی لوگ ہیں" ——— ٹریسیا نے کہا۔ تو کرنل ڈنیٹن بری طرح اچھل پڑا۔ مشین گن اس نے کاندھے سے ہٹا لی تھی۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو" ——— کرنل ڈنیٹن نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ میں تو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ آپ کے قول کے مطابق یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اور میک اپ میں بھی ماہر ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ نہ ہوں بلکہ ان کے میک اپ میں دوسرے ہوں۔ اور ہمیں الجھانے اور مطمئن کرنے کی غرض سے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہو۔ بس میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے۔ آگے آپ جس طرح مناسب سمجھیں کریں" ——— ٹریسیا نے قدرے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید کرنل ڈنیٹن

کے انتہائی درشت لہجے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"ہونہہ۔ تمہاری بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ واقعی اس طرح کی شاطرانہ چال بھی چل سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میجر نوشن ان کو اکٹھا کر کرسیوں پر ڈالو۔ اور مضبوط رسیوں سے باندھ دو۔ تاکہ یہ حرکت بھی نہ کر سکیں۔ اور پھر ان دونوں ایشیائیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ مرنا تو بہرحال انہوں نے ہے۔ پہلے تسلی تو کر لیں" ——— کرنل ڈنیٹن نے میجر نوشن سے کہا اور میجر نوشن نے اپنے فوجیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ منفرد اور یادگار ایڈونچر

جے ایس پی

مصنف ___ مظہر کلیم ایم اے

• ۔ پوری دنیا کے اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں یکے بعد دیگرے خلائی تابکاری طوفانوں سے تباہ ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

• ۔ پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری بھی خلا سے آنے والے ہولناک تابکاری طوفان کی زد میں آکر ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہوگئی ۔

• ۔ خلائی تابکاری طوفان جو دنیا کی تاریخ میں پہلی بار کرہ ارض پر اچانک فائر ہونا شروع ہو گئے لیکن ان خلائی طوفانوں کا نشانہ صرف اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں ہی تھیں۔ کیوں ___ ؟

• ۔ خلائی تابکاری طوفان کے کرہ ارض پر فائر ہونے کو پوری دنیا کے سائنسدانوں نے قدرتی آفت قرار دے دیا لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نظریہ اس کے خلاف تھا ___ کیوں ___ ؟

• ۔ وہ لمحہ ___ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے پناہ جدوجہد کے بعد یہ سراغ لگا لیا کہ یہ کام خلا میں موجود خفیہ یہودی سپیس پروموٹر سٹیشن سے کیا جا رہا ہے۔

• ۔ وہ لمحہ ___ جب عمران نے اس بات کا سراغ لگا لیا کہ اس یہودی سپیس پروموٹر سے خلائی تابکاری طوفان فائر کرنے والا خفیہ پراجیکٹ کرہ ارض پر ہی واقع ہے لیکن پوری دنیا اس جیوش سپیس پراجیکٹ یا جے۔ ایس۔ پی سے لاعلم تھی۔ کیوں اور کیسے ۔ ؟

• ۔ جے۔ ایس۔ پی ___ ایک ایسا سائنسی پروجیکٹ۔ جس کے تحت پوری دنیا کے یہودی کرہ ارض پر یہودی سلطنت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔

• ۔ جے۔ ایس۔ پی ___ جو سمندر کی تہہ میں تھا اور جسے نہ ٹریس کیا جاسکتا تھا اور نہ ہی تسخیر کیا جاسکتا تھا۔

• ۔ پاکیشیا کی سلامتی اور مستقبل کے تحفظ کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جے۔ ایس۔ پی کو ٹریس کرنے اور تباہ کرنے کا مشن لے کر میدان عمل میں دیوانہ وار کود پڑے۔

• ۔ کیا جے۔ ایس۔ پی ٹریس ہو کر تباہ ہو سکا ___ یا ___ ؟

___ لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے حیرت انگیز واقعات ___

اُمید اور مایوسی کے درمیان پنڈولم کی طرح حرکت کرتا ہوا مشن
جان لیوا اور دیوانہ وار جدوجہد سے پُر
انتہائی دلچسپ منفرد اور یادگار ایڈونچر

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
ڈوگ فائٹرز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ـــ سلام مسنون! "ڈوگو فائٹرز" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس انداز میں یہ کہانی آگے بڑھ رہی ہے۔ آپ اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے۔ لیکن اگر آپ اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں تو اس سے کہانی کی چاشنی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

گجرات سے محترمہ کوثر رضوانہ صاحبہ لکھتی ہیں "عمران بہت باتیں کرتا ہے مسلسل بولتا رہتا ہے۔ حالانکہ کہتے ہیں کہ زیادہ بولنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن عمران باوجود بہت بولنے کے کامیاب بھی رہتا ہے اس کی کیا وجہ ہے"۔

محترمہ کوثر رضوانہ صاحبہ۔ اس قول میں آپ شاید لفظ "صرف" پڑھنا بھول گئی ہیں۔ یہ درست ہے کہ صرف بولنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے لیکن عمران صرف بولتا ہی نہیں رہتا کام بھی کرتا ہے۔ اور کامیابی کام سے ملتی ہے۔ امید ہے بات سمجھ میں آگئی ہو گی۔

سرائے نورنگ ضلع بنوں سے مطیع اللہ شاہ لکھتے ہیں "عمران کو تو ایکسٹو بننے کے لئے آکسفورڈ سے اتنی ساری ڈگریاں لینی پڑی ہیں۔ لیکن آپ صرف ایم۔ اے کے باوجود ایکس دن کیسے بن گئے ہیں"

مطیع اللہ شاہ صاحب۔ عمران کے پاس دو ڈگریاں ہیں۔ ایم۔ ایس سی اور ڈی۔ ایس سی کی، اس لئے وہ ایکس ٹو ہے اور بقول آپ کے میرے پاس ایک [illegible] ڈگری ہے اس لئے میں ایکس ون۔ یہ تو بڑا سیدھا سادا حساب ہے۔ نجانے آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آیا۔ ویسے اس حساب وکتاب سے ہٹ کر میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں نے صرف ایک ڈگری حاصل نہیں کی۔ بلکہ ایک سے بہرحال زیادہ ہی حاصل کی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ میں عمران کی طرح نمائش پسند نہیں ہوں۔

ٹیکسلا سے قیصر شہزاد لکھتے ہیں: "مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر ٹائیگر کا کردار میرا پسندیدہ کردار ہے۔ آپ عمران سے سفارش کریں کہ وہ ٹائیگر سے زیادہ سے زیادہ کام لیا کرے۔"

قیصر شہزاد صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ ہر کردار اپنی محنت سے ٹیم میں اپنی جگہ خود بنا لیتا ہے۔ ٹائیگر بھی بہرحال اپنی محنت اور ذہانت سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اور یہی اس کردار کی خوبی ہے۔ اگر وہ اسی طرح محنت کرتا رہا تو یقیناً اپنے آپ کو نمایاں کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جہاں تک سفارش کا تعلق ہے تو اس فیلڈ میں سفارش کام نہیں کر سکتی بلکہ سفارش سے جگہ لینے والے کا کام تمام ہو جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

سرائے نورنگ ضلع بنوں سے ہی فرید احمد صاحب لکھتے ہیں: "آپ کے ناول ہر لحاظ سے معیاری ہوتے ہیں۔ اور بار بار مطالعے کے باوجود ان کا لطف ختم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک الجھن ہے کہ شاگل اور کرنل فریدی دونوں ایک ہی ملک کے نمائندے ہیں لیکن جب کرنل فریدی عمران سے ٹکراتا ہے تو شاگل سامنے نہیں آتا اور جب شاگل سامنے آتا ہے تو کرنل فریدی منظر سے یکسر غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔"

فرید احمد صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے انتہائی مشکور ہوں۔ کرنل فریدی اور شاگل دونوں علیحدہ علیحدہ اداروں کے سربراہ ہیں اور وہ اپنے اپنے طور پر اپنے اداروں کے دائرہ کار میں کام کرتے ہیں۔ کرنل فریدی صرف اپنے ملک تک ہی محدود نہیں رہتا۔ جب کہ شاگل صرف اپنے ملک تک ہی محدود رہتا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کرنل فریدی شاگل کی نسبت بہرحال زیادہ وسیع دائرہ کار رکھتا ہے۔ اس لئے جب کرنل فریدی ملک میں نہیں ہوتا تو لازماً شاگل کو ہی سامنے آنا پڑتا ہے۔ اور جب کرنل فریدی موجود ہو تو پھر شاگل سامنے آنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ اور ویسے بھی کرنل فریدی اتنی گنجائش ہی اپنی کارکردگی میں نہیں چھوڑتا کہ شاگل اس گنجائش کو پُر کر سکے۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

تربیلا ڈیم سے فیصل عزیز صاحب نے ایک طویل خط لکھا ہے۔ "وہ لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ اور مجھے آپ کے ناول پسند بھی بے حد ہیں۔ آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ اچھوتا آئیڈیا عمران کے ذہن میں ہی کیوں آتا ہے۔ دوسرے اس طرح کیوں نہیں سوچتے۔ دوسرے

لفظوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ارکان صرف عمران
کے سہارے ہی چل رہے ہیں۔ حالانکہ وہ خود بھی صلاحیتوں کے لحاظ
سے کسی سے کم نہیں ہیں۔

فیصل عزیز صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد
مشکور ہوں۔ جہاں تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
دوسرے ارکان کی کارکردگی کے درمیان فرق کا تعلق ہے تو یہ ذہانت
کے استعمال میں فرق کی وجہ سے ہے۔ ذہانت اور صلاحیت
تو اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ودیعت کی ہوتی ہے۔ لیکن ان
کا صحیح اور بروقت استعمال جان توڑ محنت اور آگے بڑھنے کا
جذبہ یہ انسان کی اپنی کوشش پر منحصر ہوتا ہے۔ اور یہیں سے
فرق پیدا ہونے لگ جاتا ہے۔ آپ عمران کی تیز کارکردگی جان
توڑ محنت۔ جذبے اور حوصلے کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح
اور کس انداز میں کام کرتا ہے۔ یہی کوشش اُسے باقی ممبروں
سے آگے رکھتی ہے۔

اب اجازت دیجئے!

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا موسیا چھاؤنی کی طرف
بڑھا جا رہا تھا۔ جس کے درمیان بڑا جنگی ایئرپورٹ تھا۔
"ہیلو ہیلو۔ ہیلی کاپٹر۔ رک جاؤ۔ آگے مت آؤ۔ پہلے اپنی
شناخت کراؤ اوور" ۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی
آواز سنائی دی۔ اور صفدر جو اب پائلٹ سیٹ پر بیٹھا تھا نے
ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر کے اُسے ایک جگہ معلق کر لیا۔
"یس جاکشی اٹنڈنگ یو۔ سنو میرا نام جاکشی ہے۔ میرے
ساتھی کا نام مائیکل ہے۔ اور تیسری عورت ہے۔ اس کا نام مارگریٹ
ہے۔ ہم جے گروپ کے چیف جیسورا کے خاص آدمی ہیں۔
مس مارگریٹ کو کمانڈر لارس کے پاس چھوڑنے آ رہے ہیں ہمیں
چیف جیسورا نے ایک خاص پیغام دے کر بھیجا ہے اوور" ۔۔۔
"تمہارا تعلق کس ونگ سے ہے اوور" ۔۔۔ ایک لمحے بعد

وہی آواز سنائی دی۔

"ونگ تھری ——— میں ونگ تھری کا چیف ہوں۔ اور مائیکل میرا نائب ہے اوور" ——— صفدر نے اُسی لہجے میں جواب دیا۔

"ویٹ کرو۔ اگر بغیر اجازت آگے آئے تو ہٹ کر دیئے جاؤ گے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دوبارہ کال آئی۔

"ہیلو ہیلو ——— مسٹر چاکشی اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ اس بار نرم تھا۔

"یس ——— چاکشی آن دی لائن اوور" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔ ونگ تھری کی فہرست میں تمہارا اور مائیکل کا نام موجود ہے۔ ٹھیک ہے آگے بڑھ آؤ۔ میں تمہیں گائیڈ کرتا جاؤں گا اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تھینک یو اوور" ——— صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک وسیع و عریض چھاؤنی کی حدود میں داخل ہو گئے۔ اور پھر اس آدمی کی رہنمائی میں چند لمحوں بعد ہی وہ وسیع و عریض ایئرپورٹ کے شمالی حصے میں اتر گئے۔ پھر وہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے انہیں ایک فوجی جیپ میں

پہنچا دیا گیا۔

اور جیپ تیزی سے جنوب کی طرف دوڑنے لگی۔ ان کے پیچھے مسلح فوجیوں سے بھری ہوئیں دو جیپیں بھی آ رہی تھیں۔ اور پھر یہ جیپیں ایک برآمدے کے سامنے جا کر رک گئیں۔ اُسی لمحے برآمدے میں سے ایک فوجی باہر آ گیا۔ اس کے کاندھے پر میجر کے سٹار موجود تھے۔

"میرا نام میجر ٹونی ہے۔ آیئے میں آپ کو سیکنڈ کمانڈر کے پاس لے چلوں۔ وہ آپ کے منتظر ہیں" ——— آنے والے سفید فام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر نے سر ہلا دیئے۔ میجر ٹونی تیز نظروں سے جولیا کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ اس سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

"ہم نے تو کمانڈر لارل سے ملنا ہے" ——— صفدر نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"کمانڈر لارل راؤنڈ پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آ جائیں گے" میجر ٹونی نے جواب دیا۔ اور پھر وہ ایک راہداری سے گزار کر انہیں ایک دفتر نما کمرے میں لے آیا۔ جس میں ایک ادھیڑ عمر سفید فام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ہیلو ——— میرا نام کرنل ہوگس ہے۔ میں یہاں سیکنڈ کمانڈر ہوں" ——— اس ادھیڑ عمر نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے اپنا۔ تنویر اور جولیا کا اس سے تعارف کرایا۔ کرنل ہوگس نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔

"میجر ٹونی ـــــ معزز مہمانوں کو مشروب پیش کرو۔ جناب جیسورا کے متعلق تو ہمیں حکم ہے کہ ان کی عزت جنرل بارٹر کی طرح کی جائے۔ اور یہ بہرحال ان کے ساتھی ہیں" ـــــ کرنل موگا سے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میجر ٹونی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ کرنل" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب جیسورا نے مس مارگریٹ کو یہاں کس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ ان کا مکمل تعارف آپ نے نہیں کرایا" ـــــ کرنل موگا سے نے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات صرف کمانڈر سے کی جا سکتی ہے۔ وہ چاہیں تو آپ کو بتا دیں۔ ہمیں بہرحال منع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن کمانڈر تو جوہنبرگ گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو ایک دو روز بعد آئیں گے۔ اس وقت تک آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔ میں آپ کی رہائش کا بندوبست کرا دیتا ہوں" ـــــ کرنل موگا سے نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک فوجی سپاہی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی۔ جس میں مشروبات کے گلاس تھے۔ اس فوجی نے بڑے ادب سے ایک ایک گلاس سب کے ہاتھ میں دے دیا۔

مشروب سے فارغ ہونے کے بعد کرنل موگا سے انہیں اپنے ساتھ جیپ میں بٹھا کر چھاؤنی کے رہائشی حصے کی طرف لے آیا۔ یہاں ایک شاندار گیسٹ ہاؤس تھا۔

"یہ ہمارا وی۔ آئی۔ پی گیسٹ ہاؤس ہے۔ یہاں آپ کو کسی بات کی تنگی نہ ہوگی۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ جب تک کمانڈر لارل سے نہ مل لیں گیسٹ ہاؤس سے باہر چھاؤنی میں گھوم نہیں سکتے۔ یہ یہاں کا قانون ہے" ـــــ کرنل موگا سے نے کہا

"ٹھیک ہے۔ ہم سمجھتے ہیں" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر کرنل موگا سے انہیں گیسٹ ہاؤس کے کامن روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ کرنل موگا سے کے باہر جاتے ہی صفدر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کا راز کھل جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گیسٹ ہاؤس میں سیکورٹی کے تحت کوئی ایسا آلہ نصب ہو۔

"مس مارگریٹ ـــــ آپ اگر چاہیں تو دوسرے کمرے میں آرام کر سکتی ہیں۔ میں اور مائیکل تو ابھی بیٹھ کر گپ شپ کریں گے" ـــــ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ میں آرام کرنے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کر رہی۔ کمانڈر لارل اگر مل جاتے تو زیادہ اچھا تھا" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی ساتھ والی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صفدر نے چونک کر پہلے فون کو دیکھا پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس — جاکشی بول رہا ہوں" — صفدر نے کہا۔

"مسٹر جاکشی — کمانڈر لارل کی طرف سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ فوری طور پر واپس آ رہے ہیں۔ وہ اب ایک گھنٹے بعد یہاں پہنچ جائیں گے" — دوسری طرف سے کرنل موگا سے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ویری گڈ — یہ تو آپ نے اچھی خبر سنائی ہے۔ تھینک یو۔ جیسے ہی وہ آئیں انہیں ہمارے متعلق اطلاع دے دیں۔ تاکہ فوری طور پر ملاقات ہو سکے" — صفدر نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل اطلاع ہو جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں گڈ بائی" — دوسری طرف سے کرنل موگا سے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چلو۔ یہ تو اچھا ہوا کہ کمانڈر لارل سے جلد ملاقات ہو رہی ہے" صفدر نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا پیڈ اٹھا اور پھر اس کے ساتھ منسلک بال پوائنٹ سے اس نے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔ تنویر اور جولیا بھی پیڈ پر جھک گئے۔

"ہم نے کمانڈر لارل کو فوری طور پر بے بس کر کے یرغمال لینا ہے۔ اور پھر اس سے ڈوگو فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم کر کے یہاں سے نکل جانا ہے۔ اس لئے آپ دونوں مکمل طور پر محتاط اور ہوشیار رہیں۔ کیونکہ ہمارے مشن کا یہ

سب سے خطرناک ہو گا" — صفدر نے یہ الفاظ لکھے تو تنویر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے پیڈ کا ورق پھاڑا اور پھر اسے اچھی طرح پھاڑ کر اس نے ایک طرف موجود ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

"میرا خیال ہے مائیکل۔ کمانڈر کے آنے تک ہم آرام کر لیں کیونکہ پھر ہم نے فوری طور پر واپس بھی جانا ہے" — صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے" — تنویر نے جواب دیا۔

"میں بھی یہیں صوفے پر لیٹ جاتی ہوں۔ تاکہ کمانڈر سے فوری طور پر ملاقات ہو سکے" — جولیا نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی مس مارگریٹ" — صفدر نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد وہ تینوں ہی کامن روم کے صوفوں پر نیم دراز سے ہو گئے۔

ابھی انہیں لیٹے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ باہر سے فوجی بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں جو گیسٹ روم کے اس کامن روم کی طرف آتی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تینوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کرنل موگا سے میجر ٹونی اور اس کے پیچھے چار مسلح فوجی اندر داخل ہوئے۔

"اوہ۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔ کمانڈر لارل سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں آپ کی آمد کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے فوری طور پر

ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ گیسٹ روم کی بجائے ان
کے دفتر میں آجائیں۔ تاکہ ملاقات میں دیر نہ ہو سکے۔ اس لئے
میں آپ کو لینے آیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ
انتہائی معزز مہمان ہیں۔ اس لئے آپ کے ادب و احترام میں
کسی قسم کی کمی نہ آنے دی جائے۔ آیئے تشریف لایئے"
کرنل موگاسے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا بھی اور کمانڈر لارل کا بھی بے حد شکریہ۔
آیئے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ
کر کرنل موگاسے کے ساتھ چلتے ہوئے گیسٹ روم سے باہر آ
گئے۔ یہاں دو ملٹری جیپیں موجود تھیں۔ ایک جیپ میں وہ کرنل
موگاسے کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب کہ دوسری جیپ میں میجر ٹونی
اور دوسرے فوجی سوار ہو گئے۔ اور جیپیں تیزی سے جنوب
کی سمت بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف بڑھ گئیں۔ اس عمارت
کے اوپر ساؤتھ افریقہ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور باہر برآمدے
میں چاق و چوبند مسلح فوجیوں کی قطاریں موجود تھیں۔

"یہ کمانڈر لارل کا آفس ہے"۔۔۔ کرنل موگاسے نے عمارت
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ بیٹھے
ہوئے صفدر نے سر ہلا دیا۔ جیپیں عمارت کے برآمدے
کے سامنے جا کر رک گئیں تو وہاں موجود فوجیوں نے اٹین شن
ہو کر باقاعدہ انہیں سیلوٹ کیا کرنل موگاسے اور میجر ٹونی نے
ہلا کر جواب دیتے ہوئے برآمدے کے درمیان ایک راہدا

سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں آگئے۔ جس کے دروازے
کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہاں صوفے
اور ان کے درمیان میزیں موجود تھیں۔ ایک طرف دروازہ تھا۔
جس پر کمانڈر لارل کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"یہاں تشریف رکھیں۔ ابھی کمانڈر لارل پہنچنے والے ہیں ہم
انہیں لے کر آرہے ہیں۔ آپ کے لئے مشروبات بھیجے جاتیں"۔
کرنل موگاسے نے انتہائی اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔۔۔ تھینک یو"۔۔۔ صفدر نے کہا اور صوفے
پر بیٹھنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ کرنل موگاسے اپنے ساتھیوں
سمیت واپس چلا گیا اور جاتے ہوئے اس نے بیرونی
دروازہ بھی بند کر دیا۔

"بڑے ٹھاٹ ہیں کمانڈر کے"۔۔۔ تنویر نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی
پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسے وہ ذہنی طور پر کوئی خاص الجھن
محسوس کر رہا ہو۔ اس کی اس کیفیت کو جولیا اور تنویر دونوں
نے محسوس کر لیا۔

"کیا بات ہے مسٹر چاکشی۔ آپ کچھ الجھے ہوئے سے محسوس
ہو رہے ہیں"۔۔۔ جولیا سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کمانڈر لارل کا یہ حکم کچھ عجیب سا ہے۔
وہ ہم سے گیسٹ ہاؤس میں آکر بھی مل سکتے تھے"۔۔۔ صفدر نے
ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ تمہاری با...... "——— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ لفظ بات پورا ادا نہ کر سکی اور "با" کہتے ہوئے جیسے ہی اس کا منہ کھلا وہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اسی لمحے صفدر اور تنویر نے بھی محسوس کیا کہ ان کے جسم بھی حرکت کرنے سے معذور ہو چکے ہیں۔ صرف ان کی آنکھیں حرکت کر سکتی تھیں جن میں شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

اسی لمحے بند دروازہ کھلا اور کرنل موگاسے دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی میجر ٹونی اور اس کے پیچھے چار مسلح فوجی تھے۔ میجر ٹونی کے ہاتھ میں ایک باکس تھا۔ جیسے میڈیکل باکس ہو۔

"میجر۔ ان کی گردنوں میں انٹی انجکشن لگا دو تاکہ گردن سے اوپر کا حصہ حرکت کر سکے"——— کرنل موگاسے نے تیز لہجے میں میجر ٹونی سے کہا۔ اور میجر ٹونی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے بیگ ان کے صوفے کے ساتھ زمین پر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ایک لمبی سی سرنج نکالی جس کے اوپر لگی ہوئی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ سرنج میں زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ میجر ٹونی نے سوئی کے اوپر لگی ہوئی کیپ ہٹائی۔ اور پھر اس نے سب سے پہلے صفدر کی گردن کی سائیڈ پر سوئی اندر ڈالی۔ صفدر کو چبھن تک محسوس نہ ہوئی۔ تھوڑا سا محلول اس نے صفدر کی گردن میں انجکٹ کرنے کے بعد اس طرح تھوڑا تھوڑا محلول تنویر اور جولیا کی گردنوں میں بھی انجکٹ کر

دیا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے کیپ دوبارہ سوئی پر لگائی۔ اور سرنج کو بیگ میں رکھ کر اس نے بیگ بند کر دیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو فوجی ٹرالی پر رکھی ہوئی ایک بڑی سی مشین کو دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے۔ مشین کے ساتھ ایک شفاف شیشے کا بنا ہوا کنٹوپ منسلک تھا۔ صفدر کی آنکھیں چونکہ حرکت کر سکتی تھیں اس لئے وہ اس مشین کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشر ہے چنانچہ وہی ہوا۔ فوجیوں نے مشین کو صوفے کے قریب روک کر کنٹوپ کو صفدر کے سر اور چہرے پر چڑھا کر مشین آن کر دی۔ صفدر نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کنٹوپ میں نیلے رنگ کا دھواں سا بھر گیا تھا۔ لیکن صفدر کو کچھ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ سوائے سوچنے اور دیکھنے کے۔ اس کے باقی تمام حواس منجمد ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد کنٹوپ ہٹا لیا گیا۔ اور صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔

"ہوں ——— تو یہ ہے تمہاری اصل شکل۔ پاکیشیائی ایجنٹ" کرنل موگاسے نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر ظاہر ہے بول نہ سکتا تھا۔ اس لئے کوئی جواب نہ دے سکا۔ تنویر کا میک اپ بھی واش کر دیا گیا۔ اور تنویر بھی اصل شکل میں آ گیا۔ جب کہ جولیا تو ویسے ہی اصل شکل میں تھی۔ اس لئے اس کا وہی چہرہ قائم رہا۔ مشین واپس لے جائی گئی۔ کرنل موگاسے اب اپنی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید اس انجکشن کی کارکردگی نمودار ہونے

کا وقت دیکھ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جولیا کا کھلا ہوا منہ
یک لخت بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور تنویر
دونوں کے سر حرکت کرنے لگے۔ اب انہیں یوں محسوس ہو
رہا تھا کہ گردن سے نیچے ان کے جسم پتھر کے بنے ہوئے ہوں۔
"گڈ ـــ اب تم بتاؤ گے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ کہ
تمہارا یہاں چھاؤنی میں آنے کا اصل مقصد کیا تھا" ـــ کرنل
موگاسے نے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے
میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ ہم کمانڈر لارل سے ملنے آئے ہیں۔ اور یہ بھی
سن لو کہ ہم سیکرٹ ایجنٹ وغیرہ نہیں ہیں جے گروپ کے آدمی
ہیں" ـــ صفدر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"جے گروپ میں کوئی پاکیشیائی نہیں ہے۔ اور سنو۔ شاید تم
یہ سمجھ رہے ہو کہ مجھے تم پر شک گزرا ہے اس لئے میں نے از
خود یہ حرکت کی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم لوگوں نے واقعی
انتہائی حیرت انگیز میک اپ کئے ہوئے تھے کہ مجھے تمہارے
اتنے قریب رہنے کے باوجود تم پر ذرا بھی شک نہ پڑ سکا تھا
لیکن تمہاری بدقسمتی کہ تم جیبوسا کا مخصوص ہیلی کاپٹر لے کر یہاں
چھاؤنی میں آ گئے۔ حالانکہ الگولا کے جنگلوں میں تم جے گروپ
کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے اسی ہیلی کاپٹر پر نکلے تھے۔ اور پھر
جیبوسا۔ کرنل جوہم اور نائب ایمک اور چار دیگر فوجی جن کے
چہرے مسخ کر دیئے گئے تھے کی لاشیں دوسری طرف سرحد

کافی اندر مل گئی تھیں۔ حالانکہ جیبوسا۔ کرنل جوہم اور ایمک تینوں
تمہارے ساتھ ہی اسی ہیلی کاپٹر میں ہیڈ کوارٹر سے باہر آئے
تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں کچھ لوگ مرنے سے بچ گئے ـــ اور صرف
زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری رپورٹ دی۔ جے گروپ کے
دوسرے ونگوں نے جیبوسا۔ کرنل جوہم اور ایمک کی لاشیں
ڈھونڈھ نکالیں۔ اس طرح ساری صورت حال سامنے آ گئی۔
اس کی رپورٹ جنرل بارٹم کو دی گئی۔ جنرل بارٹم کے پاس اس
وقت کمانڈر لارل بھی موجود تھے۔ چنانچہ کمانڈر لارل کو بھی یہ
ساری رپورٹ مل گئی۔ پھر تم نے چونکہ کرنل جوہم کو ہلاک کر دیا
تھا۔ جو یہاں نمیبیا کا انتظامی انچارج تھا۔ اس لئے جنرل بارٹم
نے کرنل جوہم کا چارج بھی کمانڈر لارل کو دے دیا۔ اور کمانڈر لارل
تمہیں اور ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے کی غرض سے فوری طور پر
واپس آ رہے ہیں۔ لیکن جب میں نے ٹرانسمیٹر پر انہیں تمہاری آمد
کے متعلق بتایا تو وہ بری طرح چونک پڑے۔ اور انہوں نے
ساری تفصیل مجھے بتا کر حکم دیا کہ میں تمہیں بے حس کر کے تمہارے
میک اپ صاف کر دوں تاکہ جب کمانڈر لارل پہنچیں تو تم بے بس
ہو چکے ہو۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک ترین
سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں کسی طرح بھی شک نہیں
پڑنا چاہیئے۔ اس لئے میں تمہیں بہانہ کر کے یہاں لے آیا کیونکہ
یہاں چھت پر ایسا انتظام موجود ہے جس سے بے حس کر دینے
والی ریز نکلتی ہیں پھر تم پر یہ ریز ڈالی گئیں۔ اور تم بے حس ہو گئے۔

میں نے سوچا کہ شاید کمانڈر تم سے بات چیت کرنا چاہیں اس
لئے میں نے گردن سے اوپر کا حصہ درست کرا دیا" ـــــ کرنل
موگاسے نے پوری تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے
کہا۔ اور صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ
راکشس کی حماقت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے اگر وہ جیسوا
کرنل جوہم اور ایرک کی لاشوں کے چہرے بھی مسخ کر دیتا تو پھر
انہیں اتنی جلدی شک نہ پڑتا۔ بہر حال اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔
اُسے بھی اس وقت یہ خیال نہ آیا تھا کہ وہ ان کی لاشیں بگاڑ
دیتا۔

"اوکے کرنل موگاسے۔ اب تو واقعی ہم بے بس ہو گئے
ہیں اور اب ہماری موت تو بہر حال یقینی ہو چکی ہے۔ لیکن تم نے
مس مارگریٹ کو کیوں بے بس کر رکھا ہے۔ یہ تو واقعی جیسوا
کی ساتھی ہیں" ـــــ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
کرنل موگاسے اس طرح ہنس پڑا جیسے کسی بچے کی مضحکہ خیز بات
پر بڑے ہنستے ہیں۔

"یہ مارگریٹ نہیں مس جولیانا فٹز واٹر ہیں۔ تمہاری ساتھی۔
میں نے بتایا تو ہے۔ جنرل بارٹر کو تمہاری مکمل رپورٹ مل چکی ہے"
کرنل موگاسے نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور صفدر کے ہونٹ
بھینچ گئے۔

"کیا کوئی ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ تم ہماری بات جنرل
بارٹر سے کرا دو۔ چاہے ٹرانسمیٹر پر ہی یہ بات کیوں نہ ہو" ـــــ

صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"سوری ـــــ یہ سب کچھ تم کمانڈر لارل سے کہنا۔ چلو میجر۔
کمانڈر پہنچنے والے ہوں گے" ـــــ کرنل موگاسے نے درشت
لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ پاس کھڑے میجر ٹونی سے مخاطب ہو گیا۔

"یہ فوجی تو یہاں رہیں" ـــــ میجر ٹونی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ لوگ مکمل طور پر بے بس ہیں۔ ویسے بھی اس
کمرے میں عام فوجیوں کی موجودگی کمانڈر برداشت نہ کرے گا۔ تم
جانتے تو ہو اس کی طبیعت" ـــــ کرنل موگاسے نے کہا اور تیزی
سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میجر ٹونی نے بیگ اٹھایا
اور پھر کمرے میں موجود فوجیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے
ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ فوجیوں کے جانے کے بعد دروازہ
بند کر دیا گیا۔

"اس بار برے پھنسے" ـــــ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔

"ہاں۔ اور اب ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اس کمانڈر
نے فوری طور پر ہمیں گولیوں سے اڑا دینا ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ایک طریقہ ہو سکتا ہے صفدر کہ ہم کمانڈر کو یہ یقین دلا دیں
کہ ہم تو ڈمی ہیں اصل ایجنٹ اور ہیں۔ اس طرح وہ ہم سے ان
ایجنٹوں کا پتہ پوچھنے کے لئے ظاہر ہے ہم پر تشدد کرے گا اور
تشدد کرنے کے لئے اُسے لازماً ہمارے بے حس جسم کو صحیح کرنا
پڑے گا" ـــــ تنویر نے کہا۔

"میں نے بھی یہی بات سوچی تھی۔ تاکہ میں یہ بات جنرل بارٹر سے کہوں۔ بہرحال اب تو کمانڈر کے آنے پر ہی کوئی صورت نکل سکتی ہے" ___ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی وہ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ دروازہ آہستہ سے کھلنے لگا۔ اور وہ سب چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ کیونکہ دروازہ کھلنے کا انداز بے حد پراسرار تھا۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک فوجی سپاہی نے اندر جھانکا۔ پھر وہ تیزی سے اندر آیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"میرا تعلق کاوبوس سے ہے" ___ اس فوجی نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور دوسرے لمحے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا کیونکہ اس فوجی کے ہاتھ میں وہی سرنج تھی۔ جس میں سے پہلے میجر ٹونی نے محلول ان کی گردنوں میں انجکٹ کیا تھا۔

"جلدی کرو۔ انجکشن لگا دو" ___ صفدر نے کہا۔ اور فوجی نے جلدی سے سوئی پر لگی ہوئی کیپ ہٹائی۔ اور پھر اس نے صفدر کے بازو پر انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد اس طرح اس نے تنویر اور جولیا کے بازو پر انجکشن لگا دیا۔ پھر اس نے سرنج واپس جیب میں ڈال لی۔

"کمانڈر لارل پہنچنے والا ہے۔ اس لئے سب ایرپورٹ گئے ہیں۔ میرا نام ماکو ہے۔ میں میک اپ میں ہوں۔ میں نے یہاں

کے جے۔ اوسی کو ختم کر کے اس کا روپ دھارا ہوا ہے۔ اور میڈیکل یونٹ کا چارج میرے پاس ہے۔ میں گزشتہ دو ہفتوں سے یہاں ہوں۔ اور میں نے ٹریس کر لیا ہے کہ ڈڈگو فائٹرز کا ہیڈکوارٹر اس چھاؤنی سے شمال مشرق کی طرف سرخ صحرا کے عین درمیان میں ایک زمین دوز اڈے کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ میں آج چیف کو اطلاع دینے والا تھا۔ کہ مجھے تمہارے متعلق معلومات حاصل ہو گئیں۔ کیونکہ میجر ٹونی نے مجھ سے ہی یہ انجکشن طلب کیا تھا۔ تم فوری طور پر اس چھاؤنی سے نکلنے کی کرو۔ کیونکہ یہاں تمہارے لئے بے حد خطرہ موجود ہے۔ گڈ بائی" ___ ماکو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بے حد شکریہ مسٹر ماکو ___ تم تو ہمارے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ماکو کوئی جواب دیئے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

"جسم ٹھیک ہو جانے کے باوجود ہمیں بظاہر اسی طرح بے حس و حرکت رہنا ہو گا تاکہ ہم انہیں مکمل طور پر ڈاج دے سکیں" ___ صفدر نے کہا۔

"میں درست ہو لوں تو اس موگاسے کی گردن تو پہلے توڑ دوں گا۔ اور سنو صفدر۔ اب یہ تمہاری دانش مندی اور ٹھنڈے مزاج والا کام مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے

اب تم مجھے نہ روکنا۔ میں اس پوری چھاؤنی کو تباہ کر کے ہی یہاں سے نکلوں گا"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ کیفیت اس بے بسی کا فطری ردعمل ہے۔

کافی دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی ہاتھ میں بید اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر آفیسرانہ پی کیپ تھی۔ چہرے پر درشتی جیسے ثبت ہوئی نظر آتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بھوکے چیتے کی آنکھوں میں ہوتی ہے جسے اچانک کوئی مرغوب شکار نظر آ گیا ہو۔ اس کے پیچھے کرنل موگا ہے اور میجر ٹونی بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہے تھے۔ لیکن اس بار ان کے ساتھ فوجی سپاہی نہ تھے۔ میجر ٹونی نے اندر داخل ہوتے ہی مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ تو یہ ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ جنہوں نے جیسویا کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے"۔۔۔۔ بید والے نے آگے بڑھ کر صفدر کی گردن میں بید کی نوک کو زور سے گھسیڑتے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر کا نچلا جسم اُسی طرح ساکت رہا۔

"تمہارا نام کمانڈر لارل ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ میں کمانڈر لارل ہوں۔ تمہاری موت"۔۔۔۔ کمانڈر

نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ خاصی خوب صورت اور جوان لڑکی ہے یہ"۔۔۔۔ کمانڈر لارل نے بید کی نوک جولیا کی گردن پر رکھتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ سور کی اولاد۔ اور یہ اپنا بید ہٹا لو۔ ورنہ" یک لخت تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ کمانڈر لارل کی بید کی نوک اب جولیا کی گردن سے نیچے کھسکنے لگ گئی تھی۔

تنویر کا فقرہ سنتے ہی کمانڈر لارل بپھرے ہوئے بھینسے کی طرح مڑا اور دوسرے لمحے شائیں کی آواز سے بید تنویر کے چہرے کی طرف لپکا۔ لیکن پھر کمانڈر لارل کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ تنویر کا کرسی پر موجود جسم بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے کی طرف پھسلا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں اکڑ کر نیزوں کی طرح پوری قوت سے کمانڈر لارل کے پیٹ پر پڑی تھیں۔ اور نتیجہ یہ کہ کمانڈر لارل تو یہ خوفناک ضرب کھا کر کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا جب کہ تنویر ایک دھماکے سے کولہوں کے بل نیچے بچھے ہوئے قالین پر جا گرا۔

اُسی لمحے یک لخت صفدر اور جولیا بھی برق رفتاری سے کرسیوں سے اچھل کر کرنل موگا ہے اور میجر ٹونی پر جھپٹ پڑے۔

کرنل موگک سے اور میجر ٹونی چونکہ سنبھل ہی نہ سکے تھے اور انہیں
کیونکہ خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی۔ کہ بے حس و حرکت جسم اس
قدر تیزی سے حرکت میں بھی آ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں بھی
مار کھا گئے۔ دوسرے لمحے ان کے حلق سے زوردار چیخیں نکلیں۔
اور وہ قالین پر پہلو کے بل گرے بری طرح پھڑکنے لگے۔ چند
لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صفدر اور جولیا دونوں
نے ان پر ایک ہی داؤ آزمایا تھا۔ گردن توڑنے والا۔ اور ان
دونوں کی گردنیں ایک لمحے میں ٹوٹ گئی تھیں۔

اور تنویر نے کمانڈر کو اپنے دونوں ہاتھوں پر بلند کیا ہوا
تھا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی طرف بڑھتا تنویر
نے پوری قوت سے اسے گھما کر قالین پر دے مارا۔ کمانڈر
کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ پھڑک کر ساکت ہو گیا۔
اس کی پی کیپ اڑ کر ایک طرف جا گری تھی۔ اور اب اس کا
انڈے کی طرح شفاف سر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"حرام زادہ — جولیا کے جسم سے اپنا ناپاک بدن لگا رہا
تھا" — تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن
اسی لمحے صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف گھسیٹ
لیا۔

"بس رک جاؤ تنویر۔ ورنہ یہ مر جائے گا" — صفدر نے
کہا۔ کیونکہ تنویر کے جسم کا جو ایکشن بنا تھا اس سے ظاہر ہوتا
تھا کہ وہ اچھل کر دونوں پیر نیچے پڑے کمانڈر کے سینے پر مارنا

چاہتا ہے۔

"اس نے حرکت ہی ایسی کی ہے — نانسنس۔ بڈھا کھوسٹ"
تنویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اور جولیا کا چہرہ تنویر کی باتیں سن
کر کسی انجانی سی مسرت سے جگمگا اٹھا تھا۔ وہ بڑی عجیب سی
نظروں سے تنویر کو دیکھ رہی تھی۔

"رک جاؤ تنویر۔ صفدر نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہو گی" —
جولیا نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے بھی دانت
نکال لئے۔ جولیا کو مسکراتا دیکھ کر اس کے چہرے سے غصے کے
آثار اتنی تیزی سے غائب ہوئے تھے کہ شاید گرگٹ بھی اس
قدر تیزی سے اپنا رنگ نہ بدل سکتا ہو گا۔

صفدر نے قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے کمانڈر لارل
کو اٹھایا اور ایک صوفے پر پھینک دیا۔ پھر وہ تنویر اور جولیا کی
طرف متوجہ ہوا۔

"کرنل اور میجر دونوں کی تلاشی لے لو۔ ان کے پاس اسلحہ ہو
گا" — صفدر نے کہا۔ اور تنویر اور جولیا دونوں چونک کر
قالین پر پڑی ہوئی کرنل موگک سے اور میجر ٹونی کی لاشوں پر جھک
گئے۔

صفدر نے کمانڈر کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔
اور پھر کمانڈر نے ایک ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے آنکھیں کھول
دیں۔

"یہ لو مشین پسٹل ہیں۔ کرنل کی جیب سے دو نکلے ہیں۔ ایک

"تم لے لو" ___ تنویر نے ایک مشین پسٹل صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے مشین پسٹل ہاتھ میں لے کر اس کی نال کمانڈر کی گردن پر رکھ کر دبا دی۔ چونکہ وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے وہ مطمئن تھا کہ کوئی مداخلت نہ کرے گا۔

"تت ___ تت ___ تم کیا چاہتے ہو" ___ کمانڈر کی حالت اس وقت بھیگے ہوئے چوہے جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی وہ ساری کروفر یکسر غائب ہو گئی تھی۔ جو کمرے میں داخل ہوتے وقت نظر آ رہی تھی۔

"سنو کمانڈر ہمیں تمہارے ساتھ کوئی مطلب نہیں۔ اس لئے اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دیتے جاؤ لیکن اگر تم نے ذرا بھی حیل و حجت کی یا جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں پلک جھپکنے میں ٹریگر دبا دوں گا" ___ صفدر نے اس قدر سرد اور سفاک لہجے میں کہا کہ کمانڈر کا جسم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

"تت ___ تت ___ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ___ اس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پسینے سے تر ہو چکی تھی اور خوف کی شدت سے چمکتی ہوئی آنکھیں اس طرح بجھ گئی تھیں جیسے ان میں کبھی چمک ہی نہ رہی ہو۔

"نمیبیا میں ڈگو فائٹرز کے جتنے اڈے ہیں ان سب کی تفصیلات" ___ صفدر نے اسی طرح سفاک لہجے میں کہا۔

"ڈ ___ ڈگو فائٹرز ___ م ___ مم ___ مگر میرا اس سے کیا تعلق" کمانڈر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر صوفے کے کنارے پر گرا۔ اور پھر سر کے بل لٹک کر الٹا ہو کر دوبارہ قالین پر جا گرا۔ صفدر نے الٹے ہاتھ کا بھرپور تھپڑ مارا تھا۔

تنویر نے جھک کر اسے گریبان سے پکڑا اور دوبارہ صوفے پر انتہائی بے دردی سے اچھال دیا۔

"بولو۔ اس بار تھپڑ کی بجائے ٹریگر دبا دوں گا" ___ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ___ وہ میری خفیہ الماری میں فائل ہے۔ اس میں موجود ہیں" ___ کمانڈر نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"جلدی اٹھو۔ اور نکالو یہ فائل" ___ صفدر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ اور اسے لے کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر اس کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ تنویر نے آگے بڑھ کر دروازہ دھکیل کر کھول دیا۔ یہ واقعی انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا دفتر تھا۔ انتہائی قیمتی ساز و سامان سے اسے سجایا گیا تھا۔

"کہاں ہے وہ الماری۔ یہاں تو کوئی الماری نظر نہیں آ رہی" ___ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو تو میں اس دیوار میں موجود خفیہ الماری باہر نکالوں" کمانڈر نے کہا۔ وہ اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"تم صرف بتا دو۔ میرے ساتھی الماری کھول لیں گے۔ لیکن یہ

سن لو کہ اگر تم نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو پھر ہمارے ساتھ جو ہو گا سو ہو گا۔ تم بہر حال نہ بچ سکو گے" ـــــ صفدر کا لہجہ اور سفاک ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ دیوار پر ایک کیل کا سرا باہر ہو گا۔ اس کو دباؤ تو الماری ظاہر ہو جائے گی" ـــــ کمانڈر نے کہا۔

اور تنویر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ایک جگہ کیل کا ابھرا ہوا سرا اسے محسوس ہو گیا۔ کیل کے سرے اور دیوار کا پینٹ اس طرح ایک جیسا تھا کہ اسے نگاہوں سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس نے کیل کو دبایا تو دیوار کا درمیانی حصہ سرر کی تیز آواز سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اس جگہ ایک الماری نظر آ گئی۔ تنویر نے الماری کھولی تو اس کے اندر بے شمار فائلیں پڑی تھیں۔

"سرخ رنگ کی فائل ہے۔ درمیانی خانے میں۔ اس پر ڈی ای کے الفاظ لکھے ہوں گے" ـــــ کمانڈر نے کہا۔ اور تنویر نے ایک لمحے تلاش کرنے کے بعد فائل باہر نکال لی۔ اسے کھولا تو اس اندر دس بارہ ٹائپ شدہ کاغذ موجود تھے۔

"ٹھیک ہے۔ اس میں مقامات اور چند نام اور پتے دیئے گئے ہیں" ـــــ تنویر نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"فائل واپس رکھ دو۔ کاغذ نکال لو" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر وہ کمانڈر سے مخاطب ہوا۔

"سنو کمانڈر۔ تم نے ہم سے تعاون کر کے اپنی جان بچا ہے۔ لیکن اب ہم نے اس چھاؤنی سے باہر جانا ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ فون پر ہیلی کاپٹر کی تیاری کا حکم دو۔ اور ساتھ ہی انہیں بتا دو کہ کرنل موگا سے اور میجر لوٹنی غدار تھے۔ اس لئے مارے گئے۔ اور ہم مہمان ہیں۔ اور تم ہمیں باہر جا رہے ہو۔ پھر تم ہمارے آگے آگے چلو گے اور خود ہمارے ساتھ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر چھاؤنی سے باہر جاؤ گے۔ چھاؤنی سے باہر جا کر ہم تمہیں اتار دیں گے اور ہیلی کاپٹر لے کر ہم انگولا چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہمارا مشن صرف یہی معلومات حاصل کرنا تھا۔ اور بس۔ ہم یہ فائل کاابو کے حوالے کر دیں گے۔ اس کے بعد کاابو جانے اور ڈوگو فائٹرز۔ اس سے زیادہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب سارے نمیبیا میں تو ہم اڈے تباہ کرنے سے رہے۔ بولو تعاون کے لئے تیار ہو یا تمہاری لاش بھی ان کے ساتھ شامل کریں۔ اور پھر ہم خود یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں" ـــــ صفدر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔ صفدر کی بات سن کر کمانڈر لارل کی آنکھوں میں یک لخت پہلے جیسی چمک ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں بالکل تعاون کروں گا۔ تم فکر نہ کرو" ـــــ کمانڈر نے کہا۔ اور صفدر نے اس کی گردن چھوڑ دی۔

"اس کی تلاشی تو لے لیں" ـــــ تنویر نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس کے پاس سوائے اس بید کے اور کچھ نہیں ہے۔ چلو کمانڈر فون کرو" ـــــ صفدر نے کہا۔

"فون کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ" ـــــ کمانڈر نے اس بار بڑے خود اعتمادانہ لہجے میں کہا۔

اور اپنی یونیفارم کو ٹھیک کرنے لگا۔ صفدر نے سر ہلا دیا۔
"بس یہ خیال رکھنا کہ ہماری جیبوں میں مشین پسٹل ہوں گے اور ٹریگر پر ہماری انگلیاں اور جیب کے اندر سے بھی تمہارے دل میں سوراخ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کمانڈر کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"تم فکر نہ کرو۔ مجھے خواہ مخواہ مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے"۔۔۔۔ کمانڈر نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ سب کمانڈر کے پیچھے چلتے ہوئے بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہاں ایک طرف پڑی ہوئی ایک پی کیپ اٹھا کر کمانڈر نے سر پر رکھی اور اُسے ایڈجسٹ کیا۔ اور پھر ٹوپی کی طرح اپنا بید بھی اٹھایا۔ اور اُسے ہاتھ میں رکھ کر وہ ایک بار پھر بڑے فاخرانہ انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا تو صفدر اور اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ باہر راہداری میں مسلح فوجی موجود تھے جو کمانڈر کو دیکھ کر اٹن شن ہو گئے تھے۔
"دروازہ بند کر دو مسٹر"۔۔۔۔ کمانڈر نے مڑ کر بڑے رعب دار لہجے میں تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے دروازہ کھینچ کر بند کر دیا۔
"سنو۔ میرے واپس آنے تک کوئی اس کمرے میں داخل نہ ہو۔ سمجھے"۔۔۔۔ کمانڈر نے راہداری میں موجود فوجی سپاہیوں سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"یس سر"۔۔۔۔ ایک فوجی نے جھٹکے سے ایڑیاں ملاتے ہوئے جواب دیا اور کمانڈر اُسی طرح اکڑ کر چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جولیا اس کے اس انداز پر مسکرا رہی تھی۔ کیونکہ اس نے اس کی وہ حالت بھی

دیکھی تھی۔ جب یہ بھیگے ہوئے چوہے کی طرح کانپ رہا تھا۔
راہداری سے گزر کر جب وہ برآمدے میں پہنچے تو وہاں موجود فوجیوں نے بھی ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کئے۔ لیکن کمانڈر ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سامنے کھڑی ایک نئی اور چمکتی ہوئی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے ساتھ ایک فوجی ڈرائیور بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا۔
"پیچھے بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔ کمانڈر نے ایک بار پھر مڑ کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو رعب دار لہجے میں کہا اور خود اچھل کر وہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
"ایئر پورٹ چلو"۔۔۔۔ کمانڈر نے بارعب لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے تیزی سے جیپ آگے بڑھا دی۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر جیپ رن وے والے علاقے میں داخل ہو گئی۔
"ہیلی کاپٹر ہینگرز"۔۔۔۔ کمانڈر نے کہا اور ڈرائیور نے جیپ کا رخ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بڑے بڑے ہینگروں کی طرف موڑ دیا۔
"ہمارے والا ہیلی کاپٹر کہاں ہو گا"۔۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔
"اُسے میں نے پہلے ہی جوہنبرگ بھجوا دیا تھا۔ جنرل بارٹر کے پاس"۔۔۔۔ کمانڈر نے جواب دیا۔ اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ جیپ بڑے بڑے ہینگروں کے پاس جا کر رک گئی۔ اور کمانڈر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ اتنے میں دو فوجی انتہائی تیزی سے چلتے ہوئے جیپ کے

قریب آئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا۔

"ایک بڑا ہیلی کاپٹر باہر نکالو۔ میں ان کے ساتھ چھاؤنی سے باہر جا رہا ہوں۔ اٹ از ایمرجنسی"۔۔۔ کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دونوں نے کہا۔ اور سیلوٹ کر کے واپس مڑے اور اس بار وہ دوڑتے ہوئے ہینگروں کے درمیان بنی ہوئی ایک بیرک میں غائب ہو گئے۔

چند لمحوں بعد ایک ہینگر کا گیٹ کھلا اور ایک ہیلی کاپٹر کو ایک چھوٹی سی گاڑی کھینچتی ہوئی باہر لے آئی۔ یہ بڑا جنگی ہیلی کاپٹر تھا۔ لیکن اس کا ڈبل لینڈنگ سسٹم تھا۔ پہیے بھی تھے۔ اور پیڈز بھی۔ پیڈز اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ اور ہیلی کاپٹر پہیوں پر دوڑتا ہوا باہر آ رہا تھا۔ جیپ کے قریب لا کر اُسے روک دیا گیا۔ اُسی لمحے اسی بیرک میں سے ایک فوجی نمودار ہوا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"آؤ بیٹھو"۔۔۔ کمانڈر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور پھر خود بھی پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اُسی لمحے صفدر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور وہ گھوم کر دوسری طرف سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیرک سے آنے والا فوجی قریب آ چکا تھا۔ یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ شاید اس جنگی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا۔

"میں خود پائلٹ کروں گا اسے"۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور جولیا اور تنویر عقبی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"تم جاؤ"۔۔۔ کمانڈر نے سر ہلاتے ہوئے پائلٹ سے کہا۔ جو اب گھوم کر کمانڈر والی سائیڈ پر آ گیا تھا۔

"یس سر"۔۔۔ پائلٹ نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ صفدر نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔

"ہیلو۔۔۔ فرام ٹاور سپیکنگ۔ ہیلی کاپٹر نمبر تھری تھری فور تھری کیوں آپریٹ ہو رہا ہے اوور"

"کمانڈر لارل اٹنڈنگ۔ ہم ایک ایمرجنسی مشن پر جا رہے ہیں اوور"۔۔۔ کمانڈر نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہوئے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔۔۔ ٹھیک ہے سر۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی فضا میں کافی اونچائی پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے اس کا رخ شمال مشرق کی طرف کیا اور تیزی سے اُسے آگے بڑھانے لگا۔ کمانڈر بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر چھاؤنی کی حدود سے باہر نکل گیا۔

"مجھے یہیں اتار دو۔ اب ہیلی کاپٹر چھاؤنی سے باہر آ گیا ہے"۔ کمانڈر لارل نے کہا۔

"ابھی اتارتے ہیں۔ فکر مت کرو"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ یک لخت ٹرانسمیٹر

ایک بار پھر جاگ پڑا۔

"ہیلو ہیلو۔ کمانڈر لارل —— میں ایئر چیف راتسکل بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی تمہارے ساتھ جا رہے ہیں اور پائلٹ بھی وہی کر رہے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اور تم ان کے ساتھ کیوں اور کہاں جا رہے ہو۔ فوراً جواب دو اوور" —— ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میرے مہمان ہیں اوور" —— کمانڈر نے بٹن دبا کر بھنچے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔ اوور اینڈ آل" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب مجھے اتار دو۔ پلیز" —— اس بار کمانڈر لارل نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اتار دیتے ہیں۔ تنویر۔ کمانڈر لارل کو اتار دو بھئی یہ بے چین ہو رہے ہیں" —— صفدر نے کہا۔

"کک —— کک —— کیا مطلب" —— کمانڈر لارل نے چونک کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم سیٹ سے اونچا ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ کمانڈر لارل کی چیخ دور نیچے تک لہراتی ہوئی سنائی دی۔

اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر چونکہ کافی بلندی پر تھا اس لئے زمین کے قریب جا کر کمانڈر لارل کا گرتا ہوا جسم ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔

"بڑی جلدی تھی اسے نیچے اترنے کی" —— تنویر نے ہنستے

ہوئے کہا۔ اور اچھل کر اس سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جس پر چند لمحے پہلے کمانڈر لارل بیٹھا ہوا تھا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ اسی ہیڈ کوارٹر میں جاؤ گے" جولیا نے پوچھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ صفدر جواب دیتا۔ اچانک اس کے آس پاس اور اوپر نیچے کان پھاڑ آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان تینوں نے چونک کر سکرین سے دیکھا تو بے اختیار ان کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ چار جدید ترین لڑاکا جنگی جہاز ان کے گرد اڑ رہے تھے۔

"ہیلو۔ کیپٹن مائیکل سپیکنگ۔ ہم نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ تم فوراً ہیلی کاپٹر کو واپس چھاؤنی کے ایئرپورٹ کی طرف موڑ دو۔ ورنہ ہم اسے ہٹ کر دیں گے اوور" —— اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ جنگی جہاز بڑے ماہرانہ انداز میں ان کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزر کر آگے جا کر پلٹ رہے تھے۔

"یس۔ کمانڈر لارل سپیکنگ۔ کیا بات ہے کیوں آئے ہو۔ جب میں ساتھ ہوں اوور" —— صفدر نے بٹن دبا کر کمانڈر لارل کے لہجے میں بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم بھی غدار ہو۔ تم پاکیشیائی ایجنٹوں سے مل گئے ہو۔ جنرل بارٹر نے حکم دے دیا ہے کہ تمہیں بھی گرفتار کر لیا جائے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ چلو ہیلی کاپٹر موڑ دو۔ میں صرف تین تک گنوں گا اوور" —— کیپٹن مائیکل کی پہلے

سے کہیں زیادہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پیراشوٹ باندھ لو تنویر اور جولیا۔ جلدی کرو۔ اس میں موجود ہیں جلدی کرو" ـــــ صفدر نے چیخ کر کہا۔ پھر اس نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ میں خود جنرل بارٹم سے بات کرتا ہوں اوور" ـــــ صفدر نے ہیلی کاپٹر موڑتے ہوئے کمانڈر لارل کے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن خبردار بھاگنے کی کوشش نہ کرنا اوور" ـــــ کیپٹن مائیکل کی آواز سنائی دی۔

اس دوران تنویر اور جولیا نے بھاگ کر جنگی ہیلی کاپٹر کے آخری حصے میں موجود پیراشوٹ اٹھائے اور پھر انہیں تیزی سے پشت سے باندھنا شروع کر دیا۔ صفدر نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کر دی تھی۔

"تم نے ہیلی کاپٹر کی رفتار کیوں کم کر دی ہے اسے تیز کرو۔ اوور" ـــــ کیپٹن مائیکل کی چیختی ہوئی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"خود بخود ہو گئی ہے۔ کیپٹن مائیکل۔ میں پاکیشیائی بول رہا ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ ہم جنرل بارٹم کے ہی آدمی ہیں پاکیشیائی میک اپ میں۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ جنرل بارٹم کو کوئی بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے اوور" ـــــ اس بار صفدر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ہم نے پہن لئے ہیں پیراشوٹ۔ تم کنٹرول مجھے دو۔ اور خود بھی پہن لو" ـــــ تنویر نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کنٹرول اس نے سنبھال لیا۔ صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھا اور پھر اچھل کر پچھلی سیٹ پر آ گیا۔ یہاں جولیا نے ایک پیراشوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر اب کھسک کر پائلٹ سیٹ پر آ گیا تھا۔ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔

"رفتار اور کم کر کے اسے آٹو کنٹرول کر دو۔ اور پھر ہم ایک ایک کر کے چھلانگ لگا دیں گے۔ جلدی کرو" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے آٹو بٹن تلاش کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اسے تلاش کر کے آن کیا اور ہیلی کاپٹر نے ایک ہلکا سا جھٹکا لیا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ تنویر اچھل کر پیچھے آ گیا۔

"چلو جولیا پہلے تم۔ احتیاط کرنا تنویر تم فوراً بعد۔ اور آخر میں چھلانگ لگاؤں گا۔ جلدی کرو" ـــــ صفدر نے کہا۔

اور جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور دوسرے لمحے اس نے کھلی کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرنے لگا۔ اس کے فوراً بعد تنویر نے بھی چھلانگ لگا دی۔

"ہیلو ـــــ یہ کون کود رہا ہے ہیلی کاپٹر سے اوور" ـــــ

کیپٹن مائیکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن صفدر نے اُسی لمحے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کافی نیچے جا کر صفدر نے پیراشوٹ کی رسی کھینچی تو پیراشوٹ کھل گیا۔ اور اس کا جسم ایک جھٹکے سے انتہائی رفتار سے نیچے گرنے کی بجائے آہستہ آہستہ نیچے گرنے لگا۔ کچھ دور ـــــ اُسے دو اور چھتریاں بھی نظر آ رہی تھیں۔ اُسی لمحے جنگی جہازوں نے اس کے اوپر سے غوطہ لگایا۔ اور پھر تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی شائیں شائیں کی آوازیں صفدر کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزریں اور اس کے ساتھ ہی صفدر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ کسی وزنی چٹان کی طرح ایک بار پھر نیچے گرنے لگا۔ اس کا پیراشوٹ کمٹ گیا تھا۔ اور پھر اسی طرح نیچے گرتے ہوئے اس نے دور تنویر اور جولیا کے پیراشوٹوں کو بھی سمٹتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار طویل سانس نکل گیا۔ ظاہر ہے اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہ رہا تھا۔ اور اس بار یقینی موت بہرحال ان کا مقدر بن گئی تھی۔

درد کی ایک تیز لہر عمران کے جسم میں دوڑی تو عمران کا سویا ہوا ذہن یک لخت بیدار ہو گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے سامنے کھڑے کرنل ونیڈن کو دیکھ کر لاشعوری طور پر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

"تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہو علی عمران۔ حالانکہ مجھے دیکھ کر تمہیں خوفزدہ ہونا چاہیے۔ کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا" ـــــ کرنل ونیڈن کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"ارے اتنے بدصورت تو نہیں ہو۔ تم کرنل ونیڈن۔ میرے خیال میں تو اب بھی ایکریمین لڑکیاں نہ سہی بوڑھی بیوائیں تو تمہیں دیکھ کر آہیں بھرتی ہی ہوں گی۔ ویسے بیوائیں اور آہیں ہم قافیہ ہیں اور شاید اس لئے ہم قافیہ ہیں کہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

کیا خیال ہے" ــــــ عمران نے اس بار کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد اطمینان تھا۔

"ہونہہ۔ تو تم اب بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ ابھی جب میں مشین گن کا ٹریگر دباؤں گا تو تمہارا یہ سارا اطمینان اور بہادری ختم ہو جائے گی لیکن تمہارے جسم پر گولیوں کی بارش سے پہلے میں تمہارے اس ساتھی پر گولیاں برسانی زیادہ پسند کروں گا۔ جس نے تمہیں پناہ دی ہے" ــــــ کرنل ونیڈن نے ایک طرف کھڑے سونو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایک بات تو بتاؤ کرنل ونیڈن۔ تم یہاں تک پہنچ کیسے گئے۔ سونو جس پوزیشن میں کھڑا ہے اور جس طرح تم اس کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سونو نے دھوکہ نہیں دیا" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کے ایک بوڑھے ملازم کو چیک کر دیا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ بس اس نے فوراً ہی قبول دیا۔ ورنہ اس پر تو میجر نوشن نے بے پناہ تشدد کیا لیکن اس نے اقرار نہ کیا تھا" کرنل ونیڈن نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ سولو۔ تم نے واقعی بہادری سے کام لیا ہے۔ اس لئے اب بے فکر رہو۔ اب کرنل ونیڈن تمہیں انگلی بھی نہ لگا سکے گا۔ میں تم جیسے بہادروں کی نہ صرف عزت کرتا ہوں بلکہ تمہارا تحفظ بھی میری ذمہ داری ہے" ــــــ عمران نے سونو کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں زخموں پر نمک چھڑکنا۔ تم اس کا تحفظ کرو گے جب کہ تم اپنا تحفظ کرنے کے قابل نہیں ہو۔ دیکھو ابھی تمہارے سامنے یہ موت کے گھاٹ کیسے اترتا ہے" ــــــ کرنل ونیڈن نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے سونو کو تہہ خانے کے مخالف کونے میں دیوار کے ساتھ جا کر کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اور میجر نوشن نے سونو کو بازو سے پکڑا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سے گزرتا ہوا مخالف کونے کی طرف لے گیا اور پھر اس نے سونو کو دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا کر دیا۔ عمران نے اس دوران گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے آہستہ سے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ صرف وہی ہوش میں تھا جب کہ باقی ساتھیوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

"ہا ــــ ہا ــــ اب کرو تحفظ اس کا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے تم اس کا تحفظ کرتے ہو" ــــــ کرنل ونیڈن نے مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لگاتے ہوئے بڑے طنزیہ انداز میں سامنے کرسی پر بندھے بیٹھے عمران کی طرف دیکھا اور پھر نشانہ باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ سونو کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا اور آنکھوں میں موت کے سائے تیرنے لگے۔

"صرف ایک سیکنڈ رک جاؤ کرنل ونیڈن" ــــــ عمران نے اسی لمحے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور ٹریگر پر جمی ہوئی

کرنل ونیٹن کی انگلی لاشعوری طور پر ہٹ گئی۔ اور اس نے
گھما کر عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یک لخت عمران کی دونوں
لاتیں سیدھی ہو کر نیم دائرے کی صورت میں گھومیں اور ان
کی تیز زور ضرب کرنل ونیٹن کی ہینڈلیول پر اچانک پڑی۔ تو
کرنل ونیٹن یک لخت چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔
اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر پیچھے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری
اسی لمحے یک لخت عمران اچھل کر کرسی سمیت نیچے گرے ہوئے
کرنل ونیٹن پر جا گرا۔ اور اس کے اس طرح جھپٹنے سے
کرسی آدھے راستے تک تو رسیوں کے ساتھ بندھی اس کے
ساتھ گئی۔ لیکن اس کے بعد کرسی بھی مشین گن کی طرح پھسلتی ہوئی
سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اور عمران اب کرسی کی گرفت سے
آزاد ہو کر کرنل ونیٹن پر جا گرا تھا۔ لیکن کرنل ونیٹن نے بری
طرح تڑپ کر اپنے گھٹنے موڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران
فضا میں کسی گیند کی طرح اچھلا اور کرنل کے سر کے اوپر سے ہوتا
ہوا اس دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا جس کے ساتھ ٹکرا کر مشین گن
نیچے گری تھی۔ اور عمران کے اٹھتے ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں
کے ساتھ ہی میجر نوشن کی چیخ سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔ وہ کسی
لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے گرا تھا۔ گولیوں کی باڑ ختم ہی ہوئی تھی
کہ یک لخت ٹائیگر اپنی کرسی سے اچھلا اور کرنل ونیٹن اس
بار چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور ٹائیگر کی کرسی کے اوپر سے ہوتا ہوا عق
طرف جا گرا۔ اور ٹائیگر نے پلک جھپکنے میں کرنل ونیٹن کے ہا

سے چھینا ہوا ریوالور حیرت سے بت بنے کھڑے کرنل ڈوجان کی گردن
سے لگا دیا۔ جب عمران نے میجر نوشن پر فائر کھولا تھا۔ اسی لمحے
کرنل ونیٹن جیب سے ریوالور نکال چکا تھا لیکن اس سے پہلے
کہ وہ گھوم کر عمران پر فائر کھولتا۔ ٹائیگر نے نہ صرف اسے ایک
طرف اچھال دیا۔ بلکہ اس کے ہاتھ سے ریوالور بھی چھین لینے
میں کامیاب ہو گیا تھا۔

" اب ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ کرنل ونیٹن۔ میں نے کیا
کہا تھا کہ سونو کا تحفظ میری ذمہ داری ہے " ۔۔۔ عمران نے
بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ اور کرنل ونیٹن ہونٹ چباتا ہوا
اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔ ادھر ٹائیگر نے
کرنل ڈوجان کی گردن سے ریوالور کی نال لگاتے وقت اس
کے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور بھی کھینچ لیا تھا۔ اور دوسرا
ریوالور اس نے ٹریسا کی طرف اچھال دیا۔ اب ٹائیگر کی عجیب
صورت حال تھی وہ کرنل ڈوجان اور ٹریسا کے درمیان کھڑا
تھا اور اس نے دونوں ہاتھوں میں ریوالور اٹھا رکھے تھے۔

" تم نے رسیاں کیسے کھول لیں " ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر بھی گھبراہٹ
کی بجائے اطمینان کے آثار تھے۔

" یہ استادی نکتہ ہے کرنل ونیٹن۔ اسے سیکھنے کے لئے
بار کاؤ مٹھائی اور ایک تھان کی پگڑی لگے گی " ۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل

ہوتا اس کے حلق سے بے اختیار سسکاری سی نکلی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک سائیڈ پر جا گری۔ عمران کی ہتھیلی کی پشت پر ایک باریک لیکن انتہائی تیز دھار خنجر کا پھل گھسا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اسی لمحے کرنل ڈینیٹن بجلی کی سی تیزی سے تڑپا۔ اور ٹائیگر یک لخت ہوا میں اچھل کر سیدھا کرنل ڈینیٹن کی سائیڈ میں جا گرا۔ اس کے دونوں ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرے تھے۔ کرنل ڈینیٹن نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں ٹائیگر کو آگے کی طرف اچھال دیا تھا۔ اور اس نے واقعی سمجھداری سے کام لیا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ اگر وہ ایک ریوالور پر ہاتھ ڈالتا تو ٹائیگر دوسرا ریوالور استعمال کر لیتا۔ اور ٹائیگر صرف اس لئے مار کھا گیا کہ عمران کے منہ سے سسکاری کی آواز نکلتے ہی اس کی توجہ عمران کی طرف ہو گئی تھی۔ ٹائیگر کو اچھالتے ہی کرنل ڈوجان تیزی سے گھوما تو اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور تھا۔ یہ ریوالور اس نے ٹائیگر کی مخالف سمت والی جیب سے نکالا تھا۔ اس کے گھومتے ہی ریوالور کا رخ عمران کی طرف ہوا ہی تھا کہ یک لخت کرنل ڈوجان چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ کھڑے سونو کے قدموں میں جا گرا۔ کرنل ڈوجان کے گلے میں وہی تیز اور باریک پھل والا خنجر دستے تک اندر گھسا ہوا تھا۔ یہ کارنامہ عمران نے انجام دیا تھا۔ مشین گن ہاتھ سے نکلتے ہی

اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہتھیلی کی پشت میں گھسا ہوا خنجر کا پھل کھینچا اور عین اسی وقت اس نے اسے کرنل ڈوجان کی گردن میں مار دیا جس لمحے کرنل ڈوجان نے گھوم کر ریوالور کا رخ اس کی طرف کیا تھا۔

ادھر ٹائیگر جیسے ہی کرنل ڈینیٹن کے قریب جا کر گرا۔ اس کے ہاتھ فرش پر لگے اور اس کا پورا جسم یک لخت اس کے ہاتھوں پر اکٹھا پوری قوت سے عمران کی طرف دوڑنے کے لئے آگے کو بڑھتے ہوئے کرنل ڈینیٹن کے جسم سے پوری قوت سے ٹکرایا اور کرنل ڈینیٹن اس کے جسم کی ضرب کھا کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے یکلخت ایک بار پھر فضا میں الٹی قلابازی کھائی اور اس بار اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے منہ کے بل نیچے گرے ہوئے کرنل ڈینیٹن کی پشت پر پڑے۔ اور کرنل ڈینیٹن کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔

ادھر کرنل ڈوجان نے نیچے گرتے ہی اپنے گلے میں گھسے ہوئے خنجر کے پھل کو باہر کھینچنے کی کوشش کی ہی تھی کہ یک لخت دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا سونو اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے جڑے ہوئے پیر ایک زوردار دھماکے سے کرنل ڈوجان کے سینے پر پڑے۔ اور سونو اسی طرح اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔ جبکہ کرنل ڈوجان کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن سے تو خون کا فوارہ پہلے ہی نکل رہا تھا۔ سونو کے اس کے سینے پر کودنے کے بعد اس کی ناک اور منہ

سے بھی خون کے فوارے ابل پڑے ۔ اور وہ ایک لمحے ہی تڑپ
سکا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ کرنل ڈوجان کے گلے میں خنجر کا پھل مارتے
ہی عمران نے اس طرف کو چھلانگ لگا دی تھی ۔ جس طرف اس
کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر جا گری تھی ۔ جب کہ ٹائیگر کرنل
ڈوجان کی پشت پر ضرب لگانے کے بعد اس طرف دوڑ پڑا تھا ۔
جدھر اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر گرا تھا ۔ یہ سب کھیل صرف
چند لمحوں میں ہی مکمل ہو گیا ۔ ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں
مشین گن تھی ۔ اور ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور ۔ جب کہ کرنل
ڈوجان ہلاک ہو چکا تھا ۔ اور کرنل ڈنیٹرن ہونٹ بھینچتا ہوا اور
کراہتا ہوا آہستہ آہستہ زمین سے اٹھ رہا تھا ۔

" اس کا منہ دیوار کی طرف کرا دو ٹائیگر ۔ ہو سکتا ہے اس کے
دوسرے بوٹ کی ٹو میں بھی ایسا ہی کوئی خنجر موجود ہو " ۔۔۔ عمران
نے چیخ کر ٹائیگر سے کہا ۔ اور ٹائیگر نے ریوالور اٹھاتے ہوئے کرنل
ڈنیٹرن کی سائیڈ سے لگا دیا ۔

ٹریسیا اس ساری کارروائی کے دوران اسی طرح بے حس و
حرکت کھڑی رہی تھی ۔ اس کا چہرہ کسی پتھر کے مجسمے کی طرح
بے جان سا لگ رہا تھا ۔

" دیوار کی طرف مڑ جاؤ کرنل ۔ ورنہ ایک لمحے میں جسم میں
سوراخ کر دوں گا " ۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ تم جیت گئے میں ہار گیا " ۔
کرنل ڈنیٹرن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دیوار کی طرف مڑ

گیا ۔ عمران نے مشین گن کا رخ ٹریسیا کی طرف کر دیا ۔

" لڑکی ۔۔۔ سونو کی ہتھکڑی کا کلپ دبا کر اسے کھول دو ورنہ ...."
عمران نے غراتے ہوئے اس بار ٹریسیا سے کہا ۔ اور ٹریسیا نے اپنا نام
اور عمران کا لہجہ سن کر اس طرح جھرجھری لی جیسے ابھی کسی مجسمے میں روح
داخل ہوئی ہو ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی ۔

" مم ۔۔۔ مم ۔ مجھے مت مارو ۔ مجھے مت مارو " ۔۔۔ ٹریسیا نے
ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔ ورنہ ...... " ۔۔۔ عمران ایک بار پھر
غرایا تو ٹریسیا بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی سونو کی طرف بڑھی ۔
سونو نے جلدی سے اپنی پشت ٹریسیا کی طرف کر دی ۔ اور ٹریسیا نے
کانپتے اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے بڑی مشکل سے کلپ دبا کر ہتھکڑی
کھول دی ۔ اس کا جسم ابھی تک نمایاں طور پر کانپ رہا تھا ۔ کلپ
ہتھکڑی سے ہاتھ آزاد ہوتے ہی سونو تیزی سے پلٹا اور اس نے جھپٹ
کر ٹریسیا کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی وہ ہتھکڑی جھپٹ لی ۔

" اسے کرنل ڈنیٹرن کے ہاتھوں میں ڈال دو " ۔۔۔ عمران نے چیخ
کر کہا ۔ اور سونو ہتھکڑی اٹھائے اسی انداز میں دوڑتا ہوا کرنل ڈنیٹرن
اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی کرنل ڈنیٹرن کے
ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑ چکی تھی ۔

" گڈ شو سونو ۔۔۔ اب تم یہ بتاؤ کہ مجھے اور ٹائیگر کو ہوش میں
کیسے لایا گیا " ۔۔۔ عمران نے مشین گن اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا ۔

" اس میجر نوشن کی جیب میں ایک نیلے رنگ کی شیشی ہے اسے

اس نے آپ کی اور آپ کے ساتھی کی ناک سے لگایا تھا"۔۔۔۔۔ سونو
نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اس کی جیب سے شیشی نکالو اور پہلے میرے ساتھیوں
کو ہوش میں لاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے ثریا کے قریب آ کر رکتے
ہوئے کہا۔ اب کمرے کے کونے میں ثریا دیوار سے پشت لگا کر
کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ابھی تک شدید خوف و ہراس
نمایاں تھا۔
"لڑکی۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت نہ
کی تو تمہاری زندگی سلامت رہے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے ثریا کی
طرف مڑتے ہوئے کہا۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں کوئی غلط حرکت نہ کروں گی بلکہ حرکت ہی نہ
کروں گی"۔۔۔۔۔ ثریا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور
عمران مسکرا دیا۔
کرنل ونیڈن ہونٹ بھینچے اب دیوار کی طرف پشت کئے خاموش
کھڑا تھا لیکن ٹائیگر ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ابھی تک چوکنا او
مستعد کھڑا ہوا تھا۔
سونو نے فرش پر مردہ پڑے میجر فوشن کی جیب سے شیشی نکالی۔
اور پھر چند لمحوں بعد ہی جوزف، جوانا اور کورو تینوں ہی جھرجھری لیتے
ہوتے ہوش میں آ گئے۔ وہ ہوش میں آ کر بڑی حیرت سے کمرے
کا منظر دیکھ رہے تھے۔
"اوہ ماسٹر۔۔۔ آپ کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے"۔۔۔۔۔

جوانا نے یک لخت تیز لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ اب یہ مشین گن سنبھالو۔ میں اس کی ڈریسنگ کر لوں"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مشین گن جوانا کی طرف اچھال
دی۔
"میں کرتا ہوں ڈریسنگ باس"۔۔۔۔۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔
اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے جیب سے ایک
رومال نکالا اور پھر اسے بینڈیج کے سے انداز میں اس نے عمران کی
ہتھیلی پر کس کر باندھ دیا۔
"اب اس کرنل ونیڈن صاحب کو یہاں کرسی پر بٹھا دو اور اس
کے جسم کو رسیوں سے باندھ دو تاکہ میں اب اس سے مذاکرات
کا آغاز کر سکوں"۔۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اور ٹائیگر نے خاموش کھڑے کرنل ونیڈن کو کرسی کی طرف چلنے کا
اشارہ کیا۔
"تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو۔ میں نے تمہاری بے حد
تعریف سنی تھی۔ لیکن آج سے پہلے مجھے واقعی تمہاری اس قدر
تعریف پر کبھی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن آج جس طرح تم لوگوں نے انتہائی
حیرت انگیز طور پر سچوئشن بدلی ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ
تمہاری جو تعریفیں کی جاتی تھیں وہ درست تھیں"۔۔۔۔۔ کرنل ونیڈن
نے کرسی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔
"اس قدر افزائی کا بے حد شکریہ کرنل ونیڈن۔ میں نے
صرف تم سے یہ پوچھنا ہے کہ جنرل بارٹر کہاں مل سکتا ہے۔ صرف

ایک سوال"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ بڑے پُراسرار انداز میں رہتا ہے۔ اس کا کسی کو پتہ نہیں کہ کس وقت وہ کہاں ہوگا"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس سے رابطہ کس فریکونسی پر کرتے ہو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔ اور کرنل ونیڈن نے بڑے اطمینان سے ایک فریکونسی بتادی۔ عمران اس دوران اس کے چہرے اور خصوصاً آنکھوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور اُسے اندازہ ہو گیا کہ کرنل ونیڈن نے واقعی سچ بتایا تھا۔

"گڈ شو کرنل۔۔۔ تم واقعی سمجھ دار آدمی ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سونو کی طرف مڑ گیا۔

"تمہاری حویلی اس وقت یقیناً فوجیوں کے نرغے میں ہوگی۔ اور اس صورت حال میں ہم باہر نکلے تو یقیناً وہ لوگ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس لئے کوئی ایسا راستہ ہے جہاں سے ہم خفیہ طور پر نکل سکیں۔ فوجیوں کی نظروں میں آئے بغیر"۔۔۔ عمران نے سونو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کہاں جانا چاہتے ہو"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے چونک کر پوچھا۔

"بس وہی جنرل بارٹر کا انٹرویو لینا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کرنل ونیڈن بے اختیار مسکرا دیا۔

"صاحب۔ ایک راستہ ہے تو سہی۔ لیکن وہ بے حد تنگ ہے۔ اس میں لیٹ کر اور گھسٹ کر ہی جایا جا سکتا ہے۔ اگر تم یہیں

ٹھہرو تو میں اس راستے سے باہر جا کر یہاں موجود تمام فوجیوں کا خاتمہ کر سکتا ہوں"۔۔۔ سونو نے کہا۔

"تم میرے ہاتھ کھول دو عمران اور بے فکر رہو۔ میں تمہیں یہاں سے باہر لے جاؤں گا"۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"تمہارے ساتھ ضرور چلیں گے کرنل ونیڈن۔ لیکن ابھی نہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ٹریسیا کی طرف مڑ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔ عمران نے ٹریسیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام ٹریسیا ہے اور میں کرنل ونیڈن کی پی۔ اے ہوں" ٹریسیا نے جلدی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ اور جا کر یہاں موجود سارے فوجیوں کو کرنل ونیڈن کی طرف سے حکم دو کہ وہ سب قصبے کے سامنے والے بڑے میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ سونو تمہارے ساتھ جائے گا اور اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی یا کسی قسم کا اشارہ کرنے کی کوشش کی تو کورو عورتوں کو گولی سے اڑانے کا بولٹسوانا میں سب سے ماہر سمجھا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر میں آئے ہیں۔ میں نے احاطے سے یہاں آتے ہوئے بڑے میدان میں کھڑا ہیلی کاپٹر دیکھ لیا ہے"۔۔۔ اسی لمحے سونو نے کرنل ونیڈن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔۔۔ پھر تو آسانی سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے

یہاں سے نکلا جا سکتا ہے۔ رٹانیگر اب تم بھی کورو اور ٹریسیا کے ساتھ جاؤ گے اور ہیلی کاپٹر کو یہاں اسی مکان کے سامنے لے آؤ گے۔ اگر اس کا پائلٹ ہو تو اُسے بھی فوجیوں کے ساتھ بھیج دینا" عمران نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر تو میں بھی چلا سکتا ہوں" ـــــ کورو نے جلدی سے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے جاؤ۔ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جانے کی وجہ سے کوئی فوجی صورت حال معلوم کرنے اندر آجائے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کورو ٹریسیا کا بازو پکڑے تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی اندرونی جیب سے مشین پسٹل نکال کر بیرونی جیب میں ڈال لیا تھا۔

"کیا تم جنرل بارٹر کو ہلاک کرنا چاہتے ہو" ـــــ کرنل ونیڈان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"کیا میں نے تمہیں ہلاک کیا ہے۔ حالانکہ تم نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو عمران۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ساؤتھ افریقہ سے چلے جاؤ۔ جنرل بارٹر تک تم کسی صورت بھی نہ پہنچ سکو گے۔ چاہے تم کچھ بھی کیوں نہ کر لو" ـــــ کرنل ونیڈان نے کہا۔

"میں جنرل بارٹر تک نہ پہنچ سکوں گا تو جنرل بارٹر مجھ تک پہنچ جائے گا۔ ایک ہی بات ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور

کرنل ونیڈان ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کورو اور ٹریسیا سیڑھیاں اترتے ہوئے واپس تہہ خانے میں آ گئے۔

"تعمیل ہو گئی ہے۔ فوجی یہاں سے جا چکے ہیں۔ اور ہیلی کاپٹر بھی مکان کے سامنے موجود ہے" ـــــ کورو نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ آؤ اب چلیں۔ سونو۔ تمہاری مہمان نوازی کا بے حد شکریہ۔ مجھے یقین ہے میجر نوشن اور کرنل کی لاشیں تم غائب کر ہی لو گے" ـــــ عمران نے ایک طرف کھڑے سونو سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ان لاشوں کی فکر نہ کریں۔ یہ اس طرح غائب ہو جائیں گی کہ کسی کو ان کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ لیکن آپ اب کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ اس لئے مجھے حکم کریں میں اب ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام بن کر رہوں گا" ـــــ سونو نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"میں نے جنرل بارٹر کا انٹرویو لینا ہے۔ اور ابھی اس میں کئی مراحل آئیں گے۔ اس لئے تمہارا شکریہ۔ یہ کورو بھی تمہارے پاس رہے گا۔ تم اسے واپس بوٹسوانا پہنچا دینا۔ اور کورو اپنے والد کو میری طرف سے سلام عرض کر دینا۔ اور ہاں وہ مشین پسٹل مجھے دے دو۔ تمہیں سونو اسلحہ دے دے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو کیا آپ مجھے ساتھ نہیں لے جائیں گے" ۔۔۔۔ کورونے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"نہیں۔ جنرل بارٹر زیادہ بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مشین پسٹل اپنی جیب میں ڈال لیا۔ کرنل ونیٹڈن خود ہی کرسی سے اٹھ کر سر جھکائے عمران کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جب کہ عمران کے باقی ساتھی ٹریسیا کو ساتھ لئے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ مکان سے باہر نکل کر ہیلی کاپٹر کے سامنے پہنچ گئے۔ فوجی واقعی وہاں سے جا چکے تھے۔

"ٹریسیا اور کرنل ونیٹڈن کو ہیلی کاپٹر میں سوار کراؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور عمران کے ساتھیوں نے کرنل ونیٹڈن اور ٹریسیا کو بازو سے پکڑ کر ہیلی کاپٹر پر سوار کیا اور انہیں پائلٹ سیٹ کے پیچھے موجود ایک ڈبل سیٹ پر بٹھا دیا۔ جوزف اور جوانا عقبی سیٹوں پر بیٹھے۔ جب کہ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور ۔۔۔۔ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جوہنبرگ کس سمت میں ہے یہ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ اس لئے اطمینان سے ادھر چل پڑو" ۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ جو ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر چکا تھا۔ ٹائیگر نے سر ہلایا۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر کافی بلندی پر جا کر وہ تیزی سے مڑا اور جوہنبرگ کی طرف بڑھنے لگا۔ چند

لمحوں بعد ہی وہ قصبے کی حدود سے نکل کر جوہنبرگ کی طرف لے جانے والی سڑک کے اوپر پرواز کرنے لگا۔

"کیا سڑک کے اوپر اڑنا ہے یا ہٹ کر" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو آگے کی طرف جھکا ہوا بڑے غور سے ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے بے شمار ڈائلوں کو چیک کر رہا تھا۔

"سڑک کے اوپر ہو کر چلتے جاؤ۔ لیکن جوہنبرگ کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے ہیلی کاپٹر کو کسی زرعی فارم کے قریب اتار دینا جہاں سے ہمیں کوئی جیپ وغیرہ مل سکے۔ جوہنبرگ کے اردگرد کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے لازماً کوئی نہ کوئی فارم بھی موجود ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ہیلی کاپٹر کے اندر موجود ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"کیا تم جنرل بارٹر کو کال کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل ونیٹڈن نے اسے فریکونسی ایڈجسٹ کرتے دیکھ کر کہا۔

"ارے نہیں۔ میں ٹرانسمیٹر انٹرویو کا قائل نہیں ہوں۔ اس سے تو میں بالمشافہ ہی انٹرویو لوں گا۔ یہ تو میں ایک صحافی دوست کو کال کر رہا ہوں تاکہ کرنل ونیٹڈن اور اس کی پی۔ اے کی گرفتاری کی خبر اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہو سکے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرنل ونیٹڈن نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر

ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ بی۔ ون کالنگ ۔ کے ۔ ون اوور" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ۔۔۔ کے ۔ ون اٹنڈنگ ۔ مگر بی ۔ ون کون ہے شناخت کراؤ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"کے ۔ ایف زیرو ون اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ یس ۔ یس پی ۔ ون ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں ۔ میں کے ۔ ون بول رہا ہوں ۔ ہم تو بڑے دنوں سے آپ کی کال کے منتظر تھے اوور" ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ہم ایک فوجی ہیلی کاپٹر میں جوہنبرگ آ رہے ہیں ۔ ہمارے ساتھ کچھ مہمان بھی ہیں ۔ کوئی ایسا اڈہ بتاؤ جہاں ہم اطمینان سے بیٹھ کر کم از کم اپنے مہمانوں کو کھانا وغیرہ تو کھلا سکیں بے چارے نجانے کب سے ہمارے ساتھ بھوکے پیٹ پھر رہے ہیں اوور" عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ آپ کس طرف سے جوہنبرگ آ رہے ہیں ۔ سمت بتائیں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"بوٹسوانا ہمارے عقب میں ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ آپ ایسا کریں کہ

جوہنبرگ سے بیس کلومیٹر پہلے ایک ہائی رینج ٹرانسمیٹر ٹاور آتا ہے ۔ آپ اس ٹاور سے شمال کی طرف مڑ جائیں ۔ تقریباً دس کلومیٹر آگے کھیتوں کے سلسلے کے درمیان آپ کو ایک پیلے رنگ کی عمارت نظر آئے گی ۔ یہ ایک پرانا سا زرعی فارم ہے ۔ آپ وہاں اتر جائیں ۔ وہاں آپ کے لئے اور آپ کے مہمانوں کے لئے کھانے کا مکمل انتظام موجود ہو گا ۔ کوڈ یہی رہے گا ۔ بے فکر ہو کر وہاں چلے جائیں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ۔۔۔ تھینک یو ۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لو بھئی ٹائیگر ۔ تم خواہ مخواہ زرعی فارم تلاش کرتے پھرتے ۔ میں نے تمہاری مشکل آسان کرا دی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"کے ۔ ون یقیناً یہاں کوابو کا ایجنٹ ہو گا" ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے تم تو واقعی سمجھ دار آدمی ہو ۔ میرے پیر و مرشد کرنل فریدی کی طرح ۔ فوراً ساری بات سمجھ جاتے ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور کرنل ونیٹن نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے ۔ اس وقت اس کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا ۔ اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد دور

سے انہیں ہائی رینج ٹرانسمیٹر کا انتہائی بلند و بالا ٹاور نظر آ
گیا۔ ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر ٹاور کے قریب جانے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر
کا رخ شمال کی طرف بڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ہیلی کاپٹر کی بلندی بھی کافی کم کر دی۔ تاکہ ہیلی کاپٹر کسی فوجی اڈے
کے راڈار پر نظر نہ آ جائے۔ اور عمران نے اسے بلندی کم کرتے
دیکھ کر مسکرا کر اس طرح سر ہلا دیا جیسے اسے ٹائیگر کی دور اندیشی
پسند آئی ہو۔ چند لمحوں بعد ہی انہیں دور تک پھیلے ہوئے
کھیتوں کے درمیان پیلے رنگ کا زرعی فارم نظر آ گیا۔ ٹائیگر
نے ہیلی کاپٹر فارم سے ذرا پہلے کھیتوں کے ایک سرے پر
اتار دیا۔

" چلو بھئی نیچے آ جاؤ۔ تاکہ واقعی کھانا وغیرہ کھایا جا سکے" ——
عمران نے مڑ کر کرنل ونیٹن سے کہا۔ اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر
سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی دوسری طرف سے نیچے اتر آیا۔

" تم انہیں اتارو میں زرعی فارم والوں سے کھانے کا مینو
معلوم کر لوں ایسا نہ ہو کہ مینڈکوں کے سری پائے پکائے بیٹھے
ہوں" —— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی
سے فارم کے بڑے سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا جو بند تھا۔
ایک سائیڈ پر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ عمران ابھی ہاتھ اٹھا کر
کال بیل کا بٹن پریس کرنا ہی چاہتا تھا کہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی
کھلی اور ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام باہر نکل آیا۔ اس کے جسم
پر عام سا لباس تھا۔ البتہ اس کے ہاتھوں میں ایک مشین گن

ضرور پکڑی ہوئی تھی۔

" کے۔ ون کو جانتے ہو مسٹر" —— عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

" اوہ۔ یس —— تم کون ہو" —— اس سیاہ فام نے چونک
کر غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے اس کی توجہ
عمران سے زیادہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے افراد کی طرف تھی۔

" بی۔ ون" —— عمران نے جواب دیا۔

" بی۔ ون کون۔ شناخت کراؤ" —— نوجوان نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور عمران نے کے ایف۔ زیرو ون والا کوڈ دوہرا دیا۔

" اوہ یس —— ہمیں مکمل ہدایات مل چکی ہیں۔ میرا نام جوکو ہے۔
آپ سب اندر آ جائیں" —— سیاہ فام نے اس بار مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

" لیکن یہ ہیلی کاپٹر" —— عمران نے کہا۔

" اس کی فکر مت کریں۔ یہ غائب ہو جائے گا۔ آپ اندر
آئیں" —— جوکو نے کہا۔ اور عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو
آنے کے لئے کہا۔ اور پھر پھاٹک کی اس چھوٹی کھڑکی سے
اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کے وسیع برآمدے میں جوکو کی طرح
سیاہ فام کھڑے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں
تھیں۔ عمران اندر داخل ہو کر پھاٹک کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔
پھر جب کرنل ونیٹن ٹریسیا کے ساتھ اس کے ساتھی بھی
اندر آ گئے تو وہ ان سب کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کی طرف

بڑھنے لگا۔ جوکو بھی تیز تیز قدم اٹھاتا عقب سے ان کے ساتھ آملا۔
برآمدے میں پہنچ کر وہ انہیں ایک راہداری سے گزار کر ایک
بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ وہ مسلح سیاہ فام بھی اس کے
ساتھ ہی اندر آ گئے تھے۔ یہاں لکڑی کی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔
"تشریف رکھیں" ۔۔۔ جوکو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور عمران سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ٹائیگر، جوزف
اور جوانا بھی بیٹھ گئے۔ جب کہ کرنل ونیٹن اور ٹریسیا بھی بیٹھنے
کے لئے آگے بڑھے تو ایک سیاہ فام نے انہیں روک دیا۔
"آپ ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ ادھر دیوار کے ساتھ کھڑے
جائیں۔ آپ دونوں قیدی ہیں" ۔۔۔ سیاہ فام نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران منہ کھولتا۔
وہ سیاہ فام کرنل ونیٹن کو بازو سے پکڑ کر دیوار کے قریب
گیا۔ ٹریسیا از خود ساتھ چلی گئی تھی۔
"سنو۔ ہم یہاں بیٹھنے نہیں آئے۔ پہلے اس فوجی ہیلی کاپ
کا کہیں بندوبست کر دو تاکہ اس کے ذریعے ہمیں ٹریس نہ کیا جا
سکے۔ اور پھر میک اپ باکس وغیرہ مہیا کرو" ۔۔۔ عمران نے
جوکو سے مخاطب ہو کر کہا جو کرنل ونیٹن کو دیوار کے ساتھ کھڑا
کر کے اب بیرونی دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔
"یس سر ۔۔۔ ابھی سب بندوبست ہو جاتا ہے" ۔۔۔ اس
نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر درو
کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن پریس کر دیا۔ دو

لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور جس حصے میں عمران
اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس حصے کے
چاروں طرف شفاف اور موٹے شیشوں کی دیواریں پلک جھپکنے
میں فرش سے نکل کر چھت کے اندر غائب ہو گئیں۔
"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ تو تم سمجھ رہے تھے کہ ہم کوابو کے
آدمی ہیں" ۔۔۔ اسی لمحے دروازے کے ساتھ کھڑے جوکو
نے بڑے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
عمران اور اس کے ساتھی دیواریں نمودار ہوتے ہی بے اختیارانہ
انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ عمران کے ہونٹ
بھنچ گئے تھے۔ اس کا ذہن زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ اس
کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس فریکونسی پر بات چیت لیک آؤٹ
بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ فریکونسی تو کوابو کے چیف سام نکوما
نے خود اسے ٹرانسمیٹر پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے
ذریعے ہونے والی بات چیت میں بطور ایکٹو بتائی تھی۔ اور
یہ فریکونسی جوہنبرگ میں کوابو کے ہیڈ کوارٹر کی مخصوص فریکونسی
تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ دھوکہ ہو گیا تھا۔
"تم ۔۔۔ تم کون ہو" ۔۔۔ کرنل ونیٹن نے انتہائی حیرت
سے چیختے ہوئے کہا۔
"ہم ڈوگو فائٹرز کے آدمی ہیں کرنل ونیٹن" ۔۔۔ جوکو نے
سر گھماتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور پھر اس نے ایک سیاہ فام
کو اشارہ کیا تو سیاہ فام تیزی سے چلتا ہوا کرنل ونیٹن کی

پشت پر آیا اور اس نے کلپ ہتھکڑی کا بٹن پریس کر کے ہتھکڑی
کھول دی۔ کرنل وینڈن اور ٹریسیا دونوں کے چہروں پر شدید
حیرت کے آثار ابھی تک موجود تھے۔ یہاں جو کچھ ہوا تھا اس کی
توقع تو ان کے ذہن کے کسی بعید ترین گوشے میں بھی موجود نہ
تھی۔

"کیا تم سیاہ فام ہو"۔۔۔ کرنل وینڈن نے ہتھکڑی ہٹتے
ہی دونوں کلائیاں ملتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ہم سیاہ فام نہیں ہیں۔ اور میرا نام جوکو نہیں
بلکہ ریچرڈ ہے"۔۔۔ جوکو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے گردن کے اندر چٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس کی گردن سے
لے کر سر کے اوپر تک ایک جھلی سی اترتی گئی۔ اس کے
ساتھیوں نے بھی ایسی ہی جھلیاں اتار دیں۔ اور اس کے بعد انہوں
نے بازو اور ہاتھوں پر چڑھی ہوئی جھلیاں بھی اتار کر ایک طرف
پھینک دیں اب وہ واقعی سفید فام تھے۔

"لیکن یہ تو شاید کوالو کا اڈہ تھا"۔۔۔ کرنل وینڈن نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں بھی اس اڈے کے بارے میں معلوم نہ تھا۔
لیکن ڈوگو فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر میں موجود انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر
نے نہ صرف ہیلی کاپٹر سے ہونے والی کال کیچ کر لی بلکہ اس
محل وقوع بھی چیک کر لیا۔ اس کے بعد اسے۔ وی سپیشل مشین
کے ذریعے ہیڈ کوارٹر نے ٹرانسمیٹر آف ہونے کے باوجود آپ

سب کی گفتگو بھی سن لی۔ اس طرح ساری بات سامنے آ گئی۔ پھر ہم فوری
طور پر حرکت میں آ گئے۔ اور آپ کے آنے سے آدھا گھنٹہ پہلے ہم نے
یہاں ریڈ کیا۔ یہاں آٹھ سیاہ فام موجود تھے۔ انہیں بے ہوش کر
دیا گیا۔ ان کے انچارج نے بے پناہ تشدد کے سامنے سب کچھ اگل
دیا۔ یہاں کا مکمل نظام۔ نقشے۔ کوالو کا ہیڈ کوارٹر سب کچھ۔ چنانچہ
انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں تہہ خانے میں پڑی
ہیں۔ ہم کو گریٹ چیف نے چونکہ اسی میک اپ میں بھیجا تھا تاکہ یہ
آدمی شبہ نہ کر سکے۔ اس لئے ہم سیاہ فام بنے ہوئے ہیں۔ اس
کال سے ہمیں دو فائدے ہوئے ہیں۔ ادھر یہ اڈہ ٹریس ہو گیا۔
اور یہ ایجنٹ ہتھے چڑھ گئے ہیں اور ادھر گریٹ چیف نے کوالو کے
ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دیا ہے اور یقیناً وہاں
سے پورے ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا میں موجود ان کے اڈوں کی تفصیلات
بھی مل جائیں گی۔ اس طرح کوالو تنظیم کا ان دونوں علاقوں میں مکمل
طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لو کہ اب نمیبیا کو دنیا
کی کوئی طاقت ساؤتھ افریقہ کے پنجے سے آزادی نہ دلا سکے گی۔
جب کوالو کے اڈے ہی ختم ہو جائیں گے تو اکیلا ان کا چیف سام
نکوما کیا کرے گا"۔۔۔ ریچرڈ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی باتونی لگتا
تھا۔ اس لئے کرنل وینڈن کے پوچھنے پر اس نے پوری تفصیلات
بتانی شروع کر دی تھیں۔

"گڈ شو۔۔۔ مجھے تصور تک نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے بہرحال
اب ان کا کیا کرنا ہے۔ یہ دیواریں ہٹاؤ تاکہ انہیں گولیوں سے اڑایا

جا سکے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں اور شکر کرو کہ انہیں تم پر شک نہیں پڑا۔ اگر ذرا سا بھی شک پڑ جاتا تو پھر یہ لوگ یہاں قیامت برپا کر دیتے" ۔۔۔۔ کرنل ونیٹن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب دوبارہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"نہیں کرنل ۔۔۔ دیواریں ہٹائے بغیر بھی ان پر گولیوں کی بارش کی جا سکتی ہے۔ کوابو نے یہ سارا نظام اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لئے بنایا تھا آج یہ ہمارے کام آ رہا ہے۔ دیکھو اب یہ لوگ کس طرح ان شیشے کی دیواروں کے اندر مرتے ہیں" ۔۔۔۔ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے سوئچ بورڈ کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن دبایا تو سوئچ بورڈ پورے کا پورا ایک طرف ہٹ گیا اور اندر دیوار سے ایک ٹریگر نما لوہے کا حلقہ باہر ابھر آیا۔

"اس سوئچ بورڈ کے ہٹتے ہی چھت پر سے ریوالونگ مشین گن کا منہ باہر کو نکل آیا تھا۔ اور اب میں جیسے ہی اس ٹریگر کو کھینچوں گا مشین گن نے گھومتے ہوئے اس پورے حصے میں گولیوں کی بارش کر دینی ہے۔ دیکھو" ۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

چونکہ ان کی آوازیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں باقاعدہ پہنچ رہی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی رچرڈ نے سوئچ بورڈ ہٹایا عمران نے دیکھا کہ واقعی چھت کے درمیان سے مشین گن کی نال کا دھانہ ذرا سا باہر کو نکل آیا تھا۔ چونکہ کرنل ونیٹن اور ٹریسیا کے ساتھ ساتھ باقی لوگوں کی توجہ بھی رچرڈ کی طرف تھی۔ اس لئے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس سے پہلے

کہ رچرڈ کا ہاتھ دیوار سے نکلے ہوئے لوہے کے حلقے تک پہنچتا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے پے در پے دھماکے ہوئے اور چھت سے نکلا ہوا مشین گن کا دھانہ گولیاں لگنے سے بری طرح توڑ مڑ کر بند ہو گیا۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا" ۔۔۔۔ رچرڈ نے دھماکوں کی آواز سنتے ہی بری طرح چونک کر عمران کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اور پھر عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل اور چھت پر موجود دھانے کو مڑا تڑا دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"تم نے خواہ مخواہ کمنٹری شروع کر دی تھی۔ جب تمہیں معلوم تھا کہ تمہاری آواز ان کے کانوں تک پہنچ رہی ہے تو بغیر بتائے تم نے مشین گن آن کر دینی تھی۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ آواز شیشے کی ان دیواروں کو کراس نہیں کر رہی" ۔۔۔۔ کرنل ونیٹن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ میں بھی یہی سمجھا تھا کہ آواز نہیں جا سکتی۔ مجھے بھی اس بارے میں معلوم نہ تھا۔ بہرحال اب بھی یہ بچ کر نہیں جا سکتے" رچرڈ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے سوئچ بورڈ کو واپس اس جگہ کیا اور پھر چینل کے یکے بعد دیگرے دو بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے شیشے کی دیواروں کے اندرونی حصے میں ہلکے بھورے رنگ کا دھواں چھت سے نکل کر پھیلتا گیا۔ اور چند لمحوں میں عمران اور اس کے ساتھی اس دھوئیں میں مکمل طور پر غائب ہو گئے۔

"یہ انتہائی تیز اثر والی زہریلی گیس ہے۔ یہ چند منٹوں میں ہلاک ہو جائیں گے" ـــــ رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر وہی دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ بھورے رنگ کا دھواں تیزی سے غائب ہوتا گیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر رچرڈ کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے ـــــ کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑے تھے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے ضرر رساں کیڑے مردہ ہو کر زمین پر پڑے ہوتے ہیں۔

"ہا ـــ ہا ـــ دیکھا یہ کیسے موت سے بچ سکتے تھے" ـــ رچرڈ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اور دیواریں ہٹنے والے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ" ـــــ کرنل ونیٹڈن نے یک لخت چیخ کر کہا۔ اور تیز تیز قدم بڑھاتا رچرڈ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

"کیوں۔ یہ تو مر چکے ہیں" ـــــ رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ خاص طور پر یہ علی عمران۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ مشین گنوں کا رخ اس طرف کر لیں پھر جیسے ہی دیواریں ہٹیں وہ ان پر فائر کھول دیں۔ تاکہ ان کی موت مکمل طور پر یقینی ہو سکے" ـــــ کرنل ونیٹڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ـــ جیسا کرنل ونیٹڈن کہہ رہے ہیں ویسے ہی کرو۔ کرنل ونیٹڈن اب لاشوں سے بھی ڈرنے لگے ہیں" ـــــ رچرڈ نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور کمرے میں موجود ایک سائیڈ پر کھڑے چھ سیاہ فاموں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رخ فرش پر مردہ پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔

"اب اجازت ہے۔ اب ہٹا دوں دیواریں۔ ویسے آپ کو اگر اب بھی ڈر لگ رہا ہو تو پھر آپ کو اجازت ہے کہ آپ کمرے سے باہر بھی جا سکتے ہیں" ـــــ رچرڈ نے ایک بار پھر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور سنو۔ مجھ پر طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام کرنل ونیٹڈن ہے میں تمہارے چیف سے تمہاری ضرور شکایت کروں گا" ـــــ کرنل ونیٹڈن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"اوہ ـــ آئی۔ ایم سوری کرنل" ـــــ رچرڈ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیواریں اٹھانے والا بٹن دبا دیا۔ تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی دیواریں چھت سے واپس فرش کے اندر غائب ہو گئیں۔ اور اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔

پیراشوٹ کی چھتری فائر نگ سے پھٹنے کے بعد صفدر کا جسم گولی کی سی رفتار سے نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ اور اُسے اپنی موت اب یقینی نظر آنے لگ گئی تھی۔ ہوا کا دباؤ اس قدر تیز تھا کہ اس کے حواس لمحہ بہ لمحہ اس کا ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے لیکن صفدر کو یہی سبق سکھایا گیا تھا کہ زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کی جائے۔ چنانچہ اس نے شعوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا جسم اس قدر تیز رفتاری سے نیچے گر رہا تھا کہ باوجود اپنی انتہائی کوشش کے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ ہوا کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئی تھیں۔ اور اس دباؤ کی وجہ سے وہ کوشش کے باوجود آنکھیں نہ کھول پا رہا تھا لیکن اس نے اپنی پوری قوت ارادی کو استعمال کرتے ہوئے

اپنی آنکھوں کو کسی حد تک کھولا۔ اس وقت چونکہ اس کا سر نیچے اور جسم اوپر والی پوزیشن میں تھا۔ کیونکہ نیچے گرتے وقت وہ مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا اور پیراشوٹ کی رسیاں قلابازیاں کھانے کی وجہ سے اس کے جسم سے لپٹ جاتیں اور پھر کھل جاتیں تھیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ نیچے اسے درخت دھبوں کی صورت میں نظر آ گئے تھے۔ پھر دھبے انتہائی تیزی سے بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ اور صفدر کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی۔ پہلے اُسے امید تھی کہ شاید وہ کسی پانی کے جوہڑ وغیرہ میں گر جائے۔ اس طرح شاید اس کی زندگی بچ جانے کا کوئی امکان پیدا ہو جائے۔ لیکن اب ظاہر ہے نیچے گھنا جنگل دیکھ کر اس کی یہ رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس رفتار سے جب اس کا جسم کسی درخت سے ٹکرائے گا تو اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس جگہ ہوا کا دباؤ اور رفتار ایسی تھی کہ باوجود کوشش کے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا اور پھر اس نے خود ہی آنکھیں بند کر لیں اور اس کی زبان پر بے اختیار کلمے کا ورد شروع ہو گیا۔ کیونکہ اس کا جسم درخت کے عین اوپر اور بالکل نزدیک پہنچ چکا تھا اور کسی بھی لمحے اس کے جسم کے پرخچے اڑ سکتے تھے اور پھر اس کے جسم پر شدید رگڑ کے احساسات ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے پیدا ہوئے۔ لیکن اس کے بعد اس کے جسم کو ایک خوفناک جھٹکا لگا اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں

اس خوف ناک جھٹکے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ لیکن یہ لمحہ بھی گزر گیا اور اُسے یک لخت احساس ہوا کہ اس خوفناک جھٹکے کے بعد اس کا جسم ایک جگہ پر تیزی سے لہرا رہا ہے لیکن اب وہ نیچے نہ گر رہا تھا البتہ اس کے کاندھوں کے نیچے اور بیٹ والی جگہ پہ درد کی خوف ناک لہریں مسلسل دوڑ رہی تھیں لیکن وہ مرا نہ تھا۔ اس کے احساسات زندہ تھے۔ اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس کا دل اللہ تعالےٰ کی بے پایاں رحمت پہ تشکرانہ جذبات سے لبریز ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں دیکھ لیا تھا کہ پیراشوٹ کی چھتری درخت کی مضبوط شاخ میں الجھی ہوئی تھی اور وہ اس کی رسیوں کے ساتھ لٹکا ہوا درخت کے درمیان ہوا میں جھول رہا تھا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ موجود شاخ کو پکڑ کر وہ ایک جھٹکے سے اس پر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے وہاں اپنے پیر جما کر پیراشوٹ کو تیزی سے کھولنا شروع کر دیا۔ زندگی بچ جانے کی خوشی میں جسم میں موجود درد کی شدید لہریں بھی اب اسے کوئی تکلیف نہ دے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد وہ پیراشوٹ سے اپنے آپ کو آزاد کرا چکا تھا۔ اور پھر وہ درخت کی شاخوں کو پکڑ کر تیزی سے نیچے گھاس پر اتر آیا۔ چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لے کر اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھالا اور پھر اسے جولیا اور تنویر کا خیال آیا۔ تو وہ تڑپ کر آگے بڑھنے لگا۔ اس نے جس سمت میں ان دونوں کو گرتے ہوئے دیکھا تھا وہ سمت شمال کی طرف تھی۔ اور چونکہ

اس وقت اس کا منہ اُسی طرف تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ یہ جنگل خاصا گھنا تھا۔ لیکن صفدر نے دیکھا کہ سارا جنگل عمارتی لکڑی کا تھا اور اسے باقاعدہ منصوبہ بندی سے اگایا گیا تھا۔ اس لئے باوجود گھنا ہونے کے درختوں کے درمیان کافی فاصلہ موجود تھا۔ البتہ درخت خاصے مضبوط اور بلند و بالا تھے۔ صفدر تیزی سے جھاڑیوں کے درمیان دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر اچانک انسانی آوازیں سن کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے بہت سے افراد نہ صرف بھاگ دوڑ کر رہے ہوں بلکہ ایک دوسرے سے تیز تیز باتیں بھی کر رہے ہوں۔ آوازیں کچھ فاصلے سے آ رہی تھیں۔ اس لئے صفدر اب محتاط ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے جنگل کے اندر بنے ہوئے لکڑی کے بہت سے کیبنز ایک قطار میں کھڑے دیکھے۔ ان میں سے ایک کیبن کے باہر دس بارہ سیاہ فام کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ فوجی وردی میں ملبوس دو سفید فام کیبن کے اندر سے نکل رہے تھے۔ ابھی صفدر انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ یک لخت دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر صفدر کے ساتھ ساتھ کیبن کے سامنے کھڑے سیاہ فام اور دروازے میں موجود سفید فام بھی چونک کر ادھر ہی دیکھنے لگے اور صفدر یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کہ ایک سیاہ فام اپنے کاندھے پر تنویر کو لادے تیزی سے اس کیبن کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ چار اور سیاہ فام بھی موجود تھے۔

"یہ ایک درخت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اس کے سر میں چوٹ لگی ہے۔ بے ہوش ہے"۔۔۔ تنویر کو لے آنے والے سیاہ فاموں نے قریب آ کر سفید فاموں سے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو ایشیائی ہے۔ جب کہ وہ لڑکی سوئس تھی۔ ٹھیک ہے اندر لے جاؤ اسے"۔۔۔ ایک سفید فام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور صفدر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا پہلے ہی ان کے ہاتھ لگ چکی ہے۔ اب یہ اسے معلوم نہ تھا کہ جولیا کس پوزیشن میں ہے۔ زندہ ہے یا مردہ۔ سیاہ فام جس نے تنویر کو اٹھایا ہوا تھا اس کیبن کے اندر داخل ہو گیا۔ جس کے دروازے سے دو سفید فام باہر نکلے تھے۔ ایک سفید فام نے باقی سیاہ فاموں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ اور سارے سیاہ فام تیزی سے دوڑتے ہوئے ادھر ادھر بکھر گئے۔ چونکہ ان میں سے کوئی اس طرف نہ آیا تھا جدھر درخت کے پیچھے صفدر کھڑا تھا۔ اس لئے صفدر خاموشی سے اس درخت کے موٹے تنے کی اوٹ میں کھڑا رہا۔ دونوں سفید فام بھی اسی کیبن کے اندر چلے گئے تھے۔ جب سارے سیاہ فام جنگل کے اندر غائب ہو گئے تو صفدر احتیاط سے آگے بڑھا اور پھر اس کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے آوازیں سنائی نہ دے رہی تھیں۔ لیکن بہرحال یہ

کیبن باقی تمام کیبنز سے نسبتاً دو گنا بڑا تھا۔ باقی کیبنوں کے دروازے بند تھے۔ صفدر ایک کیبن کے درمیانی راستے سے گزر کر کیبنوں کی عقبی سمت میں آ گیا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی آدمی کیبن کے کھلے دروازے سے باہر آ سکتا ہے اور وہ چونکہ کھلی جگہ پر تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر چیک ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ کیبنز کے عقبی حصے کی طرف آ گیا۔ اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ اس بڑے کیبن کے عقبی طرف ایک بڑی کھڑکی موجود تھی جو کھلی ہوئی تھی۔ صفدر تیزی سے اس کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ کھڑکی میں لوہے کی جالی لگی ہوئی تھی۔ لیکن اندر پٹ کھلے ہوئے تھے اور کیبن میں جلنے والی روشنی کھڑکی سے نکل کر سامنے والے حصے کو منور کئے ہوئے تھی۔ اس کھڑکی کے قریب جا کر کیبن کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اندر سے آنے والی آوازیں اسے صاف طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں پیٹر"۔۔۔ ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"معلوم نہیں۔ اب انہیں ہوش آئے تو پتہ چلے کہ یہ پیراشوٹ سے کہاں سے کودے ہیں ویسے مجھے رپورٹ ملی ہے کہ چھاؤنی سے جنگی جہازوں کا سکواڈرن جنگل سے کافی دور گھومتا رہا ہے"۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"ہوش تو انہیں آدھے گھنٹے میں آ جائے گا۔ یہ سوئس عورت تو پانی میں گرنے کی وجہ سے مکمل طور پر بچ گئی ہے۔ صرف بے ہوش

ہے۔ جب کہ اس پاکیشیائی مرد کے سر پہ چوٹ لگی ہے۔ لیکن میں
نے چیک کر لیا ہے یہ خطرناک نہیں ہے۔ اور اسے ہوش آجائے
گا۔ — وہی بھاری آواز سنائی دی۔
"ٹھیک ہے ڈاکٹر ٹام۔ آپ ان کا خیال رکھیں میں جا کر چھاؤنی
کال کرتا ہوں۔ مجھے شک پڑ رہا ہے کہ یہ لوگ چھاؤنی کا شکار ہو
سکتے ہیں۔ بہرحال کنفرمیشن ضروری ہے" — پیٹر نے کہا اور
پھر کیبن میں خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد لکڑی کے فرش پہ
قدموں کی آواز ابھری۔ جو مخالف سمت میں جا رہی تھی۔ صفدر تیزی
سے واپس کیبن کے کنارے کی طرف کھسک گیا اُسے معلوم تھا
کہ پیٹر نے اگر چھاؤنی سے بات کر لی تو انہیں فوری طور پہ ہلاک
کر دینے کا حکم دے دیا جائے گا۔ کیونکہ اب تک لازماً انہیں
کمانڈر لارل کی لاش بھی مل چکی ہو گی۔ اگر یہ جنگی جہاز نہ آجاتے
تو صفدر کا پروگرام یہی تھا کہ وہ پہلے پیٹر کو براہِ راست ڈوگو
فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر والے صحرا کے قریب اتارتا اور پھر اس
ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن مکمل کرتا۔ کیونکہ ان کا اصل مشن یہی
تھا۔ وہ چھاؤنی میں گئے بھی اسی ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں تھے۔ اور
وہاں کوابو کے ایجنٹ راکو نے انہیں اس ہیڈ کوارٹر کی تفصیلات
بتائی تھیں۔ کیبن کے کنارے پہ پہنچ کر صفدر کیبن سے پشت لگا
کر کھڑا ہو گیا اور پھر اُسے فوجی بوٹوں کی بھاری آواز درمیانی حصے
کو کراس کرتی ہوئی سنائی دی جب یہ آواز آگے بڑھ گئی تو صفدر
تیزی سے درمیانی حصے کو کراس کرتا ہوا کیبن کے دوسرے کنارے

سے جا لگا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر پہلے باہر جھانکا۔ تو
اُسے ایک سفید فام فوجی تیز تیز قدم اٹھاتا قطار کے آخری کیبن
کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔
صفدر نے احتیاط سے اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا وہ بار
بار دوسری سائیڈ پر بھی دیکھ لیتا لیکن ادھر کوئی موجود نہ تھا۔ اور
پھر اس نے اس سفید فام فوجی کو آخری کیبن کا دروازہ کھول کر
اندر داخل ہوتے دیکھا۔ دروازہ بند نہ کیا گیا تھا شاید انہیں یہاں
کسی خطرے کا ایک فیصد بھی تصور نہ تھا۔ جب یہ فوجی اندر داخل
ہو گیا تو صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کیبن اور اس
سے پہلے کیبن کے درمیانی رخنے میں جا کر چھپ گیا۔ اُسی لمحے
اُسے کیبن کے اندر سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔
اب کیبن سے روشنی بھی نکلنے لگی تھی۔
"ہیلو ہیلو — پیٹر کالنگ فرام ایف پوائنٹ ٹو اوور" —
کیبن کے اندر سے پیٹر کی آواز سنائی دی اور صفدر سمجھ گیا
کہ یہی سفید فام ہی پیٹر ہے اور شاید یہاں کا انچارج بھی یہی
ہے۔
"یس — ایر چیف راشکل اٹنڈنگ یو اوور" — چند لمحوں
بعد ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صفدر کے ہونٹ
بھنچ گئے۔ کیونکہ وہ یہ آواز بخوبی پہچانتا تھا۔
"سر — میں ایف پوائنٹ ٹو کا انچارج پیٹر بول رہا ہوں۔
ایک سوئس عورت اور ایک پاکیشیائی مرد پیراشوٹوں کی مدد سے

پوائنٹ میں اترے ہیں - عورت تو مصنوعی جوہڑ میں گری ہے -
جب کہ مرد ایک درخت سے اٹک گیا تھا - لیکن اس کے سر پر
چوٹ لگی تھی - اب دونوں یہاں پوائنٹ کے ایمرجنسی ہسپتال
میں ہیں میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ یہ لوگ کہیں چھاؤنی تک
تو نہیں آئے اوور" ——— پیٹر نے تیز لہجے میں کہا -
" اوہ - تو یہ لوگ پوائنٹ ٹو پر جا گرے ہیں - ہم انہیں وسطی
صحرا میں تلاش کرتے رہے ہیں - سنو - یہ تین افراد تھے دو
پاکیشیائی مرد اور ایک سوئس عورت - انہوں نے کمانڈر لارل
کو اغوا کیا اور یہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر چھاؤنی سے باہر نکل رہے
تھے کہ ہمیں جنرل بارڈر کی طرف سے اطلاع ملی ہم نے انہیں گھیر
لیا لیکن کمانڈر لارل کو شاید انہوں نے چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر
سے نیچے پھینک دیا تھا کیونکہ ان کی مسخ شدہ لاش وسطی صحرا
کے ایک حصے سے مل گئی ہے - یہ تینوں پیراشوٹوں کی مدد سے
ہیلی کاپٹر سے اتر گئے - لیکن فائرنگ سے ان کے پیراشوٹ پھٹ
گئے - ہمارا خیال تھا کہ یہ وسطی صحرا میں کہیں گرے ہوں گے
بہرحال تم ایسا کرو کہ فوراً ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو
اور تیسرے کو بھی تلاش کر کے ہلاک کر دو یہ انتہائی خطرناک
سیکرٹ ایجنٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی موقع مل گیا تو یہ پوائنٹ
پر قابض ہو جائیں گے - اس لئے کوئی وقفہ دیئے بغیر انہیں
ختم کر دو - میں ڈی ہیڈ کوارٹر سے بات کرتا ہوں وہ تمہارے
قریب ہیں وہ ان کی لاشیں لے جائیں گے اٹ از مائی آ

اوور" ——— دوسری طرف سے ایئر چیف راشکل نے انتہائی تیز لہجے
میں کہا -
ایئر چیف
" یس سر ——— حکم کی تعمیل ہو گی سر اوور" ——— پیٹر نے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور صفدر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ پیٹر
بہت چھوٹے درجے کا افسر ہے -
" فوراً تعمیل کرو - بغیر کوئی وقت ضائع کئے - اور سنو وہاں
پوائنٹ پر تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں اوور" ——— ایئر چیف نے
پوچھا -
" سر - ہم چار سفید فام ہیں باقی سیاہ فام ہیں کام کے
لئے - ہم میں سے دو ڈاکٹر ہیں - میں انچارج ہوں اور انتظامی طور
پر میرا نائب تھامسن ہے اوور" ——— پیٹر نے جواب دیا -
" اوکے ——— ٹھیک ہے - کافی آدمی ہیں - ان دونوں کو ہلاک
کر کے فوراً تیسرے کو تلاش کرو اور ہلاک کر دو - اوور اینڈ آل"
دوسری طرف سے کہا گیا - اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش
ہو گیا - صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ اچھل
کر کیبن میں داخل ہو گیا - پیٹر شاید ٹرانسمیٹر آف کر رہا تھا اس
لئے اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی - صفدر کے اندر
داخل ہونے کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ صفدر کا
ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پیٹر چیختا ہوا اچھل کر
کیبن کی دیوار سے ٹکرایا اور نیچے فرش پر جا گرا - صفدر نے
بجلی کی سی تیزی سے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ دیا -

عمران سے صفدر نے راز اگلوانے کا یہ مخصوص طریقہ سیکھ لیا تھا۔
کیونکہ اس طرح زیادہ جد و جہد نہ کرنی پڑتی تھی۔ گردن کی شہ رگ
اور اس کی سائیڈ پر موجود اعصاب کی مین رگ پر بیک وقت دباؤ
ڈالنے سے آدمی کا جسم اعصابی طور پر یک لخت مفلوج ہو جاتا تھا۔
صرف اس کا ذہن اور زبان چل سکتی تھی۔ اور شہ رگ پر دباؤ کی وجہ
سے اس کی حالت انتہائی تیزی سے خراب ہوتی چلی جاتی تھی۔
وہ ایک لحاظ سے جانکنی کے اذیت ناک دور میں داخل ہو جاتا تھا
صفدر نے مخصوص انداز میں اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے ذ
سا گھمایا تو پیٹر کا پھڑکتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ اور
صفدر کی ٹانگ پر ضرب لگانے کے لئے اس نے دونوں باز
اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ بھی ٹانگ تک پہنچنے سے پہلے ہی
دھڑام سے نیچے گر گئے۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ سی نکلنے
لگی۔ آنکھیں یک لخت باہر کو ابل آئیں اور چہرہ اس طرح مسخ
ہو گیا کہ اس کی شکل بھی نہ پہچانی جا رہی تھی۔
صفدر نے لات کو ذرا پیچھے کی طرف کیا تو پیٹر کا تیزی سے
مسخ ہوتا چہرہ نارمل ہونے لگ گیا لیکن صفدر کے بوٹ کی ٹو
بہرحال اعصابی رگ پر ہی تھی اس لئے پیٹر کا صرف سانس بچا
ہوا تھا۔ اعصابی طور پر وہ ویسے ہی مفلوج تھا۔
"سنو۔ مجھے میک اپ باکس چاہئے۔ مکمل کٹ یہاں موجو
ہے تو بتا دو ورنہ" ـــــ صفدر نے غراتے ہوئے ٹانگ کو ذر
آگے کیا۔

"مم ـــ مم ـــ مم ـــ موجود ہے۔ یہاں اس کیبن میں"
پیٹر کے حلق سے خرخراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اسی لمحے صفدر
کو بھی سامنے کیبن کی دیوار کے ساتھ موجود الماری میں موجود ایک
بڑا میک اپ باکس نظر آ گیا۔ باکس نظر آتے ہی صفدر نے اپنی ٹانگ
پر یک لخت جھٹکے سے دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی ٹانگ کو پوری قوت سے
گھما دیا۔ پیٹر کا جسم ایک لمحے کے لئے بہت تیزی سے پھڑکا اور پھر
ساکت ہو گیا۔ اس کی باہر کو ابلی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔
صفدر نے جلدی سے پیر ہٹایا اور پھر دوڑ کر اس نے سب سے پہلے
کیبن کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ اس کیبن کی عقبی کھڑکی پہلے ہی
بند تھی۔ دروازہ بند کر کے صفدر اس الماری کی طرف بڑھا۔ اور
اس نے وہ بڑا سا میک اپ باکس اٹھا لیا۔ میک اپ باکس خاصا
جدید تھا۔ سنگل نے یہاں اسے کس مقصد کے لئے رکھا گیا تھا۔ بہرحال
صفدر کے لئے یہ نعمت غیر مترقبہ سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔
اس نے جلدی سے باکس کھولا اور پھر اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری
سے اپنے چہرے پر چلنے لگ گئے۔ وہ جلد از جلد یہ میک اپ مکمل
کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے پیٹر کا کوئی ساتھی یہاں
آ سکتا تھا۔ میک اپ مکمل کر لینے کے بعد اس نے میک اپ باکس
کے ڈھکن کے اندرونی حصے میں لگے ہوئے چھوٹے سے آئینے میں اپنا
چہرہ دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے باکس بند کیا اور تیزی سے
واپس پلٹا۔ اس نے جلدی سے اپنا لباس اتار دیا۔ اس کے
بعد پیٹر کے جسم پر موجود یونیفارم اتارنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ

یونیفارم پہن چکا تھا۔ پیٹر گو قدوقامت کے لحاظ سے اسکے برابر تھا لیکن
جسمانی لحاظ سے وہ ذرا سا ہلکا تھا اس لئے یونیفارم ذرا سی ڈھیلی تھی لیکن
اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ صفدر کو یہ خامی نظرانداز کرنی پڑی یونیفارم پہن
کر وہ اب مکمل طور پر پیٹر کے روپ میں آچکا تھا اس کے بعد اس نے اپنا
لباس پیٹر کو پہنایا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر اس نے پیٹر کو گھسیٹ
کر کندھے پہ ڈالا اور باہر جھانکا باہر کوئی موجود نہ تھا صفدر اُسے لے کر باہر نکلا
اور پھر تیزی سے درختوں کے درمیان سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا ذرا فاصلے پہ
جا کر اُسے ایک گڑھا سا نظر آیا۔ اس نے پیٹر کو وہیں جھاڑی میں پھینکا
اور پھر مشین گن کے بٹ سے اس نے اس کے چہرے کو بُری طرح
بگاڑنا شروع کر دیا۔ جب پیٹر کا چہرہ گوشت کے لوتھڑوں میں بدل
گیا تو وہ مڑا اور پھر مشین گن کو کاندھے سے لٹکائے وہ واپس
کیبن کی طرف آیا۔ اس نے کیبن کا دروازہ بند کیا اور اس بار
فوجی انداز میں چلتا ہوا وہ اس بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا جہاں
تنویر اور جولیا موجود تھے۔ ابھی وہ اس بڑے کیبن سے کچھ فاصلے
پر تھا کہ اُسے درختوں کے درمیان سے دوسرا سفید فام آتا دکھائی
دیا وہ شاید کہیں فیلڈ میں گیا تھا۔

"ہیلو پیٹر ۔۔۔ کچھ پتہ چلا کہ یہ کون لوگ ہیں" ۔۔۔ آنے والے
نے دور سے ہی صفدر کو پکار کر کہا۔

"ہاں مگر تم کہاں چلے گئے تھے" ۔۔۔ صفدر نے پیٹر کے لہجے
میں کہا۔

"میں ۔۔۔ تم نے خود ہی تو مجھے نرسری میں بھیجا تھا۔ اتنی جلدی

بھول گئے کیا ہو گیا ہے تمہیں" ۔۔۔ آنے والے نے جو یقیناً تھامسن
تھا انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ دراصل ابھی میں نے کال کی ہے چھاؤنی میں۔ انتہائی
حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ میرا تو ذہن ہی گھوم گیا ہے ادھر آؤ جلدی"
صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"کیسی اطلاع" ۔۔۔ تھامسن نے تیز تیز قدم اٹھاتے اس کے
قریب پہنچ کر حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"آؤ تو سہی" ۔۔۔ صفدر نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ اسے
لئے تیزی سے اُسی کیبن کی طرف بڑھ گیا جس میں ٹرانسمیٹر اور میک
اپ باکس موجود تھا۔

"کچھ بتاؤ تو سہی پیٹر۔ کیا بات ہے۔ آخر اس قدر پُراسرار بننے
کی کیا ضرورت ہے" ۔۔۔ تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم آؤ تو سہی" ۔۔۔ صفدر نے مختصر سا جواب دیا اور کیبن کا دروازہ
کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے روشنی کا بٹن آن کر دیا۔ اس
جنگل میں شاید کہیں بجلی پیدا کرنے والا جنریٹر لگایا گیا تھا۔ جس کی
آواز تو یہاں تک نہ آ رہی تھی لیکن روشنی کا نظام بہرحال ہر کیبن
میں موجود تھا۔

"ادھر دیکھو فرش پہ غور سے دیکھو" ۔۔۔ صفدر نے ایک
کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے پُراسرار سے لہجے میں
کہا اور ساتھ ہی گن کو نال سے پکڑ لیا۔

"کیا ہے یہاں" ۔۔۔ تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور

غور سے دیکھنے کے لئے فرش کی طرف جھکا ہی تھا کہ صفدر کا مشین گن والا بازو گھوما اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے تھامسن کی کھوپڑی کے عقبی حصے پر پڑا۔ اور وہ چیخ کر نیچے گرا۔ صفدر نے دوسرا وار کیا اور تھامسن کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا فرش پر اوندھے منہ گرا پھڑکتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ صفدر نے اُسے سیدھا کیا۔ تھامسن بے ہوش ہو چکا تھا صفدر نے اُسے غور سے دیکھتے ہی نیا منصوبہ بنا لیا تھا وہ بالکل تنویر کے قد وقامت کا تھا۔ اس لئے صفدر نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی تاکہ اُسے تنویر کا روپ دیا جا سکے۔ تھامسن چونکہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ صفدر نے اس کی نبض دیکھی تو اُسے احساس ہو گیا کہ ابھی دو تین گھنٹوں سے پہلے وہ ہوش میں نہیں آ سکتا۔ وہ تیزی سے گھوما۔ اس نے کیبن کی روشنی بجھائی اور پھر باہر نکل کر دروازہ بند کیا اور تیزی سے دوڑتا ہوا بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کیبن میں داخل ہوا تو اس نے اس بڑے سے کیبن کے فرش پر تنویر اور جولیا دونوں کو پڑے ہوئے دیکھا۔ دو سفید فام جن کے جسموں پر سفید کوٹ تھے۔ ان پر جھکے ہوئے تھے۔ دونوں کی بند آنکھوں میں معمولی سی حرکت موجود تھی۔ ڈاکٹر انہیں انجکشن لگا رہے تھے۔

"کیا یہ ہوش میں آ گئے ہیں" ـــ صفدر نے پیٹر کے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں آ رہے ہیں ہوش میں۔ اور حیرت کی بات ہے کہ دونوں

اکٹھے ہی ہوش میں آ رہے ہیں" ـــ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے درمیان کوئی دل کا معاملہ لگتا ہے جو اکٹھے ہوش میں آئے ہیں" ـــ صفدر نے کہا اور دونوں ڈاکٹر بھی سر ہلا کر ہنس پڑے۔

"ہم کہاں ہیں" ـــ اُسی لمحے تنویر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ دونوں ڈاکٹر اب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"تم کیسا محسوس کر رہے ہو" ـــ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ـــ مم ـــ میں ٹھیک ہوں۔ صرف سر میں شدید درد ہے" ـــ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے جولیا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی تھی۔

"تو ٹھیک ہے۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور تم بھی" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے تنویر اور جولیا سے کہا۔ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹک رہی تھی۔ جب کہ ایک ہاتھ دائیں جیب میں تھا۔ جس میں ایک ریوالور موجود تھا۔ یہ مشین پسٹل پیٹر کی اسی یونیفارم کی جیب سے نکلا تھا۔

"ڈاکٹر ـــ کیا اب یہ دونوں ادرکے ہیں" ـــ صفدر نے ڈاکٹرز کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے طاقت کا انجکشن دے دیا ہے۔ اب یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ لیکن یہ ہیں کون" ـــ ایک قدرے معمر ڈاکٹر نے

صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تنویر اور جولیا دونوں اٹھ کھڑے ہونے میں مصروف تھے۔ اس لئے صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ جیب سے نکالا۔ اور دوسرے لمحے دو دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں ڈاکٹر بُری طرح چیختے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔

"تنویر۔۔۔ میں صفدر ہوں"۔۔۔ صفدر نے جلدی سے کہا اور تنویر اور جولیا دونوں جھٹکا کھا کر رہ گئے۔

"تم۔۔۔ تم اس حلیے میں"۔۔۔ ان دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"ہاں۔ جلدی کرو۔ ابھی یہاں فوجی پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے میں تمہارا میک اپ کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

دونوں ڈاکٹر چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو چکے تھے۔ صفدر کے ریوالور سے نکلنے والی گولیاں ٹھیک ان کے دلوں میں سوراخ کر گئی تھیں۔ صفدر نے جلدی سے کھلے دروازے سے باہر جھانکا۔ اُسے خطرہ تھا کہ دھماکوں کی آوازیں سن کر کوئی آنہ جائے لیکن باہر ماحول سنسان تھا۔ کوئی سفید فام تو ایک طرف رہا سیاہ فام بھی نظر نہ آرہا تھا۔

"آؤ باہر آجاؤ۔ اور جلدی سے قطار کے آخری کیبن میں چلو" صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر اور جولیا سر ہلاتے ا

قدرے لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں کیبن سے باہر نکلے۔ صفدر نے لائٹ بند کی اور پھر باہر نکل کر اس نے کیبن کا دروازہ بھی بند کر دیا۔

"آؤ جلدی"۔۔۔ صفدر نے کہا اور انہیں لئے ہوئے تیزی سے آخری کیبن کی طرف دوڑنے لگا۔

"ارے کچھ بتاؤ تو سہی۔ ہوا کیا۔ ہم تو اپنے آپ پر فاتحہ پڑھ ہی چکے تھے"۔۔۔ تنویر نے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے کہا۔

"فاتحہ خوانی ابھی ملتوی ہو چکی ہے۔ ابھی قدرت کو ہماری زندگی مقصود تھی"۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر آخری کیبن کے سامنے پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے لائٹ جلا دی۔

"ارے یہ کون پڑا ہے"۔۔۔ تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی فرش پر پڑے ہوئے تھامسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لو اور اپنا لباس اسے پہنا دو۔ میں نے اسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ کہ تمہارے لباس میں اس پر گولیاں برسانی ہیں۔ جلدی کرو۔ آؤ جولیا تم باہر آجاؤ۔ میرے ساتھ۔ تاکہ تنویر لباس بدل لے"۔۔۔ صفدر نے جولیا سے کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس کے ساتھ باہر آگئی۔ اور پھر جب تک تنویر نے لباس بدل کر انہیں آواز دی۔ اس وقت تک صفدر نے جولیا کو اب تک گزرنے والے سارے

حالات مختصر طور پر بتا دیتے ۔

"اوہ ۔۔۔ تو اب تم اور تنویر ان دونوں کے میک اپ میں ساتھ جانا چاہتے ہو" ۔۔۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا ۔

"ہاں ۔ اس ایئر چیف نے کال کے دوران کہا تھا کہ وہ ڈی ہیڈ کوارٹر سے بات کرتا ہے وہ اس پوائنٹ کے قریب ہے ۔ اور وہاں کی ٹیم آ رہی ہے ۔ ہماری لاشیں لینے ۔ ڈی ہیڈ کوارٹر سے میں یہی سمجھا ہوں کہ یہ وہی ڈوگو ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ہم جانا چاہتے تھے ۔ چھاؤنی یہاں سے کافی دور ہو گی اس لئے ایئر چیف نے وہاں سے ٹیم بھجوانے کے لئے کہا ہے ۔ اور یہاں اتفاق سے میک اپ باکس بھی ہے ۔ اس لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے ۔ اس طرح ہم آسانی سے ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کہا ۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا ۔

"اب میں نے کیا کرنا ہے" ۔۔۔ تنویر نے کہا ۔

"جلدی سے اپنے پر اس تھامسن کا اور تھامسن پر اپنا میک اپ کر لو ۔ جلدی کرو ۔ نجانے کس لمحے وہ پارٹی یہاں پہنچ جائے" ۔ صفدر نے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے الماری میں پڑے ہوئے میک اپ باکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا الماری کی طرف مڑ گیا ۔

"لیکن میرے متعلق کیا سوچا ہے تم نے" ۔۔۔ جولیا نے کہا

"یہاں کوئی نرس بھی نہیں ہے ۔ جس کے میک اپ میں تمہیں لے جاتے ۔ اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ تمہیں قید کر کے

ساتھ لے جانے کا چکر چلایا جائے ۔ ویسے اس ایئر چیف نے تو یہی حکم دیا تھا کہ ہم تینوں کو ہلاک کر دیا جاتے اور لاشیں پارٹی کے حوالے کی جائیں ۔ بہر حال وہ پارٹی آ جائے پھر کچھ سوچیں گے" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا ۔

تنویر اب اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ سے فارغ ہو گیا ۔

"ٹھیک ہے ۔ اچھا میک اپ ہے ۔ اب اس تھامسن پر کر دو ۔ مگر جلدی کر دو" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور تنویر نے باکس اٹھایا اور تھامسن کی طرف بڑھ گیا ۔

"تنویر ۔ تم یہیں ٹھہرو ۔ میں اور جولیا ادھر جاتے ہیں ۔ کہیں کوئی آ نہ جائے ۔ ہم انہیں اس دوران کور کر لیں گے ۔ اور سنو ۔ میک اپ کے بعد تھامسن کو اٹھا کر عقبی طرف لے جانا وہاں ایک گڑھے کے ساتھ میں نے پیٹر کی لاش رکھی ہوئی ہے ۔ میں اسی پیٹر کے میک اپ میں ہوں ۔ میں نے اس کا چہرہ مسخ کر دیا ہے ۔ لیکن تم اس تھامسن پر گولیوں کا برسٹ چلا دینا ۔ اس کے بعد تم وہیں ہمارے پاس آ جانا" ۔۔۔ صفدر نے کہا ۔ اور تنویر کے سر ہلانے پر وہ جولیا کو لے کر کیبن سے باہر آ گیا ۔ صفدر نے باہر نکلتے ہوئے الماری میں پڑی ہوئی ایک رسی اٹھا لی تھی ۔

"میں تمہارے ہاتھ عقب پر باندھ دیتا ہوں ۔ ٹرنر گانٹھ دوں گا ۔ تم ضرورت پڑنے پر آسانی سے اسے کھول سکتی ہو" ۔۔۔ صفدر نے باہر آتے ہوئے کہا ۔ اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا

دیا پھر ڈاکٹر والے کیبن میں پہنچ کر صفدر نے جولیا کے دونوں بازو پشت
پر کر کے اس کی کلائیاں رسی سے باندھ کر مخصوص انداز کی گانٹھ لگا دی۔
اور پھر مشین گن ہاتھ میں پکڑے وہ کیبن کے دروازے پر آ گیا۔
جب کہ جولیا اندر ہی رہی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اُسے دور
سے مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور صفدر نے
ہونٹ بھینچ لیے۔ اُسے بس اسی بات سے خطرہ تھا کہ کوئی اس
فائرنگ کو چیک نہ کرے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب تنویر تھامسن
کے میک اپ میں وہاں پہنچ گیا اور کوئی اور آدمی نمودار نہ ہوا۔
تو صفدر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

ابھی تنویر کو آئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ان دونوں
کو دور سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں
چونک پڑے۔

"وہ پارٹی آ گئی۔ تم خاموش رہنا تنویر"۔۔۔۔ صفدر نے
کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد درختوں میں
سے ایک بڑی سرخ رنگ کی جیپ نمودار ہوئی۔ جس کے آگے
ایک سیاہ فام آہستہ آہستہ دوڑ رہا تھا۔ یہ کھلی جیپ تھی۔
اور اس میں بیٹھے ہوئے تین افراد صاف نظر آ رہے تھے۔ ان
میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جب کہ دوسرا
ساتھ والی سیٹ پر اور تیسرا عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ باقی
جیپ خالی تھی۔ پھر جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اور پہلی
صفدر اور تنویر دونوں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ ڈرائیور کے سا

موجود شخصیت مرد نہ تھا بلکہ ایک عورت تھی۔ جس کے جسم پر باقاعدہ
فوجی یونیفارم تھی۔ سر پر پی کیپ تھی۔ اور اس کی بغل میں ایک
بید تھا۔ اور صفدر کے ہونٹ اُسے دیکھ کر بھینچ گئے تھے۔ صفدر
قدم بڑھاتا آگے بڑھ آیا۔ سیاہ فام بڑے مودبانہ انداز میں
ایک طرف کھڑا تھا۔

"تم جاؤ۔ کام کرو"۔۔۔۔ صفدر نے پھاڑ کھانے والے لہجے
میں اس سیاہ فام سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ سر جھکا کر مڑا
اور پھر دوڑتا ہوا واپس جنگل میں غائب ہو گیا۔ جیپ میں موجود
تینوں فوجی نیچے اتر آئے تھے۔

"مجھے پیٹریشیا کہتے ہیں۔ اور میں ڈی ہیڈ کوارٹر سے آئی
ہوں"۔۔۔۔ اس عورت نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"مجھے پیٹر کہتے ہیں۔ اور میں پوائنٹ ٹو کا انچارج ہوں۔
جناب ایئر چیف راشکل نے تو فرمایا تھا کہ وہ ڈی ہیڈ کوارٹر
سے ٹیم بھیج رہے ہیں۔ اجنبیوں کی لاشوں کے لئے۔ لیکن مجھے
یہ اندازہ نہ تھا کہ آپ تشریف لائیں گی"۔۔۔۔ صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور باقاعدہ پیٹریشیا سے مصافحہ کیا۔
ویسے جس وقت سے وہ تینوں جیپ سے اترے تھے۔ صفدر
کے ذہن میں طمانیت کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ کیونکہ
جب تک وہ جیپ میں بیٹھے تھے۔ صفدر کوئی اندازہ نہ لگا
سکتا تھا۔ لیکن ان کے نیچے اترتے ہی اس نے ایک لمحے میں
اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ جولیا پر پیٹریشیا کا میک اپ کیا جا سکتا

ہے۔ کیونکہ وہ ـــــ جسمانی طور پر جولیا سے ملتی جلتی تھی۔ اس
طرح جولیا کو اب قیدی بن کر ساتھ لے جانے والا پرابلم بھی حل
ہو گیا تھا۔

"تم شاید میرے عورت ہونے کی وجہ سے یہ بات کر رہے
ہو۔ میں سرچنگ سیکشن کی انچارج ہوں مسٹر ہیڈ۔ ڈی ہیڈ
کوارٹر کی سیکنڈ چیف اور ڈی ہیڈ کوارٹر کا چیف راجر سب
سے زیادہ مجھ پر ہی اعتماد کرتا ہے" ـــــ پیٹریشیا نے بڑے
فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ بہت بڑی آفیسر ہوئیں۔ بہرحال لاشیں تیار
ہیں لے جائیں" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہیں لاشیں" ـــــ پیٹریشیا نے چونک کر پوچھا۔

"ادھر آخری کیبن کے پیچھے جنگل میں پڑی ہیں" ـــــ صفدر نے
کہا۔ اور پھر وہ ساتھ کھڑے تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"تھامسن ـــــ میڈم پیٹریشیا کے ساتھیوں کو مشروبات
پیش کرو" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ نو۔ کوئی ضرورت نہیں۔ ہم نے واپس جانا ہے" ـــــ
پیٹریشیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی میڈم۔ آئیے" ـــــ صفدر نے کہا۔
اور پیٹریشیا کو لے کر آخری کیبن کی طرف چل پڑا۔

"وہ تیسرا آدمی مل گیا تھا" ـــــ پیٹریشیا نے کہا۔

"یس میڈم" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور پیٹریشیا نے

اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ صفدر پیٹریشیا کو لے کر
کیبنوں کے عقبی طرف اس گڑھے کی طرف لے گیا۔ جدھر پیٹر
اور تھامسن کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"اوہ۔ لیکن یہ تو دونوں مرد ہیں جب کہ مجھے کہا گیا تھا کہ
ایک عورت بھی ہے" ـــــ پیٹریشیا نے دونوں لاشوں کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم۔ وہ عورت زندہ ہے لیکن قید کر لی گئی ہے۔
کیونکہ ایئر چیف صاحب کی کال دوبارہ آئی تھی کہ اس
عورت کو زندہ بھیجا جائے اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں"
صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ تو وہ زندہ ہے گڈ۔ کہاں ہے وہ" ـــــ
پیٹریشیا نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"وہ ادھر کیبن میں ہے میڈم" ـــــ صفدر نے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا

"آؤ ـــــ مجھے اس سے ملواؤ" ـــــ پیٹریشیا نے کہا۔ اور
واپس مڑ گئی۔ عورت کے زندہ ہونے کا سن کر اس کی آنکھوں
اور چہرے پر انتہائی دلچسپی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اور صفدر
سر ہلاتا ہوا اسے ساتھ لے کر واپس ڈاکٹر والے کیبن کی طرف
چل پڑا۔

"اے مائیکل اور سوبرز۔ تم دونوں جیپ لے کر کیبنز کے عقبی
طرف جاؤ۔ وہاں دو لاشیں پڑی ہیں۔ انہیں اٹھا کر جیپ پر لاد

کر لے آؤ"۔۔۔ پیٹریشیا نے کرخت لہجے میں جیپ کے ساتھ
کھڑے دونوں مردوں سے کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔
پھر وہ تیزی سے جیپ پر چڑھے اور جیپ تیزی سے آگے
بڑھ گئی۔

صفدر تنویر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے پیٹریشیا
کو لے کر کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تشریف لے چلئے میڈم"۔۔۔ صفدر نے دروازے کے
قریب جا کر بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
جیسے وہ پیٹریشیا کا انتہائی ادب کر رہا ہو۔ اور پیٹریشیا سر ہلاتی
ہوئی اچھل کر کیبن کے اندر داخل ہوئی۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔
اس کا جیب میں پڑا ہاتھ باہر آ گیا تھا۔ جس میں ریوالور موجود تھا۔

"ارے۔ یہ لاشیں"۔۔۔ پیٹریشیا نے اندر داخل ہوتے
چونک کر کہا ہی تھا کہ صفدر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آیا۔ اور بھاری ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پیٹریشیا
کی ٹوپی کے اوپر پڑا اور پیٹریشیا بے اختیار چیختی ہوئی اچھل کر
منہ کے بل نیچے فرش پر گری۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر
کی لات گھومی اور فوجی بوٹ کی بھاری ٹو نیچے گر کر سیدھے
ہونے کی کوشش کرتی ہوئی پیٹریشیا کی کنپٹی پر پوری قوت سے
پڑی اور پیٹریشیا کا پھڑکتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا

"رسیاں کھولو جولیا۔ اب تم نے اس کا میک اپ کرنا ہے
تنویر اسے اٹھاؤ اور جولیا سمیت دوڑ کر آخری کیبن میں چلے
جاؤ۔ اس جیپ کے واپس آنے سے پہلے پہلے۔ جلدی کرو"۔۔۔
صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے جھپٹ کر پیٹریشیا کو اٹھا
کر کاندھے پر ڈالا۔ جب کہ جولیا ایک جھٹکے سے اپنی کلائیوں کی
رسیاں کھول چکی تھی۔ اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے کیبن سے
باہر نکلے اور پھر آخری کیبن کی طرف انتہائی رفتار سے دوڑتے
ہوئے بڑھنے لگے۔ صفدر باہر نکل آیا تھا۔ لیکن اس کے انداز
سے شدید بے چینی سی نمایاں تھی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے
تھے۔ اسی لمحے اسے عقبی طرف سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی
دی۔ جب کہ ابھی وہ دونوں آخری کیبن کے دروازے سے کچھ
دور تھے۔ اور صفدر کے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔
لیکن پھر وہ دونوں بجلی کی سی رفتار سے اچھل کر کیبن میں داخل ہوئے
اسی لمحے جیپ بھی نمودار ہوئی اور ڈاکٹر والے کیبن کے سامنے
آ کر رک گئی۔ صفدر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"لے آئے ہو لاشیں"۔۔۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اس
آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جسے پیٹریشیا نے مائیکل کے نام سے
پکارا تھا۔

"ہاں۔۔۔ مادام کہاں ہیں"۔۔۔ مائیکل نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا۔

"وہ تھامسن کے ساتھ آخری کیبن میں گئی ہیں وہاں اس ایجنٹ
عورت کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ مجھے انہوں نے یہاں اس
لئے کھڑا کیا ہے کہ میں تمہیں ان کا پیغام دے دوں۔ کہ تم

جیپ میں اس سارے جنگل کا ایک راؤنڈ لگا کر چیک کرو کہ کہیں
کوئی اور پاکیشیائی ایجنٹ تو چھپا ہوا نہیں۔ اگر ہو تو اسے گولی
سے اڑا کر اس کی لاش بھی جیپ میں رکھ لو" ____ صفدر نے
کہا۔

"ٹھیک ہے" ____ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور
پھر اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور جیپ تیزی سے مڑ کر واپس
جنگل کے اندر بڑھ گئی۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تب بھی
صفدر چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ لیکن جب کچھ دیر اور گزر گئی تو صفدر
تیزی سے دوڑتا ہوا آخری کیبن میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ
تنویر بے ہوش پیٹریشیا پر جولیا کا میک اپ کرنے میں مصروف
تھا۔ جب کہ جولیا اپنے چہرے پر پیٹریشیا کا میک اپ کر رہی
تھی۔ صفدر کے اندر پہنچتے ہی ان دونوں نے فائنل ٹچ لگائے
اور میک اپ مکمل ہو گیا۔

"آؤ تنویر باہر۔ جولیا تم اپنا اور اس کا لباس تبدیل کر لو"
صفدر نے کہا۔ اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر تنویر کو ساتھ لے کر کیبن سے باہر آ گیا۔ اور اس نے
تنویر کو بتایا کہ اس نے کس طرح جیپ والوں کو راؤنڈ پر بھیج دیا
ہے تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔

"لیکن اب تمہارا پروگرام کیا ہے۔ کہ جولیا پیٹریشیا کے
روپ میں ہم دونوں کو ساتھ لے جائے گی" ____ تنویر نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس کے سوا اور کیا چارہ ہے" ____ صفدر نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب یہاں سیاہ فاموں کو لاشیں ملیں گی تب وہ
کہیں نہ کہیں اطلاع تو دے دیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے
پکڑے جائیں گے" ____ تنویر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اس کا بظاہر کوئی حل نہیں
ہے۔ نجانے یہاں کتنے سیاہ فام ہیں اور کہاں کہاں کیا کر
رہے ہیں۔ میں نے تو اس کا یہی حل سوچا ہے کہ ٹرانسمیٹر کو تباہ
کر دیا جائے۔ اس طرح اگر کوئی اطلاع بھی دے گا تو اسے کافی
دیر لگ جائے گی۔ اور ایک بار ہم اس ہیڈ کوارٹر میں داخل
ہو جائیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" ____ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ان ڈاکٹروں کی لاشوں کو ہم کہیں چھپا دیں۔
اور واپس جاتے ہوئے کسی سیاہ فام کو خاص طور پر یہ حکم دے
دیں کہ ہم کام جا رہے ہیں کل واپس آئیں گے۔ اس طرح وہ
مطمئن ہو جائیں گے" ____ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ان ڈاکٹروں کی لاشیں چھپاتا ہوں۔ تم جولیا
سے مل کر اس پیٹریشیا سے ضروری باتیں اگلوا لو تاکہ وہاں جولیا
بخوبی اس کا کردار ادا کر سکے" ____ صفدر نے کہا اور تنویر نے
سر ہلا دیا۔

"آ جاؤ۔ میں نے لباس تبدیل کر لیا ہے" ____ اسی لمحے
جولیا نے اندر سے آواز دی۔

"سنو۔ پیٹرشیا کو گولی نہ مارنا ویسے ہلاک کر دینا ضرب لگا
کر۔ ورنہ وہ جیپ والے گولی کی آواز سن کر چونک پڑیں گے۔
اب جاؤ۔ اور جلد از جلد کام مکمل کرنے کی کوشش کرنا تاکہ ہم
جلد از جلد یہاں سے نکل سکیں" ——— صفدر نے کہا۔ اور پھر
دوڑتا ہوا بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن میں داخل ہو کر
اس نے غور سے اس کیبن کو دیکھا اور پھر اُسے لاشیں چھپانے
کی ایک مناسب جگہ کیبن کے اندر ہی نظر آ گئی۔ یہ ایک بڑی
سی الماری تھی جس کے اندر آپریشن کا سامان رکھا گیا تھا۔ الماری
خاصی بڑی تھی اور دیوار سے ذرا ہٹ کر آگے کھڑی کی گئی تھی۔
اس طرح الماری اور لکڑی کی دیوار کے درمیان اتنی جگہ بہرحال
موجود تھی جہاں ان دونوں ڈاکٹروں کی لاشیں فوری طور پر چھپائی
جا سکتی تھیں۔ پہلے صفدر کا ارادہ تھا کہ وہ ان لاشوں کو جنگل میں
لے جا کر چھپائے گا لیکن یہ جگہ دیکھنے کے بعد اس نے ارادہ
بدل دیا۔ کیونکہ اس نے سیاہ فاموں کی جو پوزیشن دیکھی تھی اس
کے مطابق انہیں انتہائی حقیرانہ انداز میں رکھا گیا تھا۔ جنگل میں
تو وہ لاش دیکھ لیتے لیکن بغیر اجازت وہ اس کیبن میں داخل ہونے
کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ اور یہاں کی آب و ہوا چونکہ خاصی سرد
تھی اس لئے صفدر کو یقین تھا کہ دو تین دن تک لاشیں خراب
نہ ہوں گی کہ بُو کی وجہ سے انہیں تلاش کیا جا سکے۔ اور اتنا وقت
ان کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں لاشیں کھینچ کر الماری
کے عقب میں ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیں۔ اب وہ

خاص طور پر جھانکے بغیر نظر نہ آ سکتی تھیں۔ فرش پر جہاں لاشیں
پڑی تھیں چونکہ گھاس بچھا ہوا تھا۔ اس لئے ڈاکٹروں کے جسموں
سے نکلنے والا خون ان میں جذب ہو چکا تھا۔ وہ نظر نہ آ رہا تھا۔
چنانچہ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد صفدر روشنی بند کر
کے باہر آ گیا۔ اور ابھی اس نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ دو
سیاہ فام تیزی سے چلتے ہوئے اُسے اپنی طرف آتے دکھائی
دیئے۔ صفدر رک گیا۔

"باس۔ چھوٹے پودوں کا کام مکمل ہو گیا ہے اب مزید کیا
حکم ہے" ——— ان میں سے ایک نے صفدر کے سامنے رکوع
کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ جب کہ دوسرا ابھی سر جھکائے کھڑا تھا۔
"کیسے اتنی جلدی ختم ہو گیا" ——— صفدر نے پھاڑ کھانے والے
لہجے میں کہا۔

"جب ——— باس میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ آپ بے شک چل
کر دیکھ لیں۔ آپ نے کہا تو تھا کہ یہ کام ختم ہونے کے بعد سیرے
کا کام شروع کیا جائے۔ لیکن آپ کی اجازت ضروری تھی جناب"
سیاہ فام نے بُری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کیوں۔ کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے" ——— صفدر نے پیچھے کھڑے
ہوئے دوسرے سیاہ فام سے کہا۔
"جج ——— جج ——— بالکل راشورا ٹھیک کہہ رہا ہے جناب"
دوسرے نے بُری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے۔ جاؤ اور سیرے شروع کر دو۔ لیکن سنو۔

ڈاکٹر صاحبان ایک ضروری کام کے لئے گئے ہیں۔ اور میں اور
تھامسن بھی ان جیپ والوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ بڑے صاحب
نے ہمیں بلایا ہے۔ ہماری واپسی دو تین دنوں بعد ہوگی۔ اس
دوران تم نے پوائنٹ کا خیال رکھنا ہے۔ کوئی کوتاہی نہ ہو۔ اور
سنو۔ ڈاکٹر والے کیبن میں کوئی داخل نہ ہو۔ سمجھ گئے"
صفدر نے اسی طرح غصیلے اور سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ رامشورا
اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ ویسے بھی ہمیں یہ جرات نہیں ہو
سکتی"۔۔۔ رامشورا نے کہا۔

"جاؤ کام کرو"۔۔۔ صفدر نے کہا اور وہ دونوں سلام
کر کے تیزی سے مڑے اور پھر دوڑتے ہوئے واپس چلے گئے
اب صفدر مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ تیزی سے آخری کیبن کی طرف
بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے تنویر اور جولیا دونوں کیبن سے باہر
آ گئے۔

"کیا ہوا"۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے سب معلومات لے لی ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ پیٹریشیا
ہلاک کر دی گئی ہے۔ تنویر نے اس کی گردن توڑ دی ہے اور
ٹرانسمیٹر بھی خراب کر دیا گیا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور صفدر
نے سر ہلا دیا۔ اور اس نے ان دونوں کو بتایا کہ اس نے
سیاہ فاموں کو مطمئن کر دیا ہے۔ اب دو تین دنوں تک
محفوظ رہیں گے"۔

"وہاں جا کر کرنا کیا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا ہے مکمل طور پر۔ بس۔ اس
کے بعد ہم واپس انگولا چلے جائیں گے اور چھاؤنی سے ملنے والی
فائل ہم کوابو کے چیف کو دے دیں گے چھوٹے اڈے وہ خود
ہی ختم کر لیں گے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور ان دونوں نے سر
ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد دائیں طرف سے جیپ کی آواز سنائی دی۔
اور وہ تینوں چونک پڑے۔ جولیا ایک قدم آگے بڑھ آئی۔ جیپ
ان کے قریب آ کر رک گئی۔

"میڈم۔ ہم نے سارے جنگل کا راؤنڈ لگایا ہے۔ ہمیں تو کوئی
ایجنٹ نہیں ملا صرف سیاہ فام ہیں جو کام کرتے پھر رہے ہیں"
نیکل نے جلدی سے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مسٹر تھامسن جا کر اس ایجنٹ عورت کی
لاش اٹھا لاؤ۔ اور جیپ میں رکھ دو اب ہم فوراً روانہ ہونا
چاہتے ہیں اور تم دونوں بھی ہمارے ساتھ چلو گے۔ ہو سکتا ہے
چیف تم سے کچھ پوچھنا چاہے"۔۔۔ جولیا نے پیٹریشیا کے
لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جو حکم میڈم"۔۔۔ صفدر اور تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
اور تنویر تیزی سے واپس آخری کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی
دیر بعد وہ کیبن سے باہر آیا تو اس کے کاندھے پر پیٹریشیا کی
لاش موجود تھی۔ اس نے جیپ کے قریب آ کر پیٹریشیا کی لاش

جیپ کے عقبی حصے میں پڑی ہوئی پیٹر اور تھامسن کی لاشوں کے ساتھ لگ
"چلو تم دونوں پیچھے بیٹھ جاؤ" ـــــ جولیا نے صفدر اور تنویر سے
کہا اور وہ دونوں جیپ کی سب سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ جس کے
پیچھے لاشیں پڑی تھیں۔ ان سے آگے والی سیٹ پر مائیکل بیٹھ گیا
جب کہ جولیا ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اور پھر اس کے کہنے
پر ڈرائیور نے جیپ کو موڑا اور پھر جیپ تیزی سے جنگل کے اندر
دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

شیشے کی دیواریں ہٹتے ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ کمرہ انسانی
چیخوں سے گونج اٹھا اور پلک جھپکنے میں رچرڈ اس کے سیاہ فام چھ ساتھی
اور کرنل ونیڈن اور ٹریسیا سب کے سب گولیوں کا شکار ہو گئے اور ان
کے گرتے ہی عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ان کی طرف
بڑھ آیا اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ وہ سب ابھی تک تڑپ
رہے تھے۔ عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا۔ اور اس
بار سب کے سب ٹھنڈے ہو گئے۔ عمران دوڑتا ہوا کمرے سے
باہر نکلا اور پھر سائیڈ کے کمرے میں اُسے کونے میں بنے ہوئے
باتھ روم کا کھلا دروازہ نظر آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے باتھ روم
کی طرف بڑھا اور اس نے وہاں موجود ایک بڑا سا جگ اٹھایا
پانی کا نل پوری حد تک کھول دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین
اضطراب کے آثار نمایاں تھے۔ پانی کا نل چونکہ پوری حد تک

کھولا گیا تھا۔ اس لئے جلد ہی وہ جگ بھر گیا۔ عمران نے نل بند کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی اور جگ اٹھائے وہ بھاگتا ہوا واپس پہلے والے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی اُسی طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے تھے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ان سب کے حلق کھول کر ان کے اندر باری باری پانی کی دھار ڈالنی شروع کر دی۔ وہ سب گو زندہ تو تھے لیکن ان کی حالت مردوں سے بھی بدتر تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ زندگی کے آخری سٹیج پر پہنچے ہوں۔ لیکن پانی حلق کے اندر پڑتے ہی ان کے چہروں پر کسی حد تک زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ عمران نے آدھا جگ ان کے سروں پر انڈیلا اور ایک بار پھر ان کے منہ کھول کر حلق میں پانی ڈالنے لگا۔ اس بار سب نے لمبے لمبے گھونٹ لے کر پانی پی لیا۔ جب کہ پہلے پانی ان کی باچھوں سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران ایک بار پھر خالی جگ لئے دوڑتا ہوا واپس باتھ روم میں آیا۔ پانی ابھی تک اُسی رفتار سے چل رہا تھا۔ اس نے دوبارہ جگ بھرا۔ اور ایک بار پھر اس نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو پانی پلانا شروع کر دیا۔ اس بار وہ تینوں ہی کافی پانی پی گئے اور اس کے ساتھ ہی ان تینوں کے جسم بھی سیدھے ہو گئے۔ ان کی آنکھیں کھلنے لگیں۔ عمران نے ایک بار پھر باقی پانی ان کے سروں پر ڈالنا شروع کر دیا اور پھر وہ تینوں ہی ایک جھٹکے سے اٹھے اور اٹھتے ہی وہ تینوں بے اختیار آگے کی طرف جھک گئے۔ انہیں قے آنی شروع ہو گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ان کے حلق سے سیاہی مائل پانی

باہر کو نکل آیا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ جگ اس نے وہیں پھینک دیا تھا۔ پھر اس نے پوری عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ پھاٹک سے باہر وہ فوجی ہیلی کاپٹر ابھی تک ویسے ہی کھڑا ہوا تھا۔

فارم میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے واپس پہلے والے کمرے میں پہنچا تو ٹائیگر، جوزف اور جوانا کھڑے تو تھے لیکن ان کے چہروں پر شدید نقاہت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اور فرش پر سیاہی مائل مائع کا جیسے تالاب سا بنا ہوا تھا۔

"شکر کرو بچ گئے ہو۔ ورنہ اگر یہ چند لمحے اور شیشے کی دیواریں نہ ہٹاتے تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تمہارے تابوت شیشے کے ہی بنیں گے۔ جب میں نے کہہ دیا تھا کہ سانس روک لو تو پھر"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ میں نے سانس روکا تو تھا لیکن پھر میرا دماغ بند ہو گیا"۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"اچھا تو تمہارا خیال ہے کہ پہلے تمہارا دماغ کھلا ہوا تھا۔ بہت خوب۔ اور جوزف تم"۔۔۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے سانس روکا تھا لیکن پھر میرے ذہن پر شوکائی دیوتا اتر آیا۔ اور باس اب شراب تو میرے دماغ میں موجود نہ تھی۔ کہ شوکائی دیوتا کا پیر پھسل جاتا اس لئے وہ کھڑا رہا"۔۔۔ جوزف نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تو شراب تمہارے معدے کی بجائے دماغ میں جا کر

اگر تم نے شراب نہ چھوڑ دی ہوتی تو تمہارا تو خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا کیونکہ ایسڈ تورس گیس شراب پینے والوں پر دس گنا زیادہ تیزی سے اثر کرتی ہے۔ بہرحال ٹائیگر تم بتاؤ۔ میں نے تمہیں تو سانس روکنے کی کافی پریکٹس بھی کرائی تھی" —— عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے سانس روکنے کی کوشش ضرور کی تھی لیکن فوراً ہی مجھے احساس ہوا جیسے میرے گلے میں پھندا سا پڑ گیا ہو۔ اور پھر لاشعوری طور پر میں نے سانس لیا اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا" —— ٹائیگر نے بڑے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ —— اس کا مطلب ہے تم نے آج کل یوگا کی مشقیں ترک کر دی ہیں" —— عمران نے چونک کر کہا۔

"یوگا —— اوہ یس باس۔ اس مشن پر آنے سے ایک ہفتہ پہلے میں نے چھوڑ دی تھی۔ کیونکہ میری کمر میں تکلیف رہنے لگی تھی" —— ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"یہ گلے میں پھندہ اسی وجہ سے پڑا ہے۔ کمر میں تکلیف اس لئے ہوئی ہو گی کہ تم نے تیسری مشق میں دایاں پیر بائیں ران پر رکھ دیا ہو گا جب کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ بایاں پیر دائیں ران پر رکھنا" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ کتاب میں تو ایسے ہی تھا باس" —— ٹائیگر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"کتاب کو چھوڑو۔ جو میں نے کہا تھا تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا" —— عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"سس —— سوری باس" —— ٹائیگر نے بڑے شرمندہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ یہ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں سمجھے۔ میں تمہیں جو کچھ بنانا چاہتا ہوں اس کے لئے تمہیں میرے تمام احکامات پر حرف بحرف عمل کرنا ہو گا۔ اب اگر تم نے لفظ سوری استعمال کیا تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ میں اس تصویر کو ضائع کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جو میری مرضی کے مطابق نہ بن سکے" —— عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا۔ اور ٹائیگر سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ اب تم ٹھیک ہو گئے ہو۔ شکر ہے انہوں نے ایسڈ تورس گیس استعمال کی تھی۔ اس کا مخصوص رنگ آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اور اس گیس کا تریاق سادہ پانی ہوتا ہے۔ اس لئے تم بچ بھی گئے ہو۔ ورنہ تو تمہاری لاشیں بھی ان میں شامل ہو چکی ہوتیں" —— عمران نے باہر کا رخ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے تینوں ساتھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

"پچھلی طرف ایک جیپ موجود ہے۔ اب ہم جیپ پر جائیں گے" —— عمران نے کہا اور انہیں لے کر فارم کے عقبی حصے

کی طرف آگیا وہاں ایک عام سی لینڈ روور جیپ موجود تھی۔ وہ جیپ میں بیٹھے اور چند لمحوں بعد جیپ فارم کے بیرونی پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر چونکہ عمران خود تھا۔ ٹائیگر ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ٹائیگر تیزی سے نیچے اترا اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ عمران جیپ کو فارم سے باہر لے آیا۔ اور پھر وہ اُسے کھیتوں کے درمیان دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک اُسے کھیتوں میں دوڑانے کے بعد وہ پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن عمران نے جوہنبرگ کی طرف جانے کی بجائے مخالف سمت جیپ کا رخ کر لیا۔ اور پھر کچھ دیر تک پختہ سڑک پر چلنے کے بعد عمران نے جیپ دائیں ہاتھ پر چلتے ہوئے ایک کچے راستے پر اتار دی۔ یہ راستہ بھی کھیتوں کے درمیان سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہوں نے دور سے سڑک پر چلتے ہوئے ایک نوجوان سیاہ فام کو دیکھا۔ جو تیز تیز قدم اٹھاتا اُسی طرف کو جا رہا تھا۔ جس طرف عمران کی جیپ کا رخ تھا۔ لیکن جیسے ہی جیپ ذرا آگے بڑھی اس سیاہ فام نوجوان نے مڑ کر جیپ کی طرف دیکھا دوسرے لمحے وہ اس طرح بجلی کی سی تیزی سے سڑک سے دوڑ کر ایک کھیت میں چھپ گیا۔ جیسے جیپ کی بجائے اس نے موت کے فرشتے کو دیکھ لیا ہو۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ لیکن اس کی نظریں اس کھیت پر جمی ہوئی تھیں جس میں وہ سیاہ فام نوجوان داخل ہوا تھا۔ عمران نے جیپ اس جگہ جا کر روک دی۔

"سنو۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ اس لئے اگر زندگی چاہتے ہو تو باہر آجاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے زور سے چیخ کر کہا۔ تو دوسرے لمحے وہ سیاہ فام کھیت میں کھڑا ہو گیا۔ اس کا سیاہ چہرہ موت کے خوف سے بری طرح زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں ایک لحاظ سے بے نور سی نظر آنے لگی تھیں۔

"باہر آؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور نوجوان اس طرح کھیت کے اندر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جیسے کوئی پھانسی چڑھنے کے لئے پھانسی گھاٹ کی طرف جا رہا ہو۔

"سنو۔ ڈرو نہیں۔ ہم سفید فام نہیں ہیں۔ تمہارے دوست ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا تو اس نوجوان کا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگا۔ شاید اس نے جیپ میں بیٹھے ہوئے جوزف اور جوانا کو بھی دیکھ لیا تھا جو اس کی طرح سیاہ فام تھے۔ لیکن خوف دور ہوتے ہی اب اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جیپ سے نیچے اتر کر بڑے شفقت بھرے انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"گوبی۔۔۔۔۔ میرا نام گوبی ہے۔ ج۔۔۔ ج۔۔۔ جناب"۔۔۔۔۔ نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ گو اس کے چہرے پر موجود شدید ترین خوف کے تاثرات تو دور ہو گئے تھے لیکن آنکھوں میں اب بھی خوف کے ہلکے سے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ٹرانگ بستی اسی طرف ہے" ——— عمران نے کہا اور گوبی
نے اثبات میں سر ملا دیا۔
"تم ٹرانگ بستی میں رہتے ہو" ——— عمران نے پوچھا۔ اور اس
بار بھی گوبی نے زبان سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر
ملا دیا۔
"سنو گوبی۔ ہم یہاں کے سفید فاموں کے دشمن [illegible]
وہ ہمارے تعاقب میں ہیں۔ ٹرانگ بستی میں ایک آدمی رہتا ہے
ٹاشو۔ ہم نے اس سے فوری طور پر ملنا ہے۔ جانتے ہو اسے" ———
عمران نے کہا۔
"جج ——— جج ——— جی ہاں۔ وہ میرا چچا ہے جناب" ——— گوبی
نے جواب دیا۔
"اوہ۔ تب ٹھیک ہے۔ دیکھو یہ جیپ بھی ان سفید فاموں
کی ہے۔ اس لئے تم اسے بستی تک نہیں لے جانا چاہتے۔
کیونکہ ان سفید فاموں کو پتہ چل گیا تو وہ پوری بستی کو تباہ کر
دیں گے۔ اس لئے ہم پیدل تمہارے ساتھ جانا چاہتے ہیں
یہاں سے کتنی دور ہے بستی" ——— عمران نے کہا۔
"جج ——— جی ——— دو میل ہے۔ مگر جناب وہاں بستی میں بھی نوجوان
سے غلام رہتے ہیں۔ وہ ہیں تو ہم میں سے۔ لیکن ان کا کھاتے ہیں
غدار ہیں" ——— گوبی نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ واقعی۔ تم نے درست کہا ہے۔ اچھا سنو۔ ہم یہیں کھیت
میں چھپ جاتے ہیں۔ جیپ ہم واپس بھیج دیں گے۔ تم جا کر ٹاشو

سے کہو کہ پاکیشیا سے پرنس تمہیں ملنے آیا ہے۔ وہ میرا نام
سن کر فوراً تمہارے ساتھ آ جائے گا۔ اسے یہاں لے آؤ۔ اور
سنو۔ کسی اور کو بالکل نہ بتانا" ——— عمران نے کہا۔
"پاکیشیا ——— تو کیا آپ پاکیشیا کے ہیں۔ اوہ اس قدر دور
کے ملک کے" ——— گوبی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران
کو [illegible] ہوئے کہا۔
"سنو گوبی۔ جب دو قوموں کے درمیان اصولوں پر ہم آہنگی
ہو جائے تو فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ پاکیشیائی تمہاری
آزادی پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ اور اس یقین کی بنا پر ہم یہاں
تمہاری مدد کے لئے آئے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے ہماری براہ راست
تو ان سفید فاموں سے کوئی دشمنی نہیں ہے" ——— عمران نے کہا۔
تو گوبی چونک پڑا۔ اس کا سیاہ چہرہ یک لخت سرخ پڑ گیا۔
"اوہ اوہ ——— تم تو عظیم ہو جو اس قدر دور سے ہماری مدد
کے لئے آئے ہو۔ لیکن کیسے مدد کرو گے" ——— گوبی نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔
"تم ان باتوں کو چھوڑو۔ وقت مت ضائع کرو۔ تم بس ہماری
نی مدد کرو کہ ٹاشو کو ہم سے ملوا دو" ——— عمران نے مسکراتے
ئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے لے آتا ہوں" ——— گوبی نے
ہا اور پھر وہ اتنی تیزی سے کچے راستے پر دوڑنے لگا جیسے
ں کے پیروں میں کوئی مشین فٹ ہو گئی ہو۔

"جس قوم میں ایسا جذبہ ہو ٹائیگر۔ وہ زیادہ دیر تک محکوم نہیں رہ سکتی" ——— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"جوانا ——— ایسا کرو۔ اس جیپ کو واپس لے جاؤ اور مین روڈ پر کچھ دور جا کر درختوں کے جھنڈ میں کہیں کھڑی کر کے واپس آجاؤ۔ ہم اس دوران ادھر سامنے درختوں کے جھنڈ میں [illegible] ہیں" عمران نے جوانا سے کہا۔ اور جوانا نے سر ہلا دیا۔ پھر ٹائیگر اور جوزف نیچے اتر آئے جب کہ جوانا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار کو تیزی سے آن کر کے واپس موڑا اور آگے بھگاتا ہوا جلد ہی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور عمران ٹائیگر اور جوزف کو ساتھ لئے کھیت کے اندر سے گزرتا ہوا درختوں کے چھوٹے سے جھنڈ کی طرف بڑھ گیا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دور سے جوانا آتا دکھائی دیا۔ بھیم شحیم جسم رکھنے کے باوجود وہ اس طرح دوڑتا ہوا آ رہا تھا کہ اس پہ حیرت ہوتی تھی۔

"یہ تو شاید ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہے۔ چلو سونے کا تمغہ مل گیا تو چار دن اچھے گزر جائیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس۔ جب میں شراب پیتا تھا تو اس سے زیادہ دوڑ سکتا تھا" ——— جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ جوزف کا اب تکیہ کلام بن چکا تھا کہ وہ

بات میں شراب کا حوالہ ضرور دیتا تھا۔

"بدذوق خواہ مخواہ بات کو الجھا رہے ہو۔ سیدھی بات کرو کہ جب مجھے شراب ملتی تھی تو زندہ تھا۔ اب تو لاش ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے باس۔ سچی بات یہی ہے کہ مجھے بالکل ایسے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے اب جوزف دنیا میں زندہ ہی نہ ہو" ——— جوزف نے بڑے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ دراصل شراب جوزف کی نفسیاتی عادت بن چکی تھی۔ شراب یہاں نہ ملنے کے باوجود جوزف اپنی عادت سے مجبور ہے۔ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ لاشعوری طور پر جوزف جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے جیسے شراب کی بوتل نکالنے لگا ہو۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر مایوسی سی دوڑنے لگتی ہے" ——— ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی اسے محسوس کیا ہے۔ لیکن یہاں ہمارے پاس بالکل وقت نہیں ہے کہ ہم مشن چھوڑ کر شراب تلاش کرتے پھریں۔ اس لئے اب مجھے جوزف کی اس شراب نوشی والی عادت کا کوئی علاج کرنا پڑے گا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"علاج ——— کون سا علاج باس۔ شراب کا علاج شراب ہی ہو سکتی ہے۔ مگر باس مشن پہلے۔ اس لئے تو میں نے کوئی احتجاج نہیں کیا" ——— جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس مشن سے اگر زندہ بچ کر واپس گئے تو پھر مجھے سوچنا پڑے گا کہ کونسی ایسی چیز جوزف کے لئے تجویز کی جائے کہ اگر کہیں شراب نہ دستیاب ہو سکے تب بھی جوزف کا نشہ پورا ہوتا رہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے باس"۔۔۔ جوزف نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہ آسکتی تھی کہ شراب کے علاوہ بھی کوئی چیز نشہ کر سکتی ہے۔ ویسے ٹائیگر بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا تھا۔

اسی لمحے جوانا اسی طرح دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن اس قدر تیز دوڑنے کے باوجود اس کا سانس کچھ زیادہ نہ پھولا تھا۔

" گڈ جوانا۔ اگر تمہارا سانس پھول جاتا تو میں تمہیں گوبھی کے ایک سو پھول بیک وقت کھانے کی سزا دیتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر۔ مجھے قے کی وجہ سے کچھ کمزوری سی محسوس ہو رہی تھی اسی لئے میں نے سوچا کہ دوڑنے سے یہ کمزوری دور ہو جائے گی"۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" دوڑنا تو بذات خود کمزوری کی علامت ہے بلکہ بزدلی کی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں ماسٹر۔ میں وہ بزدلی والی دوڑ تو نہیں لگا رہا تھا" جوانا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" باس وہ نشہ والی بات آپ کر رہے تھے"۔۔۔ جوزف نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" ابھی نہیں۔۔۔ ابھی تو میرے پاس سوچنے کا بھی وقت نہیں ہے۔ واپس جا کر سوچوں گا۔ فکر مت کرو۔ ایسی چیز ضرور سامنے آئے گی۔ چاہے مجھے تمہاری خاطر دریا کے اندر ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر افریقہ کے سب سے بڑے دیوتا کا چلہ کیوں نہ کاٹنا پڑا۔ جوزف کے لئے میں سب کچھ کر سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جوزف کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

" اوہ۔ تم عظیم ہو باس۔ کمٹاٹی پہاڑ کے بڑے دیوتا سے بھی عظیم۔ جوزف تمہیں سلام کرتا ہے"۔۔۔ جوزف نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی وہ عمران کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

" باس۔ وہ گوبی آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی ہے"۔۔۔ اسی لمحے ٹائیگر نے کہا اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ واقعی دور سے دو سیاہ فام تیز تیز قدم اٹھاتے ادھر آ رہے تھے۔ اور گوبی اتنی دور سے بھی صاف پہچانا جا سکتا تھا۔

" جوزف۔ جاؤ اور انہیں یہیں جھنڈ میں لے آؤ"۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کھیت کے

درمیان سے ہوتا ہوا اس راستے کی طرف بڑھنے لگا جدھر سے
وہ دونوں آ رہے تھے۔

"یہ ٹاشو کون ہے باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ کوابو کا خاص آدمی ہے۔ خفیہ سرکل کا انچارج ہے۔ کوابو
تنظیم نے یہاں دو سرکل قائم کر رکھے ہیں۔ ایک تو باقاعدہ اڈے
بنا کر گوریلا کارروائی کرتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ وائٹ سرکل کہتے
ہیں دوسرا ایک سرکل ایسا ہے جو کوابو کے لئے مخبری کا کام
کرتے ہیں یہ بلیک سرکل کہلاتا ہے۔ اور ٹاشو بلیک سرکل کا
انچارج ہے۔ سامنگو نے اس کا نام بھی بتایا تھا اور اس کے
لئے کوڈ بریس رکھا گیا تھا جب کہ وائٹ سرکل کے انچارج کے
لئے دوسرا کوڈ تھا۔ وائٹ سرکل نے تو ہمیں موت کے دہانے
میں پہنچا دیا تھا اور نجانے ان کا اپنا کیا حشر ہوا ہو گا۔ اس لئے
اب سوائے اس ٹاشو کی مدد لینے کے اور کوئی چارہ کار نہیں
رہا" ۔۔۔ عمران نے مختصر طور پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر
نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف گوبی اور اس کے ساتھ آنے والے
پختہ عمر کے ایک سیاہ فام سمیت جھنڈ میں آ گیا۔ گوبی اور
دوسرے سیاہ فام نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو
سلام کیا۔

"تمہارا نام ٹاشو ہے" ۔۔۔ عمران نے اس پختہ عمر
والے سے پوچھا۔

"جی جناب۔ مگر ۔۔۔۔۔" ۔۔۔ ٹاشو نے حیران ہوتے ہوئے
کہا۔

"میں نے صرف زرد پہاڑ پر موجود سرخ گرجے کا پتہ پوچھنا
ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ یس سر ۔۔۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ عمران
صاحب ہیں۔ مجھے چیف نے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ اگر
عمران صاحب یا ان کا کوئی ساتھی مجھ سے رابطہ کرے تو میں
اپنی جان دے کر بھی ان کی مدد کروں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے
سر کہ آپ جیسے عظیم آدمی نے مجھے بلایا ہے" ۔۔۔ ٹاشو
نے انتہائی لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس کے ون کے بارے میں کیا اطلاعات ہیں"
عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ کے ون کے بارے میں بڑی بُری خبریں
ہیں سر۔ کے ون اور اس کے ساتھی سب مارے گئے ہیں
سر۔ ان کا اڈہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے سر۔ اب کے ون
کی بجائے کے ٹو سامنے آ گیا ہے سر" ۔۔۔ ٹاشو نے دکھ
بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا ان فوجیوں نے یہ کے ون والا اڈہ تباہ کیا ہے"
عمران نے پوچھا۔

"جناب اچانک فوجیوں نے اڈے پر چھاپہ مارا۔ بڑے زور
کی جنگ ہوئی سر۔ پھر کے۔ ون نے اصول کے مطابق اپنا

اڈہ خود تباہ کر دیا۔ کیونکہ وائٹ سرکل کا اصول یہی ہے۔ کہ دشمن کے ہاتھ نہ کوئی آدمی زندہ آئے اور نہ اڈے کا کوئی کاغذ۔ ہر اڈے میں ایسے انتظامات موجود ہوتے ہیں سر کہ اُسے آسانی سے اس طرح تباہ کیا جا سکتا ہے کہ وہاں راکھ بھی باقی نہیں بچتی"۔۔۔۔ ٹاشو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ فوجیوں کو اس اڈے سے کوئی تفصیلات نہیں ملیں۔ مجھے یہی خطرہ تھا کہ انہیں سارے سیٹ اپ کا علم نہ ہو جاتے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ٹاشو کی بات سن کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ نو سر۔ کوئی چیز ہاتھ آ ہی نہیں سکتی تھی۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ حالانکہ اڈے تو پکڑے جاتے رہتے ہیں ویسے تو ہم سب حیران ہیں سر کہ انہیں کے۔ ون کے اس خفیہ ترین اڈے کا علم کیسے ہو گیا"۔۔۔۔ ٹاشو نے انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اُسے ہیلی کاپٹر سے کال کرنے سے لے کر فارم میں ہونے والے واقعات مختصر طور پر بتا دیئے۔

"اوہ۔ پیلا اڈہ بھی ختم ہو گیا۔ لیکن سر وہ تباہ نہیں ہوا ہو گا اب مجھے فوراً آدمی بھیج کر اُسے تباہ کرنا ہو گا۔ ایک منٹ سر" ٹاشو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنے دائیں پیر میں پہنا ہوا عام سا جوتا اتارا اور اس کی

ایڑی زور سے زمین پر ماری۔ دوسرے لمحے ایڑی سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ بی سی ون کالنگ۔ بی سی ہنڈرڈ تھری اوور"۔۔۔۔ ٹاشو کا لہجہ یک لخت بے حد کرخت ہو گیا۔ انداز ایسا تھا جیسے کوئی بھیڑیا غرا رہا ہو۔

"یس۔۔۔۔ بی سی۔ ہنڈرڈ تھری اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد بوٹ میں سے ایک منمناتی سی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ فوراً پیلا اڈہ اڑا دو۔ وہ وائٹ بگ کی نظروں میں آچکا ہے۔ اور وہاں موجود بھیڑیئے مر چکے ہیں اوور"۔۔۔۔ ٹاشو نے اُسی طرح غرانے والے لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹاشو نے اوور اینڈ آل کہا اور بوٹ کو ایک بار پھر زمین پر مخصوص انداز میں مار کر اُس نے اسے پہن لیا۔

"وہ اب تباہ ہو جائے گا سر۔ اب آپ حکم کریں سر۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں سر"۔۔۔۔ ٹاشو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں پہلی سی لجاجت آگئی تھی۔ اور اگر عمران اُسے خود بات کرتے نہ دیکھ لیتا تو شاید کبھی یقین نہ کرتا کہ وہ کرخت اور بھیڑیئے کے غرانے جیسا لہجہ ٹاشو کا ہو سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ابھر آئے۔

"گڈ شو ٹاشو۔۔۔۔ تم میں واقعی بلیک سرکل کے چیف بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں"۔۔۔۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے

میں کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں۔ میرے پاس ایک ایسی جگہ موجود ہے جس کا ان سفید کتوں کو علم نہیں ہے"۔۔۔ ٹاشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل اسلحہ۔ فوجی یونیفارم اور ایک میک اپ باکس وغیرہ چاہئیں۔ اگر تم یہ مہیا کر سکتے ہو تو ٹھیک۔ ورنہ کسی ٹوکے اڈے کا پتہ بتا دو۔ ہم وہاں سے حاصل کریں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سب کچھ آپ کو مل جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ آیئے"۔۔۔ ٹاشو نے کہا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر اپنے ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ٹاشو کے پیچھے چل پڑا۔

جنگل سے نکل کر جیپ عام میدانوں میں سے گزرتی ہوئی تقریباً ایک گھنٹے بعد دور دور تک پھیلے ہوئے ایک صحرا میں داخل ہو گئی۔ یہ صحرا واقعی سرخ صحرا کہلانے کا حقدار تھا کیونکہ اس کی ریت زرد ہونے کی بجائے سرخ رنگ کی جھلک لئے ہوئے تھی۔ اور اس وقت جب کہ سورج اس صحرا کے اندر دور غروب ہو رہا تھا ریت کا رنگ اور بھی زیادہ گہرا سرخ ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ صحرا نہ ہو خون کا لہریں لیتا ہوا سمندر ہو۔ جیپ خاصی تیز رفتاری سے صحرا میں بڑھی جا رہی تھی۔ کہ اچانک ٹیلے کے پیچھے سے چار مسلح فوجی اچھل کر سامنے آئے اور انہوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ جیپ کی طرف کر دیا۔ ڈرائیور نے جیپ روک دی۔

"شناخت بتاؤ"۔۔۔ ایک فوجی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مشن الیف پوائنٹ ٹو" ــــ ڈرائیور نے تیزی سے کہا۔
"کیا لے آئے ہو ساتھ" ــــ اسی فوجی نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"دو آدمی اور تین لاشیں" ــــ ڈرائیور نے جواب دیا۔
"او کے" ــــ اس فوجی نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے تیزی سے دوبارہ ٹیلے کے پیچھے غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی حیرت انگیز پھرتی سے ٹیلے کے پیچھے چلے گئے اور ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔ لیکن اب اس کی رفتار آہستہ تھی۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد اس نے ایک ٹیلے کے ساتھ جیپ روکی اور جیپ رکتے ہی مائیکل بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور ٹیلے کے پیچھے غائب ہو گیا۔ تقریباً دو تین منٹ بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا اور اسی طرح اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ جولیا لاتعلقی کے انداز میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اور صفدر دل ہی دل میں شکر بجا لا رہا تھا۔ کہ یہ سارا کام یہ لوگ خود ہی کر رہے ہیں۔ ورنہ جولیا لازماً پھنس جاتی۔ کیونکہ اسے تو شناخت وغیرہ کا علم ہی نہ تھا۔ البتہ تنویر جولیا کی طرح مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ مائیکل کے جیپ پر واپس بیٹھتے ہی جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اور تقریباً سو گز دور جا کر ایک بار پھر ڈرائیور نے بریک لگا دی۔ تو اس بار جولیا بغیر کسی سے کچھ کہے اچھل کر جیپ سے نیچے اتری اور دائیں طرف موجود ٹیلے کی طرف تیزی سے بڑھنے لگی۔ صفدر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے تنویر کی طرف دیکھا لیکن تنویر کے چہرے پر اطمینان تھا۔ جولیا ٹیلے کے پیچھے چلی گئی۔ اور چند

لمحوں بعد وہ واپس آئی اور بغیر کچھ کہے وہ جیپ پر سوار ہو گئی۔ اسی لمحے سامنے موجود ایک بڑا سا ٹیلہ ــــ سائیڈ میں کھسک گیا اور پھر ٹیلے نے جو جگہ خالی کی وہاں ایک سرنگ سی نیچے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ سرنگ خاصی چوڑی تھی جس کے اندر باقاعدہ پختہ سڑک بنی ہوئی تھی۔ اور ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔ اب صفدر سمجھ گیا کہ تنویر کیوں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں ظاہر ہے ان دونوں نے پیٹریشیا سے یہ ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ ویسے صفدر کو ان کا یہ طریقہ کار خاصا پسند آیا تھا۔ کیونکہ اس طرح تینوں افراد نے اپنے طور پر شناخت میں حصہ لیا تھا۔ ڈرائیور نے پاس ورڈ بتایا۔ مائیکل نے ٹیلے کے پیچھے جا کر کچھ کہا اور آخر میں پیٹریشیا نے فائنل ٹچ دیا۔ اس طرح اگر ان تینوں میں سے ایک بھی غلط آدمی ہوتا تو وہ آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا۔ جیپ اب سرنگ کے اندر تیزی سے دوڑتی جا رہی تھی۔ پھر سرنگ کے سامنے ایک دیوار آ گئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں وقفے وقفے سے پانچ بار ہارن دیا تو دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ ایک طرف ہٹ گئی۔ اور صفدر تنویر اور جولیا تینوں سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔
سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ جس پر مصنوعی چھت بنائی گئی تھی۔ میدان کی چاروں سائیڈوں میں بڑی بڑی بارکیں بنائی گئی تھیں۔ جن کے سامنے برآمدے تھے۔ درمیان میں بے شمار افراد مختلف ورزشوں اور کرتبوں میں مصروف تھے۔ وہاں انہیں

باقاعدہ گوریلا ٹریننگ دی جا رہی تھی۔ جیپ میدان میں داخل ہو
کر دائیں طرف کو مڑ گئی اور پھر کنارے پر دوڑتی ہوئی ایک بیرک
کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس بیرک کے سامنے برآمدے
میں چار مسلح افراد موجود تھے۔
"یہ لاشیں اٹھا لاؤ" ——— جولیا نے جیپ سے اترتے ہوئے
مائیکل، صفدر اور تنویر تینوں سے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔
صفدر نے جلدی سے پیٹریشیا کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈال
لی۔ جب کہ پیٹر اور کھامسن کی لاشیں تنویر اور مائیکل نے اٹھائیں
اور پھر وہ تینوں جولیا کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری میں سے
گزر کر ایک دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازے پر ایک مسلح فوجی
موجود تھا۔ جو جولیا کو آتا دیکھ کر پہلے ہی اندر چلا گیا تھا۔ جولیا
دروازے کے سامنے جا کر رک گئی تھی۔ جب صفدر، تنویر اور
مائیکل وہاں پہنچے تو وہ فوجی باہر نکلا۔
"چیف آپ کے منتظر ہیں" ——— فوجی نے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ خود ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیا سر
ہلاتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں
ایک کونا دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا جب کہ باقی جگہوں پر قیمتی
صوفے رکھے گئے تھے۔ ایک صوفے پر ایک قدرے لمبے
قد لیکن بھاری جسم والا نوجوان نیم دراز تھا۔ اس کے جسم پر
گہری سبز لکیروں والی فوجی یونیفارم تھی۔ اس کی پی کیپ سامنے
میز پر رکھی ہوئی تھی اور وہ دونوں ٹانگیں میز پر رکھے ہاتھ میں

شراب کی بڑی سی بوتل پکڑے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھیں تیز شراب
کے نشے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔
"آ گئیں تم پیٹریشیا۔ بڑا وقت لگا دیا یہ لاشیں حاصل کرنے
میں۔ ارے یہ دو اجنبی کون ہیں" ——— اس نوجوان نے جولیا
سے بات کرتے کرتے چونک کر صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ تو شیفرڈ آپ نے میری عدم موجودگی کو غنیمت سمجھتے
ہوئے پھر بڑی بوتل اٹھا لی" ——— جولیا نے مصنوعی طور پر غصیلے
انداز میں جواب دیا۔
"اوہ ہاں۔ ارے میں تو بھول گیا تھا کہ پیٹریشیا کو یہ شراب
اچھی نہیں لگتی۔ یہ لو" ——— چیف شیفرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔
اور بوتل ایک طرف پڑی ہوئی لوہے کی بڑی سی باسکٹ میں اچھال
دی۔
"یہ لاشیں یہاں رکھو اور مائیکل تم جاؤ" ——— جولیا نے مڑ کر
صفدر، تنویر اور مائیکل سے کہا۔ اور ان تینوں نے جلدی سے
لاشیں فرش پر رکھیں اور پھر مائیکل واپس مڑا اور دروازے
سے باہر نکل گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اور اندر اس کی
دیواروں کے ساتھ جدید ترین اسلحہ باقاعدہ زیبائش کے طور
پر لگایا گیا تھا۔
"پیٹر۔ دروازہ لاک کر دو۔ تاکہ میں شیفرڈ کو وہ خفیہ رپورٹ
دے سکوں جس کے لئے میں تمہیں ساتھ لائی ہوں" ——— جولیا

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر تیزی سے مڑا اور اس
نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔
"کیا بات ہے پیٹریشیا۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ
ہو رہی ہو" ـــــ شیفرڈ نے اپنی ٹانگیں سمیٹ کر نیچے رکھیں اور
ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بھی
گہری سنجیدگی عود کر آئی تھی۔
"بات بہت اہم ہے شیفرڈ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں میک اپ
کا سامان ہوتا تھا۔ اب بھی ہے" ـــــ جولیا بے حد سنجیدہ تھی۔
"میک اپ کا سامان ـــــ کیوں ـــــ ہے تو سہی۔ ادھر میز کی
میز کی دراز میں ہے۔ لیکن کیوں" ـــــ شیفرڈ نے انتہائی حیرت
اور تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"اس لئے مسٹر شیفرڈ۔ کہ میں نے تمہیں دیکھ کر فیصلہ کر لیا
ہے کہ تمہاری جگہ یہ پیٹر لے گا۔ اس کا قد و قامت اور جسم
بالکل تم سے ملتا ہے" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا
لیکن لہجہ اور انداز پیٹریشیا والا ہی تھا۔
"کیا ـــــ کیا کہہ رہی ہو تم پیٹریشیا" ـــــ شیفرڈ حیرت
کی زیادتی سے بری طرح چونک پڑا۔ لیکن اس سے پہلے
اس کا حیرت سے کھلا ہوا منہ بند ہوتا جولیا کا ہاتھ جیب سے
باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور شیفرڈ
کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ مشین پسٹل سے نکلنے والی گو
نے ایک لمحے میں شیفرڈ کے سینے میں بے شمار سوراخ کر دی

اور وہ لہراتا ہوا دوبارہ صوفے پر گرا اور پھر صوفے پر گر کر گھومتا ہوا
اوندھے منہ فرش پر جا گرا۔ اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔
"یہ گوریلا فائٹنگ کا ماہر تھا۔ اس لئے میں نے فوری ایکشن لیا
ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو شاید یہ ہمارے لئے مسئلہ
کھڑا کر دیتا" ـــــ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ میں بھی ایسی ہی کارکردگی چاہتا
ہوں" ـــــ تنویر نے مسرت بھرے انداز میں کہا۔ اور صفدر نے
بھی مسکرا کر سر ہلا دیا۔
"واقعی یہ اچھا فیصلہ ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور تیزی
سے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں
بعد اس نے میز کی نچلی دراز سے ایک میک اپ باکس نکال
لیا۔
"تنویر۔ یہاں دراز میں بہت سے فائلیں موجود ہیں۔ ان میں
دیکھو۔ یہاں کا کوئی تفصیلی نقشہ بھی موجود ہو گا۔ جس میں اسلحے کا
سٹور دکھایا گیا ہو گا۔ ہم اس سٹور کے اندر ٹائم بم لگا کر باہر
نکل جائیں گے۔ اس طرح یہ اڈہ آسانی سے تباہ ہو جائے گا"
صفدر نے میک اپ باکس اٹھا کر ایک طرف بنے ہوئے باتھ
روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا میز کی
طرف بڑھ گیا جب کہ جولیا نے فرش پر پڑے ہوئے شیفرڈ کی
ٹانگ پکڑ کر اسے ایک طرف گھسیٹا اور پھر اس کی جیبوں کی تلاشی
لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی جیبوں سے ایک چھوٹا

لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر۔ ایک مشین پسٹل اور چابیوں سے
بھرا ہوا ایک رنگ برآمد کر چکی تھی۔ اس نے ان چیزوں کو میز پر
رکھا اور پھر اس کی دوبارہ اچھی طرح تلاشی لینی شروع کر دی چند
لمحوں بعد جولیا نے اس کی یونیفارم کے اندر بنی ہوئی ایک پتلی سی
خفیہ جیب میں سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال لی ———
اور پھر اُسے کھول کر دیکھنے لگی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں
چمک اٹھیں۔ ڈائری کے اندر بہت سے نام۔ پتے اور ان
کے فون نمبر درج تھے۔ اور سب سے اوپر ڈی۔ الف چیفس کے
الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ جولیا سمجھ گئی کہ ڈائری میں ایسے ہی
اڈوں کے چیفس کے نام درج ہیں۔ چونکہ ان کے پتے اور فون
نمبر بھی درج تھے۔ اس لئے انہیں آسانی سے ٹریس کیا جا
سکتا تھا۔

" جولیا ——— یہ دیکھو۔ یہ ہے اس اڈے کا نقشہ " ——— اُسی
لمحے تنویر نے کہا۔ اور جولیا نے ڈائری بند کر کے اُسے جیب
میں ڈال لیا۔ تنویر کے ہاتھ میں ایک نقشہ تھا۔ اس نے میز پر
رکھ کر وہ نقشہ کھول دیا۔ یہ واقعی اس اڈے کا نقشہ تھا۔ اور
پھر چند ہی لمحوں میں انہوں نے دائیں ہاتھ پر آخری بیرک میں
موجود اسلحے خانے کو چیک کر لیا۔

اُسی لمحے صفدر باتھ روم سے باہر نکلا تو وہ مکمل طور پر شیفرڈ
کے میک اپ میں تھا۔ اور اس نے باتھ روم کی الماری میں
موجود اس کی نئی یونیفارم بھی پہن لی تھی۔

" یہ دیکھو۔ یہ ہے اسلحہ خانہ " ——— تنویر نے کہا اور صفدر سر
ہلاتا ہوا نقشے پر جھک گیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب آؤ۔ سب سے پہلے وہیں چلتے ہیں۔ اور
پھر وہاں سے باہر نکل جائیں گے " ——— صفدر نے کہا۔

" لیکن ایک بات پر تو تم نے غور نہیں کیا۔ اب اگر شیفرڈ کے
ساتھ میں اور تنویر باہر گئے تو تیسرے آدمی کے بارے میں کیا
کہیں گے۔ میرا مطلب ہے تمہارے بارے میں۔ کیونکہ سب
کو معلوم ہے کہ اندر میرے علاوہ دو آدمی موجود ہیں " ——— جولیا
نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو جولیا۔ ہاں اس کی لاش کو چھپانا پڑے گا۔
تنویر تم اسے گھسیٹ کر باتھ روم کی الماری کے پیچھے ڈال دو۔
اور جولیا تم یہاں موجود خون کے نشانات صاف کر دو۔ باقی میں
سنبھال لوں گا " ——— صفدر نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے
ہوئے دوبارہ اپنے کاموں میں لگ گئے۔ جب کہ صفدر
غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا۔

" ٹھیک ہے۔ دونوں کام ہو گئے " ——— جولیا اور تنویر نے
قریب آ کر کہا۔

" او۔کے ——— آؤ چلیں " ——— صفدر نے اس بار شیفرڈ کے
لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" سنو۔ پیٹریشیا نے مجھے بتایا تھا کہ شیفرڈ اپنے ماتحتوں
کے سامنے انتہائی سخت گیر رویہ رکھتا ہے۔ وہ صرف پیٹریشیا

کے سامنے بھیگی بلی بنا رہتا تھا کیونکہ وہ پیٹریشیا سے جنون کی
حد تک محبت کرتا تھا۔ البتہ پیٹریشیا اس سے محبت نہ کرتی تھی۔
بلکہ اس کا مقصد صرف دل بہلانا تھا۔

"ٹھیک ہے" ـــ صفدر نے سنجیدگی سے سر ہلایا اور
پھر دروازے کا لاک کھول کر اس نے بھاری دروازہ کھول دیا۔
اور پی کیپ ٹھیک کرتا ہوا باہر آ گیا۔ دروازے پر کھڑا ہوا فوجی
اٹین شن ہو گیا تھا۔ صفدر کے بعد جولیا اور آخر میں تنویر باہر
نکلا۔

"دروازہ بند کر دو کھامن" ـــ صفدر نے مڑ کر سخت
لہجے میں کہا اور تنویر نے دروازہ بند کر دیا۔

"سنو۔ میں ایمرجنسی راؤنڈ پر جا رہا ہوں۔ مسٹر پیریڈا اندر ایک
ضروری کام میں مصروف ہیں۔ جب تک وہ خود کال نہ کریں کوئی
اندر نہ جائے" ـــ صفدر نے انتہائی کرخت لہجے میں فوجی
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف" ـــ فوجی نے باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے
کہا اور صفدر آگے بڑھ گیا۔ جہاں جہاں سے وہ گھوم رہا تھا۔
وہاں موجود فوجی ساتھ ساتھ سیلوٹ مارتے جا رہے تھے۔
ابھی وہ برآمدے میں پہنچے تھے کہ ایک نوجوان فوجی دوڑتا
ہوا قریب آیا۔

"سر ـــ حکم سر" ـــ فوجی نے قریب آ کر بڑے
مستعدانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وین سٹور چیک کرنا ہے" ـــ صفدر نے سخت لہجے میں
کہا۔ صفدر نے وہی الفاظ کہے جو نقشے میں درج تھے۔

"اوہ۔ یس سر" ـــ اس نوجوان نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس
نے ہاتھ ہلایا تو ایک سائیڈ سے ایک جیپ تیزی سے نکل کر ان
کے سامنے آ کر رک گئی۔ صفدر اچھل کر ڈرائیور کے ساتھ والی
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جولیا اور تنویر عقبی سیٹوں پر پہنچ گئے۔
وہ نوجوان عقبی ٹائر پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"وین سٹور" ـــ پیچھے سے اس نوجوان نے چیخ کر ڈرائیور
سے کہا تو ڈرائیور نے سر ہلا کر جیپ آگے بڑھا دی۔ میدان میں
بے شمار فوجی ابھی تک ٹریننگ میں مصروف تھے۔ یہ ساری
ٹریننگ ڈوگو فائٹرز کے سلسلے میں دی جا رہی تھی۔ تاکہ ان کی
مدد سے ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا میں سیاہ فاموں پر ایسی موت
وارد کی جائے کہ اس کے بعد نمیبیا کے سیاہ فام جو اکثریت میں
تھے نہ صرف اقلیت میں تبدیل ہو جائیں بلکہ آئندہ کبھی سفید
فاموں سے آزادی حاصل کرنے کا تصور تک نہ کریں۔ ڈوگو فائٹرز
کا مقصد ایک لحاظ سے نمیبیا کے لاکھوں بے گناہ اور معصوم
شہریوں کا قتل عام تھا۔ ایسا قتل عام کہ شاید چنگیز خان اور ہلاکو
کی روحیں بھی شرمندہ ہو جاتیں۔

جیپ دوڑتی ہوئی میدان کے کنارے سے آگے بڑھتی
گئی اور پھر ایک بیرک کے سامنے جا کر رک گئی۔ وہ نوجوان
تیزی سے نیچے اترا اور ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

"تم یہیں رکو گے ۔" ــــ صفدر نے نیچے اتر کر اس نوجوان سے کہا اور نوجوان نے سیلوٹ مار کر اثبات میں جواب دیا۔

صفدر جیپ سے اتر کر بڑے فاتحانہ انداز میں آگے بڑھا۔ جولیا اور تنویر اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بیرک میں موجود فوجی انہیں سیلوٹ مار رہے تھے۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک نوجوان فوجی باہر آیا۔

"یس سر" ــــ آنے والے نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ویپن سٹور کو چیک کرنا ہے۔ ایمرجنسی چیکنگ" ــــ صفدر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ــ آئیے سر" ــــ نوجوان نے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر وہ واپس کمرے میں آگیا۔ جب صفدر، تنویر اور جولیا اندر پہنچے تو کمرے میں موجود چار اور فوجی جوان بھی کھڑے ہو چکے تھے۔ انہوں نے بیک قدم ہو کر سیلوٹ مارے۔ پہلے والا نوجوان ایک آہنی دروازے کو کھول رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی دروازہ کھل گیا۔

"تم یہیں رکو گے" ــــ صفدر نے مڑ کر جولیا اور تنویر سے تیز لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر وہ اس آہنی دروازے کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور اسے کراس کرتے ہی صفدر کی آنکھ حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ یہ وسیع و عریض تہہ خانہ واقعی دنیا کے جدید ترین خوفناک اور انتہائی طاقتور اسلحے سے بھرا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری دنیا سے اسلحہ منگوا کر یہاں باقاعدہ سٹور کیا گیا ہو ــــ اسلحہ خانہ ایک سرنگ کی صورت میں دور اندر تک چلا گیا تھا۔ لیکن یہاں ہوا اور روشنی کا بڑا شاندار انتظام کیا گیا تھا۔ یہ سرنگ آگے جا کر گھوم گئی۔ وہ نوجوان بڑے مستعدانہ انداز میں آگے آگے چل رہا تھا۔ اسلحہ کی بڑی بڑی پیٹیاں زمین سے چھت تک بھری ہوئی تھیں۔ البتہ ہر اسلحے کے سامنے اس اسلحے کی باقاعدہ نمائش کی گئی تھی۔ لیکن اس کے سامنے لوہے کی مضبوط جالی زمین سے چھت تک چلی گئی تھی۔ انتہائی طاقتور بموں چھوٹے بڑے میزائلوں ڈائنامیٹ کے سپیشل طاقتور سیٹ مشین گنیں سٹین گنیں۔ اور اس قسم کا اسلحہ کثیر تعداد میں اس سٹور میں موجود تھا۔ جس سے گوریلا کارروائی آسانی سے کی جاسکتی تھی۔ صفدر جب ٹائم بموں کے شعبے کے سامنے پہنچا تو وہ رک گیا۔ یہاں تقریباً ہر ساخت کے انتہائی جدید ترین ٹائم بم موجود تھے۔

"اسے کھولو" ــــ صفدر نے اس نوجوان سے کہا۔ جو صفدر کو رکتے دیکھ کر خود بھی رک گیا تھا۔

"یس سر" ــــ نوجوان نے کہا۔ اور تیزی سے اس شعبے کی جالی کے آخری حصے پر پہنچ گیا جہاں باقاعدہ لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا۔ جس پر تالہ تھا۔ البتہ تالا نمبروں والا تھا نوجوان نے جلدی سے تالے کے نمبر ملائے اور پھر تالہ کھول کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"تم باہر رکو گے" ــــ صفدر نے دروازے میں داخل ہوتے
ہوئے مڑ کر نوجوان سے تیز لہجے میں کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتے
ہوئے باہر رک گیا۔ صفدر اندر گھومنے لگا۔
"سنو ــــ میڈم کو بلا لاؤ فوراً" ــــ صفدر نے اچانک
تیز لہجے میں کہا۔
"یس سر" ــــ نوجوان نے چونک کر کہا۔ اور پھر تیزی
سے واپس مڑ گیا۔ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے ایک ٹائم
بم اٹھایا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔
"ٹھہرو۔ رک جاؤ" ــــ صفدر نے دروازے کے باہر
آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور دوڑ کر جاتا ہوا نوجوان ایک لمحے
کے لئے ٹھٹھک کر رکا اور پھر فوجی انداز میں اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔
"مت بلاؤ" ــــ صفدر نے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ نوجوان
تیزی سے واپس آیا اس نے دروازہ بند کیا اور تالا لگا کر اس
کے نمبر گھما دیئے۔ اور پھر تیزی سے صفدر کے پیچھے آنے لگا۔
صفدر اس سرنگ نما راستے میں گھومتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔
یہ راستہ گھوم کر دوبارہ اسی کمرے میں جاتا تھا۔ اور پھر صفدر
کی نظر ایک ایسے حصے پر پڑ گئی کہ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ یہاں
دنیا کے انتہائی طاقتور ترین بموں کا ذخیرہ موجود تھا۔ یہ بم بڑے
بڑے ڈیموں اور پلوں اور کثیر المنزلہ عمارتوں کو تباہ کرنے کے
کام آتے تھے۔ کوڈ میں ان کا نام سام بم تھا۔ عام طور پر ایسے
بم حجم میں کافی بڑے ہوتے تھے۔ لیکن صفدر یہ دیکھ کر حیران

رہ گیا۔ کہ یہاں چھ سام بم موجود تھے وہ حجم میں عام بموں سے
ذرا بڑے تھے۔ جنہیں آسانی سے اٹھا کر لے جایا جا سکتا تھا۔
یہ واقعی انتہائی جدید ساخت کے تھے
"اسے کھولو" ــــ صفدر نے کہا اور نوجوان نے جلدی
سے آگے بڑھ کر نمبروں والا تالا کھولا اور پھر اس کا دروازہ
کھول کر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
"تم باہر رکو گے" ــــ صفدر نے کہا اور نوجوان نے سر
ہلا دیا۔ صفدر اندر داخل ہوا اور اس طرح ٹہلنے لگا جیسے وہ
یہاں کا بغور جائزہ لے رہا ہو۔ یہاں ان بموں کی پیٹیاں دیوار
کے ساتھ نہ لگائی گئی تھیں بلکہ کمرے کے درمیان میں رکھی
گئی تھیں۔ دوسری طرف خلا تھا۔ ویسے تمام بموں کے فیوز
آف کئے ہوئے تھے۔ لیکن شاید اس کے باوجود انہیں اس
لئے دیوار سے ہٹا کر رکھا گیا تھا کہ ہوا کی آمدورفت ہر طرف
سے جاری رہے۔ یا کسی امکانی خطرے سے بچنے کے لئے
کیا گیا ہو گا۔ صفدر ان پیٹیوں کی عقبی طرف آیا اور پھر اس نے
بجلی کی سی تیزی سے جیب میں رکھا ہوا وہ ٹائم بم نکالا۔ اور
تیزی سے اس پر ایک گھنٹے کا وقت فکس کیا اور پھر اس نے
اسے دو پیٹیوں کے درمیان موجود ایک رخنے کے اندر رکھ دیا۔
اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ گیا۔ ٹائم بم سے ہلکی ہلکی ٹک
ٹک کی آواز نکلنے لگی۔ لیکن یہ اس قدر نفیس تھا کہ یہ آواز
بے حد ہلکی تھی۔ اس لئے صفدر مطمئن ہو کر آگے بڑھ گیا۔ چند

لمحوں بعد وہ باہر آگیا۔

"بند کر دو۔ سب او۔ کے ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور نوجوان کے مُنتے ہوتے چہرے پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے۔ صفدر آگے بڑھنے لگا۔ لیکن اس بار اس کے قدم پہلے سے تیز تھے۔ چند لمحوں بعد نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور دروازے کے راستے دوبارہ اس کمرے میں آ گئے۔ جہاں سے وہ دوسرے دروازے کے راستے اندر داخل ہوئے تھے۔ شاید ان کے اندر جانے کے بعد کمرے میں موجود دوسرا آہنی دروازہ بھی کھول دیا گیا تھا جیسے ہی صفدر اور وہ نوجوان کمرے میں داخل ہوئے کمرے میں بیٹھے ہوئے سارے فوجی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تنویر اور جولیا بھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے وہ دونوں بھی مستعدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"لیجئے باس"۔۔۔۔ نوجوان نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا ایک رجسٹر کھول کر صفدر کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک پین بھی اٹھا رکھا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ اس پر مختلف تاریخوں کے بعد او۔ کے کے الفاظ اور آخر میں دستخط کیے گئے تھے۔ صفدر سمجھ گیا کہ ہنگامی چیکنگ کے بعد شیفرڈ اس پر دستخط کرتا ہو گا۔ لیکن صفدر نے ایک نظر میں چیک کر لیا کہ دستخط کرنے اور لکھنے والے دو مختلف افراد ہیں۔ دونوں کے لکھنے کا انداز مختلف تھا۔

"ٹھیک ہے۔ او۔ کے لکھو"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے

کہا۔ اور نوجوان جلدی سے رجسٹر پر جھک گیا۔ اس نے تیزی سے تاریخ ڈال کر آگے او۔ کے لکھا اور پھر قلم صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر اس دوران شیفرڈ کے دستخطوں کو پورے غور سے دیکھ کر چیک کر چکا تھا۔ اس نے قلم لیا اور پھر بڑے اطمینان سے دستخط کر دیئے۔

"تھینک یو سر"۔۔۔۔ نوجوان نے اس کے ہاتھ سے قلم لیتے ہوئے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن ابھی وہ دروازے سے نکلا ہی تھا کہ وہ آدمی جو ان کے ساتھ جیپ میں آیا تھا دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"چیف جنرل بارٹر ایمرجنسی دورے پر آتے ہیں۔ ان کا ہیلی کاپٹر ابھی پہنچنے ہی والا ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو صفدر بھی چونک پڑا۔ کیونکہ اس وقت کسی جنرل کی آمد کا مطلب تھا کہ اُسے لامحالہ رکنا پڑے گا جب کہ وہ ٹائم بم لگا چکا تھا۔ اور دس منٹ بھی گزر چکے تھے۔ اب باقی اس اڈے کو تباہ ہونے میں صرف پچاس منٹ رہ گئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ ہم باہر جا کر ان کا استقبال کریں گے۔ آؤ پٹیریشیا"۔۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور باہر کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"مگر سر۔۔۔۔ یہ تو اصول کے خلاف ہے سر"۔۔۔۔ نوجوان نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ میرا حکم ہے" ـــــ صفدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے سر" ـــــ نوجوان نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔ اور پھر صفدر اور اس کے ساتھیوں کے جیپ پر بیٹھنے کے
بعد وہ نوجوان تیزی سے پہلے کی طرح پچھلے ٹائر پر چڑھ گیا۔
"سپیشل آؤٹ وے چلو" ـــــ نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔
ڈرائیور نے ایک لمحے مڑ کر حیرت سے اس نوجوان کو دیکھا۔ پھر
اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ اس بار جیپ کی رفتار بے حد
تیز تھی۔ وہ بجائے میدان کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے
کے اب درمیان سے ہو کر گزر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ میدان
کراس کر کے دو بیرکوں کے درمیان موجود ایک راستے میں
داخل ہوئی اور پھر شیشے کے بنے ہوئے دروازے کے سامنے
جا کر رک گئی۔ وہ نوجوان اچھل کر نیچے اترا۔ صفدر بھی نیچے اتر
آیا۔ اور اس کے بعد جولیا اور تنویر بھی۔
"سر۔ جنرل صاحب سپیشل آؤٹ وے سے آئیں گے۔
اس لئے میں یہاں آیا ہوں" ـــــ نوجوان نے کہا۔
"یس" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا شیشے
کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوچا تھا کہ یقیناً اس
سے آگے خصوصی ہیلی پیڈ بنایا گیا ہوگا۔ اس لئے اب اس نے
یہی فیصلہ کیا تھا کہ جنرل بارڈر کو اغوا کر کے وہ اس ہیلی کاپٹر
کے ذریعے ہی باہر میں چلے جائیں گے۔
"میں ساتھ آؤں سر" ـــــ نوجوان نے قریب آ کر پوچھا

"نہیں ـــــ تم یہیں رکو گے" ـــــ صفدر نے مڑے بغیر کہا۔
اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور تنویر
بھی داخل ہوئے۔ دوسری طرف ایک سرنگ نما راستہ تھا۔
جس کی دونوں سائیڈوں پر شیشے کی دیواریں چلی گئی تھیں۔ پیچھے کھڑے
نوجوان نے دروازہ ان کے عقب میں بند کیا۔ انہوں نے دروازہ
بند ہونے کی آواز سنی ہی تھی کہ اچانک سرر کی تیز آواز کے ساتھ
ان سے چند قدم آگے شیشے کی دیوار زمین سے نکل کر اوپر چھت
میں غائب ہو گئی۔ صفدر۔ تنویر اور جولیا تیزی سے واپس پلٹے
تو عقبی طرف موجود دروازہ بھی غائب ہو چکا تھا۔ اب وہاں بھی
شیشے کی مکمل دیوار تھی۔ جب کہ دوسری طرف وہ نوجوان کھڑا تھا۔
"سوری چیف۔ آپ نے بہت سے اصولوں کی خلاف ورزی
کی ہے۔ اس لئے اب آپ کا فیصلہ جنرل بارڈر خود کریں گے"
اس نوجوان کی آواز اس کیبن میں سنائی دی۔
"کیا مطلب ـــــ یہ تم نے کیا کیا ہے" ـــــ صفدر نے
انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔
"آپ تو خود اچھی طرح جانتے ہیں چیف کہ یہاں اصولوں کو کس
قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ اب جنرل بارڈر کے یہاں آنے تک
تو آپ کو یہاں رہنا ہی ہوگا" ـــــ اس نوجوان نے کہا۔ اور
تیزی سے چند قدم پیچھے کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے
لمحے جیپ نے موڑ کاٹا اور تیزی سے ان کی نظروں سے دور ہو
گئی۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے مشین گن اتاری

اور دوسرے لمحے اس نے شیشے کی دیوار پر فائر کھول دیا۔ لیکن گولیاں
اس شیشے سے ٹکرا کر اس طرح چپٹی ہو کر نیچے گر رہی تھیں جیسے یہ
شیشے کی بجائے فولاد کی دیوار ہو۔
"ختم کرو۔ یہ مخصوص قسم کا شیشہ ہے" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے
میں کہا اور تنویر نے ٹریگر سے انگلی اٹھالی۔
"میں نے ٹائم بم پر ایک گھنٹے کا وقت فکس کیا تھا۔ اور میرا
خیال تھا کہ ایک گھنٹے میں ہم آسانی سے یہاں سے نکل جانے
میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن بیس منٹ گزر چکے ہیں اور باقی
چالیس منٹ رہ گئے ہیں۔ اور چالیس منٹ بعد یہاں موجود انتہائی
کثیر مقدار اور انتہائی طاقتور اسلحہ پھٹ جائے گا۔ اور اس کے
بعد تو شاید اس پورے صحرا کا ایک ایک ذرہ آسمان پر اڑ
جائے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ صرف چالیس منٹ۔ ویری بیڈ۔ یہ جنرل نجانے کس
وقت پہنچے۔ اس کم بخت کو بھی اس وقت آنا تھا" ۔۔۔ جولیا نے
انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"یہ تو بہت مسئلہ بن گیا صفدر۔ ہمیں ہر صورت میں یہاں
سے نکلنا ہوگا" ۔۔۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا
ہوا عقبی دیوار کی طرف گیا اور اس نے دیوار کی جڑ میں ہاتھ پھیر کر
کوئی تار تلاش کرنی شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ اس
میکنزم کو کنٹرول کرنے والی کوئی نہ کوئی تار یہاں ضرور چھپی ہوئی
ہو گی۔ صفدر اور جولیا بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کیونکہ

بہرحال کچھ نہ ہونے سے تنویر کے اس آئیڈیے میں کچھ ہونے کا سکوپ
موجود تھا۔ لیکن باوجود انتہائی کوشش کے وہاں ایسی کوئی تار نظر
نہ آئی۔
"اب باقی پینتیس منٹ رہ گئے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے گھڑی پر
نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔ یہاں سے سامنے میدان میں موجود
افراد بھی نظر نہ آ رہے تھے۔ کیونکہ راستہ آگے جا کر ذرا سا خم
کھا جاتا تھا۔ وہاں سے صرف ایک بیرک کا اوپر والا حصہ یا اس
میدان کے اوپر موجود چھت ہی نظر آ رہی تھی۔
"وہ اسلحے کا سٹور تو میدان کی دوسری سمت میں ہے۔
یہاں تو اس کی طاقت بہرحال کم ہو ہی جائے گی" ۔۔۔ جولیا نے
امید بھرے لہجے میں کہا۔
"جس قدر طاقتور اسلحہ وہاں موجود ہے۔ یہاں تو کیا یہ پورا
صحرا فضا میں اڑ کر غائب ہو جائے گا" ۔۔۔ صفدر نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔
اور جولیا کے چہرے پر پیدا ہونے والی امید کی ہلکی سی
جھلک ایک بار پھر مایوسی کے اندھیرے میں ڈوب گئی۔
"کاش مجھے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو میں اس کی راستے میں
ہی گردن توڑ دیتا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ وہ اس وقت اس
ساری صورت حال کا اپنے آپ کو ہی مجرم سمجھ رہا تھا۔ لیکن اس
کی اس سوچ کے باوجود وقت انتہائی تیز رفتاری سے گزرتا جا رہا
تھا۔

"ارے یہ نامراد جنرل ہی آجائے کم از کم یہ رکاوٹ تو ہٹے" تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ لیکن ہر چیز جیسے اپنی جگہ ساکت تھی۔ صفدر کا تو بس اب اتنا ہی کام رہ گیا تھا کہ وہ صرف گھڑی دیکھتا رہے۔ اور اب صرف تینتیس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اسی لمحے اچانک صفدر کو ایک خیال آیا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

"کیا ہوا" ——— تنویر اور جولیا نے صفدر کو اچانک اس بری طرح چونکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ لیکن صفدر نے جواب دینے کی بجائے جلدی سے جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ اس نے شیفرڈ کے دفتر سے آتے ہوئے میز پر رکھا ہوا وہ سامان اٹھا کر جیبوں میں ڈال لیا تھا۔ جو جولیا نے مردہ شیفرڈ کی یونیفارم سے نکال کر میز پر رکھا تھا۔ اور اس میں ایک چھوٹا سا مگر جدید ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ دوسرے لمحے صفدر نے ٹرانسمیٹر جیب سے باہر نکالا۔ ٹرانسمیٹر فکسڈ فریکونسی کا تھا۔ صفدر نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"شیفرڈ کالنگ اوور" ——— صفدر نے شیفرڈ کے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ ماتھر اٹنڈنگ چیف اوور" ——— ایک اجنبی سی مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ماتھر۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور کیا کر رہے ہو اوور" ——— صفدر نے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔ کیونکہ اب

اس کا ذہن اس لئے ماؤف ہو رہا تھا کہ وہ اس ماتھر سے کیا بات کرے۔ اس نوجوان کا تو نام تک اسے معلوم نہ تھا جس نے انہیں یہاں بند کیا تھا ویسے اس نے جس طرح کام کیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سیکنڈ چیف تھا۔

"میں سر ——— میں آپریشن روم میں ہوں سر۔ اور ٹرانسمیٹر اٹنڈ کر رہا ہوں سر اوور" ——— ماتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جنرل بارڈر آ گئے ہیں اوور" ——— صفدر نے پوچھا۔

"ان کا ہیلی کاپٹر صحرا میں اتر چکا ہے سر۔ اور سیکنڈ چیف آتھر مین گیٹ کے اندر ان کے استقبال کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ مگر آپ کہاں ہیں سر۔ یہاں ہر آدمی یہی سوچ رہا ہے۔ لیکن سر اصول کی وجہ سے کوئی آتھر سے پوچھ نہیں سکتا سر۔ اب آپ نے بات کی ہے تو میں نے پوچھ لیا ہے سر اوور" ——— ماتھر نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماتھر سنو۔ سیکنڈ چیف آتھر غدار ہے۔ جنرل بارڈر اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ اس نے غداری کرتے ہوئے مجھے اور پیٹریشیا کو راہداری والے شیشے کے کیبن میں بند کر دیا ہے۔ تم فوراً حرکت میں آجاؤ اور جنرل بارڈر کے آنے سے پہلے اس کیبن کو کھول دو۔ جلدی کرو۔ اٹ از مائی آرڈر اوور" ——— صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب گلاس کیبن سے ہے۔ مگر اس کا کنٹرول

تو یہاں آپریشن روم میں نہیں ہے اور اصول کے مطابق مجھے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اب کیا ہوگا سر۔ اوور" ۔۔۔۔ ماتھر نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فوراً کسی کو بھیجو۔ اسے کھولنے کے لئے۔ ورنہ جنرل بارٹر اور اڈہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اوور" ۔۔۔۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اصول کے مطابق کوئی بھی اپنی ڈیوٹی سے نہ ملے گا۔ ٹھہریں سر۔ میں جنرل بارٹر کو کال کرتا ہوں۔ ان کے پاس سپیشل ایمرجنسی ٹرانسمیٹر ہر وقت رہتا ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ماتھر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ صورت حال اور زیادہ گھمبیر ہو چکی تھی۔ کیونکہ اب صرف بیس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اور ان بیس منٹوں کے دوران اگر وہ یہاں سے آزاد بھی ہو جاتے تب بھی یہاں سے زندہ سلامت نکل جانا محال تھا۔ اور ظاہر ہے جنرل بارٹر کو صورت حال سمجھنے اور کچھ فیصلہ کرنے میں کافی وقت لگ جانا تھا۔ اب اُسے تو معلوم نہ تھا کہ اڈے میں ٹائم بم لگا دیا گیا ہے۔

"صفدر۔ تم ایسا کرو انہیں بتا دو کہ تم نے ٹائم بم لگایا ہے۔ کم از کم وہ فوری طور پر اُسے تو آف کر دیں گے۔ اس طرح ہماری جانیں تو بچ جائیں گی بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔

"سوری جولیا۔ اول تو اب اتنا وقت نہیں رہا کہ سارے دروازے کھولے جائیں۔ اور پھر وہاں سے ٹائم بم آف کیا جائے۔ اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی میں ایسا نہ کرتا۔ اس اڈے کی تباہی ہمارا مشن ہے۔ اور اس اڈے کی تباہی سے نمبیا میں ڈوگو فائٹرز کی کمر ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر مشن کی وجہ سے ہماری جانیں چلی جاتی ہیں تو مشن کے مقابلے میں یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری صفدر۔ بس ایسے ہی ذہن میں یہ بات آ گئی تھی" ۔۔۔۔ جولیا نے صفدر کے جذبے کے سامنے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

تنویر اب خاموش کھڑا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ شاید کوئی ایسی تجویز سوچنے میں مصروف تھا جس سے یہاں سے نکلا جا سکے۔ لیکن اس آرتھر نے انہیں ایسی جگہ لا کر رکھا تھا کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہی نظر نہ آ رہی تھی۔ اور وقت تھا کہ مسلسل اور تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور صفدر نے چونک کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف ۔۔۔۔ میں ماتھر بول رہا ہوں اوور" ۔۔۔۔ ماتھر کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس اوور" ۔۔۔۔ صفدر نے اس بار انتہائی سنبھلے ہوئے

لہجے میں کہا۔ کیونکہ اب وہ ذہنی طور پر موجودہ صورت حال سے
سمجھوتہ کر چکا تھا۔

"چیف۔ میں نے بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن جنرل بارٹر
سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا انکے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر نہیں ہے شاید
میں نے باہر ڈیوٹی والے کو آپ کی بات سمجھانی چاہی لیکن اس
نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب کیا کرنا ہے اوور"
ماتھر نے انتہائی بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جنرل بارٹر کی قسمت۔ میں کیا کر سکتا
ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے لاشعوری انداز میں
اُسے جیب میں ڈال لیا۔

"اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اور تنویر دونوں نے سر ...
دیئے۔ اب دونوں کے چہروں پر صفدر کی طرح انتہائی گھمبیر
سنجیدگی کی چادر چڑھ چکی تھی۔ آدمی اس وقت تک ضرور گھبراتا
ہے جب تک اُسے زندگی کی امید نظر آتی رہتی ہے۔ لیکن
جب یہ امید ختم ہو جاتی ہے تو پھر اس کی گھبراہٹ ایک
جامد سی سنجیدگی میں بدل جاتی ہے۔ اور اس وقت ان تینوں کی
یہی کیفیت تھی۔ ان کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ چہرہ پتھریلا
سا ہو رہا تھا اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں جیسے وہ شیشے
کے پار راستے کی بجائے خلا میں کہیں دور جھانک رہے ہوں۔

شاید وہ اس دنیا کی سرحد سے پرے اس دنیا میں جھانک رہے تھے۔
جہاں دس منٹ بعد انہوں نے جانا تھا اور پھر ہمیشہ وہیں رہنا تھا۔
کہ اچانک وہ تینوں بیک وقت چونک پڑے کیونکہ راستے پر
سے دس فوجی تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔
ان میں سے سب سے آگے ایک لمبے قد کا فوجی تھا جس کا منہ
جنگلی گھوڑے کی طرح کا تھا۔ آنکھوں پر نظر کا نفیس چشمہ تھا۔ سر پر
فوجی کیپ تھا لیکن اس کی سائیڈوں سے برف کی طرح سفید بالوں
کی جھالر صاف نظر آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر اتنی دور سے بھی
انتہائی سفاکی صاف نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ سیکنڈ چیف
ماتھر تھا اور اس کے پیچھے آٹھ مشین گنوں سے مسلح فوجی تھے۔ وہ
پیدل ہی اس طرف آ رہے تھے۔ وہ تینوں ہی سمجھ گئے کہ سب
سے آگے آنے والا وہی جنرل بارٹر ہے۔ جس کی اچانک آمد
کی وجہ سے وہ یہاں پھنس گئے ہیں۔ صفدر نے لاشعوری طور پر
گھڑی دیکھی۔ اب ٹائم بم پھٹنے میں صرف چار منٹ باقی رہ گئے
تھے۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سام بم سیکشن میں موجود ٹائم بم
کو آف کیا جا چکا ہے"۔۔۔ جنرل بارٹر نے بھوکے بھیڑیئے کی
طرح دانت نکوستے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس نے
شاید صفدر کو کلائی کی گھڑی میں وقت دیکھتے چیک کر لیا تھا۔
لیکن اس کے اس فقرے کی وجہ سے ان تینوں کے حلق سے
بیک وقت طویل سانس نکل گئے۔

"سنو۔ تم یقیناً وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو جو جیسورا کرنل جوہم
کو قتل کرنے کے بعد چھاؤنی پہنچے اور پھر کمانڈر لارل کو اغوا کر کے
ہیلی کاپٹر سے باہر نکلے۔ لیکن بر وقت اطلاع مل جانے پر تمہارے
ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا گیا۔ کمانڈر لارل کی لاش بھی مل گئی ہے۔ پھر
تم لوگ جنگل میں جا اترے۔ ایئر چیف راشکل سے حماقت سرزد ہوئی
اور اس نے تمہاری لاشیں یہاں بھجوا دیں۔ لیکن تمہاری بدقسمتی کہ
جنگل میں سے ڈاکٹرز کی لاشوں کے ساتھ ساتھ پیٹریشیا کی لاش
بھی دستیاب ہو گئی۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم لوگ یہاں
میک اپ میں آتے ہو۔ کیونکہ وہاں کھلا میک اپ باکس بھی
مل گیا تھا۔ مجھے چونکہ تمہاری چھاؤنی پہنچنے کی اطلاع کمانڈر لارل
نے دے دی تھی۔ اس لئے میں فوراً چھاؤنی پہنچا لیکن وہاں سے
جب حالات معلوم ہوئے تو میں جنگل پہنچا۔ اور وہاں سے سیدھا
یہاں آ رہا ہوں۔ راشکل کو اس کی حماقت کی سزا موت کی صورت
میں ملی ہے۔ یہاں اڈے میں آتے ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ تم نے
شیفرڈ کے روپ میں دین سٹور میں ٹائم بم فٹ کیا لیکن وہ
مخصوص مشینری کی وجہ سے فوراً چیک ہو گیا۔ اور اسے آف
بھی کر دیا گیا۔ آرتھر کو اصلی حالات کا اس وقت تک علم نہ تھا
یہاں چونکہ تربیت انتہائی سختی سے اصولوں پر قائم رہنے کی دی
جاتی ہے اور تم سے کئی بے اصولیاں ہوئی تھیں اس لئے آرتھر
نے اپنے طور پر تمہیں یہاں قید کر دیا تھا۔ لیکن اُسے یہ معلوم
تھا کہ تم شیفرڈ کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ چنانچہ

تے ہی جیسے آرتھر نے اطلاع دی میں اس کی اس عقلمندی اور اصول
پسندی پر بے حد خوش ہوا ہوں اور میں نے اُسے شیفرڈ کی بجائے
س مین اڈے کا فل چیف بنا دیا ہے۔ اور اُسے یہ احکامات دے
یئے ہیں کہ وہ تمہیں یقینی طور پر ہلاک کر دے ۔۔۔ جنرل بارٹر
نے کرخت لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"یہ سب کچھ آپ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اس آرتھر نے آپ
کو یہ سب کچھ بتایا ہے جنرل بارٹر۔ یہ آرتھر غدار ہے۔ یہ یقیناً کوابو
لا آدمی ہے۔ یہ لمبی سازش کر رہا ہے۔ میں نے دین سٹور کا ہنگامی
رہ ضرور کیا لیکن وہ میرا معمول ہے۔ وہاں میں نے ٹائم بم ہرگز
یں رکھا۔ یہ سب کچھ اس کی اپنی کارستانی ہے۔ آپ بے شک
قیقات کرا کر دیکھ لیں۔ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ پیٹریشیا نقلی
ے۔ یہ پیٹریشیا کھڑی ہے۔ آپ اس کا میک اپ چیک کرائیں۔
ہ اس سے دل و جان سے محبت کرتا ہوں۔ میں ایک نظر میں پہچان
تا ہوں کہ کیا یہ اصلی ہے یا نقلی۔ یہ دنیا کا سب سے کامیاب
ک اپ کر کے بھی سامنے آ جاتی تب بھی میں ایک نظر میں اسے
ان لیتا آپ سب سے بڑے آفیسر ہیں۔ آپ باقاعدہ خود تحقیقات
یں آپ کو اصل سازش کا یقیناً علم ہو جائے گا۔ ویسے آپ
ہیں بے شک ہمیں گولیوں سے اڑا دیں۔ ہم آپ کے حکم
ے تحت مرنا اپنے لئے فخر سمجھیں گے" ۔۔۔ صفدر نے شیفرڈ
ے لہجے میں انتہائی جذباتی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"یہ جھوٹ کہہ رہا ہے سر۔ بکواس کر رہا ہے سر" ۔۔۔ آرتھر

صفدر کی اس تقریر سے بوکھلا سا گیا تھا۔

"اسے بھی گرفتار کر لو۔ واقعی مجھے تحقیقات کرنے کے بعد فیصلہ دینا چاہیئے تھا" ——— جنرل بارٹر نے پیچھے کھڑے فوجیوں سے کہا۔ اور فوجی بھوکے عقابوں کی طرح آرتھر پر جھپٹ پڑے۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے ہاتھوں کو عقب میں کر کے اس میں ہتھکڑی ڈالی جا چکی تھی۔ آرتھر کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو رہا تھا۔

"سنو آرتھر۔ یہ لوگ ابھی یہیں رہیں گے۔ تم میرے ساتھ اس کے دفتر چلو۔ تمہاری رپورٹ کے مطابق یہ لوگ وہیں سے نکل کر سیدھے دیپن سٹور میں گئے۔ اور پھر وہاں سے تم نے انہیں یہاں قید کر دیا۔ اس لیے لازماً وہ لاشیں جو جنگل سے لائی گئی تھیں اُسی دفتر میں موجود ہوں گی اور اگر یہ اصل شیفرڈ نہیں ہے تو پھر اصل شیفرڈ کی لاش بھی وہیں موجود ہو گی۔ آؤ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے" ——— جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"آپ مجھے ساتھ لے چلیں سر۔ میں ثابت کر دوں گا کہ اس آرتھر نے غداری کی ہے" ——— صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ لیکن جنرل بارٹر نے اس کی بات سنی ان سنی کی اور اسی طرح دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فوجی بندھے ہوئے آرتھر کو دونوں طرف سے بازو سے پکڑے اس کے پیچھے لے جا رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ سب ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"یہ جنرل بارٹر تو بے حد ہوشیار ہے۔ اب شیفرڈ کی لاش

ملنے کے بعد تو سب کچھ بہر حال ظاہر ہو ہی جائے گا" ——— جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"ارے۔ میں بھی واقعی دنیا کا سب سے بڑا احمق ہوں" ——— تنویر خاموش کھڑا کھڑا ایک لخت چیخ پڑا۔ تو وہ دونوں حیران ہو کر اُسے دیکھنے لگے۔ لیکن تنویر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دوبارہ شیشے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ دیوار کچھ دور تھی کہ تنویر نے یک لخت ہائی جمپ کیا اور جیسے کوئی بھاری پرندہ دوڑ کر فضا میں پرواز کر جاتا ہے۔ اس طرح وہ ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کے اس حصے تک گیا جو چھت میں جا کر غائب ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ وہاں تک پہنچنے کی بجائے نیچے ہی رہ گئے۔ اور تنویر کے جسم نے ہوا میں قلابازی کھائی اور وہ واپس زمین پر آ کھڑا ہوا۔

" اوہ۔ واقعی میں احمق ہوں" ——— نیچے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پہلے سے زیادہ زور سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے شیشے کا یہ کمرہ ریوالور کے پے درپے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے صفدر اور جولیا جو انتہائی حیرت بھرے انداز میں کھڑے دیکھ رہے تھے۔ بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ تیسرے دھماکے کے ساتھ ہی شیشے کی عقبی دیوار سر سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی زمین میں غائب ہو گئی۔

"ارے یہ کیا" ——— صفدر اور جولیا نے بے اختیار بوکھلائے

ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
" ہاں ——— میں واقعی احمق بن گیا تھا۔ لیکن شکر ہے
مجھے جلدی عقل آ گئی۔ آؤ اب نکل چلیں " ——— تنویر نے مسرت
سے بھرپور کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھنے
لگا۔ صفدر اور جولیا بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ ان کے چہروں
پر حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔
یہ سرنگ نما راستہ دور آگے جا کر اوپر کو چڑھتا گیا۔ اور
پھر آگے جا کر وہ چھت سے تقریباً مل گیا۔ لیکن سائیڈ میں موجود
سرخ رنگ کا ایک ہک انہیں دور سے ہی نظر آ گیا تھا۔ تنویر
ان سے آگے تھا۔ اس لئے اس نے یک لخت ہک پکڑ کر زور
سے کھینچا تو راستے کے اوپر موجود چھت کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی
گئی۔ اب باہر آسمان صاف نظر آ رہا تھا اور وہ تینوں اچھل کر
باہر ریت پر چڑھ گئے۔ جولیا بھاگ کر ایک ٹیلے کے پیچھے گئی
اور اس نے ریت کے ٹیلے کے عین درمیان میں موجود ایک
خشک سی جھاڑی کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے
ساتھ وہ ڈھکن دوبارہ برابر ہو گیا اب وہاں ہر طرف ریت ہی
ریت نظر آ رہی تھی۔ لیکن جولیا ریت کے ٹیلے کی اوٹ سے
واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھی ہی تھی کہ یک لخت دوڑتے
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ٹھٹھک کر
ادھر دیکھنے لگے جدھر سے یہ آوازیں آئی تھیں۔ چند لمحوں بعد
تین مسلح فوجی ایک ٹیلے کی اوٹ سے نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں

مشین گنیں تھیں۔ لیکن ان کو دیکھتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکے
اور پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں انہوں نے سیلوٹ مار دیئے۔
" اوہ۔ آپ تھے چیف۔ ہم سمجھے کہ نجانے سپیشل ڈے سے
کون آیا ہے۔ کیونکہ ابھی جنرل بارٹم اندر گئے ہیں اور انہوں نے
ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم انتہائی چوکنا رہیں " ——— ایک فوجی نے
تیز لہجے میں کہا۔
" جنرل بارڈ کا ہیلی کاپٹر " ——— صفدر نے سخت لہجے میں
کہا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ تاکہ
اگر ہیلی کاپٹر اڈے کے اندر لے جایا گیا ہے تو یہ فوجی مشکوک
نہ ہوں اور اگر باہر ہو تو یہ بتا دیں۔
" موجود ہے چیف ہین ڈے پر سر " ——— فوجی نے صفدر
کی توقع کے عین مطابق جواب دیا۔
" اوہ۔ آؤ۔ ہم نے اسے چیک کرنا ہے۔ اٹ از ایمرجنسی " ———
صفدر نے کہا۔
" یس سر ——— آیئے سر " ——— فوجی نے کہا اور تیزی
سے مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی ساتھ ہی مڑ گئے۔
" ڈبل اپ اٹ از ایمرجنسی " صفدر نے مخصوص فوجی انداز میں کہا۔
" یس سر " ——— فوجی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں
دوڑنے لگے۔ صفدر، تنویر اور جولیا بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دو ریت کے ٹیلوں کے درمیان
ایک چھوٹا لیکن انتہائی تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ گیا جس

پر سرخ دائرے کا بڑا سا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے گرد مسلح فوجی باقاعدہ گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ انہیں دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ چونک پڑے لیکن پھر یک لخت متحد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گئے۔

"یہیں رکو۔ ہم نے اسے چیک کرنا ہے۔ چلو بیٹھو۔ تھامسن اور ٹیریشیا۔ ہری اپ"۔۔۔۔ صفدر نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے پہلے وہاں موجود فوجیوں سے کہا اور پھر وہ تنویر اور جولیا سے مخاطب ہوا تھا۔ تنویر اور جولیا اچھل کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے تو صفدر بھی اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر تیر کی طرح فضا میں بلند ہوتا گیا۔ صفدر نے کچھ بلندی پر لے جا کر ہیلی کاپٹر کو معلق کر دیا۔ اور اب وہ غور سے ہیلی کاپٹر کی مشینری کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت اسے غوطہ دیا اور پھر ان فوجیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا ہیلی کاپٹر دوبارہ اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں نے بے تحاشا گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موجود سارے فوجی مری ہوئی مکھیوں کی طرح ڈھیر ہوتے گئے۔ صفدر ہیلی کاپٹر کو اسی طرح اونچائی پر لے جاتا گیا۔ اور پھر اس نے جنوب کی طرف اس کا رخ موڑا اور اسے انتہائی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

"اب کہاں جا رہے ہو"۔۔۔۔ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا۔

"میں اس صحرا کا راؤنڈ لگا رہا ہوں تاکہ اگر کوئی اور فوجی موجود ہو تو اس کا بھی خاتمہ کر دوں۔ اس کے بعد ہم نے یہیں چھپنا ہے۔ کیونکہ بہرحال اڈہ تو تباہ کرنا ہی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے گمبھیر لہجے میں کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد اچانک صفدر کو ایک خیال آیا تو اس نے جیب سے وہی سپیشل ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ جس سے اس نے گلاس کیبن میں ماتھر سے بات کی تھی۔ اس نے اسے کا بٹن آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی۔

"ہیلو ہیلو۔ شیفرڈ کالنگ اوور"۔۔۔۔ صفدر نے شیفرڈ کے لہجے میں کہا۔

"یس ماتھر اٹنڈنگ ۔۔۔۔ چیف میں آپ کو بی۔ ون سیٹ پر دیکھ رہا ہوں۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ گلاس کیبن میں ہیں۔ پھر ہیلی کاپٹر پر کیسے پہنچ گئے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"وہ اس آرتھر نے سازش کی تھی اس نے ویپن سٹور میں سام بموں کے سیکشن میں از خود ٹائم بم فکس کر دیا اور پھر اسے آف بھی کر دیا۔ اس طرح اس نے جنرل بارٹر کو قائل کر لیا کہ میں غدار ہوں۔ حالانکہ غدار وہ خود ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے باہر آنا پڑا۔ تم ایسا کرو کہ جنرل بارٹر سے ٹرانسمیٹر پر میری بات کراؤ۔

"وہ لازماً میرے دفتر میں ہوں گے اوور" ___ صفدر نے کہا۔

"آپ کے دفتر میں کیسے بات ہو سکتی ہے باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے خود ہی تو وہاں جنرل ٹرانسمیٹر نہیں لگوایا۔ اور سپیشل ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھا۔ جس سے آپ کی میری بات ہوتی تھی۔ اس کے بغیر تو دفتر سے کال بھی نہیں ہو سکتی۔ ویسے باس آپ اس سپیشل ٹرانسمیٹر سے ویپن سٹور کو باآسانی چیک کر سکتے ہیں کہ وہاں کیا سازش ہوئی۔ آپ کا ٹرانسمیٹر تو سب سے خاص ہے۔ اگر اس نے کوئی ٹائم بم لگایا ہو گا اور اُسے آف کیا ہو گا تو آپ اپنے ٹرانسمیٹر سے چیک کر کے جنرل بارڈر کو مطمئن کر سکتے ہیں اوور" ___ ماتھر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ واقعی کوئی سادہ لوح ٹیکنیشن ٹائپ آدمی تھا۔ جو سادہ لوحی میں سب کچھ ازخود بتائے جا رہا تھا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں اوور اینڈ آل" ___ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو کچھ اور بلندی پر جا کر اُسے فضا میں ہی معلق کیا۔ اور اس کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور وہ چھوٹا لیکن جدید قسم کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا جو اس نے پہلے لاشعوری طور پر جیب میں ڈال لیا تھا۔ لیکن پھر اُسے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔

"یہ ماتھر کیا کہہ رہا ہے۔ یہ تو صرف فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اس سے ویپن سٹور کیسے چیک ہو سکتا ہے" ___ صفدر

نے حیرت بھرے انداز میں اس ٹرانسمیٹر کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھاؤ اسے" ___ پیچھے بیٹھے تنویر نے کہا اور اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ کیونکہ تنویر ٹرانسمیٹروں کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اُسے ان پر ریسرچ کرنے کا ذاتی شوق تھا۔

"ارے صفدر۔ یہ تو ٹاپ سائیکل زیرو دن ٹرانسمیٹر ہے۔ اوہ اوہ۔ یہ تو انتہائی قیمتی ٹرانسمیٹر ہے" ___ تنویر نے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے خوشی سے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ___ کیا کہنا چاہتے ہو" ___ صفدر نے چونک کر کہا اور جولیا بھی حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگی۔

"صفدر۔ یہ آل پرپز ٹرانسمیٹر ہے جسے اس وقت جدید دنیا کا سب سے قیمتی ٹرانسمیٹر کہا جاتا ہے۔ یہ تو مکمل آپریٹنگ مشین ہے۔ ایک منٹ" ___ تنویر نے کہا اور پھر اس نے چونک کر انسمیٹر کے نچلے حصے پر دو انگلیاں زور سے رگڑیں تو ایک لمبی ی پلیٹ اندر غائب ہو گئی۔ اب ٹرانسمیٹر کی وہ پوری پٹی خالی ہو گئی تھی۔ اندر چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب لگے ہوئے تھے جب کہ یک سائیڈ پر ایک ناب تھی جس کے اوپر ایک سفید رنگ کی چھوٹی ی سکرین بھی موجود تھی اور ساتھ ایک ڈائل تھا۔

"اوہ۔ اس سے تو یہاں بیٹھے پورا ویپن سٹور اڑایا جا سکتا ہے" ویر نے مسرت سے قلقاری مارتے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر دیکھ

کہ اس کے چہرے پر ایسی مسرت نظر آ رہی تھی جیسے کسی کو ہفت اقلیم کی دولت میسر آ گئی ہو۔

"اسلحہ خانہ اڑایا جا سکتا ہے یہاں سے۔ وہ کیسے"۔۔۔۔ صفدر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ابھی دیکھو۔ میں ابھی یہ اسلحہ خانہ اڑا دیتا ہوں اس ٹرانسمیٹر سے وہاں موجود ایسے تمام اسلحے کو چارج کیا جا سکتا ہے۔ جس میں فیوز لگے ہوئے ہوں۔ اور ٹائم بم میں تو فیوز لازمی لگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ فوری طور پر پھٹ جائیں گے اور اگر کسی اور میں بھی فیوز ہو گا تو وہ اڑ جائے گا۔ اس کی چارجنگ رینج ایک سو کلو میٹر ہے۔ یہ انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر ہے"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اس نے ناب گھمانی شروع کر دی۔ ناب گھومتے ہی ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی ڈائل پر سرخ رنگ کے ہندسے بدلنے لگے۔ لیکن ابھی تنویر نے ذرا سی اور ناب گھمائی تھی کہ یک لخت ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی۔ اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفدر اور جولیا بھی چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو۔ پاکیشیائی ایجنٹس ۔۔۔۔ میں جنرل بارٹر بول رہا ہوں۔ تم بچ کر نہیں جا سکتے۔ یہ بات سن لو۔ میں بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر اوور"۔۔۔۔ جنرل بارٹر کی انتہائی غصیلی اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ غصے میں پاگل ہونے تک پہنچ چکا ہے۔

"تم احمقوں کے جنرل ہو بارٹر۔ تمہاری یہ جنگلی گھوڑا بیس خالی ہو تھی ابھی بند ہو جائے گی ابھی چند لمحے انتظار کرو۔ اوور"۔۔۔۔ اس بار تنویر نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ ۔۔۔۔ نانسنس۔ شٹ اپ فار ایور"۔۔۔۔ جنرل بارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ تنویر کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر بری طرح لڑکھڑایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دل ہلا دینے والا خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اس خوف ناک دھماکے میں تنویر، صفدر اور جولیا تینوں کی چیخیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ ان چیخوں کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ ان کی زندگی کی آخری چیخیں ہیں۔

بڑی سی فوجی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی
ایک چوک پر دائیں طرف جانے والی سڑک پر مڑی ہی تھی کہ سڑ
کے دونوں اطراف میں کھڑے فوجیوں نے ہاتھ اٹھا کر اُسے رو
دیا۔ اس وقت آدھی رات کا وقت تھا۔ اور سڑکیں بالکل سنسا
نظر آ رہی تھیں سرد موسم کی وجہ سے ہر طرف دھند سی چھائی ہوئی
لیکن یہ دھند دبیز نہ تھی۔ اس لئے مناظر صاف نظر آ رہے تھے
البتہ سردی میں خاصا اضافہ ہوگیا تھا۔ فوجیوں کے اشارہ دی
ہی ڈرائیور نے جیپ روک دی۔

"شناخت" ___ ایک آفیسر نے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے
ہوئے فوجی آفیسر سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ فوجی آفیسر نے جیب
سے ایک کارڈ نکالا اور شناخت طلب کرنے والے آفیسر کے ہاتھ پر
دیا۔ اس کا انداز نخوت آمیز تھا جیسے کارڈ دکھا کر وہ اس فوجی

سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو۔ فوجی نے جیب سے ٹارچ نکال کر اس
کی روشنی کارڈ پر ڈالی۔ اور چند لمحوں تک اُسے غور سے دیکھتا رہا۔
پھر اس نے ٹارچ بند کی اور اُسے جیب میں رکھ کر اس نے کارڈ
واپس فوجی آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر۔ او۔ کے ہے۔ لیکن سر آپ تھرڈ ایونیو پر کہاں جانا
چاہتے ہیں" ___ آفیسر نے کارڈ واپس کرتے ہوئے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"بلکی ہاؤس۔ اٹ از سیکرٹ مشن" ___ آفیسر نے سیٹ
پر بیٹھے فوجی آفیسر سے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ آپ وہاں نہیں جا سکتے۔ اٹ از آرڈرز سر۔ اور
ہم یہاں اس لئے کھڑے ہیں۔ ویسے بلکی ہاؤس کے باہر باقاعدہ
چیکنگ پوسٹ بنا دی گئی ہے۔ اور بلکی ہاؤس کو فوجیوں سمیت
ہر آدمی کے لئے ریڈ ایریا قرار دیا جا چکا ہے۔ اندر صرف وہی
لوگ جا سکتے ہیں جن کے پاس سپیشل پاس ہوتا ہے۔ اس لئے آپ
واپس چلے جائیں" ___ فوجی کا لہجہ تو مؤدبانہ تھا لیکن اس میں
ہلکی سی سختی کا عنصر بھی موجود تھا۔

"کس کے آرڈرز کی بات کر رہے ہو۔ میں ___ چیف او سلو کی
اجازت سے جا رہا ہوں" ___ فوجی آفیسر نے انتہائی کرخت
لہجے میں کہا۔

"سوری سر ___ یہ جنرل بارڈ کے احکامات ہیں" ___ آفیسر
نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ چلو ڈرائیور واپس چلو۔ میں ٹرانسیٹ پر بات کر لوں گا" ۔۔۔ فوجی آفیسر نے کہا۔
اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کو ٹرن دیا اور واپس چوک کی طرف بڑھ گیا۔ چوک سے وہ اسی سڑک پر مڑ گیا جدھر سے آیا تھا۔
" ادھر دائیں طرف کچے راستے پر موڑ لو ٹائیگر۔ اب ہمیں دوسرا راستہ استعمال کرنا پڑے گا" ۔۔۔ اس بار سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے فوجی افسر نے کہا۔ وہ دراصل عمران تھا۔
" دوسرا راستہ۔۔۔ کیا مطلب باس۔ کوئی اور راستہ بھی آپ جانتے ہیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے جو ٹائیگر تھا کچے راستے پر جیپ کو موڑتے ہوئے چونک کر کہا۔
" دوسرا راستے سے مطلب ہے کہ کسی اور روپ میں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ جیپ تیزی سے اس کچے راستے پر آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ کافی آگے جا کر ایک ویران سی عمارت آ گئی۔ اس کچے راستے کا اختتام اس عمارت پر ہی ہوا تھا۔ یہ کوئی قدیم مکان تھا۔ جو اب کھنڈرات کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ جیپ اس کھنڈرات کے سامنے جا کر رک گئی۔
" اندر لے چلو۔ یہ کھنڈر ویران ہے" ۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کو آگے بڑھا دیا۔ کھنڈر کے اندر ہچکولے کھاتی ہوئی جیپ آگے بڑھتی گئی۔ اور پھر ایک

ٹوٹی ہوئی دیوار کے قریب جا کر رک گئی۔ کیونکہ اس سے آگے راستہ مسدود تھا۔ جیپ رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے جوزف اور جوانا بھی نیچے آ گئے۔ اس وقت وہ سیاہ فام کی جگہ سفید فام بنے ہوئے تھے۔ عمران نے نہ صرف ان کے رنگ بلکہ ان کے چہرے کے خدوخال میں بھی ایسی تبدیلی کر دی تھی کہ اس میک اپ میں وہ کسی طرح بھی وہی جوزف اور جوانا نہ لگ رہے تھے جو دراصل تھے۔ صرف ان کے جسم اور قد و قامت وہی تھے۔ ان کے جسموں پر بھی فوجی یونیفارمز تھیں۔
" جوزف۔ جیپ کے عقب میں موجود بڑا بیگ باہر نکالو۔ اور یہ یونیفارمز اتار دو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم پر موجود یونیفارم بھی اتارنی شروع کر دی۔ ٹائیگر اور جوانا نے بھی اس کی پیروی کی۔ یونیفارمز کے اندر انہوں نے سیاہ رنگ کی چست جیکٹیں اور سیاہ پتلونیں پہنی ہوئی تھیں۔ جوزف نے بیگ جیپ سے باہر نکال کر رکھا اور پھر اس نے بھی اپنی یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔ عمران نے اپنی گردن پر چٹکی بھری اور چند لمحوں بعد اس نے چہرے، سر اور گردن پر موجود ماسک اتار کر جیپ کے اندر اچھال دیا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔
" تمہیں بھی اس فوجی نے دیکھ لیا ہے۔ اس لئے تم بھی ماسک اتار دو۔ صرف جوزف اور جوانا اسی میک اپ میں رہیں گے کیونکہ یہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ اسے اچھی طرح نظر نہ آئے

ہوں گے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے اپنے چہرے اور سر پر موجود ماسک اتار دیا۔

"کیا اب ہمیں دوسرا میک اپ کرنا ہو گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ بیگ میں میک اپ کا سامان ہی نہیں۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ جنرل بارڈر اس طرح کے احکامات بھی دے سکتا ہے" عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر بیگ کھولا۔ اس بڑے سے بیگ کے اندر موجود چھوٹے لیکن طاقتور بم موجود تھے۔ ڈائنامیٹ سٹکس بھی تھیں۔ اور اسی طرح کا دوسرا تباہ کن اسلحہ بھی۔ یہ سارا اسلحہ۔ فوجی یونیفارم اور جیپ وغیرہ کا بندوبست ٹائشو نے کیا تھا۔

"ماسٹر آپ زیادہ چکر بازی میں مت پڑیں اور سیدھا سیدھا اس ملکی ہاؤس پر ریڈ کر دیں جو نظر آئے اڑا دیں"۔۔۔۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور ہم خود سلیمانی ٹوپیاں پہن لیں۔ کسی کو ہم بھی تو نظر آئیں گے۔ اور پھر یہ ملکی ہاؤس کسی بڑھیا کا مکان نہیں ہے جہاں وہ اپنے ایک مریل سے کتے کے ساتھ رہ رہی ہو گی۔ یہ ڈوگو فائٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور ڈوگو فائٹرز تنظیم کے ذریعے وہ پورے ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا پر قیامت توڑنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہر کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کوئی ہیلی کاپٹر اغوا کر کے

اس کے ذریعے ڈائریکٹ اندر جا اتریں۔ ورنہ باہر سے تو اندر پہنچنا ہی ایک مسئلہ بن جائے گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو تو وہ آسانی سے ہٹ کر دیں گے۔ انہوں نے اس کا انتظام کر رکھا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے بیگ کو زمین پر الٹ دیا۔

"سب اپنی اپنی جیبیں بھر لیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود بھی اس نے ڈھیر میں سے مختلف قسم کا اسلحہ اٹھا اٹھا کر جیکٹ اور پتلون کی جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں ہی وہ ڈھیر صاف ہو گیا۔ مشین گنیں انہوں نے کاندھوں سے لٹکا لیں۔ اور اس کے ساتھ میگزین بیلٹ سے باندھ لئے۔

"آؤ اب چلیں۔ یہاں کھنڈر میں ہماری واپسی تک یہ سب چیزیں محفوظ رہیں گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ کھنڈر سے باہر جاتے ہوئے راستے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ اور ٹائیگر دونوں اصل چہروں میں تھے۔ جب کہ جوزف اور جوانا سفید فام بنے ہوئے تھے۔

کچے راستے پر چلتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد سڑک پر پہنچ گئے۔ یہاں ساؤتھ افریقہ میں چونکہ لوالو کے گوریلا حملوں کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہتا تھا اس لئے رات پڑتے ہی ہر شخص اپنے اپنے گھروں میں گھس جاتا تھا۔۔۔۔ اور سڑکیں سنسان ہو جاتی تھیں۔ صرف فوجی گاڑیاں ہی گشت کرتی رہتی تھیں۔

عمران نے سڑک پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر دوڑ کر اس

نے سڑک کراس کی اور دوسری طرف موجود عمارتوں کے طویل سلسلے
کے درمیان ایک چوڑی سی گلی میں گھس گیا۔ اس کے ساتھی اس
کے پیچھے تھے۔ گلی آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ عمران انہی گلیوں میں سے
گزرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے وہ
پیدا ہی انہی گلیوں میں ہوا ہو۔ حالانکہ وہ زندگی میں پہلی بار ساؤتھ
افریقہ آیا تھا۔ لیکن اس نے ٹاشو کے ذریعے جوہنسبرگ کا انتہائی
تفصیلی نقشہ منگوایا تھا اور پھر وہ اتنی دیر تک اس نقشے کی ایک
ایک لکیر کو دیکھتا رہا تھا۔ جیسے اُسے حفظ کر رہا ہو اور اس
وقت وہ جس انداز میں گلیوں میں مڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔
اس سے واقعی یہی محسوس ہوتا تھا کہ نقشہ اس نے حفظ کر لیا ہے۔
گلیاں بالکل ہی سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ یہاں کسی
کتے کے بھونکنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔ شاید کتے بھی سردی
کی وجہ سے دبکے ہوئے تھے۔
کافی دیر تک ان گلیوں میں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پختہ
سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن ابھی وہ سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ دور سے
کسی جیپ کے ہیڈ لائیٹس چمکے اور عمران اور اس کے ساتھی
واپس مڑ کر گلی کی دیواروں کے ساتھ چپک کر کھڑے ہو گئے۔
کیونکہ گلی کافی طویل اور کھلی تھی۔ اگر وہ اس کے دوسرے کنارے
تک بھاگتے تو پھر لازماً جیپ سے چیک ہو جاتے اس لئے وہ
دیوار سے چمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن وہ اس دیوار سے چمٹ
کر کھڑے ہوئے تھے جس طرف سے وہ جیپ آ رہی تھی تاکہ اس

کی روشنی اس دیوار پر نہ پڑے۔ جیپ چند لمحوں بعد ہی گلی کے
سامنے سے گزر گئی۔ جب اس کی آواز دور ہوتے ہوتے بند ہو گئی
تو عمران آگے بڑھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دوڑ کر سڑک
پار کر کے دائیں طرف کو بڑھتا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی
پیروی کر رہے تھے۔ ورنہ انہیں خود بھی ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ وہ
کہاں جا رہے ہیں۔ کچھ آگے جانے کے بعد عمران اُسی ہاتھ پر
موجود ایک اور چوڑی گلی میں داخل ہو گیا۔ اور ایک بار پھر گلیوں
کا سفر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور سڑک پر
پہنچ گئے۔
"یہ سامنے جو عمارت ہے۔ اس کے عقب میں وہ ملکی ہاؤس
ہے۔ آؤ" ـــــ عمران نے سامنے موجود ایک تین منزلہ عمارت
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے سڑک
پار کرتے ہوئے اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ مین
گیٹ بند تھا اور اوپر ایک ہلکی طاقت کا بلب جل رہا تھا۔ عمارت
پر کوئی بورڈ وغیرہ نہ لگا ہوا تھا۔ اور اندر مکمل سکوت طاری تھا۔
یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ عمارت ویران پڑی ہو۔ لیکن جیسے ہی
وہ پھاٹک کے پاس پہنچے پھاٹک کی دوسری طرف سے انہیں
کسی کے ہلکے سے کھانسنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک
کر سائیڈ میں ہو گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر پھاٹک پر آہستہ
سے دستک دی اور خود سائیڈ میں ہو گیا۔
"کون ہے باہر" ـــــ اندر سے ایک حیرت بھری آواز سنائی

دی جیسے یہ دستک سراسر خلاف معمول ہو۔

"پلیز ہیلپ می" ___ عمران کے حلق سے ایک سہمی ہوئی خوفزدہ
سی نسوانی آواز نکلی۔ دوسرے لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی تیزی
سے کھلی اور ایک ہپی ٹائپ نوجوان نے تیزی سے باہر کی طرف
جھانکا۔ اسی لمحے عمران اس پر جھپٹا اور اسے دھکیلتا ہوا اندر لے
گیا۔ نوجوان پہلے تو حیرت کے مارے پیچھے ہٹتا گیا۔ لیکن پھر
سنبھل کر اس نے عمران پر ہاتھ اٹھانا ہی چاہا تھا کہ عمران نے
یک لخت اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گھمایا اور پوری قوت
سے سائیڈ کی دیوار کی طرف اس طرح دھکیل کر پریس کر دیا کہ
اس نوجوان کا چہرہ دیوار کی طرف تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کے
سر پر جما ہوا تھا جب کہ دوسرے سے اس نے اس کی پشت
پر دباؤ ڈال رکھا تھا۔

"خبردار اگر آواز نکلی" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور
ساتھ ہی اس نے نوجوان کے چہرے کو زیادہ قوت سے دیوار
کے ساتھ پریس کر دیا۔ چند لمحوں میں اس کے ساتھی بھی اندر پہنچ
گئے۔ اور جوزف نے کھڑکی بند کر دی۔ اب وہ سڑک کی طرف
سے دیکھے جانے سے محفوظ ہو گئے تھے۔

اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اس نوجوان کو واپس اپنی
طرف گھما دیا۔

"آواز نہ نکالنا" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس نے اسے جوزف کی طرف دھکیل دیا۔ نوجوان

پلک جھپکنے میں جوزف کے قوی ہیکل جسم سے چپٹا کھڑا تھا۔ اور
جوزف کا ایک بازو اس کی گردن پر اور دوسرا اس کے جسم کے
گرد لپٹا ہوا تھا۔ گردن پر بے پناہ دباؤ کی وجہ سے نوجوان
کا چہرہ خاصا مسخ ہو گیا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ
مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔

"ذرا دباؤ کم کر دو جوزف۔ اور سنو اگر یہ چیخنا چاہے تو ایک
جھٹکے میں گردن توڑ ڈالنا" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے گردن پر دباؤ قدرے کم کر دیا۔
نوجوان کا چہرہ دباؤ ہٹتے ہی تیزی سے نارمل ہونے لگا۔

"اس کی تلاشی لو ٹائیگر" ___ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور
ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور
باہر نکال لیا۔

"سنو مسٹر۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے
اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو پھر تم زندہ رہ جاؤ گے۔ ورنہ
تمہاری روح ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں تمہارے جسم کو
چھوڑ کر جا سکتی ہے" ___ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"تت ___ تت ___ تم کیا چاہتے ہو۔ کون ہو تم" ___ نوجوان
نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم میک اپ میں ہیں اور جنرل بارڈ کے خصوصی دستے
کے آدمی ہیں۔ اس بلڈنگ کے عقب میں ملکی ہاؤس ہے وہاں

کا چیف اوسلو غدار ہو گیا ہے۔ وہ کوابو سے مل گیا ہے۔ لیکن جنرل بارٹر اس بات کو عام نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے ہمیں خفیہ طور پر حکم ملا ہے کہ ہم بلیک ہاؤس میں داخل ہو کر اوسلو کو زندہ گرفتار کر لائیں۔ اس طرح کہ وہاں موجود کسی آدمی کو اس کا علم نہ ہو سکے" عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ نوجوان جو سفید فام تھا جنرل بارٹر کا نام سن کر یقیناً اس سے تعاون پر آمادہ ہو جائے گا۔ ورنہ وہ انہیں کوابو تنظیم کے آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ اور یہ سفید فام سیاہ فاموں سے لازماً اور کوابو تنظیم سے خصوصاً اس قدر نفرت رکھتے تھے کہ وہ مرجانا تو قبول کر سکتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ تعاون نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ نفرت ان سفید فاموں کی گھٹی میں شامل کر دی گئی تھی۔

"جج ۔۔۔ جنرل بارٹر۔ اوہ تو تم اس کے ایجنٹ ہو۔ مگر مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔ یہ تو لیڈیز ہوسٹل ہے۔ یہاں تو ملازمت کرنے والی عورتیں رہتی ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس نے نوجوان کی آنکھوں میں ابھرنے والا ایک مخصوص تاثر بھی چیک کر لیا تھا۔

" تو تمہارا خیال ہے کہ ہم خواہ مخواہ ہی یہاں آ گئے ہیں ہمارے پاس مکمل رپورٹ ہے کہ یہاں عیاشی ہوتی ہے۔ خفیہ عیاشی۔ میرا مطلب ہے تم مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہو گے۔ اور سنو اب بھی اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر ہم خود یہ راستہ تلاش کر لیں گے لیکن تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ۔۔۔ عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ ۔۔۔ لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں جناب۔ میں تو بس یہاں نام کا نگران ہوں۔ یہاں کی اصل انچارج تو مادام بروشیا ہیں۔ اور سر مادام بروشیا ہی سارا کھیل کھیلتی رہتی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ساتھ والی بلڈنگ سے فوجی کیسے یہاں آجاتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ بہرحال وہ آتے ضرور رہتے ہیں۔ بس جب کوئی ہنگامہ ہو جاتا ہے تب مادام مجھے بلاتی ہے۔ ورنہ میری ڈیوٹی تو بس یہیں تک ہے" ۔۔۔ اس بار نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" مم ۔۔۔ میرا نام جیکسن ہے جناب" ۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تمہاری پوزیشن سمجھ گیا ہوں۔ فکر مت کرو۔ اگر تم نے تعاون کیا تو نہ صرف تمہاری زندگی بچ جائے گی بلکہ مشن مکمل ہونے کے بعد ہو سکتا ہے تمہیں فوج میں کوئی اعلیٰ عہدہ بھی مل جائے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تعاون مکمل ہونا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" جج ۔۔۔ جج ۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے جناب۔ میں تعاون کروں گا جناب۔ میں تو خود یہاں کے ماحول سے تنگ آ گیا ہوں جب سے ساتھ والی عمارت میں فوجی آئے ہیں۔ یہاں کا سارا ماحول ہی خراب ہو گیا ہے" ۔۔۔ جیکسن نے کہا۔

" اس وقت بھی وہ لازماً کمروں میں موجود ہوں گے" ۔۔۔ عمران

نے کہا۔

"جج --- جج ---" --- نوجوان کچھ کہتا کہتا رک گیا۔

"بولو۔ اور سنو۔ آخری بار یہ بات دوہرا رہا ہوں کہ سچ بات کرو" --- عمران کا لہجہ یک لخت بے حد سرد ہو گیا۔

"جناب سب سے اوپر والی منزل میں کمرے اسی مقصد کے لئے مادام نے ریزرو کر رکھے ہیں۔ یہ لوگ اوپر آ جاتے ہیں اور پھر نیچے سے عورتیں منگوا لیتے ہیں۔ بھاری معاوضہ دیتے ہیں۔ اس لئے عورتیں خوشی سے چلی جاتی ہیں۔ ویسے جناب اس وقت تو مادام یورشیا بھی مصروف ہے۔ اس کا خاص دوست میکلٹ آیا ہوا ہے۔ اور سنا ہے کہ میکلٹ سیکنڈ چیف ہے" نوجوان نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں --- مادام یورشیا کا کمرہ کہاں ہے" --- عمران نے کہا۔

"جی پہلی منزل میں ہے۔ اس نے یہاں کا سب سے بڑا کمرہ لے رکھا ہے" --- نوجوان نے جواب دیا۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو اور صرف دور سے وہ کمرہ دکھا دو۔ اس کے بعد تم ہماری طرف سے فارغ ہو جاؤ گے" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب آیئے" --- نوجوان نے کہا اور عمران کے اشارے پر جوزف نے جھٹکا دے کر نوجوان کو آگے دھ دیا۔ لیکن اب عمران سمیت سب نے ریوالور ہاتھ میں پکڑ لئے

تھے۔

نوجوان درمیانی جگہ سے آگے بڑھ کر دائیں طرف جانے والے ایک طویل برآمدے میں داخل ہو گیا۔ برآمدے میں کمروں کے دروازے ایک قطار کی صورت میں تھے۔ لیکن تمام دروازے بند تھے۔ نوجوان بڑے محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ سب سے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ نوجوان اس دروازے سے پہلے ہی رک گیا اور اس نے ہاتھ سے اس دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس جاؤ۔ یہ ایک ساتھی تمہارے ساتھ رہے گا۔ تاکہ تم واقعی ہماری طرف سے فارغ رہو" --- عمران نے آہستہ سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا۔ ٹائیگر اس نوجوان کا بازو پکڑے واپس مڑ گیا۔ جب وہ دونوں برآمدے سے نکل کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے تو عمران آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جوانا اور جوزف بھی اس کے پیچھے تھے۔

عمران نے آہستگی سے دروازے پر دستک دی۔ ایک بار دو بار دستک دینے کے بعد اندر سے ایک نیند میں ڈوبی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کون ہے" --- بولنے والی بڑے محتاط انداز میں دروازے کے پیچھے سے بات کر رہی تھی۔

"مادام۔ میں جیکسن ہوں۔ ایک بڑا ٹیڑھا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

آپ فوراً باہر آئیں" ـــــ عمران کے حلق سے جیکسن جیسی آواز نکلی۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ اور اضطراب نمایاں تھا۔

"اوہ ۔ کیا بات ہے" ـــــ اندر سے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے دروازہ کھلا۔ اور ایک نوجوان لیکن بھرپور جسم والی عورت باہر آگئی۔ اس کے جسم پر سلیپنگ گاؤن موجود تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آئی۔ عمران یک لخت اس پر جھپٹا۔ ایک لمحے کے لئے اس عورت کی پشت عمران کی طرف ہوئی۔ دوسرے لمحے وہ بغیر کوئی آواز نکالے عمران کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر جم ہوا تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھا اور منہ پر موجود ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اُسے بے ہوش کر دیا تھا۔ پروشیا کے بے ہوش ہوتے ہی اس نے احتیاطاً ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا کر لٹا دیا۔ اُسی لمحے ٹائیگر بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے سر ہلا کر مخصوص اشارہ کر دیا۔ کہ وہ جیکسن کو ختم کر آیا ہے۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اندر اگر میکاسے واقعی موجود تھا تو اس کی طرف سے کسی ردعمل کے ظاہر نہ ہونے کا یہی مطلب ہو تھا کہ وہ شراب کے نشے میں بدمست پڑا ہوا ہوگا۔ کیونکہ عمران اس قسم کے عیاش لوگوں کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو سامنے ہی

ایک جہازی سائز کے بیڈ پر ایک لمبا تڑنگا اور خاصے ٹھوس جسم کا آدمی واقعی بدمستی کے عالم میں مدہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم سے کمبل لپٹا ہوا تھا۔ اور وہ اس طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا جیسے لاش پڑی ہو۔ کمرے میں نیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ساتھ ہی میز پر شراب کی دو بڑی خالی بوتلیں پڑی تھیں۔ اور دو گلاس بھی پڑے تھے۔ سائیڈ میں ایک اور دروازہ تھا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے ہینڈل دبا کر اُسے دھکیلا تو بھاری دروازہ بے آواز کھل گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا کمرہ تھا۔ جس میں ایک بیڈ اور ساتھ ہی دو کرسیاں ایک میز موجود تھی۔ البتہ ایک سائیڈ پر ایک سیف بھی رکھا ہوا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران نے سر ہلا دیا اور پھر وہ واپس مڑا۔

"اس مادام کو اٹھا کر اس سائیڈ والے کمرے میں لٹا دو" ـــــ عمران نے جوانا سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جوانا سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ عمران نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور بیڈ پر مدہوش پڑے ہوئے اس میکاسے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر شیشی کا دہانہ میکاسے کی ناک سے لگا دیا۔ میکاسے کے جسم میں ہلکی سی تھرتھراہٹ ہوئی اور پھر وہ ساکت ہوگیا۔ عمران نے شیشی اس کی ناک سے علیحدہ کر کے اس پر ڈھکن لگایا۔ اور پھر شیشی کو جیب میں رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر میکاسے کی نبض تھام لی۔

"جوزف ۔ اسے بھی اٹھاؤ اور ساتھ والے کمرے میں لے جاؤ" ـــــ اس بار عمران نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے

آگے بڑھا۔ اور اس نے گھسیٹ کر میکاسے کو اپنی طرف کھینچا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ چونکہ وہ عمران کو اس کی ناک سے شیشی لگاتے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اُسے بے ہوش کر دیا ہے۔ گو وہ مدہوش تھا۔ لیکن شاید عمران کو خطرہ تھا کہ اس کی چیخ و پکار سے بلڈنگ میں موجود افراد نہ جاگ جائیں۔ جوانا مادام پورشیا کو پہلے ہی اندر بیڈ پر لٹا چکا تھا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو۔ اور پھر اسے اچھی طرح باندھ دو"۔۔۔ عمران نے جوزف کے پیچھے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے بے ہوش میکاسے کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ اور پھر بیلٹ کے ساتھ لٹکے ہوئے باریک نائلون کی رسی کا گچھا نکال کر اس نے بڑی مضبوطی سے اُسے کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

"اس لڑکی کے ہاتھ پیر باندھ دو"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر بیڈ پر پڑی مادام پورشیا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بھی اپنی بیلٹ سے بندھا ہوا رسی کا گچھا اتارا اور چند لمحوں بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو مادام پورشیا کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اور اُسی رسی سے اس کی دونوں پنڈلیاں اکٹھی کر کے باندھ دی گئی تھیں۔

"او۔ کے جوزف۔ اب تم باہر کے کمرے میں ٹھہرو۔ گو اس کمرے کے سائیڈ میں ہونے کی وجہ سے یہاں سے آوازیں باہر کم ہی جائیں گی۔ لیکن پھر بھی کوئی اچانک آسکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے کمرے کا دروازہ اچھی

طرح دھکیل کر بند کر دیا تاکہ آواز باہر نہ جا سکے۔ اور پھر وہ میکاسے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کی ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی میکاسے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ لیکن عمران نے اس وقت تک اس کا سانس بند کئے رکھا۔ جب تک اس کی آنکھیں نہ کھل گئیں۔ اور پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا"۔۔۔ میکاسے نے ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ اب گھور کر سامنے کھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"اس لڑکی کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کے تماشے سے اچھی طرح محظوظ ہو سکیں"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہو تم۔۔۔ اور یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو"۔۔۔ میکاسے نے قدرے چیخ کر کہا۔ وہ اس حیرت کے فوری جھٹکے سے خاصا سنبھل گیا تھا۔ ادھر پورشیا بھی ایک چیخ مار کر ہوش میں آ گئی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے پھر بیڈ پر گر گئی۔ کیونکہ اس کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں لیکن دو تین چیخوں کے بعد وہ بھی سنبھل جانے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر اب شدید خوف کے

آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"تم کون ہو۔ ایشیائی لگتے ہو۔ اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا تو تم وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو جسے کرنل ونیڈن تلاش کرتا رہا اور پھر تم نے اسے مار ڈالا"۔۔۔ میکاسے نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاصے تیز اور عقلمند آدمی لگتے ہو۔ ہاں ہم وہی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسری کرسی گھسیٹ کر ذرا ایک طرف کی اور پھر اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جب کہ جوانا اور ٹائیگر خاموش کھڑے تھے۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے"۔۔۔ میکاسے نے کہا۔

"تمہارا نام میکاسے ہے اور تم رابرٹ اوسلو کے نائب ہو۔ اور یہاں خفیہ طور پر عیاشی کے لئے آتے رہتے ہو"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تم نے جیکسن کے ساتھ کیا کیا ہے"۔۔۔ اچانک مادام پروشیا نے ہذیانی سے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ دی ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو مادام پروشیا کا جسم نمایاں طور پر کانپ سا گیا۔

"دیکھو میکاسے۔ مجھے یہاں سے ملکی ہاؤس جانے والا وہ خفیہ راستہ بتاؤ جس کے ذریعے تم اور تمہارے ساتھی یہاں عیاشی کرنے آتے رہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے میکاسے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی خفیہ راستہ موجود نہیں ہے"۔۔۔ میکاسے نے اس بار

بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا ارادہ اپنی توڑ پھوڑ کرانا ہے تو ایسے ہی سہی"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ جوانا سے مخاطب ہوا۔

"جوانا۔ اس مادام پروشیا کو بھی اس خفیہ راستے کا علم ہو گا۔ اور تمہیں خوب صورت عورتوں پر تشدد کرنے کا جنون ہے۔ اس لئے میں تمہیں صرف دو منٹ دیتا ہوں۔ مادام پروشیا کی زبان کھل جانی چاہیئے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ فار گاڈ سیک۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھے واقعی علم نہیں ہے۔ بس یہ لوگ آجاتے ہیں۔ میں آج تک وہاں نہیں گئی۔ تم بے شک پوچھ لو میکاسے سے"۔۔۔ مادام پروشیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اسے ان معاملات کی کوئی خبر نہیں ہے۔ تمہارا تشدد بیکار جائے گا"۔۔۔ میکاسے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں دو منٹ دیئے تھے جوانا۔ اور اس میں سے بیس سیکنڈ گزر چکے ہیں"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا بجلی کی سی تیزی سے بیڈ پر بیٹھی ہوئی مادام پروشیا پر جھپٹ پڑا۔ مادام پروشیا کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ جوانا نے ایک ہاتھ سے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ ایک ہی تھپڑ پروشیا کے لئے کافی ثابت ہوا۔ اس کے منہ سے

نہ صرف دانت باہر آ گرے بلکہ اس کی ناک اور منہ سے بھی خون جاری ہو گیا۔ اس کا بُری طرح پھڑکتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

" تمہیں ایک عورت پر تشدد کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے "۔۔۔ میکاسے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" آ رہی ہے۔ تم فکر نہ کرو "۔۔۔ عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔

جوانا نے ایک کے بعد دوسرا زوردار تھپڑ اسی گال پر جڑ دیا اور پیروشیا چیختی ہوئی ہوش میں آگئی۔ اس کے حلق سے انتہائی ہولناک چیخیں نکلنے لگی تھیں۔

" مجھے نہیں معلوم۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو "۔۔۔ پیروشیا نے بھیک مانگنے کے سے انداز میں کہا۔

" بتاؤ۔ ورنہ ابھی گردن میں سوراخ کر دوں گا "۔۔۔ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے گردن پر موجود انگلیوں کو ذرا سا ٹیڑھا کر دیا۔ اور مادام پیروشیا کے حلق سے انتہائی خوفناک خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" ب۔۔۔ ب۔۔۔ باتھ روم سے "۔۔۔ اس خرخراہٹ میں ملی ہوئی مادام پیروشیا کی آواز نکلی اور جوانا نے اُسے دوبارہ بیڈ پر اچھال دیا اور مادام پیروشیا ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

" ٹائیگر "۔۔۔ عمران نے اس بار ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "۔۔۔ ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" تمہارے پاس وہ تیز دھار خنجر موجود ہے۔ مجھے میکاسے کی پیشانی کی کھال پر سلوٹیں نظر آ رہی ہیں انہیں برابر کر دو۔ خواہ مخواہ اچھی خاصی شکل خراب کر رکھی ہے "۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس "۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ایک لمحے میں جیب سے ایک باریک مگر انتہائی تیز دھار خنجر نکالا۔ اور میکاسے کی طرف بڑھ گیا۔

" رک جاؤ۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم انتہائی سفاک آدمی ہو۔ اگر تم بندھی ہوئی عورت کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے ہو۔ تو میرا تو اس سے بُرا حشر کرو گے۔ اور ویسے بھی تمہیں راستہ تو معلوم ہو ہی گیا ہے۔ باقی تفصیل میں بتا دیتا ہوں "۔۔۔ میکاسے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر کو روک دیا۔

" اب بولنا شروع کر دو۔ ورنہ تمہارے تو سارے جسم پر شکنیں ہیں اور یہ ساری شکنیں ٹائیگر کو چھیلنی پڑیں گی "۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" باتھ روم میں ایک وارڈ روب ہے۔ اس کو دائیں طرف ہٹاؤ تو ایک سرنگ نما راستہ بن جاتا ہے۔ جو سیدھا ملکی ہاؤس کے رہائشی حصے میں اس کمرے میں جا نکلتا ہے جو میرا کمرہ ہے "۔۔۔ میکاسے نے کہا۔

" کیا رابرٹ اوسلو کو بھی اس کی خبر ہے "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ بلکی ہاؤس میں نے بنوایا تھا ۔ اور میں نے یہ راستہ انتہائی خفیہ طور پر اس لئے بنوایا تھا تاکہ میں اور میرے ساتھی یہاں آسکیں ۔ چیف ان معاملات میں انتہائی سخت ہے وہ بلکی ہاؤس میں عورت کے سایہ پڑنے کا بھی مخالف ہے ۔ اور میں اور میرے ساتھی عورتوں کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے ۔ اس لئے میں نے یہ خفیہ راستہ بنوایا ہے" ۔۔۔ میکاسے نے جواب دیا ۔

"اوپر والی منزل میں تمہارے کتنے ساتھی موجود ہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا ۔

"آٹھ ۔۔۔ میرے یہ خاص ساتھی ہیں اور صرف ہم ہی یہاں آتے ہیں اور کسی کو خبر نہیں ہے" ۔۔۔ میکاسے نے جواب دیا ۔

"ادسلو کی رہائش گاہ کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا ۔

"اس کی رہائش گاہ علیحدہ سرخ بیرک میں ہے ۔ وہاں انتہائی سخت پہرہ ہوتا ہے ۔ ادسلو کا خاص گروپ یہ پہرہ دیتا ہے" ۔۔۔ میکاسے نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔ شکریہ" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔ اور پھر اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے دو دھماکوں کے ساتھ ہی میکاسے کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اسی طرح بندھے بندھے تڑپنے لگا ۔ لیکن زیادہ سے زیادہ چند تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا ۔

"ہونہہ ۔۔۔ عیاش آدمی کا یہی انجام ہونا چاہئے" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اس لڑکی کے منہ میں رومال ٹھونس دو" ۔۔۔ عمران نے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے ٹائیگر سے کہا ۔ اور ٹائیگر نے خنجر جیب میں رکھا اور جلدی سے بیڈ کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور مادام پروشیا کے جبڑے ایک ہاتھ سے بھینچ کر اس نے رومال کا گولا بنا کر اس کے حلق میں ٹھونس دیا ۔

عمران اس دوران دروازہ کھول کر بڑے کمرے میں پہنچ چکا تھا ۔

"اوپر والوں کو ٹھکانے لگانا ہے" ۔۔۔ جوانا نے پوچھا ۔

"نہیں ۔ ان کی تعداد زیادہ ہے ۔ اس لئے ہو سکتا ہے گڑبڑ بڑھ جائے اور بلکی ہاؤس والے چوکنا ہو جائیں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا ۔ اندر ایک سائیڈ پر واقعی الماری موجود تھی ۔ عمران نے اسے بائیں طرف سے دھکیلا تو وہ تیزی سے دائیں طرف کو اس طرح پھسل کر آگے بڑھ گئی ۔ جیسے اس کے پیندے میں پہیئے لگے ہوئے ہوں ۔ الماری جس جگہ سے ہٹی تھی وہاں واقعی ایک سرنگ نما راستہ ڈھلوانی انداز میں جا رہا تھا ۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس ڈھلوان پر اتر کر آگے بڑھنے لگا ۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے ۔ سرنگ زیادہ چوڑی نہ تھی ۔ اس لئے وہ ایک ایک کر کے آگے بڑھ رہے تھے ۔ سرنگ میں گھپ اندھیرا بھی تھا ۔ اور پھسلن بھی تھی ۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ وہاں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی انتظام نہ رکھا گیا تھا ۔ لیکن چونکہ سرنگ زیادہ طویل نہ تھی اس

لئے اُسے آسانی سے کراس کیا جا سکتا تھا۔ ڈھلوان اب بلندی کی
طرف جانے لگی۔ اور پھر جہاں سے سرنگ ختم ہوئی وہاں چھت پر
ایک ٹکڑہ لوہے کا بنا ہوا تھا اور اس ٹکڑے کو دیکھتے ہی عمران سمجھ
گیا کہ یہاں کوئی لوہے کی الماری رکھی ہوئی ہے۔ اور یہ نظر آنے
والی چھت دراصل لوہے کی الماری کا نچلا حصہ ہے۔ عمران نے
درمیان میں ہاتھ رکھ کر اُسے ایک جھٹکے سے دائیں طرف دھکیلنے
کی کوشش کی لیکن وہ ذرا سا بھی نہ ہلی۔ لیکن جب عمران نے اُسے
بائیں طرف دھکیلا تو وہ تیزی سے کھسکتی ہوئی آگے عام چھت میں
غائب ہو گئی۔ اب ایک کمرے کی چھت دکھائی دے رہی تھی۔ عمران
تیزی سے اوپر چڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے اندر ایک
بیڈ اور میز کرسیاں موجود تھیں۔ کمرے میں نیلے رنگ کا بلب جل
رہا تھا جب کہ بستر پر تکیے جوڑ کر ان پر کمبل اس طرح ڈالا گیا تھا۔ کہ
جیسے کوئی سو رہا ہو۔ لیکن کمبل ایک سائیڈ سے ذرا سا ہٹا ہوا تھا۔
اس ہٹے ہوئے حصے سے ایک تکیے کا کونا دکھائی دے رہا تھا۔
اور اس کونے کو دیکھ کر ہی عمران سمجھا تھا کہ کمبل کے نیچے تکیے موجود
ہیں ورنہ عام نظر سے دیکھنے پر یہی محسوس ہوتا تھا کہ واقعی بیڈ پر
کوئی آدمی سو رہا ہے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ اندر سے بند تھا۔

جب سب ساتھی سرنگ سے کمرے میں آ گئے تو عمران تیزی سے
بند دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا
تو یہ ایک طویل راہداری تھی ـــــــ جس کا اختتام ایک برآمدے
پر ہو رہا تھا۔ اور برآمدے کے باہر خاصا بڑا میدان نظر آ رہا تھا

جس کی دوسری طرف بھی بیرکیں سی بنی ہوئی تھیں ـــــــ اس راہداری
میں کمروں کے دروازے ایک قطار میں بنے ہوئے تھے۔ عمران
راہداری میں آیا اور پھر وہ احتیاط سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے
چلے گئے۔ برآمدے کے قریب پہنچ کر عمران رکا اور اس نے
سر باہر نکال کر جھانکا تو اُسے برآمدے کی ایک سائیڈ میں
ایک فوجی نظر آیا جس نے مشین گن دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی ہوئی
تھی اور خود دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔
"سنو جوانا اور ٹائیگر۔ تم دونوں جاؤ۔ ٹائیگر اس کی مشین گن
اٹھا لے گا اور جوانا اس کا منہ بند کر کے اسے اٹھا کر لے جائے
گا۔ اسی طرح اسے اٹھائے ہوئے پردشیا کے کمرے میں
جاؤ۔ اور پھر اس سے معلوم کر کے آؤ کہ یہاں اسلحہ خانہ کس
طرف ہے۔ پوری تفصیل معلوم کر کے آؤ۔ مگر زیادہ دیر نہ لگانا"
عمران نے سرگوشی کے انداز میں جوانا اور ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر
اور جوانا سر ہلاتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔
وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چل رہے تھے۔ جوانا آگے تھا۔ اور
ٹائیگر پیچھے۔ وہ شخص بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ لیکن شاید پوری طرح احتیاط
کے باوجود اُسے آہٹ محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے چونک کر آنکھیں
کھولی ہی تھیں کہ جوانا کسی بھوکے درندے کی طرح اس پر جھپٹ
پڑا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور دوسرا اس کی گردن
پر جم گیا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی ہوا میں اٹھتا گیا۔ اس نے
تڑپ کر جوانا کے سینے اور پیٹ پر لاتیں مارنی شروع کیں۔ اور

دونوں ہاتھوں سے اس کی پسلیوں پر مکے برسانے لگا۔ لیکن جوانا نے گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ جوانا اُسے اسی طرح اٹھائے تیزی سے راہداری میں آیا اور پھر احتیاط سے چلتا ہوا واپس پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ ٹائیگر نے اس کی مشین گن اٹھا لی تھی۔ اور اب وہ بھی اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ عمران نے جوزف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ سب اس پہلے والے کمرے میں پہنچ گئے۔ جوانا اور ٹائیگر اس آدمی کو اٹھائے سرنگ میں داخل ہو چکے تھے کیونکہ سرنگ کا دہانہ اُسی طرح کھلا ہوا تھا۔ عمران اور جوزف اس کمرے میں پہنچ کر رک گئے۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ اس وقت ایسی خطرناک جگہ پر موجود ہیں جہاں کسی بھی لمحے یقینی موت ان پر جھپٹ سکتی ہے۔ ایک [illegible] سے وہ بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جسے ایک معمولی [illegible] [illegible] بھی بلاسٹ کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ حد سے زیادہ احتیاط کر رہا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو اسی کمرے میں ہی اس آدمی سے پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ پوری بیرک میں بے شمار کمرے ہیں اور ذرا سی آواز نکلنے پر کوئی جاگ سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے پھر تو ایک لحاظ سے پوری رجمنٹ ان کے مقابلے پر اتر آئے گی اور رجمنٹ بھی ایسی جسے باقاعدہ ایسے کاموں کی تربیت دی گئی ہے۔ اس لئے اس نے اس آدمی سے پوچھ گچھ کے لئے جوانا اور ٹائیگر کو واپس پردشیا کے کمرے میں بھجوا دیا تھا۔ چونکہ اس وقت پچھلی رات

تھی اور سردی اپنے عروج پر تھی۔ اس لئے کمرے میں سوئے ہوئے لوگ پوری طرح مدہوش تھے۔ لیکن بہرحال عمران جانتا تھا کہ اس قسم کے لوگ بے حد بیدار نیند سوتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد سرنگ میں سے جوانا اور ٹائیگر واپس آئے تو وہ آدمی ان کے ساتھ نہ تھا۔

"میں نے اُسے ختم کر دیا ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ چیخنے لگا تھا اور وہ لڑکی بھی ہوش میں آ گئی تھی۔ میں نے اس کی بھی گردن توڑ ڈالی ہے"۔۔۔۔ جوانا نے آتے ہی کہا۔

"میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کی رپورٹ دو"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ اس آدمی نے بتایا ہے کہ [illegible] بیرک کے ساتھ ایک زرد رنگ کی عمارت ہے اس کے اندر [illegible] خانے میں اسلحے کا بہت بڑا اسٹور ہے"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تھوک میں گردنیں توڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ برآمدے میں پہنچ گئے۔ حالانکہ میدان پر دھند چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ساری عمارتیں اپنے رنگ و روغن سمیت صاف نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر انہیں بائیں ہاتھ پر سرخ رنگ کی عمارت اور اس سے ملحقہ زرد رنگ کی ایک عمارت نظر آ گئی۔ سرخ رنگ

کی عمارت کے سامنے برآمدہ تھا جب کہ زرد رنگ کی عمارت میں
فولاد کا ایک مضبوط دروازہ نظر آرہا تھا۔
" اس سرخ عمارت کے برآمدے میں یقیناً اوسلو کے ساتھی
موجود ہوں گے۔ ہمیں پہلے ان پر قابو پانا پڑے گا باقی تو تمام
جگہیں صاف ہیں۔ ادھر میرے ساتھ آؤ۔ دیوار کے ساتھ ساتھ
آگے بڑھنا اور کسی بھی ایمرجنسی کے لئے تیار رہنا۔۔۔۔ عمران نے
سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ میں مشین گن پکڑے وہ
دائیں طرف برآمدے کے اندر ہی دیوار کے ساتھ ساتھ تیزی سے
آگے بڑھنے لگا۔ میدان کے چاروں طرف عمارتیں موجود تھیں۔
اور سوائے اس زرد رنگ کی عمارت کے باقی ہر عمارت کے سامنے
برآمدہ موجود تھا۔ وہ آگے بڑھتے گئے۔ راستے میں ایک جگہ اسے
برآمدے میں موجود کمروں کے دروازوں پر نیم پلیٹیں بھی لگی ہوئی
نظر آئیں۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ دفتر کے کمرے ہوں گے۔ وہ اسی طرح
آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر وہ سرخ عمارت والے برآمدے
کی سائیڈ میں پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک
طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ برآمدے میں اس وقت دو مسلح
فوجی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن ان دونوں کی گردنیں
ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھیں اور کرسیوں کے نیچے شراب کی
خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اس کا مطلب تھا کہ وہ ساری
رات شراب پی پی کر جاگتے رہے ہیں لیکن اب پچھلی رات شراب
کے نشے اور نیند دونوں نے انہیں سونے پر مجبور کر دیا ہے اس

لئے وہ ان کو چیک نہ کر سکے تھے ورنہ وہ یقیناً برآمدے میں
نمودار ہوتے ہی ان کی نظروں میں آجاتے اور پھر ان کا اس
خوفناک اڈے سے بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ ویسے بھی اس
اڈے کو سائنسی لحاظ سے بھی اور باہر پہرہ داری کے لحاظ سے
اس قدر محفوظ بنا دیا گیا تھا کہ ان دونوں کو یہ تصور بھی نہ ہو سکتا
تھا کہ یہاں بھی کوئی آسکتا ہے۔ اس لئے بھی وہ بے فکر پڑے
ہوئے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ ان عمارتوں کی چھتوں پر بھی حفاظتی
چوکیاں بنی ہوئی ہوں گی۔ جہاں سے فضا اور اندرونی حصے کی
مکمل نگرانی کی جا رہی ہوگی۔ لیکن چونکہ وہ میدان میں نکلے ہی نہ
تھے اس لئے وہ انہیں چیک کر ہی نہ سکتے تھے۔ عمران نے
جوانا اور جوزف کو اشارہ کیا۔ اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔
چند لمحوں بعد ہی وہ ان دونوں پر جھپٹ پڑے۔ دونوں نے واقعی
انتہائی پھرتی دکھائی تھی اس لئے وہ دونوں کرسیوں سے ہل ہی
نہ سکے۔ اور ان کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔ عمران نے ان کی پھرتی
اور مستعدی پر بڑے تحسین آمیز انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ
ایک بڑے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دروازہ مضبوط لکڑی
کا بنا ہوا تھا۔ دروازے کا ڈیزائن بتا رہا تھا کہ یہ کسی خاص شخصیت
کے کمرے کا دروازہ ہے۔ اور وہ دونوں ہی اس دروازے کی
دونوں سائیڈوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سے عمران نے یہی
اندازہ لگایا تھا کہ یہ یقیناً چیف رابرٹ اوسلو کے کمرے کا دروازہ
ہے۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے دبایا تو دوسرے لمحے

اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے۔ کیونکہ دروازہ اند
سے بند نہ تھا۔ چونکہ ادسلو کو کسی قسم کا کوئی خوف نہ تھا۔ اس
لئے اس نے دروازہ اندر سے بند کرنے کا تکلف ہی نہ کیا تھ
عمران نے آہستہ آہستہ دروازہ کھولا۔ اندر نیلے رنگ کی
روشنی جل رہی تھی۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہی ہوا تھا ک
یک لخت اچھل کر ایک طرف کو ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
کے جسم نے بجلی کی سی تیز رفتاری سے الٹی قلابازی کھائی۔ او
دوسرے لمحے وہ ایک لمبے تڑنگے دیو قامت آدمی کو گھسیٹتا ہو
کمرے کی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن اسی لمحے عمران اس ط
اچھل کر پیچھے جا گرا جیسے کوئی آدمی فرش پر گیند مارتا ہے۔ ا
دیو قامت آدمی کے جسم میں واقعی بے پناہ طاقت تھی لیکن اس
دوران عمران کے ساتھی اندر آ چکے تھے۔ عمران نے اپنی بے پن
مستعدی اور حیرت انگیز پھرتی سے اس دیو قامت کو جو لقین
چیف ادسلو تھا حملہ کرنے سے روک دیا تھا۔ ادسلو نے شاید
آہٹ سن لی تھی۔ اس لئے جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا تھ
اس نے پوری قوت سے اس کی پنڈلی پر لات مارنے کی کو
کی تھی۔ لیکن عمران کے اچانک اچھلنے کی وجہ سے اس کا یہ
خالی چلا گیا تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اور
عمران اچھلنے کے ساتھ ہی الٹی قلابازی کھا کر اس پر حملہ نہ کرد
تو یقیناً وہ گولی چلا دیتا۔ اور عمران کو گولی کی اس قدر فکر نہ تھی
اسے فکر گولی چلنے سے پیدا ہونے والے دھماکے سے تھی کیونکہ

اس طرح سارا اڈہ جاگ پڑتا۔ اور پھر ان کا وہاں سے زندہ بچ
نکلنا تقریباً ناممکن ہو جاتا۔ ظاہر ہے وہ کتنے افراد کو مار سکتے تھے۔
اس لئے عمران نے اس پر حملہ کر کے اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور
گرا دیا تھا۔ لیکن ادسلو نے اسے جس طرح واپس اچھالا تھا۔
اس سے اس کی طاقت اور لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت کا پتہ
چلتا تھا ورنہ ظاہر ہے عام آدمی عمران جیسے شخص کو اس طرح
واپس نہ اچھال سکتا تھا۔ لیکن عمران کے پیچھے گرتے ہی اندر پہنچ
جانے والا جوانا بجلی کی سی تیزی سے ادسلو پر جھپٹ پڑا۔ ادسلو
بھی تقریباً جوانا کی قد و قامت اور اسی کے جسم میں تھا۔ اور ان
دونوں کے ٹکرانے سے ایسے ہی محسوس ہوا جیسے دو دیو آپس میں
ٹکرا گئے ہوں۔

"خبردار جوانا۔ آواز نہ نکلے" ——— عمران نے پیچھے گرتے ہی
قلابازی کھا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عین اسی لمحے ادسلو کے
حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ہوا ایک
دھماکے سے فرش پر آ گرا۔ جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے جھک
کر اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر سر کے بل نیچے گرا دیا تھا۔ ادسلو
نے نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ یک لخت
جوانا اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری
قوت سے ادسلو کے سینے پر پڑے جب کہ اسی لمحے عمران نے
یک لخت ایک پیر اس کے منہ پر رکھ دیا تھا۔ اس طرح ادسلو
کے حلق سے نکلنے والی چیخ سیٹی کی آواز میں بدل کر باہر نکلی ادسلو

کا جسم ایک لمحے کیلئے سمٹا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت پارے کی طرح تڑپ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ گھومتا ہوا جوانا کے جسم سے جا لگا اور پھر جوانا کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر کے گرد جم گیا اوسلو نے پوری قوت سے کہنیاں جوانا کی پسلیوں میں ماریں اور جوانا کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکلی لیکن دوسرے لمحے اوسلو کا جسم ایک جھٹکے سے ڈھیلا پڑ گیا جوانا نے اپنے اس بازو کو جو اس کی گردن کے گرد جم گیا تھا پوری قوت سے جھٹکا دیا تھا اس جھٹکے میں نجانے کس غضب کی قوت تھی کہ اوسلو جیسا دیو قامت بھی ایک ہی جھٹکے میں بے ہوش ہو چکا تھا۔

" گڈ جوانا "—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اوسلو جیسے آدمی کی کہنیوں کی بھرپور ضرب کھانے کے باوجود ایک ہی جھٹکے سے بے ہوش کر دینا واقعی قابل تحسین بات تھی۔

" اب کیا کرنا ہے اس کا "—— جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسے یہیں فرش پر لٹا دو جوزف کی بیلٹ میں رسی موجود ہے۔ وہ اسے اچھی طرح باندھ دے گا۔ میں ذرا اس کمرے کی تلاشی لے لوں "—— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ اس نے اس دیوار کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا جو اس خانے کے ساتھ ملحق تھی۔ اس دیوار کے آخر میں باتھ روم دروازہ۔ عمران اس طرف کو بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھو ور اندر داخل ہو گیا۔ یہ عام باتھ روم تھا۔ عمران چند لمحے

غور سے اسے دیکھتا رہا پھر وہ فلش ٹینکی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ فلش ٹینکی کا حجم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لگتا تھا۔ عمران نے فلش ٹینکی کا ڈھکن ہٹایا۔ اندر پانی بھرا ہوا تھا عمران نے اس کا ہینڈل پریس کیا تو پانی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ کموڈ میں بہہ گیا۔ لیکن ٹینکی کے اندر کچھ نہ تھا۔ پانی دوبارہ بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے ڈھکن واپس رکھ دیا۔ اور وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظریں اس کے پائپ پر پڑ گئیں۔ جو واٹر پوائنٹ سے نکل کر ٹینکی کی سائیڈ سے اندر جا رہا تھا۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے آثار ابھر آئے۔ جس سوراخ سے یہ پائپ ٹینکی کے اندر جا رہا تھا وہ آگے والی سائیڈ سے لمبائی میں خاصا کٹا ہوا تھا۔ اور اس کٹی ہوئی جگہ کو دیکھ کر ساری صورت حال عمران پر واضح ہو گئی۔ عمران نے ٹینکی کی دوسری سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے باہر کی طرف دھکیلا تو ٹینکی درمیان سے گھوم کر واٹر پوائنٹ والی دیوار سے جا لگی۔ اس کا ایک حصہ بدستور ٹینکی کی سائیڈ سے جڑا ہوا تھا جب کہ باقی ٹینکی دوسری طرف گھوم گئی تھی نیچے ٹینکی کا آدھا حصہ جو رہ گیا تھا۔ اس کے اندر ایک انچ کی گہرائی میں ایک باقاعدہ سوئچ پینل لگا ہوا تھا۔ جس پر مختلف رنگوں کے تقریباً آٹھ سوئچ تھے۔ عمران نے جھک کر غور سے ایک ایک سوئچ کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پڑھنے شروع کر دیئے اور پھر ایک سرخ رنگ کے سوئچ کے نیچے موجود الفاظ ڈبلیو۔ پی دیکھ کر اس

کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ عمران نے وہ سوئچ
پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے غسل خانے کی سائیڈ کی دیوار ہلکی سی
گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک سائیڈ پر کھسک کر غائب ہو گئی۔
اور اندر ایک چھوٹا سا راستہ جاتا دکھائی دیا جس کے دونوں اطراف
میں اسلحے کی پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے صاف دکھائی دے رہے
تھے۔ یہ درمیانی راستہ کافی دور تک چلا گیا تھا۔ اور دیوار کے
ہٹتے ہی اس سارے راستے پر جگہ جگہ تیز روشنی کے بلب بھی جل
اٹھے تھے۔ عمران اطمینان سے اس راستے میں داخل ہو گیا۔ یہ
اسلحہ خانہ واقعی بہت بڑا تھا۔ اور یہاں اس قدر اسلحہ تھا۔ کہ
شاید کسی بڑی سے بڑی فوجی چھاؤنی کے سٹور میں اتنا اسلحہ نہ ہو
سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک چوتھائی دنیا کا اسلحہ اس جگہ
اکٹھا کر دیا گیا ہو۔ عمران نے پورا اسلحہ خانہ گھوم ڈالا۔ اسے
اس فولادی دروازے کا اندرونی حصہ بھی نظر آ گیا جس کا رخ
باہر کی طرف تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ عام استعمال کے لئے یہ
فولادی دروازہ بنایا گیا ہے۔ لیکن اوسلو نے اپنے لئے یہ خفیہ
راستہ تیار کرایا ہوا ہے۔ عمران نے اسلحہ خانے کے تقریباً
درمیان میں رک کر جیب سے ڈائنا منٹ سٹک کا ایک بنڈل
نکالا۔ اور پھر اس کے اوپر لگے ہوئے وائرلیس کنٹرول چارجر
کو مخصوص انداز میں پریس کر کے آن کر دیا۔ چارجر کے درمیان
سے جگنو کی طرح کی مدھم سی روشنی نکلنے لگی۔ عمران نے ڈائنا منٹ
کا یہ بنڈل پیٹیوں کے درمیان ایک جگہ چھپا کر اس طرح رکھ

کہ بغیر اچھی طرح تلاش کئے وہ نظر نہ آ سکتا تھا۔ اور پھر عمران تیزی
سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد وہ باتھ روم میں پہنچ گیا۔ اس
نے وہی بٹن دوبارہ پریس کر کے وہ دیوار برابر کی ٹینکی کو بھی
یس اس جگہ پر کیا۔ اور پھر تیزی سے وہ باتھ روم سے نکل
ر بڑے کمرے میں آ گیا۔ اوسلو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔
یکن جوزف نے اس کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے تھے۔
"اسے ختم کر دو جوانا۔ لیکن اسی طرح گردن توڑ کر" ـــــ عمران
ے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اس پر جھک گیا۔ جبکہ
ران خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے
وازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ باہر اب دھند کچھ زیادہ دبیز
ی تھی۔ لیکن آثار بتا رہے تھے کہ اب صبح قریب ہے اسی
ہ اسے اپنے عقب میں کھٹاک کی آواز سنائی دی اور وہ
ر ہلاتا ہوا باہر آ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جوانا نے اوسلو کی گردن
ڈالی ہے۔
"اب یہاں سے جلدی نکل چلو۔ کیونکہ وہ لوگ جو ہوسٹل کی
ری منزل میں موجود ہیں وہ اب واپس آنے والے ہوں
" ـــــ عمران نے کہا اور باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی پیچھے
ے۔ عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر اسی طرح چلتے
ئے وہ واپس اسی راہداری کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں
چلے تھے۔ اسی لمحے اس راہداری کے ایک دروازے کے
شنی کا دھارا باہر نکلا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کمرے میں موجود

آدمی نے اٹھ کر بتی جلائی ہے ۔لیکن وہ وہاں رکے بغیر تیزی س
میک سے والے کمرے میں نکلے بعد دیگرے داخل ہو گئے ۔عم
نے دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر تیزی سے اس سرنگ
میں داخل ہو گیا۔جب اس کے پیچھے اس کے ساتھی سرنگ
داخل ہوئے تو عمران نے وہ الماری کھینچ کر واپس اس د
پر جما دی ۔اور اس بار وہ چلنے کی بجائے دوڑتے ہوئے پر د
کے باتھ روم میں جا نکلے ۔عمران نے یہاں بھی وارڈ روب
کھسکا کر واپس اپنی جگہ پر جما یا اور پھر وہ سب واپس درو
کی طرف بڑھ گئے ۔جب وہ دروازہ کھول کر باہر آئے تو
اوپر والی دونوں منزلوں سے کھڑکھڑاہٹ اور کسی کے چ
پھرنے اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔
آوازیں زیادہ تر نسوانی ہی تھیں ۔لیکن نچلی منزل میں ابھی خ
تھی ۔وہ سب تیزی سے لیکن محتاط انداز میں دوڑتے ہو
وہ برآمدہ کراس کر کے درمیانی حصے میں آ گئے جہاں بیرو
پھاٹک موجود تھا ۔وہاں ایک طرف جیکسن کی لاش بھی
ہوئی تھی ۔عمران نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور ک
جھانکا ۔سڑک دھند میں لپٹی ہوئی ویران پڑی تھی ۔اس نے
ساتھیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور خود سڑک پر آ گیا ۔
لمحوں بعد وہ سڑک کراس کر کے ایک بار پھر گلیوں کی بھول
میں داخل ہو چکے تھے ۔لیکن عمران کے چہرے پر اب انتہا
اطمینان کے آثار نمایاں تھے ۔کیونکہ ڈوگو فائٹرز کے اس

ے اڈے کی تباہی اس سارے مشن میں سب سے آسان ثابت ہوئی
ی ۔وائرلیس چارجر اس کی جیب میں موجود تھا ۔اور اس کی رینج بھی کافی سے
یادہ تھی ۔اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس قدیم کھنڈر میں
ہنچ کر جہاں ان کی جیپ اور فوجی یونیفارمز موجود تھیں وہ اطمینان
سے چارجر کا بٹن پریس کرے گا ۔اور اس کے ساتھ ہی ساؤتھ افریقہ
ن ڈوگو فائٹرز ایک لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے اور اس
ے ساتھ ہی نمیبیا اور ساؤتھ افریقہ کے بے گناہ اور مظلوم سیاہ
اموں پر ٹوٹنے والی قیامت کا خاتمہ ہو جائے گا ۔یہ بات درست
ی کہ ساؤتھ افریقہ کی حکومت ایسی ہی کوئی تنظیم اور بھی بنا سکتی ہے ۔
یکن عمران کو معلوم تھا کہ اس تنظیم کا اصل مقصد اس سال نمیبیا
یں اقوام متحدہ کے تحت ہونے والے ان عام انتخابات کو سبوتاژ کرنا
ہے ۔جس کے تحت سیاہ فام باشندے اپنی مرضی کی حکومت
منتخب کر کے نمیبیا کو ہمیشہ کے لئے ساؤتھ افریقہ کی سفید فام
ظالم اقلیت کے چنگل سے آزاد کرا سکتے تھے ۔اور انتخابات کی تاریخ
یونکہ اب قریب آ گئی تھی ۔اس لئے اتنے وقفے میں ساؤتھ افریقہ
والے انہیں سبوتاژ کرنے کے لئے دوسری تنظیم کو سامنے نہ لا سکتے
تھے ۔عمران کے اس خوفناک مشن کا اصل مقصد بھی یہی تھا ۔کہ
ساؤتھ افریقہ کی سفید فام اقلیت حاکموں کی اس سازش کو ختم کیا
جائے ۔جو وہ ڈوگو فائٹرز کے روپ میں نمیبیا کے انتخابات رکوانے
اور آزاد کرانے کے خلاف بنا رہے تھے ۔عمران کو معلوم تھا کہ ڈوگو
فائٹرز کی تنظیم بنانے کا مقصد صرف وقتی طور پر انتخابات رکوانا ہی نہ

تھا بلکہ سفید فام اقلیت ان کی مدد سے ساؤتھ افریقہ اور خاص طور پر نمیبیا میں بے پناہ قتل و غارت کر کے وہاں کی سیاہ فام اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دینا چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں اس قدر خوف و ہراس پھیلا دیا جائے کہ اگر اقوام متحدہ جبراً انتخابات کرائے بھی تو لوگ خوف کے مارے کوالبو کو ووٹ ہی نہ دے سکیں اس طرح نمیبیا کی آزادی ایک بھیانک خواب ہی بن کر رہ جاتی۔ اس لئے ان لوگوں نے ڈوگو فائٹرز کے لئے اس قدر کثیر تعداد میں اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ جب یہ اسلحہ خانہ پھٹے گا تو نہ صرف ڈوگو فائٹرز کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ یہاں کی سفید فام اقلیت کو بھی سمجھ آجائے گی کہ دنیا میں ابھی ایسی اقوام موجود ہیں جو آزادی کی جدوجہد کرنے والی تنظیموں کی مدد کو بھی آسکتی ہیں۔ کیونکہ بہرحال ساؤتھ افریقہ کے حکام کو تو یہ علم ہو چکا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اس مشن کے لئے کام کر رہی ہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک گلیوں میں گھومنے کے بعد وہ اس سڑک پر آئے جہاں سے کچا راستہ اس کھنڈر کی طرف جاتا تھا۔ جہاں ان کی جیپ اور یونیفارمز موجود تھیں۔ سڑک کراس کر کے وہ کچے راستے پر آئے۔ اور اب انہوں نے باقاعدہ دوڑنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اب انہیں دیکھ لئے جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھنڈر میں داخل ہو گئے۔ جیپ اپنی جگہ موجود تھی اور اس پر وہ یونیفارمز بھی پڑی ہوئی تھیں جو انہوں نے اتار کر پھینکی تھیں۔

"ہرا وکٹری" ——— عمران نے جیپ کے قریب جا کر کہتے ہوئے

مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مسرت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جو مشن انہوں نے مکمل کیا ہے وہ واقعی اس قدر عظیم ہے کہ عمران جیسا شخص بھی بے اختیار وکٹری اور ہرا کے الفاظ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

"لیکن باس۔ ہم تو سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر آگئے ہیں کیا صرف اوسلو کو ہی ختم کرنا تھا" ——— جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے ان کے اسلحہ خانے میں ڈائنامنٹ سٹک رکھ دی ہے اور اب میں صرف وائرلیس چارجر کا بٹن پریس کروں گا۔ اور یہ پورا اڈہ نہ صرف تباہ ہو جائے گا بلکہ وہاں موجود سارے ڈوگو فائٹرز اور ارد گرد کی ساری عمارتیں سب کچھ تباہ ہو جائیں گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ وائرلیس چارجر باہر نکالا۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ گو بظاہر یہ ایک چھوٹا سا آلہ تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس چھوٹے سے آلے میں نمیبیا اور ساؤتھ افریقہ کے لاکھوں مظلوم سیاہ فاموں کی زندگی اور ظالم سفید فام اقلیت کی موت اور نمیبیا کی آزادی بند ہے۔ اس کے باقی ساتھی بھی اشتیاق بھری نظروں سے اس وائرلیس چارجر کو دیکھنے لگے۔

"لو بھئی ڈوگو فائٹرز۔ تم تو گو ہو جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے چارجر کے درمیان موجود بٹن کو پریس کرنے کے لئے انگلی بڑھائی ہی تھی کہ یک لخت سامنے کی طرف سے ٹھک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حلق

ے سسکاری سی نکلی۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود چار جو یک لخت ہوا میں اڑتا ہوا ساتھ والی ٹوٹی ہوئی دیوار کراس کر کے اس کے عقبی طرف جا گرا۔ عمران کے ہاتھ سے خون کا فوارہ سا نکلا۔ اور ابھی اس نے سر اٹھا کر ادھر دیکھا ہی تھا جدھر سے ٹھک کی آواز سنائی دی تھی کہ یک لخت فضا مشین گنوں کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مارا۔ اور اپنے جسم کو جیپ کی اوٹ میں لے جانا چاہا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کی گردن میں گھس کر دوسری طرف سے نکل گئی ہو۔ اور یہی آخری احساس اس کے ذہن میں اجاگر ہو سکا۔ اس کے بعد اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔

جنرل ہارڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے شیفرڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ اس بڑے دفتر نما کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ سائیڈ کی دیوار سے لگے کھڑے فوجی بڑے سہمے ہوئے انداز میں سادھا افریقہ کے سب سے طاقتور انسان جنرل بارٹر کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل جنرل بارٹر کا چہرہ دیکھ کر ہی خوف سے کانپ رہے تھے کیونکہ جنرل بارٹر کے چہرے پر ایسے آثار تھے کہ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کسی بھی لمحے جنرل بارٹر اڈے میں موجود ہر شخص کو گولیوں سے اڑانے کا حکم دے دے گا۔ لیکن جنرل بارٹر ہونٹ چباتا در دانت پیستا ہوا مسلسل ٹہل رہا تھا۔

اُسی لمحے بھاری دروازہ کھلا اور آرتھر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر اڑنے والی ہوائیاں دیکھ کر جنرل بارٹر بُری طرح

چونک پڑا۔

"س س سر۔ وہ غائب ہیں"۔۔۔ آرتھر کے حلق سے سہمی ہوئی آواز نکلی۔

"غائب ہیں۔۔۔ کون غائب ہیں۔ کس کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ جنرل بارٹم نے حیرت سے تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ سر۔ انہوں نے اندر سے نجانے کس طرح گلاس کیبن کی عقبی دیوار کھول لی۔ حالانکہ ایسا ممکن نہ تھا۔ لیکن وہ ایسا کر کے فرار ہو چکے ہیں"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔۔۔ تم نے باہر والوں کو الرٹ کر دیا ہے۔ وہ باہر نکل کر کہیں فرار نہ ہو جائیں"۔۔۔ جنرل بارٹم نے غصے کی شدت سے تقریباً ناچتے ہوئے کہا۔

"س س سر۔ اس کے لئے تو جنرل آپریشن روم میں جانا ہو گا۔ نیچے تہہ خانے میں۔ کیونکہ چیف کا سپیشل ٹرانسمیٹر بھی غائب ہے ان کی جیب سے"۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تم یہاں کیا میری شکل دیکھنے آئے تھے۔ جلدی چلو نانسنس۔ اگر وہ نکل گئے تو میں تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا"۔۔۔ جنرل بارٹم نے اتنے زور سے چیخ کر کہا کہ اس کی آواز بھی پھٹ گئی۔

"آیئے سر"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔ جنرل بارٹم بھی اس کے پیچھے تقریباً دوڑ پڑا۔ اور ظاہر ہے جنرل بارٹم کے پیچھے کمرے میں موجود فوجیوں نے بھی دوڑنا تھا۔ باہر کھڑے فوجی آرتھر

اور خاص طور پر جنرل بارٹم جیسے بڑے افسر کو اس طرح دوڑتے حیرت سے دیکھنے لگے۔ لیکن ظاہر ہے وہ کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوا۔ جہاں دیواروں کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں۔ اور ان کے سامنے سفید کوٹ پہنے افراد موجود تھے۔ تہہ خانے کے درمیان میں ایک بڑی سی مشین کے سامنے ایک درمیانے قد کا آدمی بیٹھا تھا۔ وہ آرتھر اور جنرل بارٹم کو اس بے تحاشا انداز میں اندر آتے دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ماتھر۔ جلدی سے بیرونی چیکنگ پوسٹ کے انچارج کو ٹرانسمیٹر پر کال کرو۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ باہر نکل گئے ہیں۔ اور ہم نے انہیں فوراً مار گرانا ہے۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔۔۔ مگر وہ تو چیف شیفرڈ اور مادام پیٹریشیا ہیں۔ انہوں نے مجھے سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال کیا ہے۔ ابھی ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ آرتھر غدار ہے"۔۔۔ ماتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ہی تھا کہ اس کے پاس کھڑے جنرل بارٹم کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ماتھر زوردار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا دو قدم دور فرش پر جا گرا۔

"بلڈی فول۔۔۔ تم کال ملاؤ۔ آگے سے تقریر شروع کر دی ہے"۔۔۔ جنرل بارٹم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جنرل۔ اگر انہوں نے سپیشل ٹرانسمیٹر سے ماتھر کو کال کیا ہے۔ تو پھر تو وہ اس ٹرانسمیٹر سے اسلحہ خانہ بھی اڑا سکتے ہیں"۔۔۔ آرتھر نے پہلے سے زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو جنرل بارٹم

اس کی بات سن کر اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم
چل پڑا ہو۔
"اوہ اوہ۔۔۔ پھر کیا ہو گا۔ اوہ اوہ"۔۔۔ جنرل بارٹر کا چہرہ
پسینے سے تر ہو گیا۔
"باس۔ میں چاہوں تو اسے ڈی چارج کر سکتا ہوں اس طرح
وہ ٹرانسمیٹر کھپٹ جائے گا۔ اور وہ سارے ختم ہو جائیں گے۔ وہ
اس وقت آپ کے ہیلی کاپٹر پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے مجھ
سے جب سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال کی تو میں نے کال ای بی۔ دن
سیٹ پر رسیو کی تھی۔ اس لئے میں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ ای
بی۔ دن سیٹ کی وجہ سے ہم انہیں ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن سر۔
ان کے ساتھ آپ کا ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو جائے گا"۔۔۔ تھپٹر
کھانے والے ماتھر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ اگر تم ایسا کر دو تو میں تمہیں بڑے سے بڑا عہدہ دوں
گا۔ انعام دوں گا۔ اور تمہیں تھپٹر مارنے کی باقاعدہ معافی بھی
مانگوں گا۔ تم ہیلی کاپٹر کی پرواہ نہ کرو۔ ان کے لئے میں بڑی
سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔ جنرل بارٹر نے
چونک کر کہا۔
"باس۔ یہ ماتھر ٹرانسمیٹر لائن کا بہت بڑا ماہر ہے"۔۔۔ آرتھر
نے کہا۔
"میں آپ کا خادم ہوں جناب"۔۔۔ ماتھر نے بڑے سادہ سے
لہجے میں کہا اور تیزی سے وہ بائیں طرف دیوار میں نصب ایک

دیو ہیکل مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اس کے
مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ
گئی۔ مشین پر لگی ہوئی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اور
اس کے ساتھ ہی ماتھر نے کئی اور بٹن بھی پریس کر دیئے۔ اور ساتھ
ہی اس نے ایک ناب کو گھما کر اس کے اوپر موجود ڈائل کی سوئی کو
حرکت میں لا کر ایک مخصوص ہندسے پر ایڈجسٹ کر دیا۔ سوئی
جیسے ہی اس ہندسے تک پہنچی یک لخت سکرین پر ایک منظر
ابھر آیا۔ اور یہ منظر دیکھتے ہی جنرل بارٹر کا چہرہ ایک بار پھر
تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔ کیونکہ سکرین پر ہیلی کاپٹر کا
اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ وہ شیفرڈ کے روپ میں پاکیشیائی
ایجنٹ پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کے ساتھ والی
سیٹ پر وہ عورت تھی جو پیٹریشیا کے میک اپ میں تھا۔ اور
عقبی سیٹ پر ان کا تیسرا ساتھی موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ
سپیشل ٹرانسمیٹر تھا۔ اور وہ اسے سائیڈ پر کھول کر اس کے اندر
کوئی بٹن دبا رہا تھا۔
"اوہ باس۔ یہ تو واقعی ویپن سٹور کو ڈی چارج کر رہے
ہیں"۔۔۔ ماتھر نے چیختے ہوئے کہا۔
"آپ ان کو باتوں میں لگائیں۔ میں اس دوران ڈسٹرکشن پوائنٹ
سیٹ کر لوں"۔۔۔ ماتھر نے مشین کی سائیڈ کے بکس سے ایک
مائیک نکال کر چیف کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ
ہی ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پاکیشیائی ایجنٹس ۔ میں جنرل بارٹر بول رہا ہوں ۔ تم بچ کر نہیں جا سکتے ۔ یہ بات سن لو ۔ میں بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی تمہارا خاتمہ کر دوں گا ۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر اوور" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے انتہائی غصیلی آواز میں کہا ۔

"تم احمقوں کے جنرل ہو ۔ بارٹر ۔ تمہاری یہ جنگلی گھوڑے والی کھوپڑی ابھی بند ہو جائے گی ۔ ابھی چند منٹ کے اندر اوور" ۔۔۔ اس آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیا جو ہاتھ میں ٹرانسمیٹر پکڑے بیٹھا تھا ۔

"باس ۔ ڈسٹرکشن پوائنٹ تیار ہے ۔ پریس کر دیں" ۔۔۔ اسی لمحے ماتھر نے ایک بٹن دبا کر بات چیت کا رابطہ ختم کرتے ہوئے جنرل بارٹر سے کہا ۔ اور ساتھ ہی بٹن دوبارہ آن کر دیا ۔

"یو شٹ اپ ۔ نانسنس ۔ شٹ اپ فار ایور" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا ۔ جس کی طرف ماتھر نے اشارہ کیا تھا ۔ بٹن دبتے ہی مشین میں ہلکی سی گونج پیدا ہوئی ۔ ساتھ ہی یک لخت سکرین بھی تاریک ہو گئی ۔ اور مشین پر جلنے والے کئی بلب بھی بجھ گئے ۔۔۔

"وہ ختم ہو گئے باس ۔ ہیلی کاپٹر سمیت ان کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے" ۔۔۔ ماتھر نے مشین آف کرتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔ ویل ڈن ۔ ویری گڈ ۔ تم نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے ۔

میں تمہیں ترقی دیتا ہوں ۔ اب تم مین ہیڈ کوارٹر میں آپریشنل انچارج ہو گئے" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔ اس کے چہرے کے عضلات انتہائی مسرت کی وجہ سے کپکپا رہے تھے ۔

"میں ہمیشہ آپ کی خدمت کروں گا باس" ۔۔۔ ماتھر نے بھی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا ۔

"جاؤ آرتھر ۔ ان کی لاشیں تلاش کر کے لے آؤ ۔ اپنے ساتھ مسلح فوجی لے جاؤ ۔ میں ان کی لاشیں ساتھ لے جاؤں گا ۔ اگر ایک ہیلی کاپٹر کی قربانی سے یہ خوفناک پاکیشیائی ایجنٹ ختم ہو سکتے ہیں تو یہ انتہائی سستا سودا ہے" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے آرتھر سے کہا ۔ اور آرتھر سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا ۔

"آئی ۔ ایم ۔ سوری مسٹر ماتھر ۔ مجھے امید ہے تم میرے غصے کو معاف کر دو گے" ۔۔۔ جنرل بارٹر نے آگے بڑھ کر ماتھر کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ماتھر نے سر جھکا دیا ۔

"جناب آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام شخصیت ہیں آپ کا غصہ تو میرے لئے فخر کا باعث ہے" ۔۔۔ ماتھر نے کہا اور جنرل بارٹر تھینک یو کہہ کر مسکراتا ہوا مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا ۔ اس کے چہرے پر اب انتہائی اطمینان کے آثار موجود تھے ۔ کیونکہ نمیبیا میں داخل ہونے والے ان

پاکیشیائی ایجنٹوں نے اپنی تیز اور مسلسل کارروائی کی وجہ سے
اُسے ایک لحاظ سے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ حالانکہ جوہنبرگ میں
ان کا لیڈر علی عمران موجود تھا۔ لیکن اُسے وہاں کی فکر نہ تھی کیونکہ
اُسے چلتے ہوئے اطلاع مل چکی تھی کہ چیف اوسلو نے ہیلی کا پیٹر
کال ٹریس کر کے انہیں اس طرح گھیر لیا ہے کہ نہ صرف کرنل
ونیڈن بچ جائے گا بلکہ وہ لوگ بھی ختم ہو جائیں گے۔ البتہ اب
وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں چیک کرنے کے بعد چیف
اوسلو سے رابطہ کر کے اس سے حتمی رپورٹ لینے کا فیصلہ کر
چکا تھا۔ ویسے اُسے یقین تھا کہ وہاں سے بھی اُسے دکٹری رپورٹ
ہی ملے گی۔ کیونکہ وہ چیف اوسلو کی تیز رفتار اور انتہائی ذہانت
سے پُر کارکردگی سے مکمل طور پر مطمئن تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے
کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے احساس ہوا کہ وہ زمین
پر پڑے ہونے کی بجائے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔
سی لمحے اس کے ذہن میں وہ منظر فلم کی طرح گھوم گیا جب وہ
بارجر کا بٹن پش کر کے ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر اڑانا چاہتا
تھا۔ اور کھٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ کو جھٹکا لگا تھا۔
ور چارجر اس کے ہاتھ سے اڑتا ہوا ساتھ والی ٹوٹی ہوئی دیوار کے
قب میں جا گرا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی فائرنگ
روع ہو گئی تھی اور پھر عمران نے غوطہ لگا کر جیپ کی اوٹ
لینے کی کوشش کی ہی تھی کہ اُسے اپنی گردن میں گرم سلاخ گزر
ر دوسری طرف نکلتی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے
ہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ یہ سارا منظر ایک لمحے کے

کمروڑویں حصے میں اس کے ذہن پر ابھرا ۔ اور اس نے بے اختیہ ۔
گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ
بے اختیار بھنچ گئے ۔ کیونکہ اس بڑے سے کمرے میں وہ اکید
ایک سنگی ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا ۔ اس کی گردن میں ۔
بھی درد کی لہر موجود تھی ۔ لیکن جس طرح گردن آسانی سے دائیں بائ
حرکت کر رہی تھی اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ مشین گن کی گو
نے اس کی گردن میں سوراخ نہیں کیا بلکہ سائیڈ کو پھاڑتی ہوئی گز
ہے ۔ اور انتہائی تکلیف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھ
لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اُن پر فائر کرنے والے کون ہو سکت
ہیں اور وہ اُسے وہیں ہلاک کر دینے کی بجائے یہاں کیوں لے
آئے ہیں اور اس کے باقی ساتھیوں کا کیا ہوا ۔ وہ چونکہ پتلی سی
فولادی زنجیر کے ساتھ جکڑا ہوا تھا اس لئے ناخنوں میں موجود
بلیڈ تو اس کے کام نہ آ سکتے تھے ۔ لیکن اتنا اُسے محسوس ہو گیا
تھا کہ زنجیر اس کے جسم کے ساتھ کس کر نہیں باندھی گئی ہ
وہ قدرے ڈھیلی ہے ۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر اپنی ر
کی کوششیں شروع کر دیں ۔ اس کے دونوں بازو اس کی
سائیڈوں میں تھے ۔ باندھنے والوں نے اس کے ہاتھ عقب
پر نہ باندھے تھے ۔ اور ڈھیلی زنجیر کی وجہ سے وہ کوشش ۔
کے ان بازوؤں کو زنجیر کی گرفت سے آزاد کرا سکتا تھا ۔ اس
کے بعد زنجیر توڑنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا ۔ اس نے
دونوں بازوؤں کو اوپر کی طرف حرکت دینا شروع کر دی ۔ چونک

زنجیر کا پہلا گھیرا اس کے سینے پر موجود تھا ۔ اس لئے ذرا سا نیچے کو
جھکنے کے ساتھ ہی زنجیر مزید ڈھیلی ہو گئی ۔ اور چند لمحوں کی
کوششوں کے بعد وہ اپنے دونوں بازو اوپر کو کھینچ کر ان کی
گرفت سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا ۔ بازو آزاد ہوتے ہی
زنجیریں مزید ڈھیلی پڑ گئیں تو عمران نے انہیں ہاتھ سے نیچے کی طرف
دھکیلنا شروع کر دیا ۔ اور چند لمحوں بعد وہ زنجیروں کو نیچے فرش
تک لگا چکا تھا ۔ دوسرے لمحے اس نے دونوں پیر باہر نکالے
اور اب وہ ستون اور زنجیروں کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد
ہو چکا تھا ۔ آزاد ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اپنی گردن
پر ہاتھ پھیرا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس
کی گردن کی سائیڈ پر باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی اور ہاتھ پر بھی
بینڈیج موجود تھی اس کا مطلب تھا کہ وہ اس وقت جن لوگوں کی
بھی قید میں تھا وہ اُسے بہرحال زندہ رکھنا چاہتے تھے ۔ وہ تیزی
سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ باہر سے اُسے قدموں
کی بھاری آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے دروازے کی
سائیڈ میں ہو گیا ۔ آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آنے والے
دو افراد ہیں ۔

" اس کمرے میں ہے وہ آدمی جس کے ہاتھ میں چارجر تھا "،
ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" یس سر " ـــــ دوسری آواز سنائی دی ۔ اور اس کے
ساتھ ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا ۔ چونکہ وہ ستون جس

سے عمران بندھا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر تھا۔ اس لئے ازہ کھلتے ہی
ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ جب کہ عمران دروازے کے
پٹ کی آڑ میں آچکا تھا۔

" ارے۔ یہ کیا "—— وہی بھاری آواز سنائی دی۔ اور اُسی لمحے
دوسرا آدمی بھی اندر داخل ہونے کی آہٹ سنائی دی۔ اور اس کے
ساتھ ہی عمران نے پٹ ایک جھٹکے سے دھکیل دیا۔ دوسرے آدمی کی
پشت اب بالکل عمران کے سامنے تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
دروازہ دھکیلتے ہی عمران جھپٹا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر
چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ جب کہ مشین گن اب عمران کے ہاتھوں
میں آچکی تھی وہ دونوں عام سوٹوں میں ملبوس تھے۔

" خبردار۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ سر پر ہاتھ رکھ کر
کھڑے ہو جاؤ "—— عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے
لمحے اُسے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اچھل کر ایک طرف
ہٹنا پڑا۔ ورنہ ریوالور کی گولی یقیناً اُسے چاٹ جاتی۔ لیکن ریوالور
کے دھماکے کے ساتھ ہی مشین گن کی آواز بھی شامل ہو گئی۔ اور وہ
آدمی جس کے ہاتھ سے اُس نے مشین گن اڑائی تھی تازہ ذبح ہوتی
مرغی کی طرح فرش پر پھڑکنے لگا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا
تھا وہ خاصا پھرتیلا آدمی ثابت ہوا تھا کہ گرتے ہوئے اس نے نہ صرف
ریوالور نکال لیا تھا بلکہ مڑ کر اٹھتے ہوئے اس نے عمران پر فائر بھی کھول دیا۔
تھا۔ جب کہ دوسرا آدمی ہونٹ چباتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے
چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اور ہونٹ بھنچے ہوئے

تھے۔ وہ بار بار مڑ کر فرش پر پھڑکتے ہوئے اپنے ساتھی کو دیکھ رہا
تھا۔

" میں نے کہا ہے سر پر ہاتھ رکھ لو ورنہ "—— عمران نے
غراتے ہوئے کہا۔ اور اس آدمی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر
رکھ لئے۔ زخمی اب ساکت ہو چکا تھا۔

" ادھر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو "——
عمران نے اُسی طرح سرد اور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو وہ
آدمی مڑا اور اُسی طرح سر پر ہاتھ رکھے دیوار کی طرف بڑھتا
گیا۔ دیوار کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ عمران نے انتہائی پھرتی
سے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور جھک کر ایک طرف پڑا
ہوا وہ ریوالور اٹھا لیا جس سے اس پر فائر کیا گیا تھا۔ اور پھر
پستول کی نال اس نے دیوار کی طرف منہ کئے کھڑے آدمی کی
گردن سے لگائی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کی جیبیں
تھپتھپا کر تلاشی لینی شروع کی لیکن اس کی جیب میں اسلحہ نام کی
کوئی چیز نہ تھی۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے دروازہ
بند کر کے اُسے اندر سے چٹخنی لگا دی۔

" اب اپنا رخ زیبا میری طرف کر لو "—— عمران نے اس
بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی نہ صرف تیزی
سے مڑا بلکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی نیچے کر لئے۔

" تم مجھے تو مار سکتے ہو۔ لیکن یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔
اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو۔ میں تمہیں اور

تمہارے ساتھیوں کو یہاں سے زندہ باہر بھجوانے کا وعدہ کرتا ہوں" اس آدمی نے بڑے مطمئن مگر سرد لہجے میں کہا۔

"تم پہلے اپنا نام اور جس گروپ سے تمہارا تعلق ہے۔ اس گروپ کا نام بتاؤ۔ پھر باقی مذاکرات ہوں گے" ___ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ لوگ عام لباسوں میں تھے۔ اس لئے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ان کا تعلق براہِ راست فوج کے ساتھ ہونے کی بجائے یقیناً کسی گروپ سے ہو گا۔ اور ویسے بھی اس آدمی کا فقرہ سن کر اُسے کم از کم یہ تسلی ضرور ہو گئی تھی کہ اس کے ساتھی ابھی زندہ ہیں۔

"سنو۔ تمہارے ہاتھ میں جو چارجر تھا۔ ہمیں تم سے زیادہ اس چارجر سے دلچسپی ہے۔ وہ چارجر ہمیں وہاں سے نہیں مل سکا۔ اس لئے ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قتل کرنے کی بجائے باقاعدہ تم لوگوں کی بینڈیج کی ہے۔ اور تمہارے ایک ساتھی کے جسم سے تو ہمیں آپریشن کر کے دو گولیاں بھی نکالنی پڑی ہیں۔ بہرحال اگر تم وہ چارجر ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں سے لاتعلق ہو جائیں گے۔ نجانے تم نے وہ چارجر کہاں پھینکا ہے۔ حالانکہ ہمارے آدمی نے تمہارے ہاتھ پر فائر کر کے وہ چارجر نکال دیا تھا۔ لیکن نجانے وہ چارجر کہاں چلا گیا۔ ہم نے اُسے وہاں بے حد تلاش کیا ہے لیکن وہ وہاں نہیں مل سکا" ___ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس چارجر سے کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے وہ تو بالکل عام سا چارجر تھا" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمارے آدمی نے تمہاری وہ باتیں سن لی تھیں۔ جو تم نے چارجر کا بٹن پُش کرنے سے پہلے کی تھیں۔ تم ڈوگو فائٹرز کا کوئی بہت بڑا اڈہ اڑانا چاہتے تھے۔ اس لئے اس نے تم پر فائر کھولا تھا۔ تاکہ تم ایسا نہ کر سکو۔ لیکن وہ چارجر بھی غائب ہو گیا ہے" اس آدمی نے جواب دیا۔

"میں نے تم سے تمہارا نام اور گروپ پوچھا تھا۔ اس لئے پوچھا تھا تاکہ تم سے کھل کر بات چیت ہو سکے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹام ہے۔ اور میں اے سیکشن کا انچارج ہوں۔ اور اے سیکشن کو تم مخبری کرنے والا سیکشن سمجھ سکتے ہو۔ ہمارا کام عام آدمیوں کے روپ میں رہ کر آرمی اور حکومت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا پتہ چلانا اور پھر اس کی اطلاع حکومت تک پہنچانی ہے۔ اور تم اس وقت اے سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔ اور ہیڈ کوارٹر کے لفظ سے تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ گو تم نے میرا خاص آدمی مار دیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر تم اس چارجر کا پتہ بتا دو تو میں سب کچھ بھول جاؤں گا" ___ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا۔

"تم لوگ وہاں کھنڈر میں کیسے پہنچ گئے تھے" ___ عمران نے

ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے آدمی اس طرح گھوم پھر کر حالات کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ اور اتفاق سے ہمارے تین آدمی اس کھنڈر میں جا نکلے۔ انہوں نے جب وہاں فوجی جیپ اور یونیفارمز پڑی ہوئی دیکھیں تو انہیں کسی گہری سازش کی بو محسوس ہوئی۔ چنانچہ اصل حالات کا پتہ کرنے کے لئے وہ اس کھنڈر میں چھپ گئے۔ اس کے بعد تم لوگ پیدل چل کر آئے۔ اور پھر تمہاری جو بات چیت سامنے آئی اس سے ہمارے آدمی حرکت میں آ گئے۔ گو انہوں نے چارجر تمہارے ہاتھوں سے نکلوا لیا لیکن تمہارے ایک آدمی کے فائر کی وجہ سے ہمارا ایک آدمی مارا گیا۔ جب کہ باقی دو نے تمہیں ہٹ کر لیا۔ تم سب شدید زخمی ہو گئے۔ انہوں نے سب سے پہلے چارجر تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن چارجر نہ ملنے پر انہوں نے مجھے کال کیا۔ اور پھر میں اپنے گروپ کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے بھی اسے وہاں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن نہ ملنے پر میں تم سب کو ہیڈ کوارٹر لے آیا تاکہ تمہارے متعلق مکمل تحقیقات بھی ہو سکے اور تم سے چارجر کا پتہ بھی پوچھا جا سکے۔ یہ ٹیری بھی اسی تین کے گروپ میں شامل تھا۔ جسے تم نے انتہائی پھرتی سے ہلاک کر دیا ہے"۔۔۔ ٹام نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس طرح عمران سے باتیں کر رہا تھا جیسے ٹیری کی موت کے باوجود اسے نہ عمران سے کوئی خوف ہو۔ اور نہ اس کی مشین گن سے۔ وہ خاصا بے خوف آدمی نظر آ رہا تھا۔

"تم نے میری اور میرے ساتھیوں کی بینڈیج کر کے ہم پر احسان کیا ہے اور ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔ اس لئے تمہیں وہ چارجر دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے تمہیں ہمارے ساتھ وہیں کھنڈر تک جانا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہاں چلنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ چارجر ہمیں ہر صورت میں چاہئے۔ میں یہ چارجر خود جنرل بارٹر کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور اسی لئے میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ بھی رکھا ہوا ہے۔ اور میں نے ابھی تک تمہارے متعلق کسی کو اطلاع بھی نہیں دی۔ ورنہ اب تک فوج اس چارجر کو تلاش کرنے کے لئے سارے کھنڈر کو کھود چکی ہوتی۔ اور یہ بھی سن لو کہ میرے آدمی کے مر جانے کے باوجود میں نے تمہیں زندہ رہنے کا موقع صرف اس چارجر کی وجہ سے ہی دیا ہے۔ میرے سر کے صرف ایک اشارے سے اس گن سمیت ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ اگر تمہیں یقین نہ آ رہا ہو۔ تو اوپر چھت کی طرف ایک نظر دیکھ لو"۔۔۔ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں مسٹر ٹام۔ مجھے معلوم ہے کہ اوپر چھت سے کئی مشین گنوں کی نالیں جھانک رہی ہیں۔ ریوالونگ مشین گنیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ جب تک تم یہاں موجود ہو۔ یہ گنیں نہیں چل سکتیں۔ کیونکہ اس طرح میرے ساتھ تم بھی گولیوں سے نہ بچ سکو گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور

ٹام بھی مسکرا کر سر ہلانے لگا۔
"تم واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ گہرے آدمی ہو۔ لیکن بہرحال یہ میرا اڈہ ہے۔ یہاں کے متعلق مجھے تم سے زیادہ معلومات ہیں۔ اس لئے تمہارا اندازہ غلط ہے۔ کہ میں بھی ان گنوں سے مارا جا سکتا ہوں۔ بہرحال اگر تم تعاون کرنے پر آمادہ ہو تو میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو میں وہاں سے زندہ نکل جانے کا موقع دے دوں گا۔ مجھے صرف اتنا جھوٹ ہی بولنا پڑے گا۔ کہ تم فرار ہو گئے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ چارجر ملنے کے بعد جنرل بارٹر میرے ہاتھ چومنے سے بھی گریز نہ کرے گا"۔۔۔۔ ٹام نے کہا۔

"او کے۔ آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور خود وہ پیچھے ہٹ گیا۔ تاکہ ٹام دروازہ کھول کر باہر جا سکے۔

"مشین گن یہیں رہنے دو اور ریوالور جیب میں ڈال لو۔ باہر میرے آدمی یہ پوزیشن دیکھتے ہی بھڑک اٹھیں گے یہاں فائرنگ کے باوجود وہ اس لئے نہیں آئے کہ انہیں معلوم ہے کہ یہ بلیو روم ہے جہاں میرا مکمل کنٹرول ہے"۔۔۔ ٹام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے مشین گن ایک طرف اچھالی اور ریوالور جیب میں رکھ لیا وہ اب ٹام کی فطرت سمجھ چکا تھا ٹام جنون کی حد تک چارجر کی برآمدگی میں مگن ہو چکا تھا ظاہر ہے اُسے اس چارجر کے بارے میں جو رپورٹ ملی ہوگی اس سے وہ سمجھ گیا ہوگا کہ اس چارجر کی مدد سے ڈوگو ہیڈ کوارٹر اڑایا جانا تھا اسس لئے اب اگر وہ چارجر جنرل بارٹر کو پیش کر دیتا تو جنرل بارٹر کے لئے اس سے بڑی خوش خبری کیا ہو سکتی تھی کیونکہ

ڈوگو ہیڈ کوارٹر میں لاشیں تو ضرور ملی ہوں گی۔ لیکن کسی کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا ہوگا کہ عمران نے اسلحہ خانے میں طاقتور ڈائنامنٹ بھی نصب کر دیا ہے۔ اور پھر اسس ٹام کو اپنے آدمیوں پر بھی شاید ضرورت سے زیادہ بھروسہ تھا۔ اس لئے عمران اس کی پلاننگ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ چارجر ملنے کے بعد وہ انہیں آسانی سے ختم کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے لئے بھی سب سے اہم مسئلہ فوری طور پر چارجر کی ہی برآمدگی کا تھا۔ اسس لئے اس نے بھی جان بوجھ کر یہ رویہ اختیار کیا تھا تاکہ آسانی سے اس اڈے سے بھی نکل سکے اور چارجر بھی برآمد کر لے۔ اس نے چارجر کو اڈے کو جس طرف جاتے دیکھا تھا اُسے یقین تھا کہ وہ اسے آسانی سے ڈھونڈھ سکتا ہے۔

کمرے کے باہر ایک راہداری تھی۔ جس میں سے گزرنے کے بعد وہ ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔ جس کے سامنے کھلا صحن تھا۔ اور آگے چار دیواری اور بڑا سا پھاٹک تھا۔ برآمدے میں دس مسلح افراد موجود تھے اور دو بڑی بڑی جیپیں بھی موجود تھیں جن پر بڑے بڑے سرخ رنگ کے دائرے بنے ہوئے تھے۔ شاید یہ دائرے سیکشن کا نشان ہوتے ہوں گے تاکہ فوجی ان کے کام میں حارج نہ ہوں۔

"یامر۔ بلیو روم میں ٹیری کی لاش پڑی ہے وہ اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا ہے۔ اُسے وہاں سے اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو اور معاوضہ کی رقم اس کے وارثوں کو پہنچا دینا۔ اور سنو۔ باقی ساتھیوں کو بھی یہاں لے آؤ اور سپیشل پوائنٹ پر اطلاع بھی دے

دو کہ ہم وہیں آ رہے ہیں" ـــــ ٹام نے ایک مسلح فوجی سے مخاطب ہو کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کیا قیدیوں کو کھلا لے آنا ہے یا ہتھکڑیاں ڈال کر" ـــــ پامر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ اسی طرح کھلا۔ یہ لوگ ہم سے مکمل تعاون کر رہے ہیں" ـــــ ٹام نے کہا۔ اور پامر سر ہلاتا ہوا ایک اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا۔ تو اس کے ساتھ ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی آ رہے تھے۔ ٹائیگر اس طرح چل رہا تھا جیسے اسے چلنے میں خاصی تکلیف محسوس ہو رہی ہو جب کہ جوزف اور جوانا دونوں کے بازو اور ٹانگوں پر بینڈیج موجود تھی۔

"تمہارے اس ساتھی کے پہلو میں دو گولیاں لگی تھیں جن کا آپریشن کر دیا گیا ہے لیکن یہ آدمی ہے بہت باہمت۔ ورنہ عام آدمی اس قدر سیریس آپریشن کے بعد اس طرح چلنے کی کبھی ہمت نہیں کر سکتا" ـــــ ٹام نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس میڈیکل ایڈ کا شکریہ مسٹر ٹام" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹام انہیں لے کر ایک بڑی سی جیپ میں بیٹھ گیا۔ ٹام خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور اس کے باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جیپ کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئی۔ اور عمران نے دیکھا کہ خاصا دن نکل آیا تھا۔ وسیع سڑکوں پر

پر ٹریفک کا خاصا اژدہام تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کافی دیر تک بے ہوش رہا تھا۔ اور اتنی دیر بے ہوش رہنے کا مطلب تھا کہ اس کی بینڈیج کر کے اسے بے ہوش کر دینے والا کوئی طاقتور انجکشن لگا دیا گیا تھا۔ ورنہ عمران کے جسم میں موجود تربیت یافتہ مدافعتی نظام لازماً اسے جلد ہوش میں لے آتا۔ اور اب بھی وہ بغیر کسی اینٹی انجکشن کے اسی مدافعتی نظام کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا۔ اور شاید اسی لئے وہ دونوں اطمینان سے کھلے گئے تھے۔ کہ انہیں یقین تھا کہ وہ ستون کے ساتھ زنجیروں سے بندھا بے ہوش ہو گا۔ لیکن پھر خونی قتل و غارت کا آغاز ہو گیا۔ اس لئے ٹام کو اس بات کا دھیان ہی نہ رہا ہو گا کہ وہ پوچھ سکے کہ عمران کیسے ہوش میں آ گیا۔ اور کیسے زنجیروں سے آزاد ہو گیا۔

جیپ کافی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اس سڑک پر پہنچ گئی۔ جہاں سے کچا راستہ اس کھنڈر تک جاتا تھا۔ ٹام نے جیپ اس کچے راستے پر موڑ دی اور جب وہ جیپ کھنڈر کے قریب پہنچی تو عمران نے دیکھ کر ہونٹ بھینچ لئے کہ وہاں پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ ٹام نے جیپ کھنڈر کے قریب جا کر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

"خیال رکھنا اگر یہ کوئی غلط حرکت کرنا چاہیں تو بے شک گولیوں سے اڑا دینا اور تم بھی اب وہ ریوالور جیب سے نکال کر میرے حوالے کر دو" ـــــ ٹام نے وہاں پہنچتے ہی کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور نکالا اور بڑے مطمئن سے انداز

میں اُسے ٹام کی طرف اچھال دیا۔ عمران کا مقصد اُسے ہر لحاظ سے
مطمئن کرنا تھا۔

"فکر مت کرو۔ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ چارجر میرے حوالے
کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمہارے پیچھے نہ آؤں گا"۔۔۔۔
ٹام نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور تیزی سے کھنڈر کی
طرف بڑھ گیا۔ ٹام اور اس کے دو مسلح ساتھی اس کے ساتھ تھے
جب کہ باقی تین مسلح افراد عمران کے ساتھیوں کے ساتھ باہر ہی
رک گئے تھے۔ کیونکہ عمران نے انہیں وہیں رکنے کے لئے باقاعدہ
ہدایت کی تھی۔

"تم نے سارا کھنڈر تلاش تو کر ہی لیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے
کھنڈر میں گھومتے ہوئے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ اور ہم نے تمہاری بھی مکمل تلاشی لے لی ہے۔ یہ
یہ چارجر تو ایسے غائب ہو چکا ہے جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو"۔۔۔
ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی مل جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
پھر وہ اس حصے میں داخل ہو گیا جدھر اس نے دیوار کی دوسری
طرف چارجر کو اڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُسے اس کے اینگل
کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس لئے اس حصے میں داخل ہوتے ہی
اس کی نظریں سامنے موجود ٹوٹی دیوار پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں
چمک آ گئی۔ اور اس دیوار کو دیکھ کر ہی عمران کو سمجھ آ گئی تھی کہ ٹام
اور اس کے ساتھیوں کو چارجر کیوں دستیاب نہیں ہو سکا۔

اس نے چہرے کے تاثرات کو کنٹرول میں ہی رکھا۔

"تمہیں چاہیئے تھا کہ تم جنرل بارٹو کو بنیادی اطلاع تو دے
دیتے۔ ورنہ اچانک معلوم ہونے پر وہ ناراض بھی ہو سکتا ہے"۔
عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بڑے لاتعلقانہ سے لہجے میں
کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ ہنیبیا گیا
ہوا ہے۔ اور یہ حیرت انگیز اطلاع بھی ملی ہے کہ وہاں بھی ڈوگو
نائٹرز کے مین ہیڈ کوارٹر میں کوئی غیر ملکی ایجنٹ گھس گئے تھے۔
اور وہ اس معاملے میں اس قدر مصروف تھا کہ اس سے بات
نہیں ہو سکی"۔۔۔۔ ٹام نے جواب دیا۔

"تم نے فون پر بات کی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے جھک کر ایک
رخنے کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی۔ تم یہ باتیں
چھوڑو اور چارجر برآمد کرو ورنہ"۔۔۔۔ ٹام کا لہجہ انتہائی کرخت
ہو گیا۔

"ورنہ کیا"۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے سیدھے ہوتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ٹام کوئی جواب دیتا عمران
یک لخت جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے ٹام کے ساتھ کھڑے
ایک مسلح آدمی کے ہاتھ سے اس نے مشین گن اس برق رفتاری
سے چھین لی کہ ٹام پلکیں جھپکاتا ہی رہ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
اس کا مسلح ساتھی سنبھلتا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ نتیجہ یہ کہ دوسرے

لمحے وہ مسلح شخص چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی
سے ہاتھ گھمایا اور جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے ٹام بھی چیختا ہوا
کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر دھڑام سے نیچے جا گرا۔ عمران نے
جان بوجھ کر اس کی طرف مشین گن کا رخ کرتے وقت ہاتھ کو نیچے کر
دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ گولیاں ٹام کی ٹانگوں میں لگی تھیں اور گھومنے کی
وجہ سے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔
اُسے باہر سے بھی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں
سنائی دیں۔ اور عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کارروائی اس کے ساتھیوں کی ہوگی انہیں
وہیں رکنے کی ہدایت دیتے وقت اس نے ٹائیگر کو کوڈ میں یہ ہدایت
بھی دے دی تھی کہ جیسے ہی اندر سے فائر کی آواز سنائی دے
اس نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ گو اس کے لئے عمران نے صرف
اتنا کہا تھا کہ ٹام اور اس کے ساتھی ہمیں زندہ چھوڑ دیں گے
اس لئے کوئی غلط حرکت نہ کی جائے۔ لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ اس
کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ٹام فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اور
پھر وہ ساکت ہو گیا۔ عمران نے جلدی سے جھک کر اس کی
جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور جب اس نے اس کے کوٹ
کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن لامحدود رینج کا جدید ترین
ٹرانسمیٹر برآمد کیا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس
ٹرانسمیٹر کی موجودگی سے گو عمران لاعلم تھا۔ لیکن جہاں تک عمران
اس مخبر اعظم ٹام کی نفسیات سمجھا تھا اس لحاظ سے اُسے پوری

توقع تھی کہ اس کی جیب میں لازماً سپیشل ٹرانسمیٹر نکل آئے گا۔ اور وہ
جانتا تھا کہ ٹام کی پلاننگ یہی ہے کہ جیسے ہی چارجر ملے گا وہ عمران
اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر کے جنرل بارڈر کو کال کرے گا۔ اور
پھر اس کو اپنے کارنامے سے آگاہ کرے گا اور یہی وجہ تھی کہ عمران
نے اس کی ٹانگوں پر گولیاں چلائی تھیں تاکہ اگر واقعی ٹرانسمیٹر موجود
ہو تو وہ تباہ ہونے سے بچ جائے اور دوسری بات یہ کہ وہ
جنرل بارڈر کی مخصوص فریکوئنسی بھی اس سے پوچھ سکے۔ اُسی لمحے دوڑتے
ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے
لگا۔ جوزف، جوانا اور آخر میں ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس
کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔
"تم اسے ہوش میں لے آؤ جوانا۔ میں وہ چارجر اٹھا لوں۔
ہماری خوش قسمتی تھی کہ یہ سادہ لوح مخبر ٹائپ آدمی ٹکرایا تھا جسے
صرف مخبری کرنی ہی آتی تھی۔ اس لئے اس نے جو پلاننگ بنائی
تھی وہ اُسے ہی حرف آخر سمجھ رہا تھا۔ ورنہ تو چارجر بھی ہاتھ سے
گیا تھا اور ہم بھی اب تک منکر نکیر کے حساب و کتاب سے فارغ
ہو چکے ہوتے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ
اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ جو سامنے تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر
ایک جگہ ہاتھ اٹھا کر دیوار کے اوپر والے حصے پر رکھا اور پھر اسی
ہاتھ کو اوپر سے نیچے دیوار کی جڑ تک لے آیا۔ پھر اس نے مشین گن
کی نال سے جڑ کے اس حصے کو کھودنا شروع کر دیا۔ جہاں اس کا
ہاتھ پہنچا تھا۔ اس نے دیوار کے اوپر عین اُسی حصے میں سوراخ

دیکھ لیا تھا جو موٹی دیوار کے عین درمیان میں تھا۔ لیکن آگے سے
دیوار مکمل تھی۔ چونکہ یہ بالکل وہی اینگل بنتا تھا جس اینگل سے چارج
اڑتا ہوا اس طرف آیا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ سوراخ دیو
کے درمیان میں اس کی جڑ تک چلا گیا ہو گا۔ اور چارجر اس سورا
میں گرنے کی وجہ سے اندر دیوار کی جڑ میں پہنچ گیا ہو گا۔ چونکہ آگے
پیچھے سے دیوار مکمل اور صاف تھی۔ اس لئے ٹام اور اس کے
ساتھی باوجود کوشش کے چارجر کو تلاش نہ کر سکے لیکن وہ بڑے
محتاط انداز میں دیوار کو کھود رہا تھا۔ اور جب دیوار کا اوپر والا
حصہ ٹوٹ گیا تو اس نے مشین گن ایک طرف رکھی اور انگلیوں سے
نرم مٹی ہٹانی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی مٹی ہٹنے سے وہ
واقعی اوپر سے آتا ہوا سوراخ نظر آنے لگ گیا۔ عمران نے انگلی
اندر ڈالیں اور چند لمحوں بعد جب اس کی انگلیاں باہر آئیں
چارجر اس کی انگلیوں میں موجود تھا۔ عمران نے بڑی بے تاب نظ
سے چارجر کا جائزہ لیا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ خراب نہ ہو گیا
ہو۔ لیکن چارجر بالکل درست حالت میں تھا۔ اس نے مطمئن اند
میں سر ہلاتے ہوئے چارجر کو جیب میں رکھ لیا۔ اُسی لمحے ٹام
کراہنے کی آواز سنائی دی اور عمران اس کی طرف مڑ گیا۔
" اوہ اوہ ——— تم نے یہ کیسے کر دیا " ——— ٹام نے انتہا
تکلیف بھرے انداز میں کراہتے ہوئے کہا۔
" میں نے تو ابھی صرف تمہاری ٹانگوں پر گولیاں چلائی ہیں
ورنہ تمہارا پروگرام تو ہمارے سینے چھلنی کرنے کا تھا۔ بہرحا

ب تم جنرل بارٹر کی مخصوص فریکونسی بتا دو تو جس طرح تم نے ہمارا
علاج کیا تھا اس طرح تمہارا بھی علاج ہو جائے گا۔ ورنہ تم ایک
لمحے بعد اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ چکے ہو گے " ———
مران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" کیسی فریکونسی ——— مجھے کسی فریکونسی کا علم نہیں ہے۔ کاش
ن پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتا " ——— ٹام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔
" ٹائیگر۔ اس کے دل پر مشین گن کی نال رکھ کر صرف تین تک
نو اور پھر گولی چلا دو " ——— عمران نے ٹائیگر کی طرف مڑ کر انتہائی
رد لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اس نے
نعی مشین گن کی نال فرش پر پڑے ٹام کے سینے پر رکھی۔ اور
نتی شروع کر دی۔ ٹام کا تکلیف سے مسخ ہوا چہرہ یک لخت
سینے میں ڈوب گیا۔
" ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مگر وعدہ
رو کہ میرا علاج کراؤ گے " ——— ٹام نے دہشت زدہ لہجے
کہا۔
" پکا وعدہ۔ لیکن یہ سوچ لو کہ تمہارا سپیشل ٹرانسمیٹر میرے پاس
ود ہے۔ اور اگر تمہاری بتائی ہوئی فریکونسی غلط ثابت ہوئی تو پھر
یہ گولی چلا کر تمہیں آسان موت نہ مرنے دوں گا بلکہ تمہارے
م کا ایک ایک ریشہ گولیوں سے اڑایا جائے گا اور تم کتے کی طرح
سسک سسک کر مرو گے " ——— عمران نے انتہائی سرد

لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں صحیح بتاؤں گا" ـــــ ٹام نے خوف سے پھریری لیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے فریکونسی بتانی شروع کر دی۔

"او۔ کے ـــــ اب تمہارا علاج کرتا ہوں۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہاری ٹانگیں جو گولیوں سے چھلنی ہو چکی ہیں۔ اب کبھی درست ہو سکیں گی۔ اس لئے تمہارا علاج یہی ہے کہ تمہیں اس تکلیف سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دی جائے"۔

"ٹائیگر" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر جو ابھی تک اس کے دل پر نال رکھے تھا، نے اپنا نام سنتے ہی ٹریگر دبا دیا۔

ٹام کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم یک لخت کسی گیند کی طرح اوپر کو اچھلا اور پھر دھڑام سے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔

"اب باہر آ جاؤ" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھنڈر کے اس حصے سے نکل کر دوبارہ باہر کے رخ پر آ گئے۔ جہاں وہ سرخ نشان والی جیپ موجود تھی۔ یہاں ٹام کے ساتھی مردہ پڑے ہوئے تھے۔

عمران نے ٹرانسمیٹر جیب سے باہر نکالا اور اسے آن کر کے اس نے اس پر وہ مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر دی جو ٹام نے بتائی تھی۔ ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹام انچارج سیکشن اے کالنگ جنرل بارٹر۔ اوور" ـــــ عمران کے حلق سے ٹام کی آواز نکلنے لگی۔

"یس۔ ماتھر اٹنڈنگ یو۔ انچارج آپریشن سیل۔ کیا بات ہے۔ تم نے کیوں جنرل بارٹر کو کال کیا ہے اوور" ـــــ ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"ماتھر۔ جنرل بارٹر سے بات کراؤ۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی۔ میں جو ہنبرگ سے بول رہا ہوں۔ فوراً بات کراؤ۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی اوور" ـــــ عمران نے ٹام کی آواز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ویٹ کریں۔ میں انہیں بلواتا ہوں اوور" ـــــ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ جنرل بارٹر اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری مگر انتہائی چیختی ہوئی کرخت آواز سنائی دی۔

"انچارج سیکشن اے ٹام بول رہا ہوں۔ چیف میں نے یہاں ایک اہم کارنامہ سر انجام دیا ہے اوور" ـــــ عمران نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"سیکشن اے۔ اوہ۔ کیسا کارنامہ۔ تفصیل بتاؤ اوور" ـــــ جنرل بارٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن اس میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھی ملکی ماؤس میں داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں چیف مابرٹ اوسلو کو مار ڈالا اور اسلحہ خانہ میں وائرلیس چارجڈ ڈائنامنٹ فٹ کر دیا۔ اور پھر صحیح سلامت باہر آ کر وہ وائرلیس چارجر سے ملکی ماؤس کو اڑانا چاہتے تھے کہ میرے

آدمیوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں مار ڈالا اور چارجر چھین لیا اب ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں اور چارجر میرے ہاتھ میں موجود ہے اوور" ——— عمران نے کہا۔

"کیا ——— کیا ——— تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ ملکی ہاؤس میں وہ کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر اد کا قتل اور اسلحہ خانے میں ڈائنامنٹ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو اوور" جنرل بارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو ان کی لاشیں اور وہ چارجر آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر تم نے واقعی اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے ٹام۔ ویری گڈ۔ اوہ تم نے حیرت کا رنامہ سر انجام دیا ہے۔ ڈبل کارنامہ۔ ملکی ہاؤس بھی بچا لیا اور ان انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں طرف آنے والے ایجنٹ ختم ہو گئے۔ ویری گڈ۔ تم ایسا کرو کہ چارجر زیرو ہیڈ کوارٹر کے چیف کرنل ٹامسن کے حوالے کر دو۔ ان ایجنٹوں کی لاشیں بھی ساتھ بھجوا دینا۔ میں فی الحال یہاں مصروف ہوں۔ لیکن میں اُسے کال دیتا ہوں اوور" ——— جنرل بارٹر کے لہجے میں انتہائی مسرت تھی۔

"اوہ چیف۔ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں یہ چارجر اور ان ایجنٹوں کی لاشیں خود آپ کے حوالے

کروں۔ پلیز چیف اوور" ——— عمران نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تم ایسا کرو لاشیں لے کر جوٹانی ہوائی اڈے پر پہنچ جاؤ۔ میں وہاں ہدایات دے دیتا ہوں۔ وہاں سے تمہیں ایک سپیشل ہیلی کاپٹر یہاں نمبیبیا میں میرے پاس پہنچا دے گا۔ میں ابھی یہاں ایک دو روز موجود رہوں گا۔ کیونکہ یہاں بھی پاکیشیائی ایجنٹوں نے بڑا اودھم مچا رکھا تھا وہ یہاں بھی ڈوگو فائٹرز کے مین اڈے میں گھس آئے تھے۔ لیکن میں بروقت یہاں پہنچ گیا اور میں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اب ان کی لاشوں کے ٹکڑے سمندر میں تلاش کئے جا رہے ہیں اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے جنرل بارٹر نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"باس ——— کیا واقعی آپ نمبیبیا جائیں گے" ——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں ہمارا کام ایک لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ چارجر کی رینج مجھے معلوم ہے۔ اس لئے میں اسے ہیلی کاپٹر سے اس کی ڈی چارج کر دوں گا۔ تاکہ میرے پہنچنے سے پہلے اُسے ملکی ہاؤس تباہ ہونے کی رپورٹ نہ مل سکے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ یہاں میک اپ باکس تو نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں اس جوٹانی اڈے کا علم ہے" ——— جوانا نے کہا۔

"میں نے نقشہ حفظ کر رکھا ہے۔ اس لئے اڈے کی فکر نہ کرو۔ سیکشن
اے کی جیپ ہمارے پاس ہے اور اڈے والوں سے کہا جا سکتا
ہے کہ ہم میک اپ میں ہیں۔ آؤ اب جلدی کرو" ——— عمران نے
کہا اور پھر وہ سب اس جیپ کی طرف بڑھ گئے۔ جس میں وہ ٹام
کے ساتھ آئے تھے۔ اور چند لمحوں بعد جیپ انہیں لادے ہوئے
تیزی سے کچے راستے پر دوڑتی ہوئی پختہ سڑک کی طرف بڑھی جا
رہی تھی۔

تنویر کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر جیسے ہی لڑکھڑایا تنویر
نے بے اختیار ٹرانسمیٹر چھوڑ دیا۔ اور ٹرانسمیٹر نیچے ہیلی کاپٹر کے
فرش تک پہنچا ہی تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک دھماکہ ہوا
اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اُسے
یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یک لخت بے شمار چھریاں
سی گھس گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی نے
قبضہ کر لیا۔ لیکن تاریکی سے قبل اس کے آخری احساسات میں
ان چھریوں کے جسم میں گھسنے اور اپنی چیخ کے ساتھ ساتھ صفدر اور
جولیا کی چیخیں بھی محفوظ ہو گئی تھیں۔ اور پھر جس طرح اس کے
ذہن پر تاریکی نے قبضہ کیا تھا اسی طرح اچانک اس کے ذہن کی
گہرائیوں میں کہیں ایک جگنو سا چمکا اور پھر یہ روشنی خاصی تیز
رفتاری سے پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کو اپنے جسم میں

شدید ترین درد کی لہریں سی اٹھتی محسوس ہوئیں۔ یہ درد اس قدر تیز
اور ناقابل برداشت تھا کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔
لیکن آہستہ آہستہ اس کا ذہن اس کے کنٹرول میں آتا گیا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے اپنی چیخوں پر بھی کنٹرول کر لیا۔ اس کے ساتھ
ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی
کوشش کی۔ لیکن ایک بار پھر اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی
کیونکہ جسم کو جھٹکا لگنے سے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
پورا جسم درد کی شدت سے دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔
لیکن پھر یہ درد آہستہ ہوتا گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔
اس کے ساتھ ہی اُسے ماحول کا بھی اندازہ ہونے لگا۔ اس نے
دیکھا کہ وہ ریت کے ایک ٹیلے میں ریت کے اندر دھنسا ہوا
پہلو کے بل پڑا ہے۔ اُسے فوراً ہی ادراک ہو گیا کہ ٹرانسمیٹر
پھٹنے کی وجہ سے ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے۔ اور وہ بلندی
سے ریت کے اس ٹیلے پر آ گرا ہے۔ اور شاید ٹیلے پر گرنے
کی وجہ سے وہ اب تک زندہ تھا۔ کیونکہ اس طرح بلندی پر سے
گرنے کے باوجود وہ نرم ریت میں دھنس جانے کی وجہ سے بچ
گیا تھا۔ اسی لمحے اُسے صفدر اور جولیا کا خیال آیا تو وہ یکلخت
تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ درد کی تیز لہر ایک بار پھر اس کے جسم میں دوڑی
لیکن اس نے سختی سے دانتوں پر دانت جما لئے۔ اور پھر
اس نے کھڑا ہونے کی کوشش کی ایک دو بار لڑکھڑانے کے
بعد وہ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا جسم زخمی تھا۔

لیکن ریت میں دھنس جانے کی وجہ سے زخموں پر ریت کی تہہ جم
گئی تھی اس طرح خون نکلنا بند ہو گیا تھا۔ البتہ اس کی ہڈیاں سلامت
تھیں اور یہی بات اس نے غنیمت سمجھی۔ دوسرے لمحے وہ
لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں ٹیلے سے نیچے اترا اور پھر ادھر
ادھر دیکھنے لگا۔ ایک جگہ اُسے ہیلی کاپٹر کا جلا ہوا انجن نظر آیا۔
وہ اس طرف کو بڑھ گیا۔ لیکن ایک ٹیلے کو کراس کرتے ہوئے
وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ ٹیلے کے پیچھے اُسے جولیا اوندھے
منہ پڑی نظر آ گئی۔ جولیا کو اس حال میں دیکھتے ہی تنویر اپنی ساری
تکلیف بھول کر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے
جلدی سے جولیا کو پلٹا اور پھر اس کے منہ اور ناک میں بھری ہوئی
ریت انگلی سے نکالنے لگا۔ ریت نکلتے ہی جولیا نے لمبا سانس
لیا اور تنویر کا ستا ہوا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ واقعی انتہائی
وقت پر پہنچا تھا۔ جولیا کا سانس رک رہا تھا۔ کیونکہ ناک اور منہ
میں ریت بھر جانے کی وجہ سے اُسے سانس لینے میں انتہائی
تکلیف ہو رہی تھی۔ اور اگر چند منٹ اور اس طرح کی صورتحال
رہتی تو یقیناً جولیا ہلاک ہو جاتی۔ جولیا کے جسم پر بھی جگہ جگہ زخم
موجود تھے۔ لیکن ان زخموں پر بھی ریت کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔
اس طرح خون کی نکاسی بند ہو چکی تھی۔ تنویر نے بے اختیار جولیا کو
جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"جولیا —— جولیا ہوش میں آؤ" —— تنویر نے اُسے جھنجھوڑتے
ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں تک ایسا کرنے کے بعد جولیا کی بند آنکھیں

ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"جولیا۔ میں تنویر ہوں۔ ہوش میں آؤ۔ ابھی صفدر کا پتہ کرنا ہے"۔۔۔ تنویر نے اونچی آواز سے کہا۔ اور جولیا دوسری چیخ مار کر ایک جھٹکے سے اٹھنے لگی۔ لیکن پھر دھڑام سے نیچے گر گئی۔

"اٹھو اٹھو۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔ اٹھو"۔۔۔ تنویر نے اُسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تنویر تم۔ اوہ اوہ۔ میرا جسم تو پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے"۔۔۔ جولیا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تنویر کا سہارا لے کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئی۔

"اوہ اوہ صفدر۔۔۔ صفدر کہاں ہے"۔۔۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ تم کھڑی ہو جاؤ تو میں اس کا پتہ کروں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور پھر جب اس نے محسوس کر لیا کہ وہ پوری طرح سنبھل گئی ہے تو تنویر اُسے چھوڑ کر دوبارہ آگے بڑھ گیا۔ لیکن صفدر انہیں کہیں نظر نہ آرہا تھا حالانکہ ہیلی کاپٹر کے پرزے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور اس کا انجن تک ان کے سامنے تھا۔ لیکن صفدر غائب تھا۔ اب جولیا بھی اپنی تکلیف بھول کر تنویر کے ساتھ ہی صفدر کی تلاش میں لگ گئی تھی۔

"ارے۔ یہ پائلٹ سیٹ۔۔۔ اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ صفدر

اس ٹیلے کے اندر ہے"۔۔۔ یکلخت ایک ٹیلے پر اس نے پائلٹ سیٹ کو اوندھے پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس ٹیلے کی طرف بڑھا۔ اس نے پائلٹ سیٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا تو سیٹ کے ساتھ ہی صفدر کا جسم بھی ریت میں سے نکل آیا۔

صفدر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ریت کا بنا ہوا ہو۔ اس کے پورے جسم پر ریت جمی ہوئی تھی۔ وہ سیٹ کے ساتھ بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے صفدر کے جبڑے ایک ہاتھ سے بھینچے اور پھر تیزی سے اس کے منہ میں بھری ہوئی ریت انگلی کی مدد سے نکالنے لگا۔

"ناک سے ریت نکالو جولیا۔ ابھی صفدر زندہ ہے"۔۔۔ جولیا کو قریب آتے دیکھ کر تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور جولیا جھپٹ کر صفدر کی ناک کے نتھنوں میں انگلیاں مارنے لگی۔ ریت صاف ہو جانے کے باوجود صفدر کا سانس نہ آرہا تھا۔ تنویر نے اس کے سینے پر کان رکھ دیئے۔ اور پھر اس نے سر اٹھا کر اس کے منہ سے منہ لگایا اور تیزی سے سانس کھینچ کر پھر زور سے سانس صفدر کے منہ کے اندر ڈال دیا۔ تقریباً دس بارہ بار ایسا کرنے کے بعد صفدر کا سانس تیزی سے بحال ہونے لگا۔

"سانس بحال ہو گیا ہے۔ اوہ خدایا تیرا شکر ہے"۔۔۔ جولیا نے چیخ کر کہا۔ اور تنویر ہانپتا ہوا علیحدہ ہوا اور پھر ریت پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑتا ہوا آ کر یہاں ڈھیر ہوا ہو۔

جولیا اب صفدر کے سینے پر ہاتھ سے مالش کرنے میں مصروف تھی۔ اور چند لمحوں بعد صفدر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ صفدر کا جسم زخموں سے محفوظ تھا لیکن مسلسل ریت کے اندر دب جانے کی وجہ سے اس کا سانس رک گیا تھا اور اگر تنویر مخصوص طریقے سے اس کا سانس بحال نہ کرتا تو یقیناً صفدر ہلاک ہو جاتا۔

" صفدر ـــــ صفدر ہوش میں آؤ۔ تم بچ گئے ہو۔ تنویر نے تمہاری سانس بحال کر دی ہے " ـــــ جولیا نے صفدر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس کی بیلٹ بھی کھول دی۔ صفدر نے اختیار کرلیتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہونے لگا۔ لیکن لڑکھڑا سا گیا۔ مگر جولیا نے اسے سنبھال لیا۔

" اوہ۔ ہم سب زندہ ہیں۔ خدا کا شکر ہے " ـــــ صفدر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ اور جب تنویر اور جولیا نے اسے سارے حالات بتائے تو صفدر نے سر ہلا دیا۔

" یہ تو واقعی انتہائی خوش قسمتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ ٹرانسمیٹر جب فرش سے ٹکرایا اسی لمحے دھماکہ ہوا اور اس طرح ہیلی کاپٹر درمیان سے ٹوٹ کر دو ٹکڑوں میں ادھر ادھر جا گرا۔ اور میری سیٹ جھٹکا لگنے سے باہر جا گری۔ بہرحال اللہ کا خاص کرم ہو گیا ہے۔ ورنہ ایسے حالات میں اس طرح بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہی ہوتا ہے " ـــــ صفدر نے ریت پر بیٹھے ہوئے کہا۔

اور جولیا اور تنویر دونوں نے سر ہلا دیئے۔ وہ بھی صفدر کی بات سے پوری طرح متفق تھے۔

" وہ لوگ اب ہماری لاشیں ڈھونڈنے لازماً ادھر آئیں گے۔ اس لئے ہمیں کہیں چھپ جانا چاہئے " ـــــ اچانک جولیا نے کہا اور صفدر اور تنویر دونوں اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

" اوہ ہاں۔ وہ یقیناً کسی جیپ پر آئیں گے اس طرح ہم ان سے جیپ حاصل کر سکتے ہیں۔ بغیر جیپ کے اس صحرا سے نکل جانا تو ہمارے لئے محال ہو گا۔ آؤ ادھر کسی ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھتے ہیں " ـــــ صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ ایک مناسب ٹیلا دیکھ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ ان کے کانوں میں جیپ کے انجن کی ہلکی سی آواز بائیں طرف سے آتی ہوئی سنائی دی اور وہ تینوں ہی چوکنا ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی پوزیشن بھی بدل لی تاکہ بائیں طرف سے آنے والوں کو نظر نہ آ سکیں۔ چند لمحوں بعد ایک جیپ دور ایک ٹیلے کے عقب سے برآمد ہوئی اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگی۔ ہیلی کاپٹر کا جلا ہوا انجن پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ جیپ میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ جیپ انجن کے قریب جا کر رک گئی۔ اور وہ چاروں اچھل کر نیچے اتر آئے۔ اور یہ دیکھ کر ان تینوں کے ہونٹ بھنچ گئے کہ ان میں سے ایک آرتھر تھا۔ وہی آرتھر جس کی وجہ سے اڈہ تباہ کرنے کی بجائے اس

ہال تک پہنچے تھے۔

" ادھر ادھر بکھر جاؤ اور ان کی لاشیں تلاش کرو وہ یقیناً ادھر ادھر موجود ہوں گی"۔۔۔ آرتھر نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ اور باقی تین مسلح افراد تیزی سے مختلف سمتوں میں دوڑ پڑے۔ ایک فوجی اس طرف کو آرہا تھا جدھر وہ لوگ چھپے ہوئے تھے۔

" خیال رکھنا آواز نہ نکلے"۔۔۔ صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ وہ فوجی ادھر ادھر غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا آیا اور پھر وہ ٹیلے کی دوسری طرف آکر رک گیا۔ وہ تینوں سانس روکے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ فوجی ایک لمحے تک وہیں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر تیزی سے ٹیلے کو سائیڈ سے کراس کر کے ان کی طرف آنے لگا۔ جیسے ہی وہ ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر آیا یک لخت تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اسے جھاپ لیا اور اس فوجی کے حلق سے چیخ نکلنے سے پہلے اس نے اسے ریت میں گرا کر اس کا سر ریت کے اندر پوری قوت سے دبا دیا۔ صفدر نے اس کے باقی پھڑکتے ہوئے جسم پر ہاتھوں سے پورا دباؤ ڈال دیا۔ جب کہ جولیا نے اس کی دونوں پنڈلیاں مضبوطی سے پکڑ لیں اس فوجی کا جسم چند لمحوں تک ان کی گرفت میں بری طرح پھڑکتا رہا۔ پھر یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ جب اس کے جسم میں موجود حرکت سکون میں بدل گئی تو ان تینوں نے اس پر سے دباؤ ہٹایا اور تنویر نے اسے پلٹ دیا۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا اس کے منہ اور ناک میں ریت گھس چکی تھی۔ چہرہ ریت

کی رگڑ کی وجہ سے خراشوں سے بھر گیا تھا۔ تنویر نے جلدی سے اس کے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔ جب کہ صفدر نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں میں وہ اس کی ایک جیب سے مشین پسٹل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

" دوسرا آرہا ہے"۔۔۔ اسی لمحے جولیا نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں چونک پڑے۔ واقعی دائیں طرف سے گھوم کر ایک اور فوجی بھی ادھر ہی آرہا تھا۔

" تم اسے سنبھالو۔ میں تیسرے کو دیکھتا ہوں وہ آرتھر تو جیپ کے ساتھ ہی کھڑا ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" ایک منٹ۔ میں ابھی انہیں اکٹھا کرتا ہوں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ ایک طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔

" کیا ہوا۔ کیا ہوا"۔۔۔ آرتھر کے ساتھ ساتھ دو اور چیختی ہوئی آوازیں سنائی دیں۔ اور صفدر کا یہ حربہ خاصا کامیاب رہا۔ کیونکہ ان کی طرف آنے والے کے علاوہ ایک اور ٹیلے سے تیسرا فوجی بھی برآمد ہوا تھا۔ وہ بھی بے تحاشا ادھر ہی آرہا تھا۔ جب کہ آرتھر بھی مشین گن ہاتھ میں پکڑے ادھر ہی دوڑ رہا تھا۔

" آرتھر کو زندہ رکھو۔ باقی کو اڑا دو"۔۔۔ صفدر نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی فضا مشین پسٹل اور مشین گن کی آوازوں سے بیک وقت گونج اٹھی۔ دونوں فوجی گولیاں کھا کر

کھینچتے ہوئے ریت میں گرے۔ جب کہ آرتھر کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی تھی۔ اور وہ جھکا کر نیچے گرا تھا۔ کہ صفدر اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کی طرف بھاگ پڑے جب کہ جولیا اپنی طرف آتے ہوئے فوجی کی طرف دوڑ پڑی جو ریت پر پڑا مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی مشین گن اس سے چند قدم دور پڑی ہوئی تھی۔ جولیا نے جھپٹ کر اس پر قبضہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کی نال اس تڑپتے ہوئے فوجی کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کا پورا برسٹ کھا کر وہ تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ آرتھر "۔۔۔ صفدر نے آرتھر کے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور آرتھر ہونٹ بھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ایک طرف مشین پسٹل لئے صفدر کھڑا تھا جب کہ دوسری طرف مشین گن ہاتھ میں پکڑے تنویر تھا۔

" تم تینوں زندہ ہو۔ حیرت ہے۔ ہیلی کاپٹر کے تو پرخچے اڑ گئے ہیں لیکن تم زندہ ہو۔ کیا تم انسان ہو یا کچھ اور ہیں "۔۔۔ آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم جیسے بھیڑیوں کے چنگل سے مظلوم انسانوں کو آزادی دلانے والے اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے مسٹر آرتھر"۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اب تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" باہر سے اسلحہ خانے کو جو خفیہ راستہ جاتا ہے اس کی تفصیل بتاؤ "۔۔۔ صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں تم جیسے کتوں سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں "۔ آرتھر نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ مشین گن کی ریٹ ریٹ سے فضا گونج اٹھی۔ اور آرتھر چیختا ہوا لٹو کی طرح گھوم کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ گولیوں نے اسے چھلنی کر دیا تھا۔

" ہمیں کتا کہہ رہا تھا۔ اس کی یہ جرات "۔۔۔ تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔

" اس نے یہ فقرہ اس لئے کہا تھا کہ ہم بھڑک کر اسے مار ڈالیں اسے احساس ہو گیا تھا کہ ہم اسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ اور تم نے اس کا مطلب پورا کر دیا۔ ورنہ میں اسے بولنے پر مجبور کر دیتا"۔۔۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس نے فقرہ ہی ایسا بولا تھا کہ میرا دماغ گھوم گیا"۔۔۔ تنویر نے بھنکارتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ یہ فقرہ سننے کے بعد تنویر کو اپنے آپ پر قابو رکھنا ناممکن تھا۔

" ابھی یہاں سے نکلو۔ ورنہ ہو سکتا ہے تلاش میں اور جیپیں بھی ہوں"۔۔۔ جولیا نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے جیپ

کی طرف مڑ گئے۔ البتہ صفدر نے جیپ کی طرف بڑھنے سے پہلے آرتھر والی مشین گن اٹھا لی تھی۔

ابھی وہ جیپ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ جیپ کے اندر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور صفدر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹام انچارج سیکشن اے کالنگ جنرل بارٹر اوور"۔۔۔ ایک نامانوس سی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ مائیکر اٹنڈنگ یو۔ انچارج آپریشن سیل۔ کیا بات ہے۔ تم نے کیوں جنرل بارٹر کو کال کیا ہے اوور"۔۔۔ مائیکر کی آواز سنائی دی۔ اور صفدر اور جیپ پر چڑھ آنے والے دوسرے ساتھی ہونٹ بھینچ کر خاموش بیٹھے رہے۔ کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ گئے تھے کہ جیپ میں موجود ٹرانسمیٹر کا تعلق اس اڈے کے مین ٹرانسمیٹر سے ہے اس لئے مین ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی یہ بھی آن ہو گیا۔ اور پھر جنرل بارٹر اور ٹام کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ اور وہ خاموشی سے بیٹھے سنتے رہے۔ جب ٹام نے بتایا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر کے اس سے چارجر حاصل کر لیا ہے تو ان سب کے چہروں پر یک لخت سختی کے آثار ابھر آئے۔ خاص طور پر جولیا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گئے تھے۔ کہ جوہنبرگ میں پاکیشیائی ایجنٹوں سے مراد عمران اور ٹائیگر سے ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ہی صحافیوں کے

روپ میں جوہنبرگ گئے تھے۔

کال ختم ہونے کے بعد جب ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔

"میں کبھی نہیں مان سکتی کہ عمران اور ٹائیگر دونوں کو اس ٹام نے ہلاک کر دیا ہے"۔۔۔ جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور بات آئی ہے"۔۔۔ اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر اور جولیا دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"میرا خیال ہے ٹام کے لہجے میں بات کرنے والا عمران خود ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں واقعی حیرت کے مارے سیٹوں سے اچھل پڑے۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا"۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر کے چہرے پر بھی بڑا سا سوالیہ نشان موجود تھا۔ لیکن جولیا کے بول پڑنے کی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

"اس ٹام نے جس انداز میں وہ چارجر براہِ راست جنرل بارٹر کے حوالے کرنے پر اصرار کیا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ عمران کی عادت میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ جب کوئی اہم اقدام کرتا ہے تو پھر اُسے اختتام تک پہنچانے کے لئے ایسا ہی لائحہ عمل بناتا ہے۔ اس نے یقیناً وہاں ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر

تباہ کر دیا ہو گا یا پھر وہ اُسے یہاں آکر تباہ کرے گا۔ لیکن چونکہ اس
کی ہٹ لسٹ میں جنرل بارڈر بھی موجود تھا۔ اس لئے اس نے یہ چکر
چلایا ہے اور اس چارجر کے بہانے وہ یہاں پہنچ کر جنرل بارڈر کا بھی
خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے" ____ تنویر نے اپنے اندازے کی
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ صرف اندازہ ہی ہے"۔
صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی ایک پوائنٹ اور ہے۔ تمہیں یقیناً معلوم ہو گا کہ عمران
چاہے کسی بھی لہجے میں بات کر رہا ہو۔ اس کی عادت ہے کہ وہ
اوور کا لفظ ہمیشہ قدرے لمبا کر کے بولتا ہے۔ اور تم نے مارک
کیا ہو گا کہ اس گفتگو کے دوران بھی ٹام نے جتنی بار بھی اوور کا
لفظ بولا ہے۔ اُسے قدرے لمبا کر کے ہی بولا ہے" ____
تنویر نے کہا اور اس بار صفدر کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر
آئی۔

"اوہ اوہ ____ ویری گڈ تنویر۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں
تم نے واقعی اس بار بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے۔ اب مجھے بھی اس
بات کا احساس ہو گیا ہے۔ یہ عمران ہی ہو گا" ____ صفدر نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ تنویر۔ تم اس قدر ذہین ہو۔ میں تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی
ویری گڈ۔ آدمی کو ایسے ہی ذہین ہونا چاہیئے" ____ جولیا نے
تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو

تنویر کا چہرہ اس طرح چمک اٹھا جیسے اُسے جولیا کی طرف سے
تعریف کے ان فقروں کی بجائے دنیا بھر کی دولت مل گئی ہو۔

"بہرحال ایک اندازہ ہی ہے۔ ہو سکتا ہے غلط ہو" ____
تنویر نے انکساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ اندازہ درست ہے اور عمران کسی ہیلی کاپٹر میں ہی
آئے گا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم عمران پر کیسے اپنی پوزیشن واضح
کریں" ____ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے یہاں سے تو نکلو۔ ایسا نہ ہو کوئی اور جیپ تلاش میں
ادھر آ نکلے" ____ جولیا نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے
جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ اُسے ریت پر خاصی تیز رفتاری
سے بھگاتا ہوا صحرا میں آگے بڑھتا گیا۔ جیپ چونکہ خاص طور پر
ریت پر سفر کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس لئے نرم ریت پر
وہ اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے نیچے ریت کی بجائے پختہ سڑک
ہو۔ کافی دور نکل آنے کے بعد اچانک صفدر نے پوری قوت
سے بریک لگائی اور جولیا ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔
پیچھے بیٹھے ہوئے تنویر کو بھی اپنا منہ سیٹ کے ڈنڈے سے
بچانے کے لئے خاصی جدوجہد کرنی پڑی تھی۔

"کیا ہوا" ____ جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سوری۔ مجھے اچانک ایک خیال آ گیا تھا" ____ صفدر نے
معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنے
موجودہ لباس کی اندرونی جیب میں موجود قلم باہر نکال لیا۔ اب تک

وہ اسے باقاعدہ حفاظت سے اور یاد سے ساتھ لیتا آیا تھا۔ لیکن
تیز جدوجہد کی وجہ سے اُسے اس کا خیال ذہن سے نکل گیا تھا۔
اس نے کلپ کو دبا کر نیچے کیا اور پھر کلپ کو مخصوص انداز میں بار
بار پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی کلپ کے سرے پر ایک
ستارہ سا جھلملانے لگا۔ صفدر نے ستارے کے نمودار
ہوتے ہی ایک بار پھر مخصوص وقفے تک مخصوص انداز میں کلپ
کو دوبارہ پریس کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک ایسا کرنے کے
بعد جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو غور سے کلپ کے سرے کو دیکھنے
لگا۔ لیکن کلپ کے سرے پر وہی ایک ستارہ ہی جھلملاتا
رہا۔

"اوہ۔ عمران کال رسیو نہیں کر رہا۔ کیا وجہ" ــــــ صفدر
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کے چہرے پر ایک بار
پھر تاریک سایہ پھیلنے لگا۔ مایوسی اور غم کا تاریک سایہ۔ کیونکہ
عمران کے کال رسیو نہ کرنے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ تنویر کا
اندازہ غلط تھا اور عمران واقعی ہلاک ہو چکا ہے۔

"ارے۔ اوہ ویری گڈ" ــــــ یکلخت صفدر نے مسرت
بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ــــــ تنویر اور جولیا دونوں نے چیخ کر پوچھا۔

"کال رسیو ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران زندہ
ہے اور تنویر کا اندازہ درست نکلا ہے" ــــــ صفدر نے
مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے جذبات کی

بنا پر جولیا اور تنویر دونوں کے چہرے بیک وقت کھل اٹھے تنویر
کا اس لئے کہ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا جب کہ جولیا
کا اس لئے کہ صفدر کی اس بات نے عمران کی زندگی کی نوید دے
دی تھی۔ اور ظاہر ہے یہ نوید عمران کی زندگی کی نہیں بلکہ ایک
لحاظ سے جولیا کی اپنی زندگی کی نوید تھی۔

صفدر ایک بار پھر مخصوص انداز میں کلپ کو پریس کرنے میں
مصروف تھا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے کلپ کو پریس کرنا چھوڑ
کر اُسے کان سے لگا لیا۔ اب قلم میں سے ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی
آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کچھ دیر تک اس طرح اس عجیب
ساخت کے ٹرانسمیٹر پر کوڈ ورڈز میں بات چیت ہوتی رہی پھر
صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کلپ کو اوپر کی طرف
ایڈجسٹ کیا اور قلم کو اپنی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا" ــــــ جولیا نے پوچھا۔

"عمران صاحب واقعی ٹام کے میک اپ میں ہیلی کاپٹر میں
سوار ہو کر یہاں آ رہے ہیں انہوں نے ڈگو فائٹرز کا مین ہیڈ
کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہم اس صحرا
سے باہر نکل کر کسی کھلی جگہ پر رک جائیں۔ اور جب ہیلی کاپٹر
ہمیں نظر آئے تو ہم مشین پسٹل سے فائرنگ کریں۔ پھر وہ نیچے
جائیں گے۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر ان کے ہمراہ ہیں البتہ پائلٹ
جنبی ہے۔ یہاں اتر کر وہ پائلٹ کو ختم کر دیں گے اور اس سے
آئندہ کی پلاننگ بنا لیں گے" ــــــ صفدر نے تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔ اور جولیا اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے جیپ کو ایک بار پھر آگے بڑھا دیا۔ اور جیپ تیزی سے دوڑنے لگی۔

"ہمیں اسی طرف کو جانا ہے جدھر جوہنبرگ ہے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر اسی طرف سے ہی آئے گا"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اسی طرف جا رہے ہیں ہم۔ مجھے سمت کا اندازہ ہے"۔ صفدر نے کہا اور جولیا نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ آپریشن روم میں کرسی پہ بیٹھے ہوئے جنرل بارٹر کے چہرے پہ کھچاؤ کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ شام کی کال رسیو کرنے کے بعد وہ دفتر
ین واپس جانے کی بجائے وہیں آپریشن سیل میں ہی رہ گیا تھا۔
یکونکہ کسی بھی لمحے آرتھر کی طرف سے کال آنے کی امید تھی آرتھر
ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں کی تلاش میں گیا تھا جنہیں سپیشل
انسمیٹر کے ذریعے ہیلی کاپٹر کے اندر ہی ہٹ کیا گیا تھا۔ لیکن
وجود کافی دیر گزر جانے کے آرتھر کی طرف سے کوئی کال نہ
ئی تھی۔ حالانکہ اب تک اُسے گئے ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی۔

"ماتھر"۔۔۔۔ جنرل بارٹر نے آپریشن سیل کے انچارج ماتھر
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ماتھر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آرتھر کی طرف سے ابھی تک کوئی کال کیوں نہیں آئی" ——— جنرل بارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے کال کردوں" ——— ماتھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس سے بات کراؤ۔ کیا اس نے سارا صحرا چھاننا شروع کردیا ہے" ——— جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— ماتھر نے کہا۔ اور وہ مین ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔ چند لمحوں تک مختلف بٹن دبانے کے بعد اس نے مائیک پر بولنا شروع کردیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ماتھر کالنگ باس آرتھر اوور" ——— ماتھر بار بار فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس۔ آرتھر اٹنڈنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد مین ٹرانسمیٹر سے آرتھر کی آواز برآمد ہوئی۔ اور ماتھر نے مائیک ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے جنرل بارٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو آرتھر ——— جنرل بارٹر کالنگ۔ تم اب تک کیا کرتے پھر رہے ہو۔ تمہاری طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی اوور" ——— جنرل بارٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہم نے وہ لوکیشن تو تلاش کرلی ہے۔ جہاں ہیلی کاپٹر تباہ ہوا ہے۔ دو مردوں کی لاشیں تو مل گئی ہیں لیکن اس عورت کی لاش نہیں مل رہی۔ ہو سکتا ہے وہ زخمی ہو کر کہیں چھپی ہو۔ میں اُسے تلاش کر رہا ہوں اوور" ——— آرتھر نے مؤدبانہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ اُسے ضرور تلاش کرو۔ وہ عورت ضرور ہے لیکن بہرحال ان کی ساتھی ہے۔ اور جیسے ہی نظر آئے اُسے فوراً گولی مار دینا میں صرف ان کی لاشیں چاہتا ہوں اوور" ——— جنرل بارٹر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" ——— آرتھر نے جواب دیا اور جنرل بارٹر نے اوور اینڈ آل کہہ کر مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن آف کیا اور مائیک پاس کھڑے ماتھر کی طرف بڑھا دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ لیکن ابھی آرتھر سے گفتگو کیے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر سے یک لخت تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور ماتھر کے ساتھ ساتھ جنرل بارٹر بھی چونک کر ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگا۔ ماتھر ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔

"اوہ جناب۔ جنرل ہیڈ کوارٹر سے کال آ رہی ہے" ——— ماتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"جنرل ہیڈ کوارٹر سے۔ اوہ فوراً بات کراؤ۔ کوئی اہم بات ہو گی تبھی یہاں کال کی گئی ہے" ——— جنرل بارٹر جنرل ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کال کا سنتے ہی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ہیلو ہیلو ——— جنرل ہیڈ کوارٹر۔ ایس۔ اے کالنگ جنرل اوور" ——— ماتھر کے ایک بٹن دباتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ماتھر نے مائیک جنرل بارٹر کے حوالے کرتے ہوئے ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس جنرل بارٹر اسٹینڈ نگ اوور" ــــ جنرل بارٹر نے گھمبیر لہجے میں جواب دیا۔

"جنرل جانسن سر۔ انتہائی بُری خبر ہے سر۔ ڈوگو فائٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور سر اس کی تباہی سے جوہنبرگ کے سارے شہری علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے سر۔ انتہائی ہولناک تباہی ہوئی ہے سر اوور" ــــ جنرل جانسن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو جنرل جانسن۔ کیا تم ہوش میں ہو اوور" ــــ جنرل بارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں سر۔ پہلے رپورٹ ملی سر کہ ڈوگو فائٹرز کے مین ہیڈ کوارٹر ملکی ہاؤس میں انتہائی پراسرار طور پر چیف رابرٹ اد
اپنے بیڈ روم میں مردہ پایا گیا ہے۔ اس کے بیڈ روم سے باہر کرسیوں پر موجود دو فوجی بھی مردہ پائے گئے۔ حالانکہ ملکی ہاؤس کا حفاظتی انتظام درست تھا۔ اسے کسی طرف سے بھی بریک
کیا گیا تھا۔ ابھی اس سلسلے میں تحقیقات جاری تھی کہ اطلا
ملی کہ ملکی ہاؤس کے عقب میں واقع ورکنگ لیڈیز ہوسٹل
ایک کمرے میں رابرٹ اوسلو کا نمبر ٹو میکاسے اور ایک عورت کی لاشیں ملی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہاں سے ملکی ہاؤس کے اند
پہرہ دینے والے ایک فوجی کی لاش بھی ملی۔ اس کے بعد مز
تحقیقات سے پتہ چلا کہ اس ہوسٹل سے ایک ایسا خفیہ

ملکی ہاؤس میں میکاسے کے کمرے تک جاتا ہے۔ جس کا علم کسی کو بھی نہیں اور نہ ہی اس راستے پر کوئی حفاظتی انتظام ہے۔ اس بات کا علم ہونے پر مزید تحقیقات کی گئیں تو آٹھ ایسے فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا جو میکاسے کے ساتھ اس خفیہ راستے سے عیاشی کرنے رات کو ہوسٹل میں موجود عورتوں کے پاس جاتے تھے۔ ہوسٹل کا چوکیدار بھی مردہ پایا گیا تھا۔ پھر جناب ایک اور اہم اطلاع ملی کہ آرچر روڈ کے قریب کھنڈرات میں اے سیکشن کے انچارج ٹام اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں جیپوں کے نشانات بھی موجود تھے۔ ابھی اے سیکشن سے اس بارے میں پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک ملکی ہاؤس کسی خفیہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ملکی ہاؤس میں کس قدر طاقتور اور کثیر تعداد میں اسلحہ موجود تھا۔ وہ سارا اسلحہ یک لخت پھٹ پڑا۔ اور پھر ملکی ہاؤس اور اس میں موجود سینکڑوں
وگو فائٹرز تو ایک طرف جوہنبرگ کے پورے شہری علاقے پر
امت ٹوٹ پڑی ہے۔ ایک محتاط اور عام اندازے کے
ابق تین سو عمارتیں تباہ ہوئی ہیں۔ اور کم از کم چار ہزار سفید
م ہلاک اور دس ہزار کے قریب شدید زخمی ہیں۔ دو چھاؤنیاں
ی جزوی طور پر تباہ ہو گئی ہیں۔ ان کے اسلحے کے سٹور بچا لئے
ئے ہیں جٹانی ایئرپورٹ تو مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اور سر
اؤتھ افریقہ کے اعلیٰ سول حکام سخت پریشان ہیں اور انہوں
فوری طور پر جوہنبرگ میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا ہے۔

اور صدر صاحب آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں اوور" ——— جنرل جانسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ ——— تم نے واقعی بدترین خبر سنائی ہے لیکن تمہاری اس خبر سے نمیبیا میں ڈوگو فائٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر بھی بچ گیا ہے اور اصل مجرم بھی اب سامنے آ گئے ہیں اوور" ——— جنرل بارٹم نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں موجود تیز چمک بھی مدھم ہو گئی تھی۔

"کیا مطلب سر۔ میں سمجھا نہیں اوور" ——— جنرل جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ تم میری طرف سے صدر سے مل کر ان پر سارے حالات واضح کر دینا۔ ابھی اصل مجرموں نے سامنے آنا ہے۔ میں ان کا خاتمہ کر کے ہی یہاں سے واپس آؤں گا۔ اگر میں فوری طور پر یہاں سے آ گیا تو ملکی ہاؤس تو تباہ ہوا سو ہوا نمیبیا میں بھی ڈوگو فائٹرز کا نام و نشان ختم ہو جائے گا اوور" ——— جنرل بارٹم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے سر اوور" ——— جنرل جانسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور جنرل بارٹم نے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح سیکشن اے کے ٹام نے مجھے کال کر کے بتایا کہ چارجر جس سے ملکی ہاؤس تباہ ہونا تھا اس نے حاصل کر لیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ اور پھر اس نے اصرار کیا کہ وہ خود یہ چارجر میرے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے

اصرار کے پیش نظر میں نے اسے جوٹانی ایئرپورٹ پہنچنے کے لئے کہا اور جوٹانی ایئرپورٹ کے انچارج کو ٹرانسمیٹر پر ہدایت کر دی کہ وہ ٹام کو ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر دے دے۔ چنانچہ ابھی وہ راستے میں ہی ہوں گے۔ اور اب تمہاری کال سے پتہ چلا ہے کہ یہ ٹام نہ تھا بلکہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ عمران تھا جو ٹام کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔ اس نے یقیناً ہیلی کاپٹر کے فضا میں بلند ہو جانے کے بعد اس چارجر کی مدد سے ملکی ہاؤس تباہ کیا ہو گا ——— اور اگر تمہاری کال نہ آتی تو وہ ٹام بن کر یہاں میرے پاس ڈوگو فائٹرز کے مین اڈے میں آسانی سے گھس آتا اور پھر یہ اڈہ بھی خطرے میں پڑ جاتا۔ لیکن اب ایسا نہ ہو گا۔ اب میں اس سے بھرپور انتقام لوں گا۔ اور پھر اس کی لاش لے کر ہی واپس جوہنبرگ آؤں گا۔ گو ملکی ہاؤس کی تباہی سے ڈوگو فائٹرز کا بے پناہ نقصان ہوا ہے لیکن ابھی نمیبیا کا یہ خفیہ اڈہ موجود ہے۔ ہم اس کی مدد سے اپنا پلان پورا کر سکتے ہیں۔ تم صدر صاحب کو ساری تفصیل بتا دینا۔ میں اس پاکیشیائی ایجنٹ کا خاتمہ کرتے ہی واپس آ جاؤں گا" ——— جنرل بارٹم نے اسے پوری طرح تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے سر۔ ان حالات میں آپ کا وہاں رہنا بے حد ضروری ہے سر۔ اوور اینڈ آل" ——— جنرل جانسن نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

"چھاؤنی سے بات کراؤ۔ اب وہاں چیف مارشل انتھونی ہو گا"

___ جنرل بارٹمر نے سنجیدہ لہجے میں ماتھر سے کہا۔

"یس سر" ___ ماتھر نے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔

"ہیلو ہیلو ___ ریڈ پوائنٹ ڈی۔ ایف کالنگ مارشل انتھونی اوور" ___ ماتھر نے جنرل بارٹمر کے ہاتھ سے مائیک لے کر ابتدائی کال کرنی شروع کر دی۔

"یس ___ مارشل انتھونی اٹنڈنگ اوور" ___ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مارشل انتھونی۔ جنرل بارٹمر سے بات کیجئے اوور" ___ ماتھر نے کہا اور مائیک جنرل بارٹمر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہیلو مارشل انتھونی ___ جنرل بارٹمر سپیکنگ اوور" ___ جنرل بارٹمر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر اوور" ___ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"سنو۔ ایک فوجی ہیلی کاپٹر جو ہمبرگ کے جوٹانی اڈے سے اڑ کر یہاں ریڈ پوائنٹ کی طرف آ رہا ہے۔ کیا اسے تمہارے راڈار نے چیک کیا ہے اوور" ___ جنرل بارٹمر نے کہا۔

"اوہ یس سر ___ ہیلی کاپٹر نمبر تھری دن تھری سر۔ وہ ابھی آپ کی کال آنے سے چند لمحے پہلے ریڈ پوائنٹ کے صحرا سے ذرا پہلے نیچے اتر گیا ہے اوور" ___ مارشل انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتر گیا ہے ___ کیا مطلب۔ اسے تو سیدھا ریڈ پوائنٹ آنا چاہیے تھا اوور" ___ جنرل بارٹمر نے چونک کر کہا۔

"معلوم نہیں سر۔ ویسے وہ زمین پر اتر گیا ہے سر اوور" مارشل انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ سنو۔ فوری طور پر جنگی جہازوں کو حرکت میں لے آؤ۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر زمین پر ہو تو اسے وہیں ہٹ کر دو اور اگر وہ دوبارہ اوپر جائے تو اسے فضا میں ہٹ کر دو۔ اس میں انتہائی خوفناک دشمن ایجنٹ موجود ہیں۔ میں ان کا ہر صورت میں اور یقینی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ جیٹ جہازوں کی بجائے جنگی ہیلی کاپٹروں کو بھیجو۔ تاکہ اگر یہ ایجنٹ ہیلی کاپٹر سے اتر کر پیدل صحرا میں داخل ہوں تب بھی انہیں ختم کیا جا سکے فوراً حرکت میں آ جاؤ اور ان کے خاتمے کے بعد مجھے یہاں ریڈ پوائنٹ پر کال کرو۔ ایٹی ون سپیشل فریکوئنسی پر اوور" ___ جنرل بارٹمر نے چیخ چیخ کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ___ میں خود ساتھ جاتا ہوں سر۔ آپ فکر مت کریں سر۔ ابھی انہیں ہٹ کر کے میں رپورٹ دیتا ہوں سر اوور" ___ مارشل انتھونی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ___ جنرل بارٹمر نے کہا اور مائیک آف کر کے اسے ماتھر کی طرف بڑھا کر اس نے کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اس وقت انتہائی تھکا ہوا اور خاصا شکست خوردہ دکھائی دے رہا تھا۔ ملکی ہاؤس کی تباہی کے

ساتھ جوہنبرگ کے شہری علاقے جہاں سفید فام رہتے تھے کی
تباہی نے واقعی اس کے اعصاب پر انتہائی بُرا اثر ڈالا تھا۔ وہ
سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہو چکا تھا۔
اور حقیقت بہرحال حقیقت ہی تھی۔

صفدر جیپ لے کر آگے بڑھا جا رہا تھا کہ یک لخت
جیپ میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ اور صفدر نے آرتھر کے
لہجے میں کال رسیو کی۔ یہ کال جنرل بارٹھر کی طرف سے تھی۔ صفدر
نے اُسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ دو مردوں کی لاشیں مل گئی ہیں
البتہ عورت کی لاش نہیں ملی۔ اُسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ اس
طرح اس نے وقتی طور پر اُسے مطمئن کر دیا تھا۔
" یہ تم نے خاص طور پر میری لاش نہ ملنے کی بات کیوں کی ایک
مرد اور ایک عورت کی لاش بھی تو کہہ سکتے تھے "—— جولیا

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور صفدر مسکرا دیا۔
" مس جولیا۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا کہا ہے۔ کیونکہ بہرحال
ہم نے دوبارہ اندر داخل ہونا ہے۔ اور مرد تو میک اپ کے
لئے مل جائیں گے لیکن آپ کے لئے عورت کہاں سے ڈھونڈھیں
گے۔ اس طرح آپ کو قیدی بنا کر لے جایا جا سکتا ہے۔ بہرحال
ایک سکوپ تو باقی رہتا ہے "—— صفدر نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔
" میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس صحرا میں آتے ہی تم دونوں
ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ذہین ہوتے جا رہے ہو۔ جب کہ تمہاری
نسبت میرا ذہن کم کام کر رہا ہے۔ پہلے تنویر نے انتہائی ذہانت
آمیز نتیجہ نکالا اور اب تمہاری بات سن کر مجھے احساس ہوا ہے۔
کہ تم نے بھی تنویر سے کم ذہانت کی بات نہیں کی "—— جولیا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" دراصل تنویر کی ذہانت تو آپ کی جیپ میں موجودگی کی وجہ
سے تیز ہو گئی ہے اور میری اس لئے کہ میں تنویر سے پیچھے نہ
رہ جاؤں "—— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار
جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی جب کہ تنویر کے لبوں پر بھی خوشگوار
سی مسکراہٹ ابھر آئی۔
" تنویر کی ذہانت بس عمران کی موجودگی میں سو جاتی ہے ورنہ
عام حالات میں تنویر بے حد ذہین آدمی ثابت ہوتا ہے "——
جولیا نے جان بوجھ کر تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران باتیں ہی ایسی کرتا ہے کہ دماغ پر خواہ مخواہ جھلاہٹ سی سوار ہو جاتی ہے" ——— تنویر نے کہا اور اس بار صفدر ہنس پڑا۔

"تم درست کہتے ہو تنویر۔ وہ شیطان مجھے بھی جھلا کر رکھ دیتا ہے۔ جب اس کی بکواس شروع ہو جاتی ہے تو پھر وہ کسی صورت ہی باز نہیں آتا" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اپنی تائید جولیا کے منہ سے سن کر تنویر کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"تم نے ہی اُسے سر پر چڑھا رکھا ہے ورنہ اس کی جرأت ہے کہ وہ کوئی غلط بات کرے" ——— تنویر نے موقع دیکھتے ہی بات کر دی۔

"وہ ہے ہی ایسا تنویر۔ کہ خواہ مخواہ سر چڑھانے کو جی چاہتا ہے" ——— جولیا نے آنکھیں بند کر کے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو تنویر کا کھلا ہوا چہرہ تیزی سے بگڑنے لگا جب کہ صفدر مسکرا دیا۔

"صحرا ختم ہو رہا ہے" ——— چند لمحوں بعد صفدر نے کہا اور جولیا نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ واقعی اب صحرا کے بعد دور تک چٹیل میدان نظر آ رہا تھا۔ صفدر نے اس میدان میں لے جا کر جیپ روک دی۔ اور اس بار اس نے بریک لگائی ہی تھی کہ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ صفدر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جنرل ہیڈ کوارٹر۔ ایس۔ اے کالنگ جنرل بارٹر اوور" ——— ایک تیز اور اجنبی آواز سنائی دی اور جنرل ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کال کا سنتے ہی وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یس جنرل بارٹر اٹنڈنگ اوور" ——— دوسرے لمحے جنرل بارٹر کی آواز سنائی دی۔

"جنرل جانسن۔ سر انتہائی بُری خبر ہے سر۔ ڈوگو فائٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے سر۔ اور سر انتہائی ہولناک تباہی ہوئی ہے سر اوور" ——— جنرل جانسن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد جیسے جیسے جنرل جانسن اور جنرل بارٹر کی گفتگو آگے بڑھتی رہی۔ صفدر۔ تنویر اور جولیا تینوں کے چہرے فرطِ مسرت سے کھل اٹھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ساری تباہی عمران کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس نے ساؤتھ افریقہ کے ان ظالم سفید فاموں کو ایسا عبرت ناک سبق دیا ہے کہ صدیوں تک وہ اسے یاد رکھیں گے یہ وہی سفید فام ہیں جو صرف طاقت کے بل بوتے پر ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا کے سیاہ فام مظلوموں کو نہ صرف غلام بنائے ہوئے ہیں بلکہ وہ ان سیاہ فاموں کے قتل عام کا منصوبہ بنا رہے تھے لیکن عمران نے اپنی جان پر کھیل کر ان کا یہ بھیانک منصوبہ ان سفید فاموں سمیت دفن کر کے رکھ دیا ہے۔

گفتگو کے آخری حصے پر وہ سب چونک پڑے کیونکہ جنرل

بارٹر بتا رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر پر آنے والا ٹام وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور اب وہ اس کا خاتمہ کر کے ہی واپس آئے گا۔

" اوہ۔ یہ بہت برا ہوا۔ عمران بے خبر ہو گا اور یہ لوگ اُس کے ہیلی کاپٹر کو آسمان پر ہی ہٹ کر دیں گے" ——— جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" ہیلی کاپٹر" ——— اچانک صفدر نے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے باہر نکل آئے لیکن اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

" تم عمران کو کاشن دو۔ میں کال سنتا ہوں" ——— صفدر نے جلدی سے واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے تنویر اور جولیا سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔ یہ کال جنرل بارٹر کی طرف سے چھاؤنی کو کی جا رہی تھی کسی مارشن انتھونی کو۔ اور جب تک انتھونی لائن پر آتا۔ صفدر نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر تیزی سے غوطہ لگا کر جیپ سے کچھ فاصلے پر زمین پر اتر آیا تھا۔ اور تنویر اور جولیا تیزی سے اس کی طرف دوڑ رہے تھے۔ صفدر کال سنتا رہا اور ساتھ ساتھ وہ ونڈ سکرین سے سامنے کا منظر بھی دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سے عمران اور ٹائیگر کے ساتھ دو سفید فام دیو قامت آدمی بھی اترے لیکن انہیں دیکھتے ہی صفدر پہچان گیا کہ یہ جوزف اور جوانا ہیں جن پر میک اپ کیا گیا ہے۔

" یہ کیسے عمران کے ساتھ پہنچ گئے۔ کیا عمران نے انہیں بلوایا ہے" ——— صفدر نے دل میں سوچا۔ اب ہیلی کاپٹر سے ایک بے ہوش فوجی کو نیچے اتارا جا رہا تھا۔ اس بے ہوش فوجی کو جوانا نے اپنے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور پھر وہ سب ایک دوسرے سے باتیں کرتے تیزی سے جیپ کی طرف بڑھے چلے آئے۔ اُسی لمحے کال ختم ہو گئی۔ اور صفدر ایک طویل سانس لے کر جیپ سے اتر آیا۔

" جناب لیڈر صاحب۔ تم سے دو ممبران کی حفاظت بھی نہ ہو سکی دونوں کو زخمی کرا دیا۔ جانتے تو ہو کہ ایک زخم کے ساتھ دوا اور زخم بھی بڑھتے ہیں" ——— عمران نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا۔

" دوا اور زخم کیسے عمران صاحب۔ ایک زخم کے ساتھ ایک زخم کی تو چلو بات سمجھ میں آتی ہے" ——— صفدر نے کہا۔

" اوہ سوری۔ دو نہیں تین کہو۔ آخر وہ رقیب رو سیاہ بھی تو گنتی میں شامل ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا کہ عمران اپنی تنویر اور رقیب کی بات کر رہا ہے۔ جولیا کے زخموں کی وجہ سے۔

" عمران صاحب۔ صورت حال بے حد گھمبیر ہے" ——— صفدر نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" مجھے جولیا نے بتا دیا ہے۔ جنرل جانسن کی رپورٹ کے متعلق" ان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جنرل بارٹر نے دوسری کال یہاں سے نزدیک چھاؤنی اور ایئرپورٹ میں موجود مارشس انتھونی کو کی ہے۔ اور اس نے بتایا ہے کہ آپ کا ہیلی کاپٹر یہاں اتر چکا ہے۔ اس پر جنرل بارٹر نے اُسے حکم دیا ہے کہ جنگی ہیلی کاپٹروں کو حرکت میں لا کر وہ آپ کے ہیلی کاپٹر کو بھی اڑا دے اور اگر آپ ہیلی کاپٹر سے نکل کر پیدل آگے بڑھیں تو زمین پر ہی آپ کا خاتمہ کر دے اور میرے خیال میں یہ ہیلی کاپٹر بس پہنچنے ہی والے ہوں گے کیونکہ چھاؤنی اور ایئرپورٹ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو پھر تم کھڑے باتیں کر رہے ہو۔ یہاں چٹیل میدان میں تو ہم لامحالہ مارے جائیں گے جلدی کرو جیپ پر بیٹھو۔ ہمیں صحرا میں چھپنا ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"۔۔۔ جوانا نے چونک کر پوچھا۔ جو ابھی تک بے ہوش فوجی کو کندھے پر اٹھائے کھڑا تھا۔

"گردن توڑ کر پھینک دو۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے کاندھے سے اتارا اور پھر ایک ہی جھٹکے سے اس کی گردن توڑی اور اُسے وہیں پھینک کر وہ جیپ کے پچھلے حصے میں سوار ہو گیا۔ جیپ میں ان سب کی موجودگی کی وجہ سے جگہ خاصی تنگ ہو گئی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس میں سما گئے اور صفدر نے جیپ

موڑی اور اُسے انتہائی تیز رفتاری سے صحرا کی طرف بھگانے لگا۔ لیکن ابھی وہ صحرا میں داخل ہی ہوئے تھے کہ یک لخت آسمان پر گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں ابھریں۔ آوازیں ابھی کافی پیچھے تھیں۔ اور پھر انہیں عقب میں خوفناک دھماکے سنائی دینے لگے۔

"جلدی کرو۔ جیپ ٹیلے کی آڑ میں روکو اور اسلحہ لے کر دور دور تک بکھر جاؤ۔ اپنے آپ کو ریت میں چھپا لو۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر کر برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے ادھر ادھر بکھرے ہوئے ٹیلوں کے پیچھے چھپنے لگے۔ اُسی لمحے چار جنگی ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے آسمان سے ایک میزائل فائر ہوا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکے کے ساتھ جیپ کے پرخچے اڑ گئے۔

دوسرے ہیلی کاپٹروں نے ادھر ادھر مشین گنوں کی گولیوں کی جیسے بارش سی کر دی۔ اور اس طرح بارش کرتے ہوئے وہ زی سے آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر بکھر کر انہوں نے صحرا پر اؤنڈ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ پہلی بار وہ اکٹھے تھے اس لئے ولیوں کی بارش ایک ہی ترتیب سے اور محدود جگہ پر ہوتی ئی آگے بڑھی تھی۔ اس طرح وہ سب ہی ان گولیوں کی زد میں نے سے بچ گئے تھے۔ اور آگے جا کر چاروں ہیلی کاپٹر بکھر کر یں تلاش کرنے لگے۔ جولیا اور عمران اکٹھے ہی ایک ٹیلے کی یں دبکے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے ریت

اپنے اوپر ڈال لی تھی۔ لیکن ان دونوں کے سر اور بازو ریت سے باہر تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر گھومتا ہوا واپس اسی طرف آنے لگا۔

"اس پر کوئی فائر نہ کرے" ——— عمران نے چیخ کر زور سے کہا اور صحرا میں اس کی آواز دور تک گونجتی چلی گئی۔ ہیلی کاپٹر اب پہلے کی نسبت خاصی نیچی پرواز پر آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ اس ٹیلے سے ذرا آگے کی طرف سے اڑا چلا آ رہا تھا کہ یک لخت عمران نے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے فضا مشین گن کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھی۔ شعلوں کی ایک قطار سی ٹیلے کے عقب سے ابھری اور ایک جھپکنے میں وہ جنگی ہیلی کاپٹر کے عین اس جگہ جا ٹکرائی جہاں فیول ٹینک کا جوڑ تھا۔ جنگی ہیلی کاپٹر میں یہی جوڑ ہی سب سے کمزور جگہ ہوتی ہے۔ ورنہ یہ ہیلی کاپٹر اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ اس پر عام گولیوں کا اثر کم ہی ہوتا ہے۔ لیکن عمران کے لئے اس جوڑ کو چیک کر کے ٹارگٹ بنا کر اسے ہٹ کر لینا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس لئے شعلوں کی قطار ٹھیک اس جوڑ سے ٹکرائی اور چند لمحوں بعد ہی اس کا نتیجہ بھی سامنے آ گیا۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے گھما کر اس ٹیلے کے عقب میں لے آنا چاہا مگر دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر آگ کا شعلہ بنا ٹیلے سے کافی دور ریت سے جا ٹکرایا اور آگ اس طرح ہیلی کاپٹر سے نکلنے لگی۔ جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"ادھر آؤ" ——— عمران نے فائر کرتے ہی چیخ کر جولیا سے کہا اور پھر دونوں صحرائی خرگوشوں کی طرح بھاگتے ہوئے وہاں سے دور ایک ٹیلے کے پیچھے ابھی جا کر دبکے ہی تھے کہ ایک ہیلی کاپٹر نے دور سے غوطہ لگایا اور ان کے ٹیلے کی طرف آنے لگا۔ اور جولیا اور عمران اس کے براہ راست ٹارگٹ میں تھے اور ان کے پاس اتنا موقع بھی نہ تھا کہ وہ اسے ہٹ کرتے کہ یکلخت ایک ٹیلے کے پیچھے سے مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی شعلوں کی قطار عمران اور جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے عین اسی جوڑ سے ٹکرائی۔

"بھاگو" ——— عمران نے جولیا کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اس طرح پکڑے بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا کچھ دور ایک اور ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ دونوں ٹیلے تک پہنچے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ عین اس ٹیلے کے اوپر گرا جہاں ایک لمحہ پہلے وہ دونوں موجود تھے اور وہ بھی آگ کے فوارے میں بدل گیا۔ اب باقی دو ہیلی کاپٹر فضا میں رہ گئے تھے اور پھر وہ دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے ہو کر اس طرف کو بڑھنے لگے انہوں نے اپنی بلندی بھی بڑھا لی تھی لیکن ابھی وہ دونوں ذرا ہی آگے بڑھے تھے کہ یکلخت ایک ٹیلے کے پیچھے سے دو مشین گنیں تڑتڑائیں اور اس کے ساتھ ہی ٹیلے کے پیچھے سے جوزف اور جوانا نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف کو دوڑ پڑے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنا رخ موڑا اور پھر ان دونوں دوڑتے ہوؤں پر انہوں نے مشین گنیں کھول دیں۔ لیکن وہ دونوں واقعی صحرائی خرگوشوں کے مخصوص انداز میں یک لخت سائیڈ کاٹ کر انتہائی تیزی سے مڑ گئے۔

اور گولیاں عین اس جگہ پر پڑتی ہوئیں آگے کو بڑھتی گئیں جہاں سے انہوں نے سائیڈ کاٹی تھی اگر انہیں ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً ہٹ ہو جاتے۔ لیکن ہیلی کاپٹروں کو مزید مہلت نہ مل سکی اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ وہ فضا میں اڑتے ہوئے کچھ آگے جاکر ریت سے جا ٹکرائے اور جلنے لگے۔

عمران سمجھ گیا کہ اتنی مہلت دونوں کو کیوں مل گئی۔ گولیاں جوڑت[...] ذرا ہٹ کر پڑی تھیں۔ اس لئے چند لمحے پٹرول کو جلنے میں لگ گئے اب چاروں ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹیلوں کے پیچھے سے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرا ہیلی کا[پٹر] ٹائیگر نے تباہ کیا تھا۔ کیونکہ جس ٹیلے کے پیچھے سے اس پر فائر کیا گیا تھا۔ اس کے پیچھے سے ٹائیگر ہی نمودار ہوا تھا۔ اور چند لمحوں میں وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔

"تم نے بروقت فائر کیا تھا ٹائیگر۔ ورنہ میں اور جولیا دونوں [...] ٹارگٹ میں تھے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"میں آپ کی پوزیشن سمجھ گیا تھا۔ اس لئے میں نے فائر کھول [دیا] حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ ہٹ ہو کر وہ اسی ٹیلے پر ہی گریں گے [لیکن] مجھے یقین تھا کہ آپ اس پوزیشن کو دیکھتے ہوئے وہاں سے ہٹ جائیں گے۔ دوسری کوئی صورت نہ تھی" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب [دیا] اور عمران نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے شانے [پر] باقاعدہ تھپکی دی۔

"گڈ شو۔ ایسے بروقت فیصلے ہی ہمیں زندہ رکھتے ہیں"

عمران نے تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کا چہرہ فرطِ مسرت سے کپکپانے لگا۔ سب کے سامنے عمران کا اس طرح کھلا اظہارِ تحسین اس کے لئے کسی بڑے سے بڑے تمغے سے بھی زیادہ بڑا تمغہ تھا۔

"اب یہاں کھڑے تھپکیاں ہی دیتے رہو گے یا کچھ اور بھی سوچنا ہے۔ یہ چاروں ہیلی کاپٹر ہٹ ہوتے ہوئے راڈار سے چیک کر لئے گئے ہوں گے اور یقیناً اس بار انہوں نے اس صحرا پر قیامت توڑ دینی ہے" ۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور باقی ساتھی مسکرا دیئے۔

"تمہاری بات درست ہے تنویر۔ لیکن فوری طور پر اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم یہیں کہیں کوئی خاص پناہ گاہ تلاش کریں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"ایک جگہ ہے میری نظر میں۔ جیپ پر سے گزرتے ہوئے میں نے اُسے دیکھا تھا۔ ریت کے اندر سرنگ سی ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا

"اوہ اوہ۔ کہاں ہے۔ وہاں لازماً پہاڑی ہو گی جو ریت کی وجہ سے چھپ گئی ہو گی" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"آیئے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر ایک طرف دوڑنے لگا۔

"سب لوگ بکھر کر دوڑیں اور آسمان پر بھی وقتاً فوقتاً نگاہ رکھیں" عمران نے کہا اور پھر واقعی وہ سب ادھر ادھر بکھر کر دوڑنے لگے۔ جیپ تباہ ہو چکی تھی۔ اس لئے اب انہیں پیدل ہی دوڑنا تھا اور

پھر وہ تقریباً پندرہ منٹ تک ریت میں دوڑنے کے بعد اس جگہ پہنچ گئے جہاں صفدر نے ریت میں سرنگ کا دہانہ دیکھا تھا۔ ابھی تک آسمان پر نہ ہی کوئی جنگی جہاز نظر آیا تھا اور نہ ہیلی کاپٹر۔ اس لئے وہ اطمینان سے اس سرنگ کا جائزہ لینے لگے اور جائزہ لینے کے بعد انہیں عمران کے اندازے کی درستگی کا صحیح طور پر علم ہوا کیونکہ سرنگ کی دیواریں ریت کی بجائے چٹانی تھیں۔ اور یہ سرنگ کافی نیچے تک چلی گئی تھی اور آخر میں جا کر ایک کھلی غار سی تھی۔ اور پھر اس غار کو صاف کر کے وہ سب وہیں لیٹ گئے۔ صرف جوزف دہانے کے قریب مشین گن لئے بیٹھا ہوا تھا۔ تاکہ کسی متوقع خطرے سے پوری طرح نپٹا جا سکے۔

"اب یہ بات تو طے ہے کہ ہم سب نظروں میں آ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اب خفیہ طور پر اڈے میں جانا پڑے گا۔ تم مجھے یہاں بیٹھ کر اس زیرِ زمین اڈے کا محل وقوع بتاؤ تاکہ اس میں داخلے کا کوئی راستہ بنایا جا سکے"۔۔۔ عمران نے غار میں بیٹھ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے زمین پر ہی انگلی سے لکیریں ڈال کر اڈے کا اندرونی نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اس کے ان دروازوں کے متعلق بتایا جہاں سے وہ پہلے اندر گئے تھے اور پھر باہر نکلے تھے۔

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ جوزف کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہولناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ وہ سب تیزی سے سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔

"جنگی جہازوں کے ساتھ اس بار بڑے ہیلی کاپٹر بھی ہیں"۔۔۔ جوزف نے کہا۔ اور عمران نے سر باہر نکال کر دیکھا تو واقعی آسمان پر جنگی جہازوں کے ساتھ بڑے ہیلی کاپٹر بھی موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر جہازوں سے زیادہ بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ اور یہ پوزیشن دیکھ کر عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار ان کی پلاننگ یہ ہے کہ پہلے جنگی جہاز صحرا میں جگہ جگہ میزائل مار کر تباہی مچا دیں گے اور اس کے بعد ہیلی کاپٹر نیچے اتریں گے اور مسلح فوجی بکھر کر پورے صحرا کا جائزہ لیں گے۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔ چند لمحوں بعد صحرا میزائلوں کے خوفناک اور مسلسل دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس صحرا پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"نیچے غار میں آ جاؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا ور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہ سرنگ سے نکل کر اس ار میں پہنچ گئے۔ خوفناک دھماکوں کی گونج مسلسل جاری تھی۔ ور کئی بار اس سرنگ سے کافی قریب بھی دھماکے ہوئے اور غار ی طرح لرزی۔ لیکن چونکہ اوپر ریت کی بہت موٹی تہہ موجود تھی اس لئے وہ بہرحال محفوظ رہی۔ تقریباً دس منٹ تک یہ یزائل باری جاری رہی۔ اور اس کے بعد یک لخت سناٹا سا ھا گیا۔ گو سرنگ تو تباہ نہ ہوئی تھی۔ لیکن میزائلوں کی وجہ سے ھرے ریت نے اڑ اڑ کر سرنگ کا دہانہ تقریباً بند کر دیا تھا۔ سب ساکت و صامت بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس لئے

مواد اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

سنگ باری کی طرح میزائل باری جب بند ہو گئی تو کافی دیر تک
دھماکوں کی گونج سنائی دیتی رہی اس کے بعد ہر طرف سناٹا سا
چھا گیا۔ عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور تیزی سے دوبارہ سرنگ میں
سے ہوتا ہوا دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ آدھے سے زیادہ دہانہ ریت
سے اٹا ہوا تھا۔ جب کہ آدھے سے کم ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران
نے اس میں سے باہر جھانکا اور اس کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ
تیرنے لگی۔ جنگی جہاز جا چکے تھے۔ جب کہ چار ہیلی کاپٹر مختلف
جگہوں پر اترے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے مسلح فوجی نیچے اتر
کر مشین گنیں ہاتھوں میں لئے ریت میں ادھر ادھر پھر رہے تھے
ایک ہیلی کاپٹر غار کے اس دہانے سے تقریباً سو فٹ دور
ریت پر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھا ہوا پائلٹ یہاں
سے صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے علاوہ وہاں کوئی موجود
نہ تھا۔ تلاش کرنے والے فوجی ادھر ادھر دوڑتے ہوئے دور
تک پھیل گئے۔

"میں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے جا رہا ہوں۔ جوزف
تم مجھے یہاں سے کور کرنا" ——— عمران نے اچانک کہا۔ اور
پھر وہ ہاتھ میں مشین گن پکڑے اچھل کر دہانے سے باہر نکلا
اور پھر جھکے جھکے انداز میں۔ لیکن انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا ہیلی
کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ بے حد جھک کر دوڑ رہا تھا اور
ویسے بھی پائلٹ ادھر متوجہ نہ تھا اس لئے عمران آسانی سے ہیلی کاپٹر

تک پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اوپر چڑھا۔ پائلٹ نے
تیزی سے گردن موڑی ہی تھی کہ عمران کا بازو لہرایا اور پائلٹ چیخ
مار کر آگے کی طرف جھک گیا۔ عمران نے ایک اور ضرب لگائی۔
اور پھر پائلٹ کا ڈھیلا جسم دونوں ہاتھوں پہ اٹھا کر وہ اسے ہیلی کاپٹر
کے عقبی طرف لے گیا اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے اس کی یونیفارم
اتارنی شروع کر دی۔ کیونکہ پائلٹ کا جسم عمران کی نسبت قدرے
بھاری تھا اس لئے عمران نے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارم
پہن کر گلے تک بٹن بند کر لئے۔ سر پہ پی کیپ اور چہرے پہ بڑے
بڑے شیشوں والی گاگل لگا کر وہ چند لمحوں میں ہی پائلٹ کا روپ
دھار چکا تھا۔ پھر عمران فرش پہ بے ہوش پڑے پائلٹ پہ جھکا
اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پہ اور دوسرا اس کے کاندھے پہ
رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو کڑاک کی آواز
کے ساتھ ہی پائلٹ کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کا جسم ایک لمحے کے
لئے بری طرح تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا
اور واپس آ کر پائلٹ کی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن
چل رہا تھا اور اوپر موجود پر ——— آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔
عمران نے ان کی سپیڈ تیز کی اور چند لمحوں بعد ہی اس نے
ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔ کچھ بلندی پہ جانے کے بعد اس نے
اس کا رخ موڑا اور تیزی سے کچھ دور کھڑے ایک ہیلی کاپٹر پر
غوطہ مارا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس بڑے ہیلی کاپٹر میں نصب
میزائل سیکشن کا بٹن پریس کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے

نیچے دھماکہ ہوا اور وہ ہیلی کاپٹر آگ کے بڑے سے شعلے میں تبدیل
ہو گیا۔ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہوا عمران اب تیسرے
ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا اور تیسرا ابھی میزائل کی زد میں آ کر ختم ہو
گیا۔ اسی لمحے چوتھا اور آخری ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہونے
لگا۔ شاید اس کے پائلٹ نے خطرے کو بھانپ لیا تھا۔ اس
سے پہلے کہ وہ عمران کے لئے خطرہ بنتا عمران نے مشین گنوں کا
فائر کھول دیا کیونکہ میزائل فائرنگ کے لئے اسے اس کے اوپر
جانا پڑتا جب کہ دوسرا پائلٹ ظاہر ہے اس کا موقع نہ دے
سکتا تھا۔ فائرنگ بیک وقت دونوں طرف سے ہوئی دوسرے
پائلٹ نے بھی عین اسی وقت وہی فیصلہ کیا تھا جو عمران نے
کیا تھا لیکن عمران نے فائر کھولتے ہی ایک جھٹکے سے ہیلی
کاپٹر کو افقی انداز میں اوپر اٹھا لیا تھا۔ گو فائر کھولتے وقت ایسا
کرنا پائلٹ کے لئے سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ لیکن اس
وقت پائلٹ سیٹ پر عمران تھا۔ چنانچہ اس کا ہیلی کاپٹر دوسرے
ہیلی کاپٹر کی فائرنگ سے بس بال بال بچ گیا مگر دوسرا ہیلی کاپٹر
اس کی زد سے نہ بچ سکا۔ مگر فائرنگ نے ہیلی کاپٹر پر تو کاری
ضرب نہ لگائی۔ کیونکہ بہرحال یہ عام ہیلی کاپٹر کی بجائے بڑا جنگی ہیلی
کاپٹر تھا۔ مگر اس کا پائلٹ مشین گن کی گولیوں کی زد میں آ گیا۔
عمران اسی طرح افقی انداز میں ہیلی کاپٹر کو سیدھا آسمان کی
طرف اٹھاتا گیا۔ کیونکہ اسے نیچے سے مشین گن کی فائرنگ کا
بھی خطرہ لاحق تھا۔ اور جب اس نے مشین گن کی رینج سے اوپر

نکل کر ہیلی کاپٹر کو سیدھا کیا تو چوتھا ہیلی کاپٹر پائلٹ کے مرجانے
کی وجہ سے نیچے ریت سے ٹکرا کر دھماکہ سے پھٹ چکا تھا۔ اس
میں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

اب عمران نے وہی کام شروع کر دیا جو اس سے پہلے یہ
جہاز اور جنگی ہیلی کاپٹر کرنا چاہتے تھے۔ اس نے منجز پر چکر
کاٹتے ہوئے جہاں بھی کوئی فوجی نظر آیا اسے مشین گنوں سے
بھون ڈالا۔ اور جب دو تین راؤنڈ کے باوجود اسے سوائے فوجیوں
کی لاشوں کے اور کچھ نظر نہ آیا تو وہ ہیلی کاپٹر کو اس غار کے دہانے
کے قریب لے آیا اور پھر اسے وہیں اتار دیا۔ اس کے ساتھی اسے
نیچے اترتا دیکھ کر غار کے دہانے سے باہر آ گئے تھے۔ اور پھر
عمران کے اشارے پر وہ سب تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار
ہونے لگے۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اور عمران
نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— زیرو زیرو تھری۔ کیا پوزیشن ہے یہ دھماکے
کیسے ہوئے ہیں اوور" —— ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دشمنوں نے اچانک کہیں سے نکل کر بموں سے تین ہیلی
کاپٹر اڑا دیئے ہیں۔ مگر میں نے بروقت کارروائی کر کے ان
سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ ایک عورت اور چھ مرد تھے۔ سب
کے سب ختم ہو چکے ہیں اوور" —— عمران نے جان بوجھ کر
بھاری سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے پائلٹ

کے لہجے کا تو علم ہی نہ تھا۔

" اوہ۔ تم کون ہو۔ تم زیرو زیرو تھری نہیں ہو سکتے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد دوبارہ چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" میں زیرو زیرو تھری بول رہا ہوں۔ ایک گولی میرے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کے بیرونی سیل پر لگی ہے شاید اس لئے آواز بدلی ہوئی تمہیں سنائی دے رہی ہے اوور"۔۔۔ عمران نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ کیا واقعی تم نے اس گروپ کو ختم کر دیا ہے اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں ان کی لاشیں میرے سامنے موجود ہیں اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ ہم سپاہیوں کے لئے دوسرے ہیلی کاپٹر بھجوا رہے ہیں۔ تم ان لاشوں کو اپنے ہیلی کاپٹر میں لے کر فوراً فضا میں اٹھ آؤ۔ تم نے یہ لاشیں جنرل باڈر کے حوالے کر کے واپس آنا ہے۔ ہم تمہاری رہنمائی کرتے رہیں گے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس اوور"۔۔۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔

" دائیں طرف مڑ کر سیدھے چلے جاؤ۔ پانچ سو گز کے فاصلے پر پہنچ کر چالیس ڈگری پر مڑ جانا اور سو گز دور جا کر نیچے اتر جانا۔

وہیں جنرل باڈر کے آدمی باہر آ کر تم سے لاشیں وصول کریں گے۔ اس کے بعد تم نے واپس آ جانا ہے اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو اس مخصوص سمت میں موڑ دیا۔ اور پھر ہدایات کے مطابق مخصوص جگہ پر پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔

" اب تم سب ادھر ادھر بکھر کر چھپ جاؤ۔ صرف میں ہیلی کاپٹر کے قریب رہوں گا۔ ہم نے ان آنے والوں پر قابو پانا ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر خود بھی نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ باقی ساتھی ہیلی کاپٹر سے نکلے اور تیزی سے دوڑ کر ادھر ادھر ریت کے ٹیلوں کے پیچھے چھپ گئے۔ ابھی عمران کو وہاں کھڑے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ریت کا ٹیلا تیزی سے ایک طرف کو ہٹا اور وہ جگہ جہاں سے ٹیلا ہٹا تھا کسی صندوق کی طرح کھل گئی۔ اور اس میں سے آٹھ مسلح افراد برآمد ہوئے۔ ان آٹھوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ سب سے آگے آنے والا ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا۔ جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ چند لمحے وہیں دہانے پر رک کر بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے رہے پھر وہ ریوالور بردار تیزی سے عمران کی طرف بڑھا جب کہ باقی سات وہیں کھڑے رہے۔ عمران اپنی جگہ پر خاموش کھڑا ہوا تھا۔

" کہاں ہیں لاشیں"۔۔۔ ریوالور بردار نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر ہیلی کاپٹر کے اندر سیٹوں پر ڈالی۔ لیکن ظاہر ہے سیٹیں خالی ہی اسے نظر آئی تھیں۔

"عقب میں فرش پر پڑی ہیں اے" ـــــ عمران نے بڑے پُرسکون سے
لہجے میں جواب دیا۔ اور اس ریوالور بردار نے سر ہلاتے ہوئے مڑ کر
اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے ہیلی کاپٹر
کی طرف بڑھنے لگے۔

"میں اوپر سے لاشیں دیتا ہوں تمہارے آدمی وصول کرتے جائیں"
عمران نے کہا اور پھر اسی طرح اطمینان سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ اوپر
چڑھتے ہی عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے مشین پسٹل
کی فائرنگ اور اس ریوالور بردار کی چیخ سے فضا گونج اٹھی۔ عمران
نے اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ عمران کی فائرنگ شروع
ہوتے ہی ٹیلوں کے پیچھے سے مشین گنوں کی ریٹ ریٹ گونجی اور
ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے ساتوں کے ساتوں آدمی چیختے ہوئے
وہیں ریت پر ہی ڈھیر ہو گئے۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت
ہو گئے۔ مشین گن کی گولیوں نے انہیں چھلنی کر کے رکھ دیا تھا جب وہ
ساکت ہو گئے تو عمران اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا۔ اور اس کے
ساتھی بھی ریت کے ٹیلوں کی آڑ سے نکل کر ان کے قریب پہنچ گئے

"ہمارے پاس میک اپ باکس بھی موجود نہیں ہیں۔ اور صفدر
تنویر اور جولیا تینوں کی حالت بھی زخمی ہونے کی وجہ سے بظاہر صحیح
نظر نہیں آتی۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ اسلحہ لے کر
اندر داخل ہو جائیں اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے قدرے
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اندر ان کا بہت بڑا اڈہ ہے اور بلا مبالغہ

سینکڑوں کی تعداد میں تربیت یافتہ افراد ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ اقدام
صریحاً خودکشی ہوگا۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم کسی کو اغوا کر کے
اس سے اسلحہ خانے تک پہنچنے کا کوئی خفیہ راستہ معلوم کر لیں۔
اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ٹھہرو۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔ ٹھہرو۔ وہ فریکونسی بتاؤ
جس سے جنرل بارٹر سے بات ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے چونک
کر کہا۔ اور صفدر نے فریکونسی بتا دی۔

"تم سب ایک بار پھر چھپ جاؤ۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی
طرح جنرل بارٹر کو باہر نکال سکوں۔ اگر اس کے ساتھ مسلح افراد
آئیں تو تم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ لیکن جنرل بارٹر کو زندہ رہنا
چاہیئے" ـــــ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑ کر وہ ہیلی کاپٹر
میں سوار ہو گیا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی دوبارہ ٹیلوں کی اوٹ
لینے کے لئے بھاگ پڑے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر صفدر کی بتائی
ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ زیرو زیرو تھری ہیلی کاپٹر پائلٹ کالنگ اوور"
عمران کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ شدید زخمی حالت میں بول رہا ہو۔

"یس ماسٹر اٹینڈنگ یو۔ کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو اوور"
چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ لہجے
میں حیرت تھی۔

"جج ـــــ جج ـــــ جنرل بارٹر سے کہو کہ یہاں صورت حال بدل گئی
ہے۔ میں ہیلی کاپٹر پائلٹ بول رہا ہوں۔ ایک آدمی اچانک کہیں

سے نکلا اور اڈے کے اندر سے آنے والے سب افراد مارے گئے ہیں۔ میں بھی شدید زخمی ہوں۔ لاشیں ہیلی کاپٹر میں پڑی ہیں۔ اس آدمی کو میں نے مار دیا ہے۔ مگر اس کے پاس ایک آلہ تھا جو میں نے لے لیا وہ اسے چارجر کہہ رہا تھا۔ کہتا تھا یہ اڈہ بھی اڑا دوں گا اوور" —— عمران نے رک رک کر کراہتے ہوئے اور ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیلو —— جنرل بارڈٹر سپیکنگ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کون آدمی نکل آیا۔ کس آدمی کی بات کر رہے ہو۔ اوور" —— اس بار جنرل بارڈٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جج —— جج —— جنرل۔ میں ان ایجنٹوں کی لاشیں لے کر یہاں آیا۔ ریت میں سے دہانہ کھلا اور آٹھ مسلح آدمی اندر سے آئے۔ میں ہیلی کاپٹر کے قریب ان کے انتظار میں کھڑا تھا۔ وہ میری طرف آ رہے تھے کہ اچانک ایک ٹیلے کے پیچھے سے مشین گن گرجی۔ اور وہ آٹھوں بھی ختم ہو گئے اور مجھے بھی ایک گولی لگی۔ میں گر پڑا۔ پھر ٹیلے کے پیچھے سے ایک پاکیشیائی قہقہے لگاتا ہوا نکلا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے قریب آ کر مشین گن پھینک دی اور پھر جیب سے ایک آلہ نکال لیا اور دیوانوں کے انداز میں قہقہے لگانے لگا۔ کہ میں ملکی ہاؤس کی طرح اس چارجر سے یہ اڈہ بھی اڑا دوں گا۔ میں اپنے ساتھیوں کا انتقام جنرل بارڈٹر سے لوں گا۔ وہ چونکہ میرے قریب کھڑا تھا اس لئے میں اس پر جھپٹ پڑا۔ میں زخمی تھا۔ تو وہ بھی خاصا زخمی تھا۔ اس نے مجھے ختم کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن آخر کار میرا داؤ چل گیا اور

میں اس کی گردن توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اب میری حالت بے حد خراب ہے۔ میں اٹھ کر بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ وہ آلہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کافی دور گر پڑا ہے۔ میں نے رینگتے ہوئے اٹھا لیا ہے اور اپنی آخری توانائی خرچ کر کے بڑی مشکل سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا ہوں اور آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ عمران نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور آخر میں وہ لہجے کو مزید نیچا کرتے کرتے اس طرح خاموش ہو گیا جیسے بے ہوش ہو گیا ہو یا مر گیا ہو۔ اس نے جان بوجھ کر اوور کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن نہ دبایا تھا تاکہ جنرل بارڈٹر مزید بات چیت نہ کر سکے۔ ٹرانسمیٹر کی لائٹ چند لمحے جلتی رہی پھر بجھ گئی۔ عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور پھر ہیلی کاپٹر کی سیٹوں پر اس طرح لیٹ گیا۔ کہ دور سے وہ بے ہوش ہی نظر آئے اس نے ایک جوا کھیلا تھا کہ شاید چارجر کا سن کر بغیر کچھ سوچے سمجھے جنرل بارڈٹر باہر آجائے۔ کیونکہ بظاہر تو ایسے چارجر کا وجود نہ ہو سکتا تھا کیونکہ کوئی اندر گیا ہی نہ تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جنرل بارڈٹر کو جنرل جانسن نے جو رپورٹ دی ہے اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ کوئی ملکی ہاؤس نہ گیا تھا مگر پھر بھی وہ کھیٹ گیا۔ بس یہی ایک کمزور سا نفسیاتی پوائنٹ تھا۔ جسے عمران نے استعمال کیا تھا۔ اب وہ سیٹوں پر لیٹا ہوا اس دہانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ ایسے ہی گزر گئے اور دہانے پر سے کوئی نمودار نہ ہوا۔ مگر پانچ منٹ بعد عمران چونک پڑا۔ اور اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ کیونکہ اب دہانے پر چار مسلح افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے ایک یقیناً

جنرل بارٹر تھا۔ اس کی خاص نشانی وہی جنگلی گھوڑے جیسے چہرے کی
ہی تھی۔ اور صفدر سے اس نے اس کا مزید تفصیلی حلیہ معلوم کر لیا تھا۔
اس لئے وہ اُسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ جنرل بارٹر اور اس کے ساتھ
تین مسلح آدمی چند لمحے دہانے پر کھڑے اردگرد کا جائزہ لیتے رہے۔
ان کی نظریں ہیلی کاپٹر اور اس کے سامنے ریت پر پڑی ہوئی لاشوں
پر جمی ہوئی تھیں۔ اب عمران کو صرف ایک خدشہ تھا کہ کہیں جنرل
بارٹر وہیں رکا رہا اور چار مسلح افراد کو اس نے آگے بھیج دیا تو پھر
اس کی ساری پلاننگ ختم ہو جائے گی۔ لیکن دوسرے لمحے جب
جنرل بارٹر خود آگے بڑھنے لگا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
جنرل بارٹر جھوٹی انا کا مریض تھا۔ اس لئے وہ خود ساتھ چل پڑا تھا۔
تاکہ مسلح افراد اُسے بزدل نہ سمجھیں۔ ویسے بھی وہ اچھی طرح ماحول کا
جائزہ لے چکا تھا۔ جب وہ دہانے سے نکل کر ہیلی کاپٹر کے کافی
قریب آ گئے تو عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کو ذرا
سا گھمایا اور دوسرے لمحے پے در پے دھماکوں کے ساتھ ہی جنرل
کے ساتھ آنے والے تینوں مسلح افراد چیختے ہوئے ریت پر ڈھیر ہو
گئے۔ جنرل بارٹر کسی چالاک لومڑی کی طرح بجلی کی سی تیزی سے
واپس مڑا اور دہانے کی طرف بھاگنے لگا۔

"خبردار۔ رک جاؤ ورنہ" ــــ اچانک دونوں سائیڈوں سے
چیختی ہوئی آوازیں سنائی دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گنیں
لئے اس کے سارے ساتھی ٹیلوں کی اوٹ سے نمودار ہو گئے۔ ٹائیگر
بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا دہانے کی سائیڈ میں آ کھڑا ہوا کیونکہ

وہ اس سے قریب ہی چھپا ہوا تھا اور جنرل بارٹر نے شکاریوں کے
نرغے میں آئے ہوئے ہرن کی طرح دہشت زدہ انداز میں ادھر ادھر
دیکھا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

"اب اپنے ہاتھ بھی اٹھا لو جنرل بارٹر۔ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری
روح تمہارے جسم کو چھوڑ جائے گی" ــــ عمران نے ہیلی کاپٹر سے
نیچے کودتے ہوئے کہا۔ اور جنرل بارٹر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف
مڑا۔

"تت ــــ تت ــــ تم غداری کر رہے ہو" ــــ جنرل بارٹر نے
ہذیانی لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے جنرل بارٹر۔ اتنا تعارف کافی ہے یا
مزید ڈگریاں بھی بتاؤں" ــــ عمران نے قریب پہنچ کر مشین پسٹل
کی نال اس کے سینے کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور جنرل بارٹر
نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"جوانا۔ اسے ایک طرف ٹیلوں میں لے چلو۔ اور باقی سب یہاں
اسی طرح چھپے رہیں گے جو باہر آئے گولیوں سے اڑا دو۔ میں ذرا
جنرل بارٹر سے مذاکرات مکمل کر لوں" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے جوانا اور باقی ساتھیوں سے کہا۔

اور جوانا نے آگے بڑھ کر جنرل بارٹر کی گردن دبوچی اور اُسے
دھکیلتا ہوا ایک سائیڈ پر ٹیلوں کی طرف لے جانے لگا۔ جنرل بارٹر
بالکل خاموش تھا۔ اس کے حلق سے ذرا سی آواز بھی نہ نکل رہی
تھی۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ایک بڑے ٹیلے کی اوٹ

میں پہنچ کر عمران نے جوانا کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اور جوانا نے جنرل بارٹم کی گردن چھوڑ دی۔

" اس کی تلاشی لو جوانا " ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی تھی لیکن اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ شاید اسلحہ رکھنا اس نے اپنی جرنیلی شان کے خلاف سمجھا تھا۔

" تم کیا چاہتے ہو " ___ جنرل بارٹم نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ڈوگو فائٹرز کا مکمل خاتمہ تمہیں معلوم تو ہے۔ ہمارا یہاں آنے کا مشن ہی یہی ہے " ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اس تنظیم کو ختم کر دیتا ہوں " ___ جنرل بارٹم نے جواب دیا اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

" سوری۔ میں اس کا خاتمہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ مجھے تم سے یا تمہاری فوج سے کوئی مطلب نہیں۔ مجھے صرف ڈوگو فائٹرز کے خاتمے سے مطلب ہے۔ باقی کام کوابو جانے اور اقوام متحدہ۔ میں نے ساؤتھ افریقہ میں ملکی ہاؤس تباہ کر دیا ہے۔ اور اب یہ آخری مین اڈہ ہے۔ اس کی تباہی کے بعد ہی میں مطمئن ہوں گا کہ میرا مشن ختم ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں تم جیسا مشہور جرنیل بھی مارا جائے گا اور اڈہ تو بہر حال ختم ہو گا ہی۔ لیکن تمہاری موت پورے ساؤتھ افریقہ کے لئے بہت بڑا المیہ ہو گی۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تم کیا چاہتے ہو "

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سنو۔ اگر تم مجھ پر اعتماد کرو تو میں یہ اڈہ از خود خالی کرا دیتا ہوں اور ڈوگو فائٹرز کو یہاں سے نکال دیتا ہوں۔ اس طرح انسان مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور میرا یہ بھی وعدہ کہ اب میں انتخابات کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی کروں گا " ___ جنرل بارٹم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتماد ہے۔ کیونکہ بہر حال تم مشہور جرنیل ہو۔ لیکن میں اتنی دور سے صرف وعدے پر تکیہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ تم میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں چلو اور وہاں سے کال کر کے اڈے میں موجود کسی با اختیار آدمی کو اکیلے باہر بلاؤ۔ اور پھر اُسے ہدایت دو کہ وہ اسلحہ خانے کے اندر میرا آدمی لے جائے۔ اُسے ایک وائرلیس چارجر اور وائرلیس ڈائنامنٹ سٹکس دیا جائے۔ میرا آدمی خود اندر جا کر وائرلیس ڈائنامنٹ اسلحہ خانے میں فٹ کرے گا اور پھر چارجر لے کر یہاں آجائے گا۔ میں چارجر آن کر کے دیکھوں گا۔ اگر وہ صحیح کام کر رہا ہو گا تو پھر مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار آئے گا۔ اور جب تک پورا اڈہ خالی نہ ہو جائے گا میں چارجر اپنی تحویل میں رکھوں گا جب تم اپنا وعدہ مکمل کر لو گے تو پھر یہ چارجر تمہارے حوالے کر کے میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جاؤں گا۔ اس طرح تمہارا اڈہ بھی بچ جائے گا اور میرا مشن بھی مکمل ہو جائے گا " ___ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو تم خود میرے ساتھ اندر چلو اور اپنے کام کی تکمیل کر کے باہر آ جانا۔ میں بھی تمہارے ساتھ آ جاؤں گا۔ اس طرح تمہاری پوری تسلی ہو جائے گی"۔۔۔ جنرل بارٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔ میرے ساتھی بھی ساتھ جائیں گے اور یہ بات ذہن میں رکھ لینا کہ ہم تو موت کو ہتھیلی پر رکھے ہوتے ہیں اور پاکیشیا کے معمولی سے ایجنٹ ہیں ہماری موت سے پاکیشیا کو کوئی فرق نہ پڑے گا۔ ہماری جگہ دوسرے ایجنٹ لے لیں گے۔ لیکن تمہاری موت پورے ساؤتھ افریقہ کے لئے بہت بڑا المیہ ہو گی۔ اور تمہارا کوئی متبادل انہیں نہ مل سکے گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں صرف اڈہ اور آدمی بچانا چاہتا ہوں۔ میں اپنا وعدہ پورا کر دوں گا"۔۔۔ جنرل بارٹر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور مشین پسٹل اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر وہ جنرل بارٹر اور جوانا سمیت ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر اس دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی جو ادھر ادھر چھپے ہوتے تھے انہیں ٹیلے کی اوٹ سے آتے دیکھ کر باہر آ گئے۔

"میرا جنرل بارٹر سے ایک شریفانہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم سب اس کے ساتھ اندر جا رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسا معاہدہ۔ ہمیں بھی تو کچھ پتہ چلے"۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اندر جا کر سب کچھ واضح ہو جائے گا۔ آؤ"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب جنرل بارٹر کے ساتھ چلتے ہوئے اس دہانے میں داخل ہوئے۔ سرنگ کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کے ایک دروازے کو کراس کر کے وہ دوسری طرف پہنچے تو وہاں کھلا میدان تھا۔ جنرل بارٹر کو دیکھتے ہی دس بارہ مسلح فوجی تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ کہ جنرل بارٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"سیدھے اسلحہ خانہ چلو۔ اور یہ سن لو۔ میرے ساتھی نے اسلحہ خانہ دیکھا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جنرل بارٹر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر یہ قافلہ پیدل چلتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اسلحہ خانہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دین ہاؤس والی عمارت میں داخل ہو گئے۔ عمران چونکہ صفدر سے اندر کی ساری تفصیل پوچھ چکا تھا۔ اس لئے وہ دین ہاؤس کو پہچان گیا۔ دین ہاؤس میں موجود چار آدمی جنرل بارٹر کو دیکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

"تمہارا انچارج کون ہے"۔۔۔ عمران نے ان چاروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ہوں"۔۔۔ ایک نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ

حیرت سے جنرل بارٹو کو دیکھ رہا تھا۔

" جیسے یہ کہے ویسے ہی کرو ۔ اٹ از مائی آرڈر " ____ جنرل بارٹو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس نوجوان نے سر ہلا دیا۔

" صفدر ۔ تم یہاں کا خیال رکھو گے ۔ میں اندر جاؤں گا " ____ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

" مم ____ مم ____ مگر سر " ____ انچارج نے شاید اجنبی کو ویپن ہاؤس میں لے جانے پر حیرت کا اظہار کرنا چاہا تھا۔

" میں نے کہا ہے جیسے یہ کہتے ہیں ویسے ہی کرو " ____ جنرل بارٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ اور انچارج نے ہونٹ چباتے ہوئے سر جھکا لیا۔

" عمران صاحب ۔ یہاں کوئی مشین ہے ۔ جو ایسی چیزوں کو خود بخود فیوز کر دیتی ہے " ____ صفدر نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ وہ مشین کہاں ہے ۔ بتاؤ " ____ عمران نے انچارج سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" اس کمرے میں ہے جناب " ____ انچارج نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" جاؤ صفدر پہلے اسے ڈس آرڈر کر دو " ____ عمران نے کہا۔ اور صفدر ہاتھ میں مشین گن پکڑے تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر گیا تو چند لمحوں بعد ہی اندر سے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی جنرل بارٹو

کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور وہ انچارج تو باقاعدہ دانت پیس رہا تھا۔

" میں نے اسے مکمل طور پر ڈس آرڈر کر دیا ہے " ____ صفدر نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ انچارج صاحب " ____ عمران نے کہا۔ اور انچارج کی طرف بڑھا۔ انچارج نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا ۔ اور پھر وہ عمران کو لئے اندر چلا گیا جبکہ صفدر اور باقی ساتھی وہیں جنرل بارٹو کے ساتھ کھڑے رہے۔ صفدر پوری طرح چوکنا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران انچارج سمیت واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

" سس ____ سر۔ انہوں نے ڈائنامائٹ باکس فٹ کر دیا ہے وائرلیس باکس اور اس کا چارجر ان کے پاس ہے " ____ انچارج نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر جنرل بارٹو نے صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جیب سے چارجر نکالا۔ اور پھر اس کا ایک بٹن دبایا تو چارجر پر موجود ایک بلب جل اٹھا۔ عمران نے مطمئن انداز سے سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کیا اور پھر چارجر کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ چلیں ۔ مگر یہ ویپن ہاؤس اب سیل ہو گا " ____ عمران نے کہا۔

" باہر نکل کر اسے سیل کر دو ۔ اور جب تک میں خود آرڈر نہ دوں اسے آف نہ کیا جائے " ____ جنرل بارٹو نے خشک لہجے میں کہا۔

" یس سر ____ نئے آرڈر کی تعمیل ہو گی سر " ____ انچارج نے سر

ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
اور پھر عمران اس وقت تک باہر رکا رہا جب تک اس کے سامنے ڈیمن ہاؤس سیلڈ نہ کر دیا گیا۔
"اوکے ۔۔۔ تعاون کا شکریہ۔ آؤ اب باہر چلتے ہیں۔ ہم اس ہیلی کاپٹر میں بوٹسوانا کی سرحد پر جائیں گے اور تم ہمارے ساتھ جاؤ گے۔ سرحد پر ہیلی کاپٹر اور یہ چارجر ہم تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اور پھر ہم ایک ہفتہ تک وہاں رہیں گے۔ اگر ہمارے مخبروں نے یہ اطلاع دے دی کہ تم نے واقعی اڈہ خالی کر دیا ہے اور ڈگوفا تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ ورنہ ہم پھر آئیں گے اور اس کے بعد ہمارے تمہارے درمیان دوسرا کوئی معاہدہ نہ ہوگا۔ پھر تمہیں بھی مرنا پڑے گا اور تمہارے اڈے بھی تباہ ہو جائیں گے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میں نے جو وعدہ کیا ہے۔ اُسے پورا کروں گا۔ کیونکہ جب سے تم نے ملکی ہاؤس تباہ کیا ہے۔ میں نے سمجھ لیا ہے کہ اب ڈگوفا تنظیم مزید نہیں چل سکتی۔ اب میں صرف یہ اڈہ اور آدمی بچانا چاہتا ہوں۔ اب انتخابات مقدر ہو چکے ہیں اور نمیبیا سے بہرحال ہمیں بوریا بستر لپیٹنا پڑے گا۔ مقدر سے کوئی نہیں لڑ سکتا"۔۔۔ جنرل بارٹر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جنرل بارٹر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ اُسی طرح چلتے ہوئے اڈے سے باہر نکلے۔ اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو چکے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر

عمران خود تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر جنرل بارٹر کو بٹھایا گیا اور عقبی طرف وہ سارے سمٹ سمٹا کر بیٹھنا تو کیا سب پھنس گئے۔ کیونکہ جنگی ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کے لئے زیادہ جگہ تو نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ یہ کافی بڑا ہیلی کاپٹر تھا۔ اس لئے اس میں وہ سب بہرحال سمٹ کر سوار ہو ہی گئے۔
عمران نے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کیا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر پر ہیڈکوارٹر سے کال آ گئی۔ مگر اس بار جنرل بارٹر نے خود کال اٹنڈ کی اور اُسنے انہیں بتایا کہ وہ خود ہیلی کاپٹر میں ہمسایہ ملک بوٹسوانا کی سرحد پر جا رہا ہے۔ اس لئے ہیلی کاپٹر کو نہ روکا جائے۔ اس دوران عمران نے جیب سے چارجر نکالا اور اس کا بٹن دبا کر دیکھا۔ بٹن دبتے ہی بلب جل اٹھا اور عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اُسے آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔ جنرل بارٹر نے بھی عمران کو ایسا کرتے دیکھ لیا تھا۔ اور بلب جلتے ہی اس کے چہرے پر بھی دھواں سا پیدا ہو گیا مگر وہ خاموش رہا۔
"یہ تو تم واپس جوہنبرگ جا رہے ہو"۔۔۔ اچانک جنرل بارٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید کوئی خاص نشانی نظر آ گئی تھی۔
"ہم اس وقت بوٹسوانا اور نمیبیا کی سرحدی پٹی کے اوپر پرواز کر رہے ہیں۔ سرحد پر پہنچ کر ہم اپنا رخ موڑیں گے اور پھر ایک سرحدی قصبے ڈھوک پہنچیں گے۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ ویسے یہ قصبہ بوٹسوانا کی سرحد کے بالکل اوپر ہے۔ ہم ایک ہفتہ

اس دوست کے پاس ٹھہریں گے "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"مگر اتنی لمبی پرواز کے لئے تو فیول اس میں موجود نہیں ہوگا"۔۔۔ جنرل بارٹو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"گمبرے سے فیول مل جائے گا اور جب ساؤتھ افریقہ کا سب سے بڑا جنرل ہمارا ہم سفر ہو تو پھر فیول کی کیا کمی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن بوٹسوانا کی سرحد تو نمیبیا سے بالکل قریب ہے۔ پھر تم اتنا لمبا چکر کاٹ کر کیوں جا رہے ہو"۔۔۔ جنرل بارٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے وہاں میرا دوست رہتا ہے۔ اور اس نے مجھے ایک ہفتے تک شکار کھلانے کی دعوت دے رکھی ہے۔ اور اس دوست کے انتہائی قریبی عزیز تمہارے اردگرد موجود رہتے ہیں۔ اس لئے مجھے خبریں بھی آسانی سے مل جائیں گی۔ کہ تم نے معاہدے پر عمل درآمد بھی کیا ہے یا نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر تم نے معاہدے پر عمل درآمد نہ کیا تو پھر ہمیں جونبرگ پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگے گا۔ بہر حال تمہارا ہیڈ کوارٹر تو جوہنبرگ ہی میں ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جنرل بارٹو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔۔۔۔۔۔ لیکن پھر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یک لخت ایک چمک سی ابھر آئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ دوبارہ سیٹ سے لگ

گیا۔ البتہ چمک اُسی طرح قائم تھی۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ جیسے وہ کسی بہت بڑے بوجھ کے دباؤ سے اچانک باہر نکل آیا ہو۔

"جنرل بارٹو میں تمہارے چہرے پر پیدا ہونے والی چمک کی وجہ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمہارے ذہن میں یہی خیال آیا ہے ناں کہ چارجر کی رینج یہاں تک تو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب اڈہ تو محفوظ ہو گیا۔ باقی رہے ہم تو گمبرے میں فیول ڈلواتے وقت ہم آسانی سے شکار کئے جا سکتے ہیں تو میری بات اچھی طرح سن لو۔ تم ان آلات کے ماہر نہیں ہو۔ اس لئے تمہیں اس کی صحیح رینج کا علم نہیں ہے۔ اس لئے تم خوش ہو رہے ہو۔ اس کی رینج کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ تبھی میں ادھر آ رہا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں ابھی تمہیں اس کا تجربہ بھی کرا سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے چارجر نکال کر اس نے اس کا بٹن دبایا تو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور اس بلب کے جلتے ہی جنرل بارٹو کا چہرہ تاریک ہو گیا اس کے چہرے پر موجود چمک یک لخت ختم ہو گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بٹن آف کیا اور چارجر کو جنرل بارٹو کی مخالف سمت والی جیب میں ڈال لیا۔

"اس کی رینج اس قدر ہے کہ ساؤتھ افریقہ کے آخری کونے میں بھی تمہارا یہ اڈہ اس چارجر کی مدد سے اڑایا جا سکتا ہے یہ تو تھی ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا ذہن ۔۔۔ اس معاہدے کے بارے میں صاف نہیں ہے ورنہ تم ایسی بات نہ سوچتے۔ اس لئے کیوں نہ تمہیں اس ہیلی کاپٹر سے

نیچے پھینک دیا جائے اور تمہارا یہ اڈہ تباہ کر کے ہم چین کی بانسری
بجاتے ہوئے بوٹسوانا میں داخل ہو جائیں۔ کیا تم ہمیں ان دونوں
کاموں سے روک سکتے ہو" ـــــ عمران کا لہجہ آخر میں بے حد تلخ
ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ نہیں نہیں ـــــ یہ بات نہیں ہے۔ میں ہر قیمت پر معاہدہ
پورا کروں گا۔ تم بے فکر رہو" ـــــ جنرل بارٹم نے انتہائی ہراساں
لہجے میں کہا۔

"اس میں تمہارا اور تمہاری حکومت کا فائدہ ہے" ـــــ عمران
نے جواب دیا۔ ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر بعد کمبرے پہنچ گیا۔ اور پھر
وہاں کے ایک ملٹری ہوائی اڈے پر عمران نے جنرل بارٹم کی مدد
سے فیول بھروایا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گیا۔
عمران نے جنرل بارٹم کو ہیلی کاپٹر سے باہر بھیجنے سے انکار کر دیا تھا
اس لئے ٹرانسمیٹر پر ہی ہوائی اڈے کے انچارج سے بات ہو گئی
تھی اور وہ فیول بھروا کر دوبارہ فضا میں پرواز کر گئے تھے۔ کمبرے
سے تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد عمران نے ایک
جنگل کے قریب ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دیا۔

"اب سب نیچے اتر آؤ۔ جنرل بارٹم تم بھی" ـــــ عمران نے
نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میں ـــــ میں نے تو واپس جانا ہے" ـــــ جنرل بارٹم
نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم پہلے ہمارے ساتھ جنگل تک جاؤ گے۔ اور پھر

وہاں سے واپس آؤ گے۔ ورنہ تو تم ہمیں جنگل تک پہنچنے سے پہلے ہی
گولیوں سے بھون ڈالو گے۔ جنگل میں ہم محفوظ ہوں گے" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور جنرل بارٹم خاموشی سے ہیلی کاپٹر سے
نیچے اتر آیا۔ جنگل وہاں سے چار یا پانچ سو گز دور تھا۔ وہ سب پیدل
اس جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ جنگل میں داخل ہو کر وہ رک گئے۔

"ٹھیک ہے جنرل بارٹم۔ یہ لو چارجر اور وہ سامنے کھڑا ہے تمہارا
ہیلی کاپٹر۔ اب آئندہ کے حالات تمہاری اپنی سوچ پر منحصر ہیں۔
میں نے بہرحال وعدہ پورا کر دیا ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر
تم نے اس جنگی ہیلی کاپٹر سے ہم پر فائرنگ کی کوشش کی تو پھر
ہمارا تمہارا معاہدہ اسی لمحے ختم ہو جائے گا اور میرے پاس آپس
میزائل موجود ہے جو ایک لمحے میں تمہارے ہیلی کاپٹر کو راکھ کا ڈھیر
بنا دے گا۔ اور ظاہر ہے ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے ہی چارجر بھی حدت
کی وجہ سے پُش ہو جائے گا اور پھر نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا اڈہ۔
آپس میزائل جانتے ہو کیا ہوتا ہے۔ اگر کہو تو ابھی نمونہ دکھا دوں۔
البتہ تمہیں پھر یہاں سے پیدل واپس جانا پڑے گا۔ عمران نے
جیب سے وہ چارجر نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں معاہدہ پورا کروں گا" ـــــ جنرل بارٹم
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ یہ لو چارجر اور جاؤ۔ بائی بائی" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور چارجر جنرل بارٹم کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔
جنرل بارٹم نے جلدی سے چارجر لے کر جیب میں رکھا۔ اور پھر

واپس مڑ کر وہ تقریباً دوڑنے والے انداز میں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سب لوگ وہیں کھڑے اُسے جاتا دیکھتے رہے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا۔ اور انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا واپس جوہنبرگ کی طرف بڑھ گیا۔

" آخر اس سارے ڈرامے کا مقصد کیا تھا۔ کیا ہم یہاں معاہدے کرنے آئے تھے " ۔۔۔ جولیا نے تیز اور تلخ لہجے میں کہا۔

" مس جولیانا فٹزواٹر۔ سیانے کہتے ہیں جب سب راستے بند ہو جائیں تو پھر عقل کو کام میں لانا چاہیئے " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا خیال ہے تم نے یہ کام عقلمندی کا کیا ہے جو سراسر حماقت ہے۔ اڈہ اڑا کر اور جنرل بارٹر کو قتل کر کے ہمارا مشن مکمل ہو جاتا " ۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا خیال ہے کہ وہ انچارج اب تک دیمن ہاؤس کو سیل کئے جنرل بارٹر کے احکامات کا انتظار کر رہا ہوگا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے جاتے ہی اس نے سیل کھولی ہوگی اور ڈائنامنٹ باکس ہٹا دیا ہوگا " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ پھر تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ اور ہاں کمرے تک تو وہ درست تھا تم نے اُسے آن کر کے جنرل بارٹر کو دکھایا تھا " ۔۔۔ جولیا نے کہا۔ باقی ساتھی بھی عمران کی بات سن کر حیران ہوئے کھڑے تھے۔

" ارے وہ چارجر تو اب بھی میرے پاس ہے۔ یہ دیکھو " ۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے جیب سے اس نے چارجر نکالا اور اس کا بٹن دبایا تو اس پر بلب جل اٹھا۔ اب تو جولیا اور ساتھی اور بھی زیادہ حیران ہو گئے۔

" سنو مس جولیانا فٹزواٹر۔ ہم وہاں بُری طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ جنرل بارٹر کو قتل کر دینے سے ہمارا مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا۔ اور ہم اس صحرا سے نکل بھی نہ سکتے تھے۔ کیونکہ سر پر چھاؤنی اور ایئرپورٹ تھا۔ ہمارا ہیلی کاپٹر ایک لمحے میں ہٹ کر دیا جاتا۔ جنرل بارٹر جیسے آدمیوں کی نفسیات میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایسے لوگ اپنی زندگی کے مقابل ہر چیز کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں اس لئے میں نے اُسے صرف کسی بھی حرکت سے باز رکھنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ وہ یہاں تک کس طرح بے حس و حرکت ہمارے ساتھ چلا آیا۔ صرف اپنی زندگی کی خاطر۔ اور یہ بھی سن لو کہ جیسے ہی اُسے احساس ہوگا کہ اس کی زندگی محفوظ ہے اس نے کسی معاہدے وغیرہ کی پرواہ نہیں کرنی۔ اس لئے ابھی دیکھنا چند لمحوں بعد ساؤتھ افریقہ کی آدھی سے زیادہ فضائیہ کے جنگی جہاز اس جنگل اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو کس طرح تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ بوٹسوانا کے پاس تو اتنی فضائی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ انہیں روک سکے۔ اس طرح اس کی زندگی بھی محفوظ ہو گئی اور ہمارے جیسے خطرناک ایجنٹوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ بولو کون فائدے میں رہا " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ جب تمہیں یہ سب کچھ معلوم تھا تو پھر......" ——— جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے پھڑپھڑانے لگا تھا۔

"اب میں کیا کروں۔ میں نے سوچا کہ وہاں پاکیشیا میں شاید ہماری قبریں دور دور بنیں۔ یہاں تو ایک ہی بنے گی کیوں تنویر۔ کہیں تو اکٹھے ہونا ہی چاہیے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تم واقعی پاگل ہو گئے ہو" ——— تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جوزف" ——— عمران نے یکسر جوزف کی طرف گھومتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— جوزف نے چونک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی آواز سن کر نیند سے بیدار ہوا ہو۔

"پہلے تو اگر مجھے تنویر پاگل کہتا تھا تو تم اس پر چڑھ دوڑتے تھے لیکن اب آنکھیں بند کئے کھڑے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اب جوزف دی گریٹ جوزف دی کینچوا ہو گیا ہے۔ اس لئے باس اب تو میں صرف مرنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس ہاتھی کی طرح جو بوڑھا ہو کر اپنے قبرستان میں جا کر کھڑا ہو جاتا ہے کاش میں ڈرم بھر کر ساتھ لے آتا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آگے کچھ نہیں ملے گا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے"۔ جوزف کا لہجہ انتہائی مایوسانہ۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ اسے کیا ہوا ہے۔ یہ بیمار ہے" ———

جولیا نے بری طرح چونک کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اُسے جوزف کے متعلق خیال ہی نہ آیا تھا۔

"ہاں مس۔ جوزف دی گریٹ کی روح بیمار ہو گئی ہے۔ اور روح پر اب میں تنہائی کی سرخ گدھوں کو منڈلاتے ہوئے صاف دیکھ رہا ہوں۔ کسی بھی لمحے وہ میری روح پر جھپٹ پڑیں گی اور اس کے بعد جوزف دی گریٹ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا وہ جوزف دی گریٹ جس کا نام سن کر شیر اپنی دُمیں ٹانگوں میں دبا لیتے تھے۔ وہ جوزف دی گریٹ جس کا نام سن کر افریقہ کی عورتوں کی آنکھوں میں آسمانی بجلی جیسی چمک آ جاتی تھی۔ وہ جوزف دی گریٹ جس کے راستے سے مست ہاتھی اور وحشی گینڈے خود بخود ہٹ جایا کرتے تھے" ——— جوزف نے اسی طرح انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"آخر ہوا کیا تمہیں۔ کیا یہ کوئی نیا ڈرامہ ہے" ——— جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس نے کئی دنوں سے شراب نہیں پی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار واقعی جولیا، صفدر اور تنویر تینوں بری طرح اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر یقین نہ آنے والی کیفیت تھی۔

"کئی دنوں سے شراب نہیں پی ہے جوزف نے اوہ واقعی میں نے سارے سفر میں اس کے ہاتھ میں بوتل نہیں دیکھی۔ مگر یہ کیسے ہوا۔ ایسا تو ناممکن ہے" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مس سچ کہا ہے وچ ڈاکٹروں نے۔ کہ جب موت پر پھیلائے
آتی ہے تو انسان دھوپ سے بچنے کے لئے اس کے پروں کے
سائے میں آنے کیلئے لپک پڑتا ہے اور میری زندگی تو شراب کے ساتھ ہے
مگر میں پوپا کو ٹانے لے آیا" ۔۔۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"جاؤ جنگل میں۔ اپنے مطلب کی جڑی بوٹی تلاش کر لو۔ جاؤ۔
مجھے یہ منہ بسورتے آدمی اچھے نہیں لگتے۔ یہاں ایسی جڑی بوٹی
ضرور ہو گی جو تمہارا نشہ پورا کر دے گی" ۔۔۔ عمران نے اس بار
تلخ لہجے میں کہا۔
"نہیں باس۔ جوزف دی گریٹ ابھی مرا نہیں ہے اور جوزف
نے آج تک جو کہہ دیا اُسے پورا کیا ہے۔ اب میں مر تو سکتا ہوں
لیکن مشن کی تکمیل سے پہلے شراب نہیں پی سکتا" ۔۔۔ جوزف نے
ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو پھر منہ کیوں بسور رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"باس اب جوزف دی کینچوے کو منہ تو بسورنے دو۔ آخر
کینچوا منہ کبھی نہ بسورے تو اور کیا کرے" ۔۔۔ جوزف نے کہا
اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ جب کہ باقی ساتھی
بے اختیار مسکرا دیئے۔
"جوانا" ۔۔۔ عمران جوانا سے مخاطب ہوا جو خاموش کھڑا
مسکرا رہا تھا۔
"یس ماسٹر" ۔۔۔ جوانا نے فوراً ہی جواب دیا۔

"وہ سامنے جو اونچا درخت موجود ہے اس کے ساتھ ہی ایک چشمہ ہو
گا وہاں سے اپنی چھاگل بھر لاؤ اور جوزف کو دو۔ پھر دیکھو یہ کینچوا کس
طرح ببر شیر بنتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں باس۔ پانی سے کچھ نہیں ہو گا" ۔۔۔ جوزف نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔
"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا
اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے جنگل کے اندر بڑھ گیا۔
"اب کیا ہم یہاں آنے والے جنگی جہازوں کے انتظار میں
کھڑے رہیں گے" ۔۔۔ جولیا نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا
جیسے اُسے اپنی پہلی بات یاد آ گئی ہو۔
"میری طرف سے تم بیٹھ بھی سکتی ہو۔ میں نے تمہیں منع تو
نہیں کیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"تم سچ سچ بتاؤ۔ یہ تم نے آخر چکر کیا چلا دیا ہے" ۔۔۔ جولیا
نے اس بار بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"بس تھوڑی دیر اور صبر کرو۔ چکر مکمل ہو جائے گا۔ صرف
تھوڑی دیر" ۔۔۔ عمران نے اُسی طرح مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ اور جولیا منہ بنا کر خاموش ہو گئی۔ اُسی لمحے جوانا واپس آیا
تو اس کے ہاتھ میں چھوٹی چھاگل تھی۔ یہ ایسی چھاگل تھی جو آسانی سے
جیب میں رکھی جا سکتی تھی۔ اور جوانا چونکہ پانی بے حد پیتا تھا۔
اس لئے یہ چھاگل وہ ہر وقت جیب میں رکھتا تھا۔ جوانا نے
چھاگل جوزف کی طرف بڑھا دی۔

"اسے پیو جوزف" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا تو جوزف
نے منہ بناتے ہوئے چھاگل کو منہ سے لگایا اور چند لمحوں میں اُسے
خالی کر دیا۔ لیکن اس کا منہ اُسی طرح بنا ہوا تھا۔
"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس درخت کے پاس چشمہ ہے۔ کیا
تم پہلے سے جانتے تھے" ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔
"یہ درخت ہمیشہ چشمے کے کنارے پر ہی اُگتا ہے۔ اس لئے
اس کی موجودگی ہی چشمے کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے" ـــــ عمران
نے جواب دیا
"باس باس۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ اوہ اوہ۔ میری روح
تندرست ہوتی جا رہی ہے۔ اوہ۔ وہ سرخ گدھیں اڑتی ہوئی دور
جا رہی ہیں۔ اوہ جوزف دی گریٹ پھر زندہ ہوتا جا رہا ہے" ـــــ
جوزف نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور جولیا سمیت سارے
ساتھی واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جوزف کا تھکا ہوا اور
قدرے زرد سا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس
کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم بھی اس طرح کھلتا جا رہا تھا
جیسے اس کے اندر کوئی ہوا بھر رہا ہو۔
"ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ اب جوزف پھر جوزف دی گریٹ بن گیا
ہے۔ ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ اور ہاں مسٹر تنویر تم نے باس کو پاگل
کیوں کہا تھا" ـــــ جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں تنویر کی
طرف مڑ کر کہا۔

"بس تنویر زخمی ہے اور زخمیوں سے ایسے لہجے میں بات نہیں
کیا کرتے۔ ورنہ میں دوبارہ ان سرخ گدھوں کو کال کر لوں گا"
عمران نے کہا تو جوزف نے منہ موڑ لیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا
کہ وہ اب ذہنی اور جسمانی ہر لحاظ سے وہی پہلے والا جوزف بن
گیا ہے۔
"یہ کیا ہوا ہے۔ کیا یہ چشمہ شراب کا ہے" ـــــ جولیا نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں۔ یہ اس درخت کی کرامات ہے۔ اسے
باشوا کہتے ہیں اور باشوا کی جڑوں کا پانی برانڈی سے بھی زیادہ
تیز نشہ کر دیتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک اس کی جیب
سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے جلدی سے جیب
میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی
آوازیں اس ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھیں۔ باقی سب چونک کر
اس ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا
"ہیلو ہیلو ـــــ جنرل بارٹر کالنگ اوور" ـــــ جنرل بارٹر
کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"یس ماتھر اٹنڈنگ فرام ریڈ پوائنٹ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے
ماتھر کی آواز سنائی دی۔
"ماتھر وین ہاؤس کے انچارج سے میری بات کراؤ فوراً اوور" ـــــ
جنرل بارٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی

"یس سر اوور" ___ ماتھر نے کہا اور پھر چند لمحوں تک ٹرانسمیٹر خاموش رہا۔ اس کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

"یس سر ___ فرنیک بول رہا ہوں سر۔ انچارج ڈیپن ہاؤس اوور" بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ڈیپن ہاؤس ابھی سیل ہے اوور" ___ جنرل بارٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ آپ نے خود ہی حکم دیا تھا سر اوور" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"فوراً سیل توڑ دو۔ اور جو ڈائنامیٹ باکس لگایا گیا ہے اُسے آف کر دو۔ اور پھر مجھے سپیشل آل ون فریکوئنسی پر رپورٹ دو۔ ماتھر کو یہ فریکوئنسی معلوم ہے۔ وہ کال ملا دے گا اوور" ___ جنرل بارٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر اوور" ___ فرنیک نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ جنرل بارٹر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کا کوئی ساتھی بات کرتا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ پر موجود ایک ناب گھمانی شروع کر دی۔ اور ٹرانسمیٹر پر موجود سرخ اور نیلے رنگ کی دو سوئیاں تیزی سے مخالف سمت میں حرکت کرنے لگی۔ جب دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ علی عمران کالنگ جنرل بارٹر اوور" ___ عمران

نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ جنرل بارٹر سپیکنگ۔ تمہیں میری اس سپیشل فریکوئنسی کا کیسے علم ہوا اوور" ___ دوسری طرف سے جنرل بارٹر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں نے اپنا سپیشل ٹرانسمیٹر ریڈ پوائنٹ کی مخصوص فریکوئنسی پر پہلے ہی سیٹ کیا ہوا تھا۔ اس لئے تم نے جیسے ہی ریڈ پوائنٹ پر کال کی وہ میرے ٹرانسمیٹر پر بھی سنائی دینے لگی۔ اور جنرل بارٹر تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ تمہیں تو چاہیئے تھا کہ تم اڈہ خالی کرنے کا حکم دیتے تاکہ معاہدہ مکمل ہو جاتا۔ لیکن تم نے اڈہ خالی کرنے کی بجائے ڈائنامیٹ ہٹانے کے احکامات دیئے ہیں اوور" ___ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہا ___ ہا ___ تم انتہائی احمق آدمی ہو پاکیشیائی ایجنٹ۔ میں نے یہ معاہدہ صرف اپنی جان بچانے کی غرض سے کیا تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میری جان ساؤتھ افریقہ کے لئے کس قدر قیمتی ہے ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ میں ایسا معاہدہ کرتا۔ میرے جیتے جی نمیبیا کیسے آزاد ہو سکتا ہے۔ میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ نمیبیا کے حقیر سیاہ فام کیڑے آزاد ہو کر ہمارے سامنے سر اٹھا کر چلیں۔ ان کے مقدر میں غلامی لکھی ہوئی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کی غلامی۔ یہی ریڈ پوائنٹ ہی تم دیکھنا ان حقیر کیڑوں کی موت کا باعث بنے گا۔ میں نمیبیا میں ایسا قتل عام کراؤں گا کہ ان حقیر سیاہ فام کیڑوں کو پھر زندگی بھر یہ جرأت نہ ہو سکے گی کہ ہم سفید فاموں سے آزادی کا تصور بھی کر سکیں۔

اور سنو۔ میں اب محفوظ مقام تک پہنچ گیا ہوں۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
اور ڈائنامیٹ وائرلیس چارجر بھی میری جیب میں ہے۔ اس لئے تم اب
اڈے کو بھی تباہ نہیں کر سکو گے۔ اور اگر ایک لمحہ اور تمہاری کال نہ
آجاتی تو میں وائس ایئر مارشل نکلسن کو آرڈر دینے ہی والا تھا۔ اور تم
چاہے بوٹسوانا کے کسی بھی حصے میں پہنچ جاؤ بچ نہ سکو گے۔ میں تمہاری
خاطر پورے بوٹسوانا پر بموں کی بارش کر دوں گا۔ بوٹسوانا میں اتنی
طاقت نہیں ہے کہ وہ ساؤتھ افریقہ کی فضائیہ کا راستہ روک سکے۔
اور اب بھی میں ایسا ہی حکم دوں گا نہ صرف تم بلکہ اب میں نے فیصلہ
کر لیا ہے۔ میں تمہارے پس ماندہ ملک پاکیشیا پر بھی قیامت توڑ
دوں گا۔ کافرستانی حکومت میں ایسے آدمی موجود ہیں جو میرے حکم
پر اسرائیل کو اپنے اڈے استعمال کرنے کی اجازت دے دیں گے۔
اور پھر اسرائیل کے خوفناک میزائل تمہارے ملک کی اینٹ سے
اینٹ بجا دیں گے اوور"۔۔۔ جنرل بارٹر نے انتہائی فخریہ لہجے میں
کہا۔

"مجھے معلوم تھا جنرل بارٹر کہ تم کس قدر گھٹیا اور کمینے آدمی ہو۔ اور
تم کیوں معاہدہ کرنے پر مجبور ہو۔ پھر بھی میں نے معاہدہ صرف اس لئے
کیا تھا کہ میں تمہارے اڈے میں موجود بے شمار انسانوں کی ہلاکت
نہ چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں اتنی مہلت بھی دی ہے۔ اب
تمہارے آدمیوں کی ہلاکت میری وجہ سے نہ ہو گی بلکہ یہ تمہارے
ہی ہاتھوں ہو گی۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ لیکن اب تم نے
خود ہی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آدمیوں کا

قتل عام کرایا ہے۔ اور اس کے باوجود میں شاید تمہیں زندہ چھوڑ کر
واپس چلا جاتا۔ لیکن میرے ملک کے خلاف اپنے گھٹیا خیالات
کا اظہار کر کے تم نے اپنے اڈے کے ساتھ ساتھ اپنی موت بھی
مقدر کر لی ہے۔ اب جب تک تمہاری روح تمہارے جسم میں ہے۔
میں واپس نہیں جاؤں گا۔ اور سنو۔ اپنے وائس ایئر مارشل کو حکم دینے
سے پہلے ایک بار پھر ریڈ پوائنٹ پر کال کر لینا تمہیں خود ہی معلوم
ہو جائے گا کہ تمہاری طرف سے معاہدہ توڑنے کا کیا نتیجہ نکلا ہے
اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور
ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر تیزی سے ناب گھمائی۔
اور دوبارہ پہلے والی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر
سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جنرل بارٹر کالنگ ریڈ پوائنٹ اوور"۔۔۔
ٹرانسمیٹر سے جنرل بارٹر کی چیختی ہوئی آواز نکلی۔ لیکن بار بار یہ فقرہ
دوہرانے کے باوجود ٹرانسمیٹر سے دوسری آواز سنائی نہ دی۔
تو ٹرانسمیٹر یک لخت خاموش ہو گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے
بٹن آف کیا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی۔
اور پھر اسے ایک اور مخصوص فریکونسی پر ایڈجسٹ کر کے اس نے
بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر سے جنرل بارٹر
کی تیز آواز دوبارہ نکلی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جنرل بارٹر کالنگ ملٹری بیس تھرٹی تھری اوور"۔۔۔
جنرل بارٹر بری طرح چیخ رہا تھا۔

"یس سیکنڈ کمانڈر یامر اٹنڈنگ سر اوور" ___ ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارشس انتھونی کہاں ہے۔ اس نے کیوں جواب نہیں دیا اوور" جنرل بارٹر کی حلق کے بل چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جناب مارشس انتھونی تو آپ کے حکم پر جنگی ہیلی کاپٹروں کو لے کر ریڈ پوائنٹ پر گئے تھے۔ لیکن ان کے ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیئے گئے۔ اسکے بعد میں سیکنڈ ان کمان تھا۔ میں نے ان کا انتقام لینے کے لئے جنگی جہاز اور ہیلی کاپٹر بھیجے لیکن سوائے ایک زیرو تھری تھری ہیلی کاپٹر کے باقی بھی تباہ ہو گئے۔ وہ ہیلی کاپٹر واپس کیمپ کی طرف گیا تو آپ اس میں سوار تھے۔ اس لئے میں نے مزید آپریشن روک دیا تھا سر اوور" ___ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ سنو ریڈ پوائنٹ کال کا جواب نہیں دے رہا۔ حالانکہ تھوڑی دیر پہلے میں نے کال کیا تو وہاں سے جواب ملا تھا۔ تمہارے پاس وائیڈ رینج چیکنگ نظام ہے۔ کیا وہاں کوئی واقعہ تو تم نے مارک نہیں کیا اوور" ___ جنرل بارٹر نے کہا۔

"سر۔ ریڈ پوائنٹ تو تباہ ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اچانک وہاں ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور پھر دھماکوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ ریڈ پوائنٹ تو آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہے سر۔ میں نے ابھی ہیڈ کوارٹر کال کر کے یہ اطلاع دی ہے سر۔ وہاں تو

کچھ نہیں بچا بلکہ پورا صحرا ہی تباہ ہو چکا ہے سر۔ انتہائی خوف ناک تباہی ہوئی ہے سر اوور" ___ یامر نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ چارجر تو میرے پاس ہے پھر وین ہاؤس کیسے تباہ ہو گیا۔ چارجر کا بلب ابھی تک کاشن دے رہا ہے۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اوور" ___ جنرل بارٹر نے ایسے چیختے ہوئے کہا جیسے چیخ کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی جسم سے نکلی چلی جا رہی ہو۔

"چارجر ___ کون سا چارجر۔ جناب ویسے میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر ریڈ پوائنٹ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہاں سوائے راکھ کے اور کچھ نہیں بچا اوور" ___ یامر کی آواز سنائی دی۔

"تو اس شیطان نے دھوکہ کیا ہے۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ وہ اب مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ میں اب اسے تو کیا اس کے پورے ملک کو میزائلوں اور بموں سے اڑا دوں گا۔ میں انتقام لوں گا۔ بھیانک انتقام۔ میں جنرل بارٹر ہوں......"

جنرل بارٹر ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر بولے چلا جا رہا تھا۔ اور عمران نے اپنے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

"جنرل بارٹر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ تم نے دیکھ لیا معاہدہ توڑنے کا انجام۔ تم اگر معاہدے پر قائم رہتے تو تمہارے آدمی بچ جاتے۔ لیکن ریڈ پوائنٹ پھر بھی تباہ ہو جاتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کی تباہی کے بغیر ڈوگو فائٹرز والی تمہاری بھیانک سازش

کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے دیپن ہاؤس میں موجود ڈائنامیٹ سٹکس پر وائرلیس کنٹرول چارجر نہیں لگایا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ٹائم بم لگا کر اُسے انٹی کلاک کر دیا تھا۔ انٹی کلاک ہونے سے سارا چکر اُلٹا چل پڑتا ہے۔ اگر اُسے نہ چھیڑا جاتا تو چار گھنٹوں بعد وہ خود بخود فیوز ہو جاتا۔ اور اگر اُسے آف کیا جاتا تو وہ فوراً ہی چارج ہو جاتا۔ مجھے دیپن ہاؤس میں کچھ وقت اس لئے لگ گیا تھا کہ میں نے وہاں موجود جدید ٹائم بم کو کھول کر اس کی سیٹنگ الٹائی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس نظام کا علم تمہارے اس دیپن ہاؤس انچارج کو نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ خالصتاً میری اپنی ایجاد ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ایک اور ڈائنامیٹ سٹکس بنڈل کو وائرلیس کنٹرول سے چارج کر کے علیحدہ چھپایا تھا۔ اس کا چارجر اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ تاکہ اگر تم معاہدے پر عمل کرتے ہوئے آدمی نکال لو۔ ظاہر ہے اس میں چار گھنٹے تو لگ ہی جانے تھے تو پھر میں اس چارجر کی مدد سے تمہارا اڈہ تباہ کر دیتا۔ لیکن تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آدمی نکالنے کی بجائے انچارج کو سٹکس ہٹانے کا حکم دیا۔ یہ اس حکم کا نتیجہ ہے کہ ریڈ پوائنٹ تمہارے آدمیوں سمیت تباہ ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے اس احمق انچارج نے اُسے عام سا ٹائم بم سمجھتے ہوئے آف کر دیا ہو گا۔ اور آف ہوتے ہی ڈائنامیٹ پھٹ گیا۔ اور جس قدر اسلحہ تم نے مظلوم سیاہ فاموں کے قتل عام کے لئے اکٹھا کیا تھا وہ سارا پھٹ گیا۔ اور چونکہ تم نے میرے ملک کے خلاف اپنے ناپاک

ارادے کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت بھی مقدر ہو چکی ہے۔ تمہارے پاس جو چارجر ہے وہ چارجر نہیں ہے۔ وہ بھی وائرلیس کنٹرول سپیشل بم ہے۔ یہ بھی میں نے تمہارے ہی دیپن ہاؤس سے حاصل کیا تھا۔ اب وہ چارجر جس سے میں نے ریڈ پوائنٹ تباہ کرنا تھا۔ وہ اب تمہارے پاس موجود اس بم کو چارج کرے گا۔ اور نتیجہ یہ کہ تم اپنے ناپاک ارادوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے سن رہے ہو تم۔ جنرل بارٹر۔ اگر تم جنرل بارٹر ہو تو میرا نام بھی علی عمران ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری روح بھی اس نام سے ہمیشہ لرزتی رہے گی۔ اوور اینڈ فار ایور اوور"

عمران نے کہا اور ساتھ ہی جیب میں موجود دوسرا ہاتھ باہر نکالا۔ اس میں وہی چارجر موجود تھا۔ جو اس نے پہلے اپنے ساتھیوں کو دکھایا تھا۔ اس کا بلب جل رہا تھا۔ شاید عمران نے گفتگو کے دوران ہی اُسے آن کر دیا تھا۔ ہاتھ باہر نکالتے ہی اس نے اس پر موجود سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر میں سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی جنرل بارٹر کی چیخ بھی سنائی دی۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چارجر جس کا جلتا ہوا بلب اب بجھ چکا تھا بڑے بے نیازانہ انداز میں ایک طرف اچھال دیا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ جولیا سمیت سارے ساتھیوں کے چہرے دیکھنے والے تھے۔ وہ عمران کو مسلسل ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے کسی مافوق الفطرت چیز کو دیکھ رہے ہوں۔

"یہ چکر تو مکمل ہو گیا جولیا۔ ڈوگو فائٹرز اپنے اڈوں اور آدمیوں سمیت ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئے اور ہمبیبیا کے مظلوم سیاہ فام باشندوں پر ٹوٹنے والی قیامت اپنی موت خود مر گئی۔ اور ان پر قیامت توڑنے والا جنرل بارٹر بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اب ہمبیبیا میں ہونے والے انتخابات اور ہمبیبیا کی آزادی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جوزف کا مسئلہ بھی باشوا درخت والے پانی نے پورا کر دیا۔ لیکن وہ ہمارے اکٹھے مرنے والا مسئلہ ویسے ہی رہ گیا۔ اس کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے واقعی ایسا سیٹ کیا تھا کہ اگر چار گھنٹے تک اس ٹائم بم کو آف نہ کیا جاتا تو وہ ڈی فیوز ہو جاتا اور اڈہ تباہ نہ ہوتا یا تم اس جنرل بارٹر کو چکر دے رہے تھے"۔۔۔۔ جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اسے کوئی چکر نہیں دیا۔ میں شریف آدمی ہوں۔ جو معاہدہ کرتا ہوں اسے اپنی طرف سے نہیں توڑتا بیشک آزما کر دیکھ لو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا آزما کر دیکھ لوں"۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"معاہدہ۔۔۔ شادی بھی تو ایک معاہدہ ہی ہوتا ہے ناں۔ بے شک شوہر کے لئے تو جوتے کھانے کا معاہدہ ہوتا ہے میں پھر بھی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں یہ بات دوسری

ہے کہ تنویر مجھ سے معاہدہ کر لے کہ میری جگہ جوتے وہ کھایا کرے گا۔ ایسی صورت میں میرا وعدہ کہ تمہیں مضبوط سے مضبوط جوتے خرید کر دیتا رہوں گا۔ کیوں تنویر۔ ٹھیک ہے۔ کرتے ہو معاہدہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم سے معاہدہ کرنے کی"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو جولیا سے براہِ راست معاہدہ کر لو۔ مجھے پھر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ میں اپنے وعدے پر پھر بھی قائم رہوں گا چاہے مجھے ٹائرسول جوتے ہی کیوں نہ لے کر دینے پڑیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جنگل کا وہ حصہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اگر تم میں یہ بکواس کرنے کی عادت نہ ہو تو تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ تم نے جس طرح اس ریڈ پوائنٹ اور جنرل بارٹر کا خاتمہ کیا ہے میں سوچ بھی نہ سکتی تھی"۔۔۔۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے سوچنے کی۔ یہ کام تو تم تنویر کے لئے ہی رہنے دو۔ وہ کچھ اور نہیں کر سکتا تو سوچ تو سکتا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ سوچ ہی سوچ میں اس نے چھ سات چیاؤں چیاؤں بھی سوچ لئے ہوں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فضا ایک بار پھر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ جب کہ جولیا نے بے اختیار شرم کے مارے منہ دوسری

طرف پھیر لیا۔ اور تنویر کا چہرہ غصے سے پھڑکنے لگا تھا۔
"ارے ارے غصہ نہ کرو۔ غصہ سوچ کے لئے زہر قاتل ہوتا ہے۔ کہیں اس سوچ سے بھی چلے جاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور اس بار تنویر بے اختیار کھسیانہ سا ہو کر ہنس پڑا۔ جب کہ جولیا نے مصنوعی غصے کے انداز میں جھک کر جوتے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔
"ارے ارے۔ ابھی تو معاہدہ ہی نہیں ہوا۔ یہ پیشگی یہ ہرسل نہیں چلے گی" ـــــ عمران نے ایک طرف کو ہٹتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اور فضا ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی شاہکار کہانی

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم ۔ اے

ڈیتھ کوئیک ــــ کافرستان کا ایک ایسا بھیانک سائنسی منصوبہ کہ جس کی تکمیل کے بعد پاکیشیا کے کروڑوں بے گناہ افراد ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ لیکن پوری دنیا اسے قدرتی آفت ہی سمجھتی رہتی۔

ڈیتھ کوئیک ــــ جس کا تجربہ پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کیا گیا اور ہزاروں افراد یکلخت لقمہ اجل بن گئے ــــ مگر پاکیشیا اور پوری دنیا کے ماہرین نے اسے قدرتی آفت قرار دے دیا ــــ کیوں ــــ ؟

ڈیتھ کوئیک ــــ جس کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب میدان میں اُترے تو کافرستان کی چاروں ایجنسیاں عمران کے مقابل آگئیں ــــ اور پھر ایک خوفناک ہنگامے کا آغاز ہوگیا۔